لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

مؤلفہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی

تاریخ الخلفاء

کا ترجمہ مسمّٰی بہ

بیان الامراء

مترجم مولانا مولوی شبیر احمد صاحب انصاری سلمہ

گنبد خضریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احقر محمد عبد المنان غفرلہ الرحمٰن
کتب خانہ اشرفیہ کراچی پاکستان

ت پانچ روپے

نے کو رد کرے تو تو اپنا حسب و نسب بیان کر۔ ورنہ تو اپنے اس چھپے ہوئے نسب کو چھوڑ دے اور نسب کشادہ میں داخل ہو جا۔ اس واسطے کہ انساب بنی ہاشم تو ایسے ہیں کہ بڑے بڑے طامعین کا ہاتھ کوتاہ ہی رہا۔

العزیز باللہ نے ایک دفعہ اندلس کے اموی خلیفہ کے نام ایک خط بھیجا تھا جس میں اس کو گالیاں دی گئی اور ہجو کی گئی تھی۔ اموی خلیفہ نے اس کا جواب لکھا تھا کہ حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ چونکہ تو نے ہمارے نسب کو پہچان لیا لہذا ہجو کی۔ اگر ہمیں بھی تیرا نسب معلوم ہوتا تو ہم بھی ترکی بترکی جواب دیتے (یہ بھی ہجو ملیح ہے کہ تو گمنام خاندان سے ہے) عزیز کو اگرچہ یہ جواب برا معلوم ہوا مگر اس کا جواب کچھ نہ دے سکا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ محققین اس بات پر متفق ہیں کہ عبیداللہ المہدی علوی خاندان سے نہیں تھا۔ ابن طبا طبا العلوی نے عبیداللہ سے اس کا حسب و نسب دریافت کیا تو کیا اچھا جواب ملا کہ عبیداللہ نے اپنی نصف تلوار میان سے باہر کر کے کہا یہ میرا نسب ہے، اور حاضرین دربار پر اشرفیاں پھینک کر کہا کہ یہ میرا حسب ہے۔

ان کی امامت اور خلافت کے صحیح نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان میں سے اکثر زندیق اور خارج اسلام بھی تھے۔ بعض سے انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کا بھی (العیاذ باللہ) اظہار ہوا۔ بعض نے شراب کو مباح کر دیا۔ بعض نے اپنے لئے سجدہ کا حکم کیا۔ ان میں جو اچھا بادشاہ تھا وہ مذہب کا شیعہ اور نہایت خبیث اور لئیم تھا جس نے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو گالیاں دینے کا حکم نافذ کر دیا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں سے نہ بیعت صحیح ہے نہ ان لوگوں کی امامت صحیح ہے۔

قاضی ابوبکر باقلانی فرماتے ہیں کہ المہدی عبیداللہ فرقہ باطنی میں تھا۔ ایسا خبیث تھا ملت اسلام کے زوال میں اور علماء اور فقہاء کے مٹانے اور ان کے قتل کرنے میں بہت زیادہ حریص تھا۔ اس کی اولاد بھی اسی کے طریقہ پر چلی۔ اس کی اولاد نے شراب کو یا زنا کو جائز قرار دیا۔ شیعوں کے مذہب کو ترقی دی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ سے بھی زیادہ شریر، زندیق اور ملعون تھا ابن

کی شان میں گستاخی کا اظہار ہوا۔ عبید یین کا زمانہ اسلام کے لئے اہل تاتار سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔

ابو الحسن قابسی کہتے ہیں کہ جن علماء اور عابدین کو محض اس جرم میں کہ وہ صحابہؓ سے محبت کیوں رکھتے ہیں۔ عبید اللہ اور اسکی اولاد نے قتل کیا ہے اون کی تعداد چار ہزار ہے۔ مگر یہ لوگ بھی عجیب ایماندار تھے کہ موت کو ترجیح دی۔ کاش عبید اللہ فقط رافضی ہی ہوتا مگر افسوس وہ تو پورا پورا زندیق تھا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ابو محمد قیروانی الکیزانی مالکی مذہب کے عالم سے کسی نے دریافت کیا کہ خلفاء مصر کے عقائد قبول کرنے پر اگر کوئی شخص مجبور کیا جائے تو وہ قتل ہونا پسند کرے یا عقائد کو قبول کرے آپ نے جواب دیا کہ قتل ہونے کو اختیار کیا جائے اور اس امر میں کوئی عذر نہ سنا جائے جو عقائد معلوم ہونے سے پہلے ان کے ملک میں آگیا ہو لیکن ان کے عقائد معلوم ہو جانے کے بعد ان کے ملک سے فوراً نکل جانا چاہیئے اور کسی نے اگر معلوم ہو جانے کے باوجود وہیں سکونت اختیار کر لی تو پھر خوف کا عذر سننے کے قابل نہیں ہے اسواسطے کہ جہاں شرع شریف کی بیحرمتی کی جاتی ہو وہاں رہنا ہی جائز نہیں ہے جو اشخاص فقہاء میں سے ان کی سلطنت میں قیام پذیر ہوئے وہ پہلے تو اس خیال سے رہے کہ اُن کی حدود سے مسلمانوں کو نکال دیں اور ان کے عقائد سے بچائیں مگر بعد میں خود ہی ان کے دام تدویر میں آگئے اور اُن سے بیعت کر لی۔

یوسف الغنی کہتے ہیں کہ قیروان کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بنی عبید کا حال مرتدوں اور زندیقوں جیسا ہے کیونکہ ان سے خلاف شریعت امور ظاہر ہوتے ہیں۔

ابن خلکان کے قول کے موافق یہ لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے یہ اُن کی بات بہت مشہور رہی۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ عزیز منبر پر چڑھا تو اُس کو منبر پر ایک کاغذ ملا جس میں یہ اشعار لکھے تھے۔

ترجمہ اشعار

(۱) جب سے تیری سلطنت اور بادشاہت سے راضی ہو گئے نہ کفر و حماقت عطا ہوا ہے تو بتلا کہ ان اشعار کا لکھنے والا کون ہے

ایک عورت نے اس کی طرف ایک قصہ لکھ کر بھیجا جس میں اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے بیشا کی بدولت یہودیوں کو اور ابن نطور کی ذات سے نصرانیوں کو عزت دی اور مسلمانوں کو تیری ذات سے ذلیل کیا (بیشا یہودی شام کا حاکم تھا اور ابن ناطور عیسائی مصر کا) ان کی خلافت صحیح نہ ہونے کا سبب ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایسے وقت لوگوں سے بیعت لی جبکہ ایک عباسی خلیفہ جس سے پہلے بیعت کی جا چکی تھی موجود تھا اور یہ ظاہر ہے کہ وقت واحد میں دو اماموں کی بیعت جائز نہیں بلکہ جس سے پہلے بیعت ہو چکی ہو وہ جائز خلیفہ سمجھا جاتا ہے۔

انہیں میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس بارے میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے کہ جب خلافت بنی عباس تک پہونچ جاویگی تو پھر اس سے نہ نکلے گی حتی کہ بنو عباس عیسیٰ ابن مریم اور مہدی علیہما السلام کو سپرد کر دینگے۔ پس معلوم ہو گیا کہ بنو عباس کے سامنے خلافت کا دعویٰ کرنیوالا خارج اور باغی ہے۔

ان وجوہات کے ہوتے ہوئے میں نے عبیدیین یا اور کسی خارجی کی خلافت یا بادشاہت کا ذکر نہیں کیا بلکہ انہیں خلفاء کا حال کہ جن کی امامت کی صحت اور خلافت و بیعت پر علماء کا اتفاق ہے۔ لکھا ہے۔

اس کتاب کے شروع میں میں نے چند فصلیں لکھی ہیں کہ ان میں مہتم بالشان فوائد ہیں اور جو وقائع غریبہ اور حادثات عجیبہ میں نے ذکر کیے ہیں اُن کو تاریخ حافظ ذہبی سے اقتباس اور ملخص کر کے لکھا ہے۔ واللہ المستعان۔

فصل

اس بیان میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا اور اس میں کیا بھید ہے

بزار اپنی مسند میں حضرت حذیفہؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ آپ نے فرمایا ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں تم پر کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں اور تم میرے خلیفہ کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب آجائے

اس کو حاکم نے مستدرک میں)

شیخین یعنی امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کے قاتل نے نیزہ مارا تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص مجھ سے اچھا تھا یعنی ابو بکر صدیقؓ۔ اس نے خلیفہ مقرر کیا تھا مگر میں تم کو یوں ہی چھوڑے جاتا ہوں کیونکہ تم کو اس شخص نے بھی تو یوں ہی چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہت اچھا تھا۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دلائل النبوت میں عمر بن سفیان سے احمد اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ جنگ جمل میں لڑائی کے بعد خطبہ فرمانے لگے تو آپ نے فرمایا اے لوگو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت کے بارے میں ہم سے کچھ عہد نہیں لیا تھا بلکہ خود ہم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ مقرر کر لیا تھا آپ نے اچھی طرح خلافت کو انجام دیا یہاں تک کہ اس دار فنا سے دار البقا تشریف لے گئے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے نزدیک بہتر اور رہنا سب سمجھ کر حضرت عمرؓ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے بھی بہت اچھی طرح خلافت کو استقامت بخشی اور دین اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا۔ پھر قوموں نے دنیا طلبی کی تو اللہ نے جو کچھ چاہا کیا۔ مستدرک میں حاکم نے بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں اس کی تائید کی ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ بھی کسی کو خلیفہ مقرر کریں گے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

عہد لیتے اور حضرت ابوبکرؓ اس عہد کے خلاف کرتے (بیہقی) ابن سعد حضرت حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے غور کر کے یہ بات سوچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے بجائے امام بنایا تھا۔ پس وہ شخص جس کو حضورؐ نے ہمارے دین کے لئے اختیار کیا تھا دنیا کیلئے بھی کافی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے حق میں فرمایا ہے کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہیں مگر حضرت امام بخاریؒ ہی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ نے خود کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا اور حدیث مذکور ابن حبان نے بروایت سفینہ اس طرح روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو پہلا پتھر دست مبارک سے رکھا پھر ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر حضرت عمرؓ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پتھر کے پہلو میں رکھنے کو فرمایا۔ پھر حضرت عثمانؓ سے حضرت عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں رکھنے کو فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہونگے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اسناد میں کچھ حرج نہیں ہے۔ نیز اسی کو حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں صحیح کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور قول حضرت عمرؓ وغیرہ میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے متعلق اپنے وصال کے وقت کوئی حکم صراحتاً نہیں بیان فرمایا تھا اور یہ اشارات قبل از وفات جناب نے کئے تھے جیسے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر چلو (حاکم) اور جیسے کہ آنجناب نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتدا کرنا علاوہ ان کے اور بھی وہ حدیثیں ہیں جن سے خلافت کا اشارہ نکلتا ہے۔

فصل

اس بیان میں کہ خلافت اور امامت قریش کیلئے ہے

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں ابی برزہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا امامت قریش کو سزاوار ہے۔ جب حکومت کرتے ہیں عدل کرتے ہیں۔ وعدہ کو وفا کرتے ہیں۔ رحم اگر چاہو تو رحم کرتے ہیں (روایت کیا اس کو طبرانی نے) ترمذی ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت قریش کے لئے قضاء انصار کے لئے اور اذان حبشیوں کے واسطے ہے۔ امام احمد اپنی مسند میں بروایت عتبہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلافت قریش میں۔ حکم انصار میں اور دعوت حبشہ میں رہے گی بزار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ خلفاء قریش میں ہوں گے۔ دیندار تو دینداروں کے امیر ہونگے اور بدکار بدکاروں کے۔

فصل

امام احمد فرماتے ہیں کہ سفینہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ خلافت فقط تیس سال تک رہیگی اس کے بعد سلطنت ہوجائیگی (روایت کیا اس کو اصحاب سنن نے) علماء کہتے ہیں کہ خلفاء اربعہ اور امام حسنؓ کے زمانہ خلافت تک یہ تیس سال پورے ہوگئے۔ بزار بسند عبیدہ بن جراح بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دین اسلام کی ابتداء نبوت و رحمت سے ہوئی پھر خلافت و رحمت ہوجائیگی اور اسکے بعد بادشاہت اور جبر آجائیگا۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ جابر بن سمرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ہمیشہ اسلام غالب رہیگا جب تک کہ قریش میں بارہ خلیفہ نہ گذریں (اس کو شیخین نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں جن کے الفاظ اس طرح ہیں۔ یہ نیک امر ہمیشہ رہیگا۔ یہ امر ہوتا رہیگا (ان دونوں کو احمد نے روایت کیا) امام مسلم کے نزدیک یہ الفاظ ہیں۔ ہمیشہ لوگ گذرتے رہیں گے یہاں تک کہ بارہ حاکم ان پر ہوں گے انھوں نے اس طرح بھی روایت کیا ہے۔ یہ امر نہیں منقضی ہوگا حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ نہ ہوچکیں نیز ہمیشہ رہیگا اسلام بارہ خلفاء کے گذرنے تک۔ بزار اس طرح روایت کرتے ہیں میری امت کی حالت ہمیشہ قائم رہیگی تا وقتیکہ اس پر بارہ خلفاء نہ گذر جائیں اور وہ سب قریش ہوں گے۔ ابوداؤد نے اتنا اور اس پر زیادہ کیا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

مکان پر تشریف لے آئے تو قریش گئے اور انھوں نے دریافت کیا کہ پھر کیا ہوگا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ پھر قتل اور فساد ہوگا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ ہمیشہ رہیگا یہ دین قائم یہاں تک کہ ہونگے تم پر بارہ خلیفہ کہ جن پر تمام امت کا اجماع اور اتفاق ہوگا۔ نزدیک احمد اور بزار کے بسند حسن اس طرح ہے کہ ابن مسعودؓ سے دریافت کیا گیا کہ اس امت پر کتنے خلفاء حکمراں ہوں گے۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ ہم نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ بارہ ہونگے جتنے نبی اسرائیل میں نقیب تھے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان احادیث یا ان کے ہم یعنی احادیث میں بارہ خلفاء سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ بارہ خلیفہ خلافت کے غلبہ اور قوت و استقامت اسلام کے زمانہ میں ہونگے اور اجماع و اتفاق ایک شخص واحد کی خلافت کے لئے لوگوں میں پایا بھی جاتا ہے۔ کیونکہ اضطراب زمانہ خلافت بنوامیہؓ میں ولید بن یزید کے وقت سے پیدا ہوا ہے اور یہ اضطراب بنی عباس کے قیام خلافت تک رہا اور بنی عباس کے قیام کے بعد بنو امیہ کا استیصال ہی ہو گیا۔ شیخ اسلام ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں قاضی عیاض کے قول کی نسبت لکھا ہے کہ قاضی عیاض کا قول اس حدیث کے متعلق بہت اچھا ہے کیونکہ بعض صحیح حدیث کے طریق اس کی تائید کرتے ہیں کہ کل لوگوں کا ان پر اتفاق ہوگا۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ مراد اجماع اور اتفاق سے یہ ہے کہ لوگ ان کی بیعت میں مطیع ہو گئے اور کسی نے حیل و حجت نہیں کیا جیسے کہ خود حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ۔ علیؓ کے زمانہ تک ہوا اور قضیہ صفین واقع ہوا۔ پھر معاویہؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور لوگوں نے پھر حضرت امام حسنؓ سے خلع بیعت کے بعد امیر معاویہؓ پر اجماع کر لیا۔ پھر یزید پر اجماع ہوا اور امام حسینؓ پر نہیں ہوا بلکہ آپ شہید کر دیے گئے۔ پھر یزید کے مرنے کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا حتی کہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان پر پھر اجماع ہو گیا اور عبدالملک بن مروان کے بعد اس کی چاروں اولادوں یعنی ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ ہشام پر ہوا اور سلیمان اور یزید کے درمیان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز پر بھی اجماع ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس حساب سے خلفاء راشدین کے علاوہ یہ سات خلیفہ ہوئے اور بارہواں کہ ولید بن یزید

یعنی عبد الملک ہے کہ لوگوں نے اس کے چچا ہشام کے انتقال کے بعد اس پر اجماع کر لیا تھا پھر چار برس کے بعد لوگ اس سے پھر گئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور فتنہ و فساد پیدا ہو گیا اور اس وقت سے زمانہ ہی پلٹ گیا اور اس کے بعد پھر کسی خلیفہ کے واسطے اجماع نہیں ہوا کیونکہ یزید بن ولید اپنے چچا کے بیٹے ولید بن یزید کے خلاف کھڑا ہو گیا مگر یہ بھی دیر تک زندہ نہ رہا بلکہ اس پر اس کے باپ کے چچا کا بیٹا مروان بن محمد بن مروان غالب آگیا اور جب یزید مرا تو اس کے بھائی ابراہیم نے سلطنت ہاتھ میں لی مگر مروان نے ابراہیم کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر مروان پر بنو عباس غالب آگئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور بنو عباس میں سب سے پہلا خلیفہ سفاح ہوا مگر اس کا بھی زمانہ نے دیر تک ساتھ نہ دیا اسکے بعد اسکا بھائی منصور خلافت پر بیٹھا اگرچہ اس نے کچھ مدت تک سلطنت کی مگر اسکے ہاتھ سے مغرب اقصیٰ نکل گیا کیونکہ اندلس (اسپین) پر بنو امیہ غلبہ کر گئے اور مدتوں قابض رہے حتیٰ کہ انھوں نے اپنی سلطنت کو خلافت کا لقب دیدیا اور بہت سی خرابیاں واقع ہو گئیں اور خلافت کا نام ہی نام باقی رہ گیا۔ حالانکہ عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک غلبہ پالیا تھا اور شرقاً و غرباً خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور تمام شہروں میں بغیر حکم خلیفہ کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اندلس کا جدا ہونا اور وہاں برائے نام چند نام نہاد خلفاء کا حکومت کرنا اور انہیں کے ساتھ مصر میں عبیدیوں کا دعویٰ خلافت کرنا زوال خلافت بغداد کے اسباب ہیں۔ نیز علویوں اور خوارج کا اقطاع زمین میں دعویٰ خلافت کرنا بھی زوال بغداد میں شامل ہے۔

اس تاویل سے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ پھر فتنہ و فساد ہوگا یہ ہو سکتی ہے کہ ناحق قتل واقع ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے بلکہ زیادہ ہوتے جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بارہ خلیفہ شروع اسلام سے لیکر قیامت تک ہوں گے اور حق پر عمل کریں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے ہی ہوں۔ اس تاویل کی تائید مسدد کی اوس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو وہ

اپنی مسند کبیر میں ابوالخلد سے لائے ہیں کہ نہیں ہلاک ہوگی یہ اُمت تاوقتیکہ اس میں سے ایسے بارہ خلفاء نہ گذریں جو دین حق اور راہ ہدایت پر چلنے والے ہوں گے اور انہیں میں سے دو آدمی اہل بیت میں سے ہوں گے۔ اس تاویل پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ پھر فتنہ و فساد ہوگا یہ معنی ہونگے کہ وہ فتنے خروج دجال سے لیکر زمانہ مابعد تک ہوں گے اور قرب قیامت کی خبر دینے والے ہوں گے انتہی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ بارہ خلفاء یہ ہیں۔ خلفاء اربعہؓ امام حسنؓ امیر معاویہؓ۔ ابن زبیر۔ عمر بن عبدالعزیز۔ آٹھ تو یہ ہوئے۔ نویں مہدی کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خلیفہ عباسیوں میں ایسا عادل ہوا ہے جیسے کہ بنی اُمیہؓ میں عمر بن عبدالعزیز۔ ایسے ہی طاہر کو بھی شامل کرنا چاہیئے اس لئے کہ وہ بھی بہت ہی بڑا عادل خلیفہ ہوا ہے۔ دو ابھی باقی ہیں ایک اُن دونوں میں سے مہدی ہوں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔

فصل

اُن احادیث میں جو بنی اُمیہ کی خلافت بتلانے والی ہیں

ترمذی کہتے ہیں کہ یوسف بن سعد سے مروی ہے کہ جس وقت امام حسنؓ نے معاویہ سے بیعت کرلی تو ایک آدمی کھڑا ہو کر امام حسنؓ سے کہنے لگا کہ تو نے مسلمانوں کا منہ سیاہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت فرمائے مجھے برا نہ کہہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب خواب میں بنواُمیہ کو منبر پر دیکھا تھا تو آپ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تھا۔ اُسی وقت انا اعطینٰک الکوثر اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر نازل ہوئیں۔ یعنی نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہے رات قدر کی۔ رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ آپ کے انتقال کے ہزار مہینے کے بعد اے محمدؐ بنواُمیہ مالک ہو جائیں گے۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو امیر معاویہؓ کی بیعت بالکل ہزار ہی مہینہ کے بعد واقع ہوئی نہ کم و بیش۔ ترمذی

کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے یہ حدیث قاسم ہی سے مروی ہے اگرچہ وہ ثقہ ہیں مگر ان کے استاد مجہول تھے۔ اسی حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ حافظ ابو الحجاج کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور ابن کثیر بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن جریر اپنی تفسیر میں حد عباس ابن سہل سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حکم بن عاص کو (خواب میں) دیکھا کہ بندر کی طرح منبر پر کودتا ہے۔ آپ کو یہ برا معلوم ہوا۔ اس کے بعد آپ وفات شریف تک کبھی نہیں ہنسے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کا شان نزول بھی یہی خواب ہے۔ اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں لیکن احادیث عبداللہ بن عمر اور یعلی بن مرہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم اس حدیث کے شواہد ہیں۔ اس حدیث کو میں نے دیگر طریقوں کے ساتھ کتاب التفسیر والمسند میں نقل کیا ہے۔ نیز کتاب اسباب النزول میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فصل

اور ان احادیث میں جو بنی عباس کی خلافت کی بشارت دینے والی ہیں

بزار نے بہ سند ابوہریرہؓ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ تم لوگوں میں نبوت اور بادشاہت دونوں ہیں (اس حدیث کی سند میں عامری ضعیف ہے مگر اس کو ابو نعیم دلائل النبوت میں اور ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر اپنی کتاب میں متعدد طریقوں سے لائے ہیں) امام ترمذی بروایت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے ارشاد فرمایا کہ کل صباح اپنے بیٹے کو لیکر آپ میرے پاس آیئے تاکہ میں ان کے لئے دعا کروں کہ خداوند تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد کو نفع بخشے حضرت عباسؓ صباح اپنے بیٹے کو کپڑے پہنا کر حضورؐ کی خدمت میں لے گئے آپ نے دعا کی کہ الٰہا العالمین عباسؓ اور اس کے بیٹے کی ظاہر اور باطن میں مغفرت کر اور کسی گناہ میں نہ پکڑ۔ اے اللہ اس کی اور اس کے

بیٹے کی حفاظت فرما۔ ترمذی اپنی جامع میں اتنا ہی لکھتے ہیں مگر رزین العبدی نے اسکے آخر میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ اس کے بعد اس کی خلافت کو باقی رکھ۔ میرے نزدیک یہ اور اس سے پہلی حدیث اصح ہیں۔

طبری نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو مروان کو میں نے اپنے منبر پر پے در پے چڑھتے دیکھا تو مجھ کو برا معلوم ہوا لیکن جب بنو عباس کو دیکھا تو مجھے اچھا معلوم ہوا۔ ابو نعیم حضرت ابو ہریرہؓ کی سند سے حلیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت عباسؓ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو الفضل کیا میں تم کو نہ بشارت دوں کہا کہ ضرور دیجئے۔ فرمایا کہ اللہ نے اس امر کو مجھ سے شروع کیا ہے اور تیری اولاد کے ساتھ اس کو ختم کریگا (اس کے اسناد ضعیف ہیں) حضرت علیؓ کی حدیث میں بھی اسی طرح وارد ہوا ہے لیکن خطیب نے تاریخ میں ابن عباسؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ تم ہی سے یہ امر شروع ہوا اور تم ہی پر ختم ہوگا۔ میں عنقریب ہی اس حدیث پر مع اس کی اسناد کے مہتدی باللہ کے بیان میں بحث کرونگا۔ نیز ایک اور حدیث خطیب نے بسند جابر بن عبد اللہ عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباسؓ کی اولاد بادشاہ ہوگی۔ میری امت کے امیروں کی وجہ سے اللہ صاحب دین کو غلبہ دینگے۔

بروایت ابن عباسؓ ابو نعیم نے دلائل میں لکھا ہے کہ ام الفضل نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جناب نے فرمایا کہ تیرے بطن میں لڑکا ہے جب پیدا ہو تو اس کو لیکر میرے پاس آنا جب پیدا ہوا تو میں اسے خدمت اقدس میں لیکر حاضر ہوئی۔ آپ نے اس لڑکے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی اور لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور عبد اللہ نام رکھا اور فرمایا کہ خلفاء کے باپ کو لیجا میں نے اس وقوعہ کا ذکر حضرت عباسؓ سے کیا انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے

جواب دیا کہ ہاں جو کچھ میں نے کہا ہے سچ ہے۔ وہ خلفاء کا باپ ہی ہے اسی کی اولاد میں سفّاح اور مہدی ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ شخص بھی ہوگا جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ (دیلمی بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ مسند الفردوس میں مرفوعاً بیان کرتے ہیں قریب ہے کہ بنی عباس کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا اور ان کے ہاتھ سے نہیں نکلنے کا تاوقتیکہ حق نہ قائم ہوجائے۔

دارقطنی نے افراد میں بسند ابن عباس لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا جب تیری اولاد سیاہ کپڑے پہننے لگے گی اور اہل خراسان ان کے مددگار ہوں گے تو ہمیشہ اونہیں میں حکومت رہیگی۔ یہانتک کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو سپرد کردینگے (یہ حدیث ضعیف ہے حتیٰ کہ ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے گو اس کے لئے شواہد ہیں) طبرانی نے کبیر میں بروایت ام سلمہؓ مرفوعاً لکھا ہے کہ خلافت میرے چچا کے بیٹوں اور میرے باپ کے ہم جدوں میں رہے گی حتیٰ کہ وہ اس کو مسیح علیہ السلام کو سپرد کردینگے۔ عقیلی کتاب الضعفاء میں بسند ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ بنی عباس وہ کام ایک دن میں کردینگے جس کو بنواُمیّہ دو دن میں کرینگے اور وہ کام ایک مہینہ میں انجام دیدینگے جس کو بنواُمیّہ دو مہینہ میں کرسکیں گے۔ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں بیان کیا ہے کیونکہ اس میں ایک راوی بکار بھی ہے جس کو وہ متہم کہتے ہیں۔ حالانکہ بکار کبھی بھی جھوٹ بولنے یا وضع حدیث میں متہم نہیں ہوئے۔ البتہ ابن عدی نے اُن کو ضعفاء میں شمار کیا ہے پھر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ چنداں حرج نہیں ہے اور نہ اس حدیث کے معنی کچھ بعید از قیاس ہیں کیونکہ دولت بنی عباس کا زمانہ عروج جب کہ ان کی حکومت ماسوائے مغرب اقصیٰ کے چار دانگ عالم میں مشرق سے مغرب تک تھی سنہ ۱۳۰ھ کے قریب سے شروع ہوکر سنہ ۱۹۰ھ تک کے قریب ہے۔ یہاں تک کہ خلافت مقتدر کے سپرد ہوئی اور سلطنت کے انتظام میں خلل پڑگیا اور مغرب کا تمام ملک اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اسکی دولت میں اس کے بعد فساد و اختلال پیدا ہوگیا جیساکہ آگے آئیگا اس حساب سے

ان کی دولت اور مملکت کا عروج ایک سو ساٹھ سال (یا کچھ کم و بیش) رہا اور یہ زمانہ بنو امیہ کے عروج کے زمانہ سے دو چند ہے کیونکہ ان کے عروج کا زمانہ بانوے ۹۲ برس ہے۔ ان میں سے نو برس ابن زبیر کی خلافت کے منہا کرنے کے بعد تراسی ۸۳ سال باقی رہتے ہیں جو دولت عباسیہ کے زمانہ عروج سے نصف ہے اس کے علاوہ اسکی شاہد وہ حدیث بھی ہے جس کو زبیر بن بکار نے موقفیات میں بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ حضرت عباس رضی نے حضرت معاویہ رضی سے کہا کہ اگر تم ایک روز حکومت کرو گے تو ہم دو روز کرینگے اور اگر تم ایک مہینہ کرو گے تو ہم دو مہینے کرینگے اور اگر تم ایک سال کرو گے تو ہم دو سال کریں گے۔ ابن زبیر موقفیات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی نے فرمایا کہ سیاہ جھنڈے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے واسطے ہیں اور ان کا زوال مغرب کی طرف سے ہوگا۔ تاریخ دمشق میں ابن عساکر لکھتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ حضرت عباس رضی کے حق میں دعا فرمائی کہ اے الٰہ العالمین عباس اور اسکی اولاد کی مدد فرما۔ پھر حضرت عباس رضی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے چچا جان کیا آپ اس بات کو نہیں جانتے کہ آپکی اولاد میں سے مہدی موفق ہوگا (کریمی جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہے وضاع ہے) ابن سعد بروایت ابن عباس رضی طبقات میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عباس رضی نے عبدالمطلب کی اولاد کو جمع کیا چونکہ حضرت عباس رضی کو حضرت علی رضی سے کمال محبت تھی اس لئے آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے آج ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں جا کر عرض کرو کہ اگر خلافت ہمارے ہی واسطے ہے تو جبتک ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں گے اور اگر ہمارے واسطے نہیں ہے تو ہم آج ہی سے اس کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ اے چچا جان بیشک خلافت آپ ہی کے لئے ہے کسی کی بھی مجال نہیں کہ اس میں منازعت کرے۔

فصل

دیلمی مسند الفردوس میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

خداوند تعالیٰ جب کسی قوم کو بادشاہت کے واسطے پیدا کرتے ہیں تو اپنا دست قدرت اس کی پیشانی پر پھیر دیتے ہیں (راس کے راویوں میں میسرہ متروک ہے) اسکو دیلمی نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

فصل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے بیان میں جو خلفا میں آخر وقت تک چلی آئی ہے

سلفی طوریات میں لکھتے ہیں کہ جب کعب بن زبیر نے اپنا وہ قصیدہ جس کا نام (بانت سعاد) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پڑھا تو حضورؐ نے چادر اس وقت اوڑھے ہوئے تھے کعب بن زبیر کی طرف پھینکدی۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں کعب کو لکھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک دس ہزار درہم کی عوض میں ہمیں ہدیہ کردو مگر انھوں نے اس کو منظور نہ کیا۔ جس وقت کعب نے وصال کیا تو حضرت معاویہؓ نے انکی اولاد سے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید لی پھر وہ چادر خلفاء بنی عباسؓ کی طرف منتقل ہوگئی۔ علاوہ سلفی کے اور لوگ بھی اسی طرح کہتے ہیں مگر ذہبی اپنی تاریخ میں یوں لکھتے ہیں کہ یہ چادر وہ نہیں تھی جس کو حضرت معاویہؓ نے خریدی تھی بلکہ وہ تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں اہل ایلہ کو بطور نشان امان کے اپنے خط کے ساتھ مرحمت کی تھی پھر اس کو تین ہزار درہم میں سفاح نے خرید لی تھی۔ میرے نزدیک جو چادر معاویہؓ نے خرید تھی وہ دولت عباسیہ کے زوال کے وقت گم ہوگئی تھی امام حنبلؒ (زہد میں) لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چادر ایک وفد کے آنے کے وقت اوڑھکر نکلے تھے وہ حضرموتی تھی۔ اس کا طول چار گز کا اور عرض دو گز ایک بالشت کا تھا یہی چادر خلفاء کے پاس پہونچی اور بوجہ بوسیدہ ہونے کے کپڑوں میں لپٹی رہتی تھی۔ خلفاء عیدین میں پہنا کرتے تھے۔ اسی طرح بطور وراثت کے نسلاً بعد نسل خلفاء میں چلی آتی تھی۔ خلفاء بڑے بڑے جلوسوں میں بطور تبرک کے اس کو کاندھے پر ڈال لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب مقتدر فتنۂ تتار میں مقتول ہوا تو یہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اسکے خون میں آلودہ ہو گئی

اور اسی جگہ ضائع ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فصل

بعض مختلف فوائد میں جنکا ذکر یہاں مناسب ہے،

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ صولی نے کہا ہے کہ ہر چھٹے خلیفہ نے خلع کیا ہے۔ میں نے غور کیا تو فی الواقع عجیب بات معلوم ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوّل خلیفہ ہیں آپ کے بعد ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر حسنؓ۔ جنہوں نے خلع کیا۔ پھر معاویہ۔ یزید بن معاویہ۔ معاویہ بن یزید۔ مروان۔ عبد الملک بن مروان۔ ابن زبیر انھوں نے بھی خلع کیا پھر ولید۔ سلیمان۔ عمر بن عبد العزیز۔ یزید۔ ہشام۔ ولید اس نے بھی خلع کیا اور بنی امیہ کی سلطنت ہی جاتی رہی۔ اس کے بعد سفاح پھر منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ رشید۔ امین۔ اس نے خلع کیا۔ پھر مامون۔ معتصم۔ واثق۔ متوکل۔ منتصر۔ مستعین خلع کیا۔ پھر معتز مہتدی۔ معتمد۔ معتضد۔ مکتفی۔ مقتدر جس نے دو مرتبہ خلع کیا۔ آخر قتل ہوئے۔ پھر قاہر راضی۔ متقی۔ مستکفی۔ مطیع۔ طائع اس نے بھی خلع کیا۔ پھر قادر۔ قائم۔ مقتدی۔ مستظہر مسترشد۔ راشد اس نے بھی خلع کیا (ابن جوزی کا آخری کلام یہی ہے)

مؤلف کہتے ہیں کہ چند وجہ ایسی ہیں جن سے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچی۔ کیونکہ عبد الملک کے بعد ابن زبیر کو بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابن زبیر پانچویں خلیفہ ہیں اور ان کے بعد عبد الملک خلیفہ ہوئے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دونوں مل کر پانچویں خلیفہ ستھے یا ایک خلیفہ تھا اور دوسرا خارج کیونکہ ابن زبیر سابق البیعت تھے۔ لہٰذا عبد الملک کی خلافت ابن زبیر کے قتل کے بعد صحیح ہوئی۔ دوسرے یزید الناقص اور اسی کے بھائی ابراہیم کو بھی شمار نہیں کیا حالانکہ ابراہیم نے خلع کیا ہے۔ نیز مروان بھی شمار نہیں کیا گیا۔ پس اس حساب سے امین نواں خلیفہ ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات پہلے جو گزر چکی ہے کہ مروان کا شمار نہیں کیا گیا یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ باغی تھا۔ نیز معاویہ بن یزید بھی باغی تھا کیونکہ ابن زبیر سے لوگوں نے یزید کی مدت کے بعد بیعت کی تھی اور معاویہؓ نے شام میں انکے

خلاف ہتیار اٹھلے تھے۔ پس اس حساب سے ان دونوں کو ایک شمار کیا گیا ہے اور یزید ناقص کے بعد جو ابراہیم تخت پر بیٹھا تھا اس کی خلافت تامہ نہ تھی کیونکہ ایک قوم نے اس سے بیعت کی اور ایک نے نہیں کی تھی۔ بعض اس کو خلیفہ ہی نہیں کہتے بلکہ اس کو امیر کا خطاب دیتے ہیں۔ نیز اسکی مدت سلطنت ہی کل چالیس یا ستر روز ہیں۔ پس اس حساب سے مروان الحمار چھٹا ہوا کیونکہ وہ معاویہ کے بعد بارہواں خلیفہ تھا۔ اور امین اس کے بعد چھٹا۔ اصل یہ ہے کہ خلع چھٹے پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ معتز اور قاہر اور متقی اور مستکفی نے بھی خلع کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں کچھ حرج نہیں اسواسطے کہ قائل کا مقصود یہ ہے کہ ہر چھٹے خلیفہ نے ضرور بالضرور خلع کیا ہے۔ یہ اس بات کا منافی نہیں ہے کہ درمیان میں کسی نے خلع نہیں کیا ہے۔ یہ بھی اعتراض ہے کہ راشد کے بعد مقتفی اور پھر مستنجد مستضی۔ ناصر۔ ظاہر۔ مستنصر ہوئے اور مستنصر جو چھٹا تھا اس نے خلع نہیں کیا۔

پھر مستعصم خلیفہ ہوا۔ اس کو تاتاریوں نے شہید کر کے خلافت کا خاتمہ کردیا اس کے بعد ساڑھے تین سال تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا پھر مستنصر خلیفہ ہوا مگر وہ دارالخلافت میں نہیں تھا بلکہ اس کی بیعت مصر میں واقع ہوئی تھی۔ مصر سے وہ عراق پہونچکر تاتاریوں سے لڑکر شہید ہوا اور پھر ایک سال تخت خلافت خالی رہا۔ اب خلافت مصر میں منتقل ہوگئی۔ یہاں سب سے پہلا خلیفہ حاکم ہوا۔ اس کے بعد مستکفی۔ واثق۔ حاکم۔ معتضد۔ متوکل ہوئے اور چھٹے خلیفہ متوکل نے خلع کیا۔ اس کے بعد مستعصم ہوا اور پندرہ روز خلیفہ رہ کر ہی خلع کردیا۔ اس کے بجائے پھر دوبارہ متوکل خلیفہ ہوا اور پھر خلع کیا اور ان کے بعد محمد زکریا مستعصم خلیفہ ہوا اور خلع کیا پھر سہ بارہ متوکل ہی ہوا اور مرتے دم تک خلیفہ رہا۔ پھر مستعین۔ معتضد۔ مستکفی۔ قائم ہوئے اور قائم نے جو مستعصم اول و دوم سے چھٹا تھا خلع کیا اس کے بعد مستنجد جو اس وقت خلیفہ ہے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور یہ بنی عباس کا اکیانواں [91] بادشاہ تھا۔

دیگر مختلف فوائد

بیان کیا جاتا ہے کہ خلفاء بنی عباس میں ایک شروع کرنے والا ہے دوسرا درمیانی ہے تیسرا آخری ہے۔ چنانچہ منصور شروع کرنے والا اور مامون درمیانی اور معتضد آخری ہے۔

خلفاء بنی عباس سفاح مہدی اور امین کے علاوہ سب کنیزکوں کی اولاد میں سے تھے حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حسنؓ بن علیؓ اور امینؒ بن رشید کے سوا کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے بطن سے نہیں تھا (اس کو صولی نے روایت کیا ہے)

علاوہ حضرت علیؓ بن ابی طالب اور علی المکتفی کے کسی خلیفہ کا نام علی نہیں تھا (ذہبی)

میں کہتا ہوں کہ اکثر خلفاء کے نام مفرد ہیں اور مثنیٰ بہت کم البتہ ایک جیسے نام بہت ہیں۔ عبد اللہ۔ احمد۔ محمد۔

خلفاء کے نام مستعصم تک جو آخر خلیفہ عراق ہے مفرد ہیں۔ پھر خلفاء مصریین میں مکرر رکھے گئے۔ جیسے مستنصر۔ مستکفی۔ واثق۔ حاکم۔ معتضد۔ متوکل۔ مستعصم۔ مستعین۔ قائم۔ مستنجد۔ ان میں سے مستکفی اور معتضد تین کے نام رکھے گئے اور باقی دو دو کے۔

بنی عباس کے خلفاء میں سے کوئی شخص خلفاء بنی عبید کا ہمنام نہیں ہوا۔ بجز قائم حاکم۔ ظاہر اور مستنصر کے۔ مہدی اور منصور قبل از وجود بنی عبید کے بنی عباس میں رکھے جا چکے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ اگر کسی خلیفہ یا بادشاہ کا لقب قاہر ہو تو وہ فلاح کو نہیں پہونچتا اور نہ کبھی پھولتا پھلتا ہے۔ میرے نزدیک یہی حال مستکفی اور مستعین کے لقب والوں کا بھی ہے۔ دیکھئے بنی عباس میں دو خلیفہ اس نام کے ہوئے دونوں نے خلع کیا اور قتل ہوئے ہاں معتضد بابرکت اور سب سے اچھا لقب ہے۔

اپنے بھتیجے کی جگہ سوائے مقتفی اور مستنصر کے کوئی نہیں تخت پر بیٹھا۔ مقتفی راشد کے بعد اور مستنصر معتصم کے بعد خلیفہ ہوئے (ذہبی)

ایک باپ کے تین بیٹے یکے بعد دیگرے سوائے امین۔ مامون اور معتصم کے اولاد ہارون رشید

ہیں اور مستنصر معتز اور معتمد اولاد متوکل ہیں اور راضی - مقتفی - مطیع اولاد مقتدر ہیں خلافت پر نہیں بیٹھے -

کہتے ہیں کہ اولاد عبد الملک میں چار بیٹے تخت پر بیٹھے جس کی نظیر خلفاء میں نہیں ملتی البتہ بادشاہوں میں ملتی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ نظیر خلفاء میں بھی ملتی ہے۔ دیکھئے متوکل کی اولاد سے چار نہیں بلکہ پانچ ہوئے۔ مستعین - معتضد - مستکفی - قائم - مستنجد -

اپنے والد کی حیات میں سوائے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ابو بکر الطائع بن مطیع کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا چونکہ ابو بکر الطائع کے باپ کو فالج پڑ گیا تھا اس لئے اس نے طوعاً و کرہاً اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا۔

علماء کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے باپ کی زندگی میں خلیفہ ہوا اور خلافت کا متولی ہوا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں جس نے سب سے اول بیت المال بنایا اور قرآن شریف کو مصحف کا خطاب دیا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہیں۔

وہ شخص جو سب سے اول امیر المومنین کہلایا اور درہ ایجاد کیا سنہ ہجری جاری کیا۔ تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ دیوان خانہ تعمیر کرایا حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔

جس نے سب سے پہلے چراگاہیں مقرر کیں۔ جاگیریں دیں۔ جمعہ میں اذان ثانی پڑھوائی مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خطبہ پر لکنت سے پھر قادر نہ ہو سکے پولیس مقرر کی وہ حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔

جس نے سب سے پہلے اپنی زندگی میں ولیعہد مقرر کیا اپنی خدمت کے لئے خواجہ سرا رکھے وہ حضرت معاویہؓ ہیں۔

جس کے دربار میں سب سے پہلے دشمن کا سر کٹ کے آیا۔	عبید اللہ ابن زبیر ہیں -
جس نے سب سے پہلے اپنا نام سکّہ پر ضرب کرایا۔	عبد الملک بن مروان ہے -
جس شخص نے سب سے پہلے اپنا نام لیکر پکارنے کو منع کیا۔	ولید بن عبد الملک ہے -
جنہوں نے سب سے اول القاب کا اختراع کیا۔	خلفائے بنی عباس ہیں -

ابن فضل اللہ کہتے ہیں کہ بعض کا گمان ہے کہ بنی عباس کی طرح بنو امیّہ نے بھی القاب مقرر کر رکھے تھے - میں کہتا ہوں کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ معاویہؓ کا لقب

الناصر لدین اللہ اور یزید کا المستنصر اور معاویہ بن یزید کا الراجع الی الحق اور مروان کا المؤتمن باللہ تھا۔ اسی طرح عبدالملک کا الموفق لامراللہ۔ اس کے بیٹے ولید کا المنتظم باللہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا المعصوم باللہ۔ یزید بن عبدالملک کا القادر بصنع اللہ اور یزید ناقص کا الشاکر لانعم اللہ تھا۔

جس کے عہد میں زبانیں مختلف ہوئیں وہ سفاح ہے۔

جس نے سب سے پہلے نجومیوں کو بلایا اور ان کے کہنے پر عمل کیا اپنے غلاموں کو حاکم بنایا عرب کا گورنر کیا وہ منصور ہے۔

جس نے سب سے اول غیر مذاہب کے رد میں کتابیں لکھوائیں وہ مہدی ہے۔

جس نے سب سے اول جلو میں تلواریں اور نیزے لیکر سپاہیوں کو چلایا وہ ہادی ہے۔

جس نے سب سے اول گیند بلا یعنی چوگان کھیلا رشید ہے۔

جس کو سب سے پہلے اوس کے لقب کے ساتھ پکارا گیا اور جو سب سے پہلے لقب کیساتھ لکھا گیا۔ امین ہے۔

جس نے سب سے پہلے ترکوں کو دیوان میں جگہ دی۔ معتصم ہے۔

جس نے سب سے اول ذمیوں کا فروں کا لباس خاص مقرر کیا۔ متوکل ہے۔

جس کو سب سے پہلے ترکوں نے شہید کیا متوکل ہے اور اسی واقعہ سے ظاہر ہو گئی تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی جس کو طبرانی نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم ترکوں کو اس سے پہلے چھوڑ دو کہ وہ تم کو چھوڑیں کیونکہ سب سے اول وہی ہونگے جو میری امت کے ایک بادشاہ کو اُن سے جدا کر دیں گے۔

جس نے سب سے اول چوڑی آستین اور چھوٹی ٹوپیاں استعمال کیں وہ مستعین ہے

جس نے سب سے اول گھوڑوں کو چاندی کا زیور پہنایا وہ معتز ہے۔

جس پر سب سے اول جبر و قہر کیا گیا معتمد ہے۔

جو سب سے پہلے بچپن میں خلیفہ بنایا گیا۔ مقتدر ہے۔

سب سے آخر خلیفہ جو تدبیر لشکر اور اموال سے الگ کیا گیا۔ راضی ہے۔ یہی وہ خلیفہ ہے جس نے سب سے آخر میں شعر کہا خطبہ پڑھا اور ہمیشہ لوگوں کو نماز پڑھاتا رہا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے اپنے ہم نشینوں۔ ندیموں کو اپنے سامنے بٹھایا اور یہی وہ آخر خلیفہ ہے جس کا وظیفہ۔ جاگیر۔ خدام۔ کنیزیں۔ خزانہ۔ مطبخ۔ مجلس نگہبان پہلے خلفاء کی طرح الگ تھا یہی وہ آخر خلیفہ ہے کہ جس کے بعد پھر کسی خلیفہ نے لباس خلافت پہنکر سفر نہیں کیا۔

جس کے نام سے القاب مکرر ہوئے وہ سب سے اول مستنصر ہے جو مستعصم کے بعد خلیفہ ہو (عبکری)

جو شخص سب سے اول اپنی والدہ مکرمہ کی حیات میں خلیفہ ہوا وہ حضرت عثمان غنی ہیں پھر ہادی پھر رشید۔ امین۔ متوکل۔ مستنصر۔ مستعین۔ معتز۔ معتضد مطیع ہیں۔

صولی کہتے ہیں کہ کوئی عورت سوائے والدہ ولید و سلیمان۔ ابنان۔ عبدالملک کے اور شاہین والدہ یزید ناقص و ابراہیم کے اور خیزران والدہ ہادی و رشید کے ایسی نہیں ہوئی جس کے بطن سے دو خلیفہ پیدا ہوئے ہوں مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں والدہ عباس و حمزہ اور والدہ داؤد و سلیمان کو بھی شامل کرنا چاہیئے وہ داؤد و سلیمان جو متوکل اخیر کی اولاد سے تھے۔

ف عبیدیوں میں خلافت سے ملقب چودہ اشخاص ہوئے ہیں۔ اُن میں سے تین آدمی یعنی مہدی۔ قائم اور منصور مغرب میں اور گیارہ آدمی یعنی معز۔ عزیز۔ حاکم۔ ظاہر۔ مستنصر۔ مستعلی۔ آمر۔ حافظ۔ ظافر۔ فائز۔ عاضد مصر میں۔ ابتداء سلطنت انکی ۲۹۹ھ کے کچھ بعد ہوئی اور زوال سلطنت ۵۶۷ھ میں ہوگیا۔ **ف** ذہبی کہتے ہیں کہ ان کی سلطنت گویا مجوسیوں اور یہودیوں جیسی سلطنت تھی نہ علویوں جیسی اور باطنیہ چونکہ فاطمیہ نہ تھے اس لئے ان کی سلطنت کو بھی خلافت نہیں کہہ سکتے **ف** مغرب میں بنو امیہ میں سے جنہوں نے خلافت کی وہ عبیدیین سے شریعت و سنت عدل و فضل و علم و جہاد میں بدرجہا بہتر تھے ان میں سے چھ شخص اندلس میں خلیفہ کے لقب سے مخاطب تھے

اکثر علمار نے خلفار کی تاریخیں لکھی ہیں۔ منجملہ اُن کے لفظو یہ نحوی نے دو جلدوں میں ایک تاریخ لکھی ہے اور اس میں انہوں نے قاہرہ کے زمانہ تک کا حال بیان کیا ہے یصولی نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے جو محض عباسیوں کی تاریخ ہے وہ میں نے دیکھی ہے اور اس سے اس کتاب میں مدد لی ہے۔ جوزی نے بھی صرف عباسیوں ہی کی تاریخ لکھی ہے اس میں ناصر کے زمانہ تک کا حال ہے۔ اسے بھی میں نے دیکھا ہے۔ ابو الفضل احمد بن ابوطاہر المروزی جن کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی انھوں نے بھی ایک لکھی ہے۔ نیز ایک بنی العباس امیر ابی موسیٰ ہارون بن محمد العباسی نے بھی لکھی ہے

فٹ خطیب لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان اور مامون کے سوا کوئی خلیفہ حافظ قرآن نہیں ہوا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے بلکہ ابوبکر صدیقؓ بھی حافظِ قرآن تھے اس کی تصریح ایک جماعت مورخین نے کی ہے اور نووی نے اپنی تہذیب میں لکھا ہے نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی بعد از وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام قرآن شریف حفظ کیا تھا **فٹ** ابن الساعی کہتے ہیں کہ خلیفہ ظاہر کے بیعت لینے کے وقت میں موجود تھا۔ ظاہر ایک قبہ دار چتر کے سفید کپڑے پہنے بیٹھا تھا ایک چادر تو اوڑھ رکھی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر شانوں پر ڈال رکھی تھی۔ وزیر سامنے اور داروغہ تخت کے زینہ پر کھڑے تھے۔ لوگوں سے ان لفظوں پر بیعت لے رہا تھا کہ میں اپنے سردار مولا امام جس کی اطاعت اور فرمانبرداری تمام دنیا پر فرض ہے جن کا نام نامی ابوالنصر محمد ظاہر بامر اللہ ہے کے ہاتھ پر قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتہاد امیر المومنین کے لئے بیعت کرتا ہوں نیز یہ کہ اس کے سوا اور کوئی خلیفہ نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا نام نامی عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن

کعب بن لوی بن غالب القرسی تیمی۔ آپ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرہ بن کعب سے ملتے ہیں۔ نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ مشہور تھا اور یہی صحیح ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آپ کا لقب تھا نام نہیں تھا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ آتش دوزخ سے عتیق یعنی آزاد ہیں (روایت کیا اس کو ترمذی نے بعض کہتے ہیں کہ آپ حسن و جمال کی وجہ سے عتیق کے لقب سے ملقب (عتیق کے معنی حسن و جمال کے ہیں) بعض قائل ہیں کہ چونکہ آپ کے نسب میں کوئی بات قابل عیب نہیں تھی اسواسطے آپ کو عتیق کہتے تھے۔ مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپنے بخوف اور نڈر ہو کر حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترشروئی سرزد نہیں ہوئی۔ اسلام میں جناب کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ صدیق کے لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپنے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا اہل و عیال کو چھوڑنا۔ غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کر لینا جنگ بدر میں کلام کرنا۔ حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ شریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ اللہ صاحب نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں جسے چاہے پسند کرے پھر رو پڑنا۔ وفات حسرت آیات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا۔ لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس وقت تسکین پیدا کرنا۔ مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لئے تیار ہو جانا۔ پھر اسامہ بن زید کو لشکر دے کر شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا۔ مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لئے کھڑے ہو جانا۔ صحابہ کو قائل کر دینا۔ صحابہ کا شرح صدر کر کے انکو حق دکھلا دینا

شام کو فتح کرنا۔ لشکر شام کو مدد پہونچانا آپ کے احسن مناقب اور اجل فضائل میں سے ہیں۔ نیز جناب کا حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے سچ تو یہ ہے کہ جناب کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں جو اس مختصر میں نہیں سما سکتے (یہہ نووی کا کلام ہے۔) میرا ارادہ ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات اپنی معلومات کے موافق ذرا تفصیل سے لکھوں۔ اس لئے اس باب میں کئی فصلیں کرتا ہوں۔

فصل

آپ کے اسم و لقب میں جسکا اشارہ اوپر کیا جاچکا ہے

ابن کثیر کہتے ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے مگر ابن سعد ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ آپکا اسم شریف عتیق تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا عتیق لقب تھا اس میں اختلاف ہے کہ آپکا یہ لقب کب اور کس وجہ سے ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے یہ لقب ہوا (اس کو لیث بن سعد اور احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔ ابونعیم لکھتے ہیں کہ یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ نیک کام میں آپ سب سے پیش پیش رہتے تھے بعض نے بیان کیا ہے کہ یہہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ آپ کی نسب میں ایسا شخص کوئی نہیں گذرا جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔ بعض کا قول ہے کہ اول آپکا نام عتیق رکھا گیا تھا پھر عبداللہ نام ہوگیا۔

طبرانی قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق کا اسم مبارک حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عبداللہ۔ عرض کیا کہ لوگ تو عتیق کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ابوقحافہ کی تین اولاد تھیں۔ عتیق۔ معتق۔ معتیق۔ ابن مندہ اور ابن عساکر موسیٰ بن طلحہ سے لائے ہیں کہ میں نے ابوطلحہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کا نام عتیق کیوں رکھا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ان کی والدہ ماجدہ کی اولاد چونکہ زندہ نہیں رہتی تھی۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لیکر خانہ کعبہ میں گئیں اور عرض کیا۔ الٰہی! یہہ تیرا بچہ موت سے عتیق (آزاد) ہے مجھے عطا کردے۔

× طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ کا نام بوجہ آپ کی حسن صورت کے عتیق رکھا گیا ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام ان کے گھر والوں نے تو عبداللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق بہت زیادہ مشہور ہو گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیق رکھ دیا تھا۔

ابو یعلی اپنی مسند میں اور ابن سعد اور حاکم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز اپنے مکان میں تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ صحن مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ میرے اور آپ کے درمیان میں ایک پردہ حائل تھا کہ اچانک حضرت ابو بکرؓ تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دوزخ کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے پس وہ ابو بکرؓ کو دیکھ لے۔ اُن کا نام اُن کے خاندان والوں نے تو عبداللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق مشہور ہو گیا۔ ترمذی اور حاکم حضرت عائشہؓ سے لائے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ تم نار جہنم سے خدا کے آزاد کئے ہوئے ہو۔ اُسی روز سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔ عبداللہ ابن زبیر کی سند سے بزار اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ صدیق اکبرؓ کا نام عبداللہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم آنعتق دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہو۔ اسی روز سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔ باقی صدیق جو آپ کا لقب ہے سو زمانہ جاہلیت میں ہی یہ لقب پڑ گیا تھا کیونکہ آپ ہمیشہ سچ ہی بولا کرتے تھے (اس کو مسدی نے لکھا ہے) یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کی تصدیق میں مبادرت کیا کرتے تھے۔ ابن اسحاق بروایت حسن بصری کہتے ہیں کہ شب معراج کے دوسرے دن آپ کا یہ لقب ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آپ کے دوست کو یہ زعم ہوا ہے کہ میں رات کو بیت المقدس پہونچایا گیا۔ آپ نے کہا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ مشرکین نے کہا ہاں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ حضور نے سچ فرمایا اگر آپ اس سے بھی زیادہ آسمانوں کی خبر دیتے تو میں اسکی بھی تصدیق کرتا۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب

صدیق ہوگیا۔ یہی حدیث حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی ابن عساکر نے بیان کی ہے (روایت کیا اس کو طبرانی نے) سعید بن منصور اپنی سند میں لکھتے ہیں کہ شب معراج میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی کے مقام پر پہونچے تو آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میری قوم میری تصدیق نہیں کریگی۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر کرینگے وہ صدیق ہیں طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابن اسبرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا یا امیر المومنین۔ کچھ حضرت ابوبکر کے حال کی خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر وہ ہی ہے جس کا نام اللہ نے جبرئیل اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صدیق رکھا وہ نماز میں ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دینی معاملات میں خوش ہوئے ہم اپنی دنیا کے لئے بھی اوس سے راضی ہوگئے۔ دار قطنی اور حاکم نے ابو یحیٰی سے روایت کی ہے۔ میں نے لاتعداد مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برسر منبر کہتے ہوئے سنا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے حضرت ابوبکر کا نام صدیق رکھا ہے۔ طبرانی حکیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دفعہ قسم کھاکر کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر کا نام اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ حدیث احد میں موجود ہے کہ تم تسکین رکھو تم میں نبی صدیق شہید ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کی والدہ ماجدہ آپکے والد بزرگوار کی چچا کی بیٹی تھیں جنکا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب اور کنیت ام الخیر تھی زہری کہتے ہیں کہ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

فصل

آپ کے مولد و منشا میں

جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ بعد از تولد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دو برس دو مہینہ پیچھے پیدا ہوئے اور جب آپکا انتقال ہوا تو آپکی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔ خلیفہ بن خیاط یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم بڑے ہو یا میں ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ بڑے تو آپ ہی ہیں مگر عمر میری زیادہ ہے (یہ حدیث بہت غریب ہے)

آپ نے مکہ معظمہ میں ہی پرورش پائی اور سوائے ضرورت تجارت کے آپ کبھی مکہ معظمہ سے باہر نہیں نکلے اپنی قوم میں آپ مالدار تھے۔ آپ میں مروت اور احسان کا مادہ بہت زیادہ تھا قوم میں معزز سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن الدغنہ کہتے ہیں کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور احادیث کی تصدیق۔ گم شدہ کی تلاش سختی کا مقابلہ۔ مہمانوں کی ضیافت فرماتے ہیں۔ نووی لکھتے ہیں کہ آپ ایام جاہلیت میں قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے اور قریش آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ آپ سے وہ لوگ بہت محبت رکھتے تھے اور آپ بھی ان کے معاملات کی خوب خبر رکھتے تھے۔ جب اسلام میں داخل ہوئے تو گویا بالکل اسلام کے ہی ہو گئے ابن زبیر لکھتے ہیں کہ آپ قریش کے ان گیارہ اشخاص میں سے ہیں جن کو زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں میں شرف حاصل رہا ہے۔ آپ زمانہ جاہلیت میں خون بہا اور جرمانہ کے مقدمات فیصل فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ قریش میں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ جو سب کاموں کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو۔ بلکہ ہر قبیلہ کے رئیس کے ذمہ ایک مقررہ کام ہوتا تھا۔ چنانچہ بنی ہاشم کے متعلق حاجیوں کو پانی پلانا اور خورونوش میں امداد کرنا تھا یعنی کوئی شخص حاجیوں کو ان کے سوا کھانا پینا نہیں دیسکتا تھا۔ اگر کوئی دے تو انہیں کے کھانے اور پانی میں سے دیسکتا تھا۔ عبد الدار کے ذمہ حجابت علمبرداری اور مجلس شوریٰ کا کام تھا اور بغیر ان کے حکم کے کسی دوسرے کے گھر کوئی نہیں جاسکتا تھا اور تاوقتیکہ بنی عبدالدار نہ علم اٹھاویں جنگ نہیں ہوسکتی تھی اور مجلس شوریٰ انہیں کے یہاں ہوتی تھی

فصل

حضرت ابوبکرؓ ایام جاہلیت میں بھی بہت بڑے متقی تھے

ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جاہلیت یا اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا اور آپ نے اور حضرت عثمانؓ نے زمانہ جاہلیت میں ہی شراب ترک کر دی تھی۔ ابونعیم حضرت عائشہؓ سے لائے ہیں کہ آپ نے جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔ ابن عساکر عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے

کبھی شعر نہیں کہے۔ ابن عساکر ہی کہتے ہیں کہ صحابہ کے ایک مجمع میں کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ بھلا کبھی آپ نے شراب پی ہے۔ آپ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں اس نے پھر کہا کہ کیوں۔ آپ نے جواب دیا تاکہ بدن میں سے بو نہ آئے اور مروت زائل نہ ہو کیونکہ شراب پینے سے بدبو آیا کرتی ہے اور مروت جاتی رہتی ہے۔ یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا ابوبکر سچ کہتے ہیں

فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ شریف

ابن سعد حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپکا رنگ گورا چہرہ چھریرا بدن اور رخسار مبارک ذرا پچکے ہوئے تھے۔ آپکا پائجامہ نیچے کو کھسک جاتا تھا۔ پیشانی پر اکثر پسینہ آیا رہتا تھا۔ آنکھیں نیچی رکھتے تھے۔ بلند پیشانی تھی۔ انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں آپ مہدی یا کسم (کسنبہ) کا خضاب کیا کرتے تھے۔ حضرت انس سے مروی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کسی کی داڑھی کھچڑی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد آپ مہدی یا کسم سے خضاب کرنے لگے۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام لانے میں

ترمذی ابی سعید خذری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے بوقت قبضہ خلافت ارشاد فرمایا کیا میں تم سب سے خلافت کا زیادہ حقدار نہیں۔ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا ہوں وغیرہ وغیرہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔ شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا

آپ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ اور کیا تو نے حسان کے یہ اشعار نہیں سنے (ترجمہ) جب تو کسی کا رنج والم یاد کرے تو حضرت ابوبکر کو بھی یاد کرنا۔ آپ دنیا میں سب سے زیادہ نیک عادل وفادار تھے۔ آپ لوگوں کو پاک کر گئے۔ آپ بارگاہ خداوندی کی طرف قصد کرنے والے اور غار حرا میں اپنے آقا کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہی سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے تھے (انتہی) (طبرانی) فرات بن سائب نے میمون بن مہران سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں یا حضرت ابوبکرؓ آپ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں ایسے وقت تک زندہ رہونگا کہ جس میں ان دونوں کے موازنہ کرنیکا وقت آئے دونوں اچھے اور دونوں اسلام کے لئے بمنزلہ سر کے تھے۔ پھر دریافت کیا حضرت ابوبکرؓ پہلے مسلمان ہوئے تھے یا حضرت علیؓ آپ نے جواب دیا ابوبکر بحیرہ راہب کے زمانہ میں اسلام لا چکے تھے حالانکہ حضرت علیؓ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے (ابونعیم) بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کل صحابہ اور تابعین وغیرہ ہم سے پہلے ایمان لاتے تھے بلکہ بعضوں نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ کی سبقت اسلام پر اجماع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے حضرت علی ایمان لائے ۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ پہلے ایمان لائیں۔ ان اقوال کی تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں میں اول حضرت ابوبکرؓ لڑکوں میں حضرت علیؓ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ایمان لائیں یہ توجیہ سب سے اول حضرت مولانا امام المعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کی ہے سالم بن جعد نے حضرت محمد بن حنیفہ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں عرض کیا تو پھر یہ کیوں مشہور ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ جس وقت سے حضرت ابوبکرؓ مسلمان ہوئے۔ مرتے دم تک تمام مسلمانوں میں افضل رہے (روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے) سعد نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا تم سب میں پہلے حضرت ابوبکرؓ صدیق ایمان لائے تھے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ حضرت ابوبکر کا اسلام ہم سب میں اچھا تھا اور ان سے پہلے پانچ آدمی مسلمان ہو چکے تھے (ابن عساکر) ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ سب سے اول ایمان حضورؐ پر آپ کے اہل بیت لائے تھے۔ یعنی ایمان المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ آپ کے غلام زید اور زید کی بیوی ام ایمن اور حضرت علیؓ اور ورقہ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خود فرماتے

ہیں کہ میں ایک مرتبہ کعبۃ اللہ کے قریب بیٹھا تھا اور زید بن عمرو کھڑا ہوا تھا۔ اتنے میں اُمیہ بن ابی الصلت آیا اور مزاج پرسی کے بعد کہنے لگا جس نبی کا انتظار ہے وہ ہم میں پیدا ہوگا یا تم میں۔ میں نے اس سے پہلے نبی موعود کا ذکر چونکہ کبھی نہیں سنا تھا اس لئے میں ورقہ بن نوفل کے پاس آیا۔ یہ شخص اکثر آسمان کی طرف دیکھتا رہتا تھا اور اس کے سینہ میں سے ایک طرح کی آواز آیا کرتی تھی میں نے اون کے پاس بیٹھ کر یہ قصہ بیان کیا انھوں نے کہا کہ میں اکثر کتب سماویہ دیکھتا رہتا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ وہ نبی موعود وسط خاندان عرب میں سے ہوگا اور چونکہ تم بھی وسط عرب میں سے ہو۔ اس لئے وہ تم میں ہی پیدا ہوگا۔ میں نے کہا اونکی کیا تعلیم ہوگی۔ آپ نے جواب دیا یہی کہ نہ ایک دوسرے پر ظلم کرو۔ نہ کسی غیر پر ظلم کرو۔ نہ خود مظلوم بنو۔ میں یہ سنکر چلا آیا۔ پس جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے میں فوراً ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی (ابن عساکر) محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے کسی کو دعوت اسلام کی تو سب کے دل میں تردد اور شک آیا مگر ابوبکر صدیقؓ پر جب میں نے اسلام پیش کیا تو انھوں نے بغیر فکر و تردد کے اسلام قبول کرلیا۔ بیہقی کہتے ہیں کہ آپ نے سبقت اسواسطے کی کہ آپ دلائل اور آثار قبل دعوت اسلام کے معلوم کرچکے اور سن چکے تھے لہذا فوراً ہی دعوت اسلام کے وقت لبیک کہی اور مسلمان ہوگئے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک نے آپ سے گریز کیا مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ زمانہ جاہلیت میں بھی صدیق ہی تھے جیسے کہ اسلام میں ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جس سے بھی مسلمان ہونے کو کہا میرے کلام کو پلٹتا رہا اور حجتیں کرتا رہا مگر ابن قحافہ کہ جب میں نے ان سے اسلام لانے کو کہا فوراً قبول کرلیا اور اس پر مستقل رہے۔ بخاری ابو الدرداء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے دوست کو چھوڑنا چاہتے ہو وہ ایسا شخص ہے کہ جب میں نے کہا کہ میں ایک اللہ کا رسول ہوں مجھے خداوند تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ تو تم نے مجھے جھٹلا دیا اوس وقت ابوبکرؓ نے ہی میری تصدیق کی۔

فصل

صحبت اور حضوری بخدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علماء کہتے ہیں کہ جس وقت سے آپ ایمان لائے اور انتقال فرمایا کبھی سفر و حضر میں کبھی آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا مگر حج اور غزوہ کے لئے ضرور آپ حضور کی اجازت سے صحبت مبارک سے علیحدہ ہوئے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اہل و عیال کو چھوڑا غار حرا میں ساتھ رہے اکثر لڑائیوں میں مدد کی اور بہت سی ایسی ہی باتیں ہیں۔ خصوصاً جنگ اُحد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے تو ایسے موقع میں بھی آپ ہی ساتھ رہے۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے آپس میں کہا کہ وہ دیکھیے حضرت ابو بکرؓ سائبان کے نیچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہیں (ابن عساکر) ابو یعلی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی مدد جبرئیل کرتے ہیں اور دوسرے کی میکائیل۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن ابو بکر مشرکین کے ہمراہ ہو کر جنگ بدر میں لڑ رہے تھے۔ جب عبد الرحمٰن مسلمان ہوئے تو انھوں نے اپنے والد مکرم حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا کہ آپ بدر کے روز چند مرتبہ میرے تیر کے زد میں آئے مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا آپ نے جواب دیا کہ اگر تو میرے نشانہ میں آجاتا تو میں کبھی نشانہ نہ خطا کرتا (ابن عساکر)

فصل

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں

آپ تمام صحابہ میں زیادہ شجیع تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگو مجھے خبر دو کہ سب سے بہادر اور شجاع کون شخص ہے لوگوں نے کہا کہ آپ ہیں فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ

کے ساتھ لڑتا ہوں۔ یہ کوئی بہادری نہیں ہے تم سب سے بہادر شخص کو بتلاؤ۔ عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے شجاع اور بہادر حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے آپس میں صلاح کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لئے کون شخص رہیگا۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پھٹکنے دیا۔ اگر کوئی آپ پر حملہ آور ہوا تو آپ فوراً اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر دیا۔ لہذا آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ حضرت علیؓ ہی فرماتے ہیں کہ مشرکین نے ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگے تو ہی ایک خدا بتلاتا ہے۔ خدا کی قسم کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر ابوبکرؓ صدیقؓ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹانے اور دھکا دے دے کر گرانے لگے آپ گراتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے افسوس اور سخت افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار ایک ہے۔ پھر حضرت علیؓ چادر اٹھا کر رونے لگے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا کہ خدا تمہیں ہدایت کرے یہ تو بتلاؤ کہ مومنین آل فرعون اچھے تھے یا ابوبکرؓ اچھے ہیں۔ لوگ خاموش رہے مگر خود آپ نے ہی جواب دیا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے اللہ کی قسم حضرت ابوبکرؓ کی ایک گھڑی ان کی ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور اس شخص نے اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار کیا (بزار)

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سوال کیا کہ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کون سی کی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھتے ہوؤں کے پیچھے سے آیا اور آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے لگا۔ اس نے بہت زور سے گلا گھونٹا۔ اتفاق وقت سے حضرت ابوبکر رضی صدیق آ گئے عقبہ کو ہٹا کر آپ فرمانے لگے کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو خدا کو ایک کہتا ہے اور خداوند تعالیٰ کے پاس سے دلائل لیکر آیا ہے (بخاری) ابن طلیب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ جب جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر چلے گئے

پس یہی ہی تھا کہ جس نے سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں حفاظت کی
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت اسلام میں ۳۸ اڑتیس آدمی داخل ہو چکے تو حضرت ابوبکرؓ
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلجاجت عرض کیا کہ آپ اسلام کو ظاہر فرمایئے آپ نے فرمایا کہ
اے ابوبکرؓ ہماری جمعیت بہت تھوڑی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق اصرار فرماتے رہے حتیٰ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق کے ظاہر ہونے کا اعلان فرمایا لوگ نواحی مسجد
میں ادھر اودھر متفرق ہو گئے حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور لوگوں کو اسلام
کی دعوت دی۔ مشرکین نے حضرت ابوبکرؓ صدیق پر حملہ کیا اور لوگوں کو بہت اذیت پہونچائی
(ابن عساکر) (ہم اس حدیث کو آگے بیان کرینگے) ابن عساکر حضرت علیؓ سے روایت کرتے
ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق اسلام لائے آپ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور لوگوں
کو بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیق کا مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرنا

آپ کل صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اللہ تعالیٰ نے وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ
يَتَزَكَّى الخ آپ ہی کی شان میں نازل کی ہے علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل
ہوئی ہے (ابن الجوزی) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جتنا نفع مجھے ابوبکرؓ کے مال نے دیا ہے
اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا حضرت ابوبکرؓ صدیق نے رو کر عرض کیا حضور میں اور میرا مال
سب حضورؐ ہی کا ہے (احمد) ایک اور حدیث حضرت عائشہؓ سے بھی اسی طرح کی آئی ہے بلکہ
ایک حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال ہی کی طرح اپنا مال
سمجھ کر حضرت ابوبکرؓ کے مال کو خرچ کیا کرتے تھے (خطیب) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ
جس روز حضرت ابوبکرؓ مشرف با اسلام ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم موجود
آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے (ابن عساکر) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ
جس روز حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جب آپ ہجرت کیے

نکلے تو پانچ ہزار سے زیادہ نہیں رہے تھے اسلام کی مدد اور مسلمان غلاموں کی رہائی میں خرچ کر دیئے تھے (ابن سعد) ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے سات غلاموں کو جن کو ان کے مولا تکلیفیں دیتے تھے آزاد کرایا ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابوبکرؓ بھی تشریف رکھتے تھے اور آپ نے ایک عبا جس میں کانٹا لگا کر اپنا سینہ ڈھکتے ہیں پہن رکھی تھی اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ آج میں خلاف معمول یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ عبا میں کانٹا لگائے تشریف رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اے جبرئیل آج انھوں نے مجھ پر اپنا کل مال خرچ کر دیا ہے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ خداوند تعالیٰ ابوبکرؓ پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے ابوبکرؓ۔ تمہیں جو میری وجہ سے فقیری ہو گئی ہے تم اس بارے میں مجھ سے خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اور اپنے مولا اور مربی سے ناراض۔ میں اپنے رب سے بالکل خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے بہت راضی ہوں اور بہت خوش ہوں (ابن عساکر) اس حدیث کی سند ضعیف ہے) اور بہت سی روایتیں اسی کے مثل آئی ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ایک جبہ اسی طرح کا کہ اسمیں کانٹا لگا ہے ہیں پہنکر نازل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل یہ کیا ڈھنگ ہیں عرض کیا کہ اللہ صاحب نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی لباس میں ہو جائیں جس میں کہ ابوبکرؓ زمین میں ہے اس کی سند بالکل ہی ضعیف ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس سے پہلے بھی اس کو لوگ روایت کرتے۔ اس روایت سے اعراض کرنا بہتر ہے (خطیب حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم کچھ مال تصدق کریں۔ میں نے دل میں یہ پکا ارادہ کر لیا کہ میں آج ابوبکرؓ سے بڑھ کر تصدق کروں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لے آیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اپنے اہل و عیال کے واسطے کتنا چھوڑا۔ عرض کیا کہ نصف چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں ابوبکرؓ صدیق اپنا کل مال لئے ہوئے تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اہل و عیال کے لئے بھی چھوڑ آئے کہا کہ ان کے پاس اللہ اور رسولؐ کافی ہیں۔ تب میں

نے سوچا کہ میں کسی بات میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا (ابو داؤد۔ ترمذی) حسن بصری فرماتے ہیں کہ ابوبکرؓ جب ایک مرتبہ صدقہ لائے تو اسکی مالیت کو چھپا کر عرض کیا کہ حضور یہ میرا صدقہ ہے واللہ مجھے اب اللہ صاحب کا ہی سہارا کافی ہے حضرت عمر فاروقؓ بھی اپنا صدقہ لائے اور مالیت ظاہر کر کے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا ہی سہارا کافی ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے صدقوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کے الفاظوں میں فرق ہے (ابو نعیم اس کی اسناد جید ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اوپر کسی کا احسان نہیں رہا سب کا اتار دیا مگر ابوبکر صدیقؓ کا البتہ احسان میرے ذمہ باقی ہے۔ اس لئے اس کا احسان اتنا بڑا ہے کہ اوس کا عوض قیامت کے روز اللہ ہی دینگے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہونچایا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے پہونچایا ہے (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے) حضرت ابوبکر صدیقؓ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جناب والد ماجد مدظلہ کو لے کر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بوڑھا پے میں انکو کیوں تکلیف دی میں خود آجاتا۔ میں نے عرض کیا آپکے تکلیف دینے سے تو انکا ہی آنا بہتر ہے آپ نے فرمایا میرے اوپر تمہارے اتنے احسان ہیں کہ تمہارے والد کو تکلیف دینا گوارا نہیں کر سکتا (بزار) ابن عساکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر ابوبکرؓ سے بڑھکر کسی کے احسان نہیں ہیں۔ انھوں نے اپنی جان سے بھی میری غمخواری کی اور مال سے بھی مدد کی اور اپنی بیٹی سے میرا نکاح کر دیا۔

فصل

آپ کے علم میں

آپ صحابہ میں سب سے بڑے عالم اور ذکی تھے۔ تہذیب میں نووی کہتے ہیں کہ علماء نے آپکے وفور علم پر صحیحین کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ قسم ہے اللہ کی اگر کوئی شخص نماز و زکوٰۃ میں کچھ بھی فرق بتلائے گا تو میں

اس کو قتل کردوں گا انھوں نے مجھے مجبور سمجھ رکھا ہے جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ ادا کرتے تھے اگر وہ اس میں ذرہ برابر بھی کمی کریں گے تو میں ان سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ شیخ ابو اسحاق نے اس سے استدلال پکڑا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ صحابہ کو جب کبھی کسی مسئلہ میں توقف ہوتا تھا تو وہ اسکو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے جو کچھ آپ کی رائے ہوتی تھی مباحثہ کے بعد وہی ٹھیک اور صحیح ہوا کرتی تھی اور صحابہ اوسی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ابن عمرؓ سے کسی نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ سے کوئی زیادہ عالم نہیں تھا۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا کہ وہ خواہ دنیا میں رہے یا عاقبت اختیار کرے سو اس بندے نے عاقبت کو پسند کر لیا ہے۔ یہ سنکر حضرت ابو بکر صدیقؓ رو پڑے اور کہا کاش ہم اپنے مال آپ پر قربان کردیں۔ ہمیں اس آپ کے رونے نے سخت تعجب میں ڈال دیا کیوں کہ حضور پر نور سرسری طور پر ایک شخص کا ذکر کر رہے تھے مگر اس میں جو کچھ رمز تھا کہ وہ عبد خیر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس کو فقط ابو بکر صدیقؓ کا ہی علم پاسکتا تھا اسی واسطے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے (بخاری و مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب میں ابو بکر صدیقؓ کا مال اور صحبت مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے اگر میں اپنے اللہ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن ان کی اخوۃ اسلامی اور سچی محبت میرے دلمیں ہمیشہ رہیگی۔ (نووی) ابن کثیر کہتے ہیں کہ کلام اللہ کا علم آپکو سب سے زیادہ تھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز میں صحابہ کا امام بنایا تھا اور حضورؐ نے خود ہی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف کا سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیئے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہوں وہاں کوئی شخص سوائے آپ کے امامت نہیں کرسکتا (ترمذی) ایسی ہی سنت کا بھی علم آپکو کامل تھا جیساکہ اکثر مرتبہ صحابہؓ نے آپ کی طرف رجوع کیا ہے آپ ہمیشہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ان پر پیش کر دیا کرتے تھے کیونکہ آپ نے احادیث کو یاد کر رکھا تھا اور حاجت کے وقت آپ اونہیں میں سے پیش کر دیتے تھے آپ سے زیادہ اور کون حافظ حدیث ہو سکتا تھا کہ اول رسالت سے لگا کر آخر وفات تک آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور باوجود اس کے آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا اور حد درجہ تیز طبیعت اور ذکی واقع ہوئے تھے۔

آپ تعجب کرینگے کہ باوجود ان باتوں کے حضرت ابو بکرؓ سے بہت کم احادیث مروی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عمر نے بھی بہت کم وفا کی پائی اگر آپ کچھ مدت زندہ رہتے تو آپ کی روایات تمام صحابہ سے بڑھ جاتیں اور کوئی حدیث ایسی نہ ہوتی جس میں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی سند نہ ہوتی۔ دوسرے صحابہ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں پڑی کہ وہ حضرات بھی اکثر حضور کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے اور احادیث سنا کرتے تھے پس جس کو وہ خود حضورؐ سے روایت کرتے ہوں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کیوں نقل کرینگے ہاں وہی کر سکتے ہیں جو خود انھوں نے نہ سنی ہو سو وہ ہی کرتے ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں۔ جب آپ کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس مسئلہ کو قرآن شریف میں تلاش فرماتے اور قرآن شریف کے موافق فیصلہ دیتے اور اگر قرآن شریف میں نہ ملتا تو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کرتے۔ اگر اس قسم کی کوئی حدیث آپ کو یاد نہ ہوتی تو آپ باہر نکل کر لوگوں سے دریافت کرتے کہ میرے پاس ایک ایسا مقدمہ آیا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص جانتا ہے کہ ایسے مقدمے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ پس آپ کے پاس تمام صحابہ جمع ہو جاتے اگر کوئی شخص کوئی حدیث اس قسم کی بیان کرتا تو آپ اوسی کے موافق تصفیہ کرتے اور خوش ہو کر خدا کا شکر بجا لاتے کہ الحمد للہ کہ ہم میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد رکھتے ہیں اگر اس طرح کی کوئی حدیث نہ ملتی تو آپ بڑے بڑے صحابہؓ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے اور کثرت رائے

کے موافق فیصلہ سنا دیتے اور حضرت عمرؓ فاروق بھی اس طرح کرتے کہ اول آپ قرآن وحدیث پر نظر کرتے اگر وہاں مسئلہ کا پتہ نہ چلتا تو حضرت صدیق اکبرؓ کے فیصلہ کے موافق کرتے اور اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کوئی اس قسم کا فیصلہ نہ پاتے تو جلیل القدر صحابہؓ کی کثرت رائے سے فیصلہ کرتے۔

جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص نسب ناموں سے بھی خوب واقف تھے یہاں تک کہ جبیر بن مطعم جو نسب قریش اور نسب عرب کے بہت بڑے ماہر تھے فرماتے ہیں کہ میں نے علم نسب حضرت ابوبکرؓ سے سیکھا ہے جو عرب کے سب سے بڑے نساب ہیں۔

آپ باوجود اس کے علم تعبیر بھی خوب جانتے تھے اور زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی تعبیر خواب بتلایا کرتے تھے۔ محمد بن سیرین جو خود بھی علم تعبیر میں بہت بڑا پایہ رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے بڑے معبر ہیں۔ حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ میں خواب کی تعبیریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کروں (دیلمی)

ابن کثیر کہتے ہیں کہ آپ سب سے فصیح مقرر تھے اور اچھی تقریر کرتے تھے۔ زبیرؓ بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ سب سے زیادہ فصیح حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ تھے حضرت عمرؓ کا قول مبارک حدیث سقیفہ عنقریب آئے گا آپ سب سے بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ خوف خدا بھی سب سے زیادہ رکھتے تھے آپ کا علم تعبیر خوف خدا اور فصاحت ایک علیحدہ مستقل فصل میں بیان کیا جائے گا۔ آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر حدیث صلح حدیبیہ بھی دلالت کرتی ہے یعنی حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے متعلق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے تھے اور حضورؐ نے ان کا جو کچھ جواب دیا تھا جب حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے وہی سوالات حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کئے تو آپ نے بھی وہی جوابات بعینہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے دئے (بخاری) اور اسی واسطے آپ سب

صحابہؓ میں عاقل کامل اور صاحب الرائے مانے جاتے تھے ابن عاص وغیرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ ابوبکرؓ صدیق سے مشورہ کیا کیجئے (تمام الرازی)

معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مجھے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں علاوہ دیگر صحابہؓ کے حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سیدؓ بن حضیر بھی موجود تھے تمام صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی ہی رائے سے اتفاق کیا۔ مجھ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں نے بھی حضرت صدیقؓ کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب کو یہ گوارا نہیں کہ ابوبکرؓ غلطی کریں (طبرانی)

ابن اسامہ کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ صاحب کو آسمان پر یہ گوارا نہیں کہ ابوبکرؓ صدیقؓ زمین پر غلطی کریں۔ طبرانی کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

فصل

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق بھی منجملہ دیگر صحابہؓ کے حافظ قرآن تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انصار کے چار آدمیوں نے قرآن شریف جمع کیا تھا ابن داؤد جو فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے وصال تک پورا قرآن شریف جمع نہیں ہوا یا تو یہ قول مردود ہے یا اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اس ترتیب کے موافق جو حضرت عثمانؓ نے کی ہے جمع نہیں ہوا تھا۔

فصل

حضرت صدیق اکبر تمام صحابہؓ میں افضل ہیں

علماء اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ تمام امت سے افضل ہیں آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمانؓ

حضرت علیؓ علی الترتیب پھر عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر باقی اہل بیعت پھر باقی تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ابو المنصور بغدادی نے اجماع اسیطرح نقل کیا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپسمیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل الصحابہ شمار کیا کرتے تھے پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو بتلایا کرتے تھے طبرانی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ شدہ شدہ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوگئی مگر آپ کو یہ بات ناگوار نہیں معلوم ہوئی۔ ابن عساکر نے ابن عمرؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ ہم بیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور ہم ابوبکرؓ کو زیادہ افضل جانتے تھے پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ کو۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے صحابہ آپس میں کہا کرتے سنتے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر ہم چپ ہو جاتے تھے (ابن عساکر) جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہکر پکارا آپنے جواب میں فرمایا کہ اپنے آپکو کیوں چھوڑ دیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر شخص پر آفتاب نے کبھی طلوع نہیں کیا (ترمذی) محمد بن علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون افضل ہے آپنے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ میں نے کہا ان کے بعد فرمایا عمرؓ ہیں ان کے بعد حضرت عثمانؓ کا نام لیتے ہوئے ڈرا اور عرض کیا کہ پھر آپ افضل ہیں آپ نے فرمایا میری کیا ہستی ہے میں تو ایک معمولی مسلمان ہوں (بخاری) احمد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے متواتر چند مرتبہ منقول ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں روافض پر خدا لعنت کرے کہ وہ جہل مرکب میں پھنس گئے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں سب سے زیادہ افضل ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں (ترمذی) ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف لیگئے اور آپنے فرمایا کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الصحابہ ابوبکر صدیقؓ ہیں جو شخص اسکے خلاف کہیگا وہ افترا پرداز ہے اسپر مفتری کی حد لگاؤنگا (ابن عساکر) ابوالدرداء کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوائے نبی کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے

جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت ابو بکرؓ سے افضل ہو ایک روایت میں اسطرح ہے کہ بعد نبی و مرسل کے۔ جابرؓ کی حدیث اس طرح ہے کہ نہیں طلوع ہوا شمس کسی پر کہ حضرت ابو بکرؓ سے افضل ہو (طبرانی) اس کی صحت پر بہت سے شواہد ہیں۔ سلمہ بن اکواع روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ صدیق افضل الناس ہیں مگر بعد نبی صلعم کے سعد بن زرارہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت میں تیرے بعد ابو بکرؓ افضل ہیں۔ عمر بن عاص کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سب سے زیادہ محبوب آدمیوں میں کون ہے آپ نے فرمایا کہ عائشہؓ صدیقہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں فرمایا انکے والد حضرت ابو بکرؓ میں نے کہا ان کے بعد فرمایا حضرت عمرؓ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں حضرت عمرؓ کا نام نہیں آیا۔ ترمذی وغیرہ عبد اللہ بن شفیق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز کون تھا آپ نے فرمایا حضرت ابو بکرؓ صدیق پھر میں نے پوچھا کہ ان کے بعد فرمایا عمرؓ پھر میں نے عرض کیا کہ پھر کون فرمایا ابو عبیدہ بن جراح۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء مرسلین کے علاوہ تمام اولین و آخرین سن رسیدہ شیخوں کے جنت میں سردار ہوں گے (ترمذی)

حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح روایت ہے بلکہ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ ابی سعید خدری جابر بن عبد اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ابو بکرؓ و عمرؓ پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو فضیلت دے تو وہ مہاجرین و انصار پر ظلم کرتا اور عیب لگاتا ہے (طبرانی) زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حسان بن ثابت سے فرمایا کیا تم نے ابو بکرؓ کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں عرض کیا کہ ہاں فرمایا میں سننا چاہتا ہوں، سناؤ۔ انھوں نے یہ اشعار پیش کئے (ترجمہ) ابو بکرؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار ہیں۔ دشمن بھاگ جاتے ہیں جب آپ پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ دنیا جہان جانتا ہے جتنی

کچھ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے۔ دنیا میں آپ کو کسی سے بھی اتنی محبت نہیں ہوئی۔ ان اشعار کو سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہنسے۔ حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگی پھر فرمایا حسان تم نے سچ کہا (ابن سعید)

فصل

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحیم ابوبکر صدیقؓ ہیں اور اللہ کے معاملہ میں عمرؓ سخت ہیں اور سخت حیادار عثمان ہیں اور حرام و حلال کے جاننے والے سب زیادہ معاذؓ بن جبل ہیں اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابت ہیں اور سب سے اچھے قاری ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں (احمد و ترمذی) ابن عمر اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں (ابو یعلی) شداد بن اوس اتنا اور بھی زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ زاہد ابوذر ہیں اور سب سے زیادہ عابد اور متقی ابو الدرداء ہیں اور سب سے زیادہ حلیم الطبع معاویہ ہیں (دیلمی) میرے سوال کرنے پر حضرت شیخ علامہ کافجی نے فرمایا کہ ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔

فصل

وہ آیات قرآن جو حضرت ابو بکرؓ کی مدح یا تصدیق یا شان میں وارد ہوئیں

میں نے اس عنوان پر چند کتابیں دیکھی ہیں مگر وہ ناکافی ہیں میں نے بھی اس عنوان پر ایک کتاب لکھی ہے اس میں سے بطریق اختصار کچھ بیان کرتا ہوں۔

اللہ صاحب فرماتے ہیں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ مسلمان کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سکینہ کبھی زائل نہیں ہوئی۔ لہذا یہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں (ابن ابی حاتم) ابن مسعودؓ سے روایت ہے

کہ جب حضرت ابوبکرؓ صدیق نے امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے بلالؓ کو ایک چادر اور چند پیمانہ غلہ کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا تو آپ کی شان اور ابی بن خلف وغیرہ کے بارے میں وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی سے لگا کر اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی تک نازل ہوئی (ابن ابی حاتم)

عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ معظمہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام لے آتی تھیں خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے ایک روز آپ کے والد نے فرمایا اے صدیقؓ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر آزاد کر رہے ہو اگر ان کے بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو آڑے وقت میں وہ تمہارے ساتھ ہو کر مدد کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا۔ ابا جان میرا مقصد محض خوشنودی اور رضائے مولا ہے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا نہیں ہے اس پر فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی الخ نازل ہوئی۔ (ابن جریر) حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے سات ان آدمیوں کو جنکو محض مسلمان ہونے کے جرم میں تکالیف دی جاتی تھیں آزاد کیا اسپر وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی نازل ہوئی (طبرانی) عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ان کے بارے میں نازل ہوئی (بزار) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جبتک قسم کے کفارہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی تب تک حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اپنی قسم کے کبھی خلاف نہیں کیا (بخاری) حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ اس طرح قسم کھائی تھی۔ قسم اُس خدا کی جس نے محمدؐ کو بھیجا اور ابوبکرؓ سے اس کی تصدیق کرائی تو یہ آیت اتری وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی (حاکم) ابن حاتم ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ حضرت ابوبکرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسباب نزول جو میری کتاب ہے اس میں میں نے اس کی بہت شرح کی ہے۔ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مراد ہیں (طبرانی اوسط)

حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ جب آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ایسی کوئی نیک بات آپ کے لئے نازل نہیں ہوئی تھی

کہ جس میں خداوند تعالیٰ نے ہم کو نہ شامل کیا ہو مگر اس آیت میں ہم کو نہیں شامل کیا اسی وقت هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ نازل ہوئی۔ ابن عساکر نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ اور ابن عساکر حضرت عباس سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا سے وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ تک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عتاب فرمایا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ اس سے مستثنیٰ رہے جیسے کہ یہ آیت اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اس پر دلالت کرتی ہے (ابن عساکر)

فصل

وہ احادیث جو حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں کی شان میں نازل ہوئیں

شیخین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اتفاقاً ایک بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے پیچھا کر کے اس کو چھڑا لیا۔ اس وقت بھیڑیے نے کہا اس دن کیا ہوگا جب بکریوں میں تو نہیں ہونے کا بلکہ میں ہی ہونگا۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے جو ایک شخص ایک بیل لئے ہوئے جس پر کچھ لدا ہوا تھا گذرا۔ بیل نے ادہر دیکھ کر کہا کہ میں لدنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حاضرین نے یہ سنکر حیرت سے کہا کہ تعجب ہے کہ بیل بولنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تصدیق میرے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی کریں گے حالانکہ یہ دونوں حضرات اس وقت یہاں موجود نہیں تھے مگر جناب نے ان حضرات کی تکمیل ایمان کی وجہ سے اور ایمان کامل کے بھروسہ پر یہ فرمایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حضرات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروری تصدیق کریں گے۔

ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس کے دو وزیر آسمان کے رہنے والوں اور دو وزیر زمین کے باشندوں میں سے نہوں لہذا میرے وزیر آسمانی جبرئیل ومیکائیل اور وزیر ارضی ابوبکرؓ و عمر فاروقؓ ہیں۔ اصحاب سنن وغیرہ نے سعید بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ جنتی ہیں عمرؓ جنتی ہیں عثمانؓ جنتی ہیں علیؓ جنتی ہیں تمام عشرہ مبشرہ کو ذکر کیا۔ ترمذی ابوسعید خدری سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے مرتبہ والے لوگ اس طرح دکھلائی دیتے ہیں جیسے ستارے افق آسمان پر نظر آتے ہیں اور ابوبکرؓ و عمرؓ انہیں میں ہیں (اس کو طبرانی نے جابر بن سمرہ و ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے) ترمذی حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرین والنصار پر جن میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ بھی ہوتے تھے گذرتے تو حضور کی طرف بوجہ ادب کے کوئی شخص آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا مگر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ آپ کی طرف دیکھتے اور تبسم کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان حضرات کی طرف دیکھکر تبسم فرماتے تھے

ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور آپ کے دائیں بائیں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ہم قیامت میں اسی طرح اٹھینگے (طبرانی نے اسکو اوسط میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے) نیز ترمذی اور حاکم نے ابن عمرؓ سے ہی روایت کیا ہے کہ میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھوں گا پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ اٹھینگے۔ ترمذی اور حاکم نے یہ بھی لکھا ہے اور عبداللہ بن خنظلہ نے اسکی تصحیح کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھکر فرمایا کہ یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں (اس کو طبرانی نے ابن عمر اور ابن عمرو سے بیان کیا ہے) بزار اور حاکم نے ابوار دی الدوسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو میرا مددگار کیا۔ یہی حدیث براء ابن عازب سے بھی مروی ہے (طبرانی) ابویعلی نے عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل امین میرے پاس آئے تو میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے فضائل ان سے دریافت کئے انھوں نے کہا کہ اگر عمر نوح تک بھی عمرؓ بن خطاب کے فضائل بیان کروں تو پورے نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ عمر فاروق کے فضائل حضرت ابوبکرؓ کے فضائل کے ایک جزو ہیں۔

عبد الرحمن بن غنم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ جس بات پر تم دونوں متفق و متحد ہو جاؤ تو میں اس میں کبھی اختلاف نہیں کر سکتا (اس کو احمد نے روایت کیا ہے) براء بن عازب سے طبرانی نے نقل کیا ہے اور ابن سعد نے ابن عمر سے لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا براء بن عازب اور ابن عمر نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ فاروق کے سوا ہم کسی کو نہیں جانتے۔ ابوالقاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق و عمر فاروقؓ و عثمان غنی و علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف لوگ رجوع کرتے تھے۔ طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت میں کچھ خاص لوگ ہوا کرتے ہیں اور میری امت کے خاص خاص حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائیں کہ انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور دار ہجرت یعنی مدینہ تک پہونچا دیا نیز بلالؓ کو آزاد کیا۔ خداوند تعالیٰ عمرؓ پر بھی رحم کریں کہ وہ حق کہنے میں کبھی نہیں چوکتے اگرچہ کتنی ہی کڑوی بات ہو۔ خداوند کریم عثمانؓ پر رحم کریں کہ ان سے فرشتے تک حیا کرتے ہیں۔ اللہ صاحب علیؓ پر رحم کریں۔ الٰہی حق علیؓ کے ساتھ رکھ جہاں علیؓ ہوں (ابن عساکر) حضرت سہیل کہتے ہیں کہ جب سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر تشریف فرما ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! ابوبکرؓ نے مجھے کبھی رنج نہیں پہونچایا اس کو یاد رکھو وہ لوگوں میں اس سے راضی ہوں۔ نیز عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سعدؓ۔ عبد الرحمنؓ بن عوف اور مہاجرین اولین سے بھی یاد رکھو خوش ہوں۔ (طبرانی) زوائد الزہد میں عبد اللہ

بن احمد بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت علی بن حسینؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا مرتبہ درگاہ نبوی میں کتنا تھا آپ نے فرمایا جتنا اون کا مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیامت میں ہوگا۔ ابن سعد بسطام بن مسلم سے لاتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو مخاطب کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی شخص حکمراں نہیں ہوگا۔ ابن عساکر حضرت انسؓ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ تبر ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ محبت ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اور ان دونوں کی معرفت طریقہ سنت سے ہے اور حضرت انسؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ مجھے اپنی امت سے توقع ہے کہ وہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ سے محبت رکھے گی اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے نہ پھرے گی۔

فصل

ان احادیث میں جو احادیث بالا کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ کی شان میں وارد ہوئی ہیں

بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کے راستہ میں خرچ کریگا وہ جنت کے دروازوں سے پکارا جائیگا۔ اے خدا کے بندے ادھر سے آ یہ دروازہ اچھا ہے پس جو شخص نمازی ہے نماز کے دروازہ سے جو شخص اہل جہاد ہے جہاد کے دروازہ سے اہل صدقہ صدقہ کے دروازہ سے روزہ دار روزہ کے دروازہ سے جس کا نام ایان ہے پکارا جائیگا حضرت ابو بکرؓ صدیق نے عرض کیا زہے قسمت اس شخص کی کہ ان تمام دروازوں سے پکارا جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائیگا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں امید کرتا ہوں کہ جو شخص ان تمام سے پکارا جائیگا ان میں سے تم ہوگے۔

ابن داؤد اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے تصحیح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکرؓ سب سے پہلے جنت میں میری امت سے تم داخل ہوگے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم

نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر اپنی صحبت اور مال سے سب میں زیادہ احسان کیے ہیں وہ ابو بکرؓ ہیں اگر میں خدا کے سوا اور کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اخوۃ اسلام اب موجود ہے۔ (یہی حدیث ابن عباس ابن زبیر ابن مسعود جندب بن عبد اللہ براء کعب بن مالک جابر بن عبد اللہ انس ابی بن کعب واقد اللیثی ابی المعلی عائشہ ابوہریرہ ابن عمر نے بھی بیان کی ہے) ابوالدرداؓ سے بخاری نے روایت کیا ہے کہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق آئے اور سلام کے بعد عرض کی کہ میرے اور عمرؓ بن خطاب کے درمیان باتوں باتوں میں کچھ رنج ہوگیا۔ میں ان کی طرف بڑھا پھر مجھے ندامت ہوئی اور میں نے ان سے معافی چاہی مگر انھوں نے معافی سے انکار کر دیا۔ اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا خدا تجھے معاف کرے گا اے ابوبکرؓ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ بھی نادم ہوکر حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے مگر حضرت ابوبکرؓ کو مکان پر نہ پاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے تمتما اٹھا حتی کہ حضرت عمر فاروقؓ پر حضرت ابوبکرؓ کو بھی رحم آگیا آپ گھٹنوں کے بل گرکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے زیادہ قصوروار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خداوند تعالیٰ نے مجھے تم پر مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ مگر ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے مدد کی کیا آج تم اس میرے دوست کو چھوڑے دیتے ہو (یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا) یہ معاملہ پھر کبھی نہیں ہوا۔ ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے مگر اتنا اس میں اور زیادہ کیا ہے کہ میرے دوست کی وجہ سے مجھے اذیت مت پہونچاؤ جس وقت خداوند تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق پر مجھے مبعوث کیا تو تم سب نے میری تکذیب کی اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی اگر خداوند تعالیٰ ان کو میرے صاحب کا خطاب نہ دیتا تو میں ان کو خلیل کہہ کر پکارتا مگر اب اخوۃ اسلام ہے

ابن عساکر نے مقدام سے روایت کی ہے کہ حضرت عقیلؓ بن ابوطالب اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا چونکہ حضرت ابوبکرؓ زیادہ سمجھدار اور عقیل سنتے نیز عقیل بن ابی طالب کی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی اس لئے آپ خاموش ہو گئے اور یہ شکایت عقیل بن ابی طالب کی حضرت سے کی آپ لوگوں میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم لوگ میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو اور اپنی حیثیت اور اس کی شان پر غور کرو۔ واللہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دروازہ پر اندھیرا نہ ہو اور یہ ابوبکرؓ کا ہی دروازہ ہے جس پر نور ہے۔ قسم ہے خدا کی تم سب نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی تم نے میرے ساتھ بخل کیا لیکن ابوبکرؓ نے مجھ پر خرچ کیا تم نے مجھے بدنام کیا اور ابوبکرؓ نے مجھے آرام دیا اور تابعداری کی۔ بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص از روئے تکبر اپنا کپڑا زمین پر لٹکا ئیگا اللہ صاحب اس کو بنظر عنایت قیامت میں نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا اگر کوئی شخص میرا کپڑا لٹکتا دیکھے تو میں عہد کرتا ہوں کہ وہ شخص اس کو فوراً پھاڑ ڈالے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ کام از روئے تکبر کے نہیں کرتے ہو مسلم شریف میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون شخص روزہ لے کر اٹھا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون شخص جنازے کے ساتھ چلا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ حضورؐ نے دریافت کیا کہ آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تمام باتیں جمع ہوں وہ ضرور جنتی ہے اس حدیث کو حضرت انسؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ نے بھی بیان کیا ہے اور ان کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ تیرے واسطے جنت واجب ہو گئی۔

بزار نے عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صباح کی نماز

پڑھ کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ آج تم میں سے کس نے روزہ کا منہ لیکر صباح کی ؟ حضرت عمرؓ فاروق نے عرض کیا کہ میں تو اپنی نسبت نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں تو آج روزے سے نہیں ہوں ۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے کہا کہ رات میں نے روزہ کی نیت کی تھی اور بحمد اللہ میں روزہ لیکر اٹھا ہوں ۔ حضورؐ نے فرمایا تم میں سے آج کسی نے مریض کی عیادت کی ہے ۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی میں ابتک گھر سے ہی نہیں نکلا چہ جائے کہ مریض کی عیادت کروں حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی تھی کہ عبدالرحمٰن کی طبیعت کچھ خراب ہے میں مسجد میں آتی دفعہ ان کے پاس ہو کر آیا ہوں کہ ان کی طبیعت کیسی رہی حضورؐ نے فرمایا کیا آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے ۔ حضرت عمرؓ فاروق نے عرض کیا کہ ہمیں تو ابھی آپ نے نماز پڑھائی ہے ۔ ہم ابھی تک کہیں نہیں گئے ۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد میں داخل ہی ہوا تھا کہ اچانک ایک سائل آ گیا میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا دیکھا اور ان سے لیکر اس سائل کو دیدیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں پھر حضورؐ نے ایسے کلمات بھی فرمائے کہ جنسے حضرت عمرؓ بھی راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروقؓ نے یقین کر لیا کہ ایسا کوئی نیک کام نہیں جسمیں حضرت ابو بکرؓ صدیق نے سبقت نہ کی ہو۔

ابو یعلی میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ میں ایک روز مسجد میں نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جو مانگو گے پاؤ گے پھر فرمایا جو شخص چاہے کہ میں قرآن شریف ترتیل اور اچھائی کے ساتھ پڑھوں تو چاہیئے کہ وہ ام عبد کی قرأت اختیار کرے اس کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا ذرا دیر کے بعد حضرت ابو بکرؓ صدیق مجھے مبارک باد دینے تشریف لاتے اور آپ تشریف لے ہی جاتے تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی تشریف لائے اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کو دیکھکر فرمانے لگے کہ آپ ہمیشہ نیک کام میں آگے ہی رہتے ہیں ۔ ربیعہ سلمی روایت کرتے ہیں کہ مجھ میں اور حضرت ابو بکرؓ میں کچھ بات سی بڑھ گئی اور حضرت ابو بکرؓ نے غصے میں ایسی بات کہدی جو مجھے ناگوار گذری ۔ معاً آپ نادم ہو کر

فرمانے لگے۔ ربیعہ! تم بھی مجھے یہی بات کہہ لو کہ بدلہ اتر جائے۔ میں نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا
آپ نے فرمایا نہیں کہنا ہوگا ورنہ تمہارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہونگے میں
نے کہا میں کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لے گئے اور میرے پاس
بنی اسلم کے کچھ لوگ آکر کہنے لگے کہ بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ناراض ہونے لگے
حالانکہ زیادتی انہیں کی طرف سے تھی اور ابوبکرؓ کس وجہ سے تم پر زیادتی کرتے ہیں اور ایسا ایسا
کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا تم ابوبکر صدیقؓ کی شان نہیں جانتے ہو وہ آیت ثانی اثنین کے مورد
ہیں وہ مسلمانوں کے بزرگ اور بڑے ہیں تم اپنی خیر مانو وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں کہ تم ان کے
مقابلہ میں میری مدد کر رہے ہو وہ غصہ ہو جائیں گے اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاویں گے تو ان کے غصے کی وجہ سے حضور بھی غصے ہو جاویں گے اور ان دونوں کے
غصے کی وجہ سے خداوند جل وعلیٰ بھی خفے اور ناراض ہونگے اور ربیعہ اس وقت بالکل ہلاک
ہو جائیگا۔ بہرحال میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہو بہو سارا قصہ بیان فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے سر اٹھا کر مجھ سے اشارہ کیا کہ ربیعہ کیا قصہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس
طرح ہوا اور مجھے انہوں نے ایسی بات کہی جو مجھے ناگوار گذری اور پھر مجھ سے یہ بھی فرمایا
کہ اس کے مثل تو بھی مجھے کہہ لے تاکہ بدلہ اتر جائے مگر حضورؐ میں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار وہ کلمہ زبان پر نہ لانا بلکہ یہ کہو کہ اے ابوبکرؓ خداوند تعالیٰ
تمہیں معاف کریں میں نے یہی کہا (احمد) ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا تم غار میں میرے صاحب
اور ساتھی رہے ہو کوثر پر بھی ساتھ رہو گے۔ عبداللہ بن احمد نے اس طرح روایت کیا ہے
کہ ابوبکرؓ غار میں میرے صاحب اور مونس تھے (اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں) بیہقی نے
حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا
کہ جنت میں ایک پرندہ مثل خراسان کے اونٹ کے ہوگا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا
یا رسول اللہؐ کیا وہ چرنیوالا ہوگا۔ آپ فرمایا ہاں وہ کھانے والا ہے اور تم بھی کھانیوالے ہو

ابو یعلی حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جب میں آسمانوں پر گیا تو میں نے آسمانوں میں جگہ جگہ اپنا نام اور اپنے نام کے پیچھے ابو بکرؓ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں لیکن ابن عباس ابن عمر۔ انس۔ ابی سعید ابو الدرداء کے اسناد کے ساتھ یہ حدیث بھی آئی ہے مگر وہ بھی سب ضعیف اسناد ہیں۔ مگر البتہ ایک اسناد دوسرے اسناد میں تقویت ضرور کرتا ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ تلاوت کی تو حضرت ابو بکرؓ صدیق نے فرمایا کیا اچھے الفاظ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے موت کیوقت تم سے اسی طرح خطاب کرینگے ابن ابی حاتم عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جبوقت آیت وَلَوْ اَنَّا کَتَبْنَا عَلَیْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ نازل ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ صدیق نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے حکم فرماتے کہ میں اپنے کو ہلاک کرلوں تو میں ضرور ہلاک کرڈالتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ ابو القاسم بغوی ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے ایک حوض پر تشریف لائے اور فرمایا ہر ایک آدمی اپنے صاحب اور دوست کی طرف پیرے (تیرے) یہ سنکر ہر شخص اپنے اپنے دوست کی طرف حوض میں تیرا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ صدیق باقی رہ گئے ان سب کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کی طرف پیر (تیر) کر تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپ نے ان سے معانقہ کرلیا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا دوست اختتام زندگی تک کا بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن یہ میرے صاحب ہیں۔ (ابن عساکر)

ابن عساکر نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں۔ جب خداوند تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں کہ اس بندہ کو جنت دیجائے تو ان میں سے ایک اس کے اندر ڈال دیتا ہے حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے آپ نے فرمایا کہ تم سب خصلتوں کے جامع ہو۔ ابن عساکر

نے اس کو دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے مجھ میں بھی کوئی ہے آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہوں تم میں تمام خصلتیں ہیں ابن عساکر یعقوب انصاری کے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں لوگ زیادتی اور ہجوم کی وجہ سے اتنے اڑ بھچکر بیٹھتے تھے کہ مثل دیوار قلعہ کے حلقہ ہو جاتا تھا مگر با ایں ہمہ حضرت ابوبکر صدیق کی نشست کی جگہ با فراغت اور کشادہ پڑی رہتی تھی کوئی شخص طمع نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کی جگہ آکر بیٹھ آئے جس وقت آپ تشریف لاتے تو اپنی جگہ بیٹھ جاتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ اور روئے سخن آپ کی طرف پھیر لیتے اور لوگ سنا کرتے۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ کی محبت اور ان کا شکر میری تمام امت پر واجب ہے۔ سہل بن سعد نے بھی ایک حدیث اسی طرح کی بیان کی ہے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ تمام آدمیوں سے محاسبہ کیا جائیگا مگر ابوبکر صدیقؓ سے نہیں کیا جائے گا۔

فصل

صحابہ کرام اور سلف صالحین کے کلام حضرت ابوبکرؓ کی شان میں

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سید یعنی سردار ہیں (اسکو بخاری نے روایت کیا) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان اور تمام اہل زمین کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا پلہ غالب رہیگا۔ ابن ابی خیثمہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر بات میں سبقت لے جانے والے اور سب سے بزرگ ہیں نیز حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں حضرت ابوبکر صدیق کے سینہ کا ایک بال ہوتا (اس کو مسدد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے) نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ جس طرح کی جنت حضرت ابوبکر کی ہے میری بھی ہو (اس کو ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے) اور آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بہت زیادہ اچھی ہے (اسکو ابونعیم نے روایت کیا ہے) ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ (علی رضی اللہ عنہ) ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھکر فرمایا کہ کوئی صحیفہ آسمانی والا جو اللہ سے ملاقات کرے گا میرے نزدیک اس کپڑا اوڑھے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ ابن عساکر نے عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے عمر بن خطاب نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھ سے ہر کام میں سبقت کی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ہم نے کبھی نیک کام میں سبقت کی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام میں اس سے پہلے آیا ہے طبرانی نے اوسط میں جحیفہ کی معرفت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہی ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق کا بغض کبھی جمع نہیں ہو سکتا۔ ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی قریش میں بلحاظ صورت و سیرت بے نظیر اور دل کے بجیسے بہادر ہیں۔ اگر وہ تجھ سے باتیں کریں تو مجھے کبھی جھوٹا نہیں کہہ سکتے اسی طرح اگر تو ان سے باتیں کرے تو وہ تجھے کبھی جھوٹا نہیں سمجھ سکتے۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیق۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ہیں۔

ابن سعد نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا لقب اواہ تھا

رحم دل اور رافت قلب ہونے کی وجہ سے اَوّاہ یعنی بہت رحم دل والے مشہور ہوگیا تھا
ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ کتب اولہ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کی
مثال قطرۂ آب باراں سے دی گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع دیتا ہے۔ نیز ربیع بن انس
سے ابن عساکر نے ہی بیان کیا ہے کہ ہم نے انبیاء سابقہ کے صحابہ میں جو نظر دوڑائی تو
ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں پایا کہ جس کا ایک بھی صحابی حضرت ابوبکرؓ جیسا ہو۔ زہری نے کہا
ہے کہ ابوبکرؓ صدیق کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ کے بارے میں کبھی شک
نہیں کیا (ابن عساکر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت علیؓ مرتضٰی ہیں۔
ابوحصین نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد
کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق سے افضل نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے بعد مرتدوں پر فوج کشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا فعل کیا ہے۔

فصل

دینوری نے اپنی کتاب مجالست میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ اللہ
تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق میں چار خصلتیں ایسی پیدا کی ہیں کہ آج تک کسی
میں پیدا نہیں کی تھیں۔ اوّل یہ کہ آپ صدیق ہیں اور کسی کا نام صدیق نہیں ہوا دوسرے
یہ کہ آپ صاحب غار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تیسرے ہجرت میں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھے۔ چوتھے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ہونے کا حکم
فرمایا اور باقی مسلمانوں کو مقتدی ہونے کا۔ کتاب مصاحف میں ابن ابی داؤد نے لکھا
ہے کہ حضرت ابوجعفر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات اور سرگوشی سنتے
تھے مگر حضرت جبرئیل کو دیکھتے نہیں تھے۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے وزیرِ خاص کی جگہ تھے۔ بادشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ہر بات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام میں۔ غار میں۔ یوم بدر کے سائبان میں حتیٰ کہ قبر میں ساتھی ہیں حضور اقدسؐ آپ پر کسی کو تقدم اور ترجیح نہیں دیتے تھے۔

فصل

ان احادیث و آیات و کلمات آئمہ جو آپکی خلافت کیطرف اشارہ کرتی ہیں

ترمذی اور حاکم نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدار کرنا (اس کو طبرانی نے ابوالدرداء سے اور حاکم نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے) ابوالقاسم بغوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بعد بہت کم دنیا میں رہیں گے (یہ حدیث چند طریق پر وارد ہوئی ہے اور اسکے متعلق شروع کتاب میں بحث کرچکا ہوں) بخاری و مسلم شریف کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرب وفات میں خطبہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ایک بندہ کو خدا نے اختیار دیا ہے الخ اس میں آپنے یہ بھی فرمایا تھا کہ کوئی دروازہ بند ہونے سے باقی نہیں رہا مگر ابوبکر صدیقؓ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مسجد کی تمام کھڑکیاں سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے بند ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ آپ کی خلافت کیطرف ہے کیونکہ آپ مسجد میں کھڑکی ہی سے نماز پڑھانیکے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کے یہ الفاظ ہیں کہ مسجد کی آمد و رفت کے دروازے بند ہو گئے مگر ابوبکرؓ کا دروازہ نہیں بند ہوا (اسکو ابن عدی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اور زوائد المسند نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور معاویہ بن سفیان سے طبرانی نے اور انس سے بزار نے بیان کیا ہے) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جبیر بن مطعم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی آپنے اسے

حکم دیا کہ تو پھر آنا اس نے عرض کیا کہ اگر میں پھر حاضر خدمت ہوئی اور جناب کو نہ پایا یعنی حضورؐ کی وفات ہوگئی آپ نے فرمایا کہ پھر ابو بکرؓ صدیق کے پاس آنا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بنی مصطلق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دریافت کرنے کیلئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کے پاس بھیجیں۔ آپ نے فرمایا ابو بکرؓ صدیق کے پاس (حاکم) ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی جو آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی تھی آپ نے اس کو فرمایا کہ پھر آنا اس نے کہا اگر میں آؤں اور جناب کو نہ پاؤں اور حضورؐ کا وصال ہو جائے آپنے فرمایا کہ اگر تو آوے اور میں نہ ہوں تو ابو بکرؓ کے پاس آنا کیونکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلالا تاکہ میں انہیں ایک دستاویز لکھدوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میرے بعد کوئی متمنی خلافت کھڑا ہو جائے اور کہنے لگے کہ خلافت کیلئے میں بہتر ہوں مگر اللہ تعالیٰ اور مومنین نہیں مانیں گے مگر ابو بکرؓ کو ہی (مسلم شریف) احمد وغیرہ نے اور طریقوں سے بھی بیان کیا ہے ان میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے مرض الموت میں مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ کو بلاؤ تاکہ میں ابو بکرؓ کے لئے ایک دستاویز لکھ دوں تاکہ میرے بعد لوگوں میں اختلاف اس بارے میں نہ پڑ جائے پھر خود ہی فرمایا کہ خیر چھوڑو خدا نہ کرے کہ مسلمانوں میں ابو بکرؓ کے لئے اختلاف پڑ جائے۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ صدیق کو اس نے سوال کیا کہ ان کے بعد آپ نے فرمایا عمرؓ فاروق کو اس نے پوچھا ان کے بعد کس کو کرتے آپ نے جواب دیا کہ ابو عبیدہ بن جراحؓ کو۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض ہوئی تو آپ نے فرمایا لوگو! ابو بکرؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ تمہیں نماز پڑھائیں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی

دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ بہت زیادہ رقیق القلب آدمی ہیں جس وقت وہ مصلے پر آپکی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سکینگے آپ نے فرمایا تو انہیں سے کہہ کہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر یہی کہا حضورؐ نے فرمایا تو ابوبکرؓ سے ہی کہہ کہ نماز پڑھائیں یہ عورتیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آدمی آیا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی یہ حدیث متواتر ہے۔ اسی حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہ ابن مسعود ابن عباس۔ ابن عمر۔ عبداللہ بن زمعہ۔ علیؓ بن ابی طالب۔ حضرت حفصہؓ نے علیحدہ علیحدہ روایت کیا ہے۔ اور اسکے طریقے حدیث متواترہ کے طریقوں میں سے ہیں بعض طریقوں میں حضرت عائشہ صدیقہ سے اس طرح ہے کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے اصرار کیا کہ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین سے لوگ محبت نہیں کرینگے کیونکہ میں یہ سمجھ رہی تھی کہ جو شخص آپ کے قائم مقام ہوگا اس کو لوگ منحوس سمجھیں گے لہذا میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجائے حضرت ابوبکرؓ کے کسی اور کو کہدیں۔ ابن زمعہ کہتے ہیں کہ جس وقت لوگوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے حکم فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ صدیق چونکہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے حضرت عمر فاروق آگے بڑھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں نہیں (تین بار) ابوبکر نماز پڑھائیں گے۔ ابن عمر کی حدیث میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے تکبیر تحریمہ کہی تو آپ نے غصہ سے سر اٹھا کر فرمایا ابو قحافہ کے بیٹے کہاں ہیں (یعنی ابوبکر صدیق) اس حدیث کے متعلق علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تمام صحابہ میں علی الاطلاق افضل ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور امامت میں سب سے بہتر ہیں۔
امام اشعری فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور وہاں مہاجرین اور انصار بھی تھے اور آپ ہی کا یہ قول بھی ہے کہ قوم کی امامت وہی شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہو تو لامحالہ اور بالبداہتہ

یہ حدیث اس پر دال ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق تمام قوم یعنی مہاجرین وانصار سے زیادہ عالم قرآن تھے۔ انتہیٰ

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہی نتیجہ نکالا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی خلافت کے زیادہ مستحق ہیں ان ہی حضرات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنکا قول ہم میایعہ کی فصل میں نقل کریں گے) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانیکا حکم دیا تو اس وقت وہاں میں بھی حاضر تھا اور میرے ہوش وحواس بجا تھے اس خیال سے ہم اپنی دنیا کے لئے بھی اسی شخص سے راضی ہو گئے جس سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہو گئے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں امامت کے اہل مشہور ہو گئے تھے۔ چنانچہ احمد اور ابو داؤد نے سہل بن سعدؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کچھ قضیہ اور مار پیٹ ہو گئی اور یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ ظہر کے بعد مصالحت کرانیکی غرض سے ان کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے بلالؓ اگر نماز کا وقت آجائے اور میں نہ آسکوں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ پس جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور حضرت ابوبکرؓ نے انکے کہنے سے نماز پڑھائی ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت حفصہ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپنے اپنی بیماری میں ابوبکرؓ کو امام بنایا تھا آپ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ نے ان کو امام بنایا تھا۔ دار قطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے جناب باری میں تین مرتبہ تیرے متعلق دریافت کیا کہ تجھے امام بناؤں مگر وہاں سے انکار ہوا اور ابوبکر ہی کو امامت کا حکم ملا۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن سعد نے روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں اپنے آپ کو اکثر لوگوں کی گندگی پر گذرتے دیکھتا ہوں آپنے فرمایا تمہیں لوگ نرم مزاج دیکھکر اسطرح روندینگے آپنے عرض کی کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان دیکھے ہیں حضورؐ نے فرمایا تمہاری مدت خلافت دو سال ہوگی

ابن عساکر نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز حضرت عمرؓ فاروق کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے آپ نے پچھلی جماعت کے ایک آدمی پر نظر ڈال کر فرمایا کہ تم نے انبیاء سابقین کی کتابوں میں کیا پڑھا ہے اس شخص نے عرض کیا کہ ان میں لکھا ہے کہ نبی آخر الزماں کا خلیفہ اس کا صدیق ہوگا۔ ابن عساکر نے محمد بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ مجھے عمر بن عبد العزیزؒ نے امام حسن بصری کی خدمت میں چند باتیں دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ لوگوں میں حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے متعلق اختلاف ہوگیا ہے۔ آپ مجھے اس کا شافی جواب دیجئے کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلیفہ بنایا تھا۔ آپ غصہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا افسوس کیا تجھے کچھ اس میں شک ہے اللہ کی قسم خدا ہی نے ان کو خلیفہ بنایا تھا اور کیوں کہ اللہ صاحب انکو خلیفہ نہ بناتے وہ سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ متقی تھے وہ خلیفہ بنائے جاتے یا نہ بنائے جاتے وہ مرتے دم تک اسی طرح رہتے۔ ابن عدی نے ابو بکر بن عیاش سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ہارون رشید نے کہا کہ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو خلیفہ کس طرح بنالیا میں نے کہا یا امیر المومنین اس معاملہ میں خدا اور اس کا رسول اور تمام مسلمان خاموش اور ساکت رہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے کہا ذرا کھول کر بیان کیجے میں نے کہا یا امیر المومنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز تک بیمار رہے اس اثناء میں حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز کون پڑھائے آپ نے فرمایا ابو بکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں حضرت ابو بکر صدیق نے آٹھ روز تک نماز پڑھائی اور ان ایام میں وحی برابر آتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کے سکوت کی وجہ سے ساکت رہے اور تمام مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کی وجہ سے خاموش رہے۔ ہارون رشید کو یہ بات بہت پسند آئی اور کہا کہ بارک اللہ فیک۔ علماء کے ایک گروہ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا ثبوت اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِیْ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (یعنی اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جو شخص تم میں سے اپنے دین میں سے پھر جائے پس قریب ہے کہ اللہ صاحب ایک ایسی قوم کو لادیں گے کہ

اللہ صاحب ان سے اور وہ اللہ صاحب سے محبت کرینگے - علمار نے کہا ہے کہ وہ ابوبکرؓ اور انکے اصحاب ہی تھے جب عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ اور انکے اصحاب ہی نے جہاد کرکے انکو پھر مسلمان بنایا - یوسف بن بکیر نے قتادہ سے لکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہو گئی تو بعض عرب قوم مرتد ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے اسے جہاد اور قتال کیا حتی کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ یہ آیت فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ الخ حضرت ابوبکرؓ اور آپکے اصحاب ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ابن ابی حاتم نے جو سیر سے روایت کی ہے کہ آیت قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ میں مخلفین سے مراد بنو حنیفہ کا قبیلہ ہے - ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت پر حجت اور دلیل ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق ہی نے لوگوں کو انکے قتال کی طرف دعوت دی ہے شیخ ابوالحسن اشعری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عباس بن شریح سے سنا ہے آپ کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل علم کا اسکے اوپر اتفاق ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مرتدین سے سوائے ابوبکر صدیقؓ کے کسی نے قتال نہیں کیا - آپ فرماتے تھے پس یہ آیت ابوبکر صدیق کی خلافت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے - اور آپکی تابعداری فرض بتلاتی ہے جو شخص اسکو نہ مانے وہ ضرور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا - ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض نے اس آیت کی تفسیر جنگ روم و شام سے کی ہے مگر وہ بھی حضرت ابوبکر صدیق پر ہی پورے طور سے چپاں ہوتی ہے کیونکہ آپ ہی نے اول انکی طرف لشکر تیار کرکے روانہ فرمایا تھا اگرچہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں ختم کو پہونچی لیکن وہ دونوں حضرات بھی حضرت ابوبکر صدیق کے ہی فرعات تھے - ابن کثیر کہتے ہیں کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ بھی بالکل آپ ہی کی خلافت پر منطبق ہوتی ہے -

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں عبدالرحمن ابن عبدالحمید المہدی سے روایت کرتے ہیں کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوتی ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ

خطیب نے ابوبکر بن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور قرآن شریف سے یہ خلافت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ تا قول أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ صادقوں سے مراد اصحاب ہیں اور جس کسی کو خداوند تعالیٰ صدیق کہیں وہ کبھی کاذب نہیں ہو سکتا اور صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا خلیفہ رسول اللہ کہہ کر ہمیشہ مخاطب کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ استنباط نہایت احسن ہے زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت پریشان ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر ان کو دنیا کے پردہ پر کوئی شخص نہیں معلوم ہوا تو لامحالہ تمام نے آپ سے بیعت کی (بیہقی) اسدالسنہ نے فضائل میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کبھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شک نہیں ہوا آپ کو وہ ہمیشہ خلیفہ رسول اللہ کہتے رہے اور نہ کبھی صحابہ کا اجماع خطا اور ضلالت پر ہو سکتا تھا حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جس چیز کو مسلمان نے اچھا سمجھا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمان نے برا خیال کیا وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے اور تمام مسلمانوں نے چونکہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حسن سمجھا ہے اس لئے وہ خلافت اللہ کے نزدیک بھی احسن ہے۔

حاکم اور ذہبی نے لکھا ہے کہ ایک روز خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ابوسفیان بن حرب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ لوگوں کی بات دیکھو کہ قریش کے ایک ادنی اور ذلیل آدمی سے (معاذ اللہ) بیعت کرلی اگر آپ چاہتے تو آپ کو آسانی سے یہ بات حاصل ہو جاتی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابوسفیان تو اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہے مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا کیونکہ وہ ہر طرح اسکے مستحق اور لائق ہیں۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب

حج سے تشریف لائے تو اپنے خطبہ میں فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے۔ جب عمر مرجاویگا تو میں فلاں سے بیعت کرلونگا کوئی شخص یہ افترا پردازی نہ کرے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت تھوڑے سے آدمیوں نے اول بلاسوچے سمجھے کرلی تھی اگرچہ بات اسی طرح ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے خلافت کے متعلق فتنہ وفساد سے بچالیا اور تمہارے اندر آج کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس کو حضرت ابوبکر صدیق کی طرح لوگ اپنا حاکم بنالیں۔ ابوبکر صدیق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم سب میں بہتر ہیں قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی اور زبیر اور انکے ساتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ٹھہر گئے اور تمام انصار بھی ہم سے جدا ہوکر سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہوگئے۔ مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے میں نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی انصار کے پاس چلئے آپ ہمارے ساتھ چلے راستہ میں دو مرد صالح ہم کو ملے انھوں نے ہم سے کہا کہ تم انصار کے پاس مت جاؤ اور تم خود مہاجرین آپس میں کچھ طے کرلو کہا واللہ ہم وہیں جائینگے ہم جب سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے تو دیکھا کہ سب وہیں جمع ہیں اور درمیان میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے میں نے کہا یہ کون ہے؟ اور اسے کیا ہوا لوگوں نے کہا سعد بن عبادہ ہے اور اسکے درد ہے جب ہم بیٹھ گئے تو انکا خطیب کھڑا ہوا اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا کہ ہم انصار خدا کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم چند آدمی ہو۔ باوجود اسکے تمہارا ارادہ ہے کہ تم ہماری جڑ کاٹ دو اور ہم کو نکال باہر کرو اور ہمارا خلافت سے واسطہ ہی نہ رکھو جب وہ تقریر کرکے چپ ہوا تو میرا ارادہ تھا کہ میں کچھ کہوں کیونکہ میں نے پہلے ہی سے ایک مضمون نہایت عمدہ سوچ رکھا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھے کہنے سے روک دیا چونکہ میں انکا زیر بار احسان تھا۔ نیز آپ مجھ سے زیادہ حلیم اور محترم تھے اس لئے میں چپ رہا اور میں نے ان کو ناخوش کرنا بھی گوارہ نہ کیا آپ مجھ سے زیادہ عالم بھی تھے واللہ جو میں کہنا چاہتا تھا اور سوچ کر مضمون بنایا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی البدیہہ وہی تقریر کرنی شروع کی بلکہ اس سے بہتر آپ نے فرمایا۔

اما بعد جو کچھ تم نے اپنے اچھائی اور بہترائی کے متعلق ذکر کیا سو تم واقعی

ایسے ہی ہو۔ میں تمام عرب سے زیادہ جانتا ہوں اور اس بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ قریش نسب میں اوسط العرب اور سکونت کے لحاظ سے وسط عرب کے باشندہ ہیں لہٰذا خلافت خاص قریش ہی کا حق ہو سکتا ہے میرا اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے خوش ہوں کہ ان میں سے جس سے چاہو تم بیعت کر سکتے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جو کچھ کہا۔ میں اس سے متفق تھا مگر جس وقت بیعت کے لئے آپ نے میرا نام پیش کیا تو مجھے برا معلوم ہوا واللہ اگر میری گردن ماردی جاتی تو مجھے یہ ناگوار نہ معلوم ہوتا بہ نسبت اس کے کہیں اوس قوم پر حکمراں ہوتا کہ جس میں ابوبکرؓ ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم بھی بہادر اور جری لوگ ہیں بہتر ہو کہ ایک شخص ہم میں سے اور ایک تم میں سے امیر مقرر ہو اس پر بہت غوغا اٹھا اور شور مچا حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فساد نہ پیدا ہو جائے میں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے کہا کہ آپ ہاتھ لائیے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے سب سے پہلے بیعت کرلی پھر مہاجرین نے پھر انصار نے بھی بیعت کر لی۔ اللہ اللہ کیسا نازک اور عجیب وقت تھا کہ اس کام سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق سے کوئی بھی نہیں تھا اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو جائے اگر وہ اپنی بیعت علیحدہ کرتے تو پھر ہمیں بھی اوسی شخص سے کہ جس سے ہماری مرضی نہ ہوتی بیعت کرنی پڑتی اور اگر ہم مخالفت کرتے تو فساد بڑھتا۔

نسائی اور حاکم اور ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہوگئی تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب اون کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا اے معاشر الانصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو حکم فرمایا تھا کہ تم لوگوں کی امامت کرو۔ اب تمہیں انصاف سے کہو۔ کہ تم میں حضرت ابوبکر صدیق سے بہتر کون شخص ہے۔ انصار نے کہا نعوذ باللہ ہم حضرت ابوبکر صدیق سے کبھی بہتر نہیں ہو سکتے۔ ابن سعد۔ حاکم اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگ سعد بن عبادہ کے مکان پر مجتمع ہوئے ان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرؓ فاروق بھی تھے

انصار کے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے مہاجرین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے واسطے کسی شخص کو کہیں بھیجتے تھے تو اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی کر دیتے تھے لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک امیر تم میں سے ہو جائے اور ایک ہم میں سے۔ اس کے بعد انصار کے چند آدمیوں نے اسی طرح بیان کیا حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور آپ نے بیان فرمایا کہ کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے لہذا ان کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہئے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور مددگار تھے لہذا ان کے خلیفہ کے بھی یار و مددگار ہونے چاہئیں۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ تمہارے سردار اور حاکم ہیں پھر آپ نے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر دیگر مہاجرین اور انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیعت کے بعد حضرت ابو بکرؓ صدیق منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ زبیرؓ نظر نہیں آتے ان کو بلاؤ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے ہو کر اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری بن کر مسلمانوں کی کمر توڑنا چاہتے ہو۔ اور مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہو حضرت زبیرؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ فکر نہ کیجئے پھر آپ کھڑے ہوئے اور بیعت کر لی اس کے بعد پھر آپ نے قوم پر نظر دوڑائی اور فرمایا میں حضرت علیؓ کو بھی نہیں دیکھتا انہیں بھی بلاؤ جس وقت آپ آئے تو آپ نے فرمایا۔ علیؓ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور داماد نبی ہو کر اسلام کو کمزور کرنا چاہیئے ہو انھوں نے بھی کہا فکر نہ کیجئے اور بیعت کر لی۔

ابن اسحٰق نے سیرۃ میں لکھا ہے کہ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب بیعت سقیفہ ہو چکی تو اگلے روز حضرت ابو بکرؓ صدیق منبر پر تشریف لے گئے مگر آپ کے خطبہ سے پہلے حضرت عمرؓ فاروق کھڑے ہوئے اور آپ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا لوگو! خداوند تعالیٰ نے تمہیں ایسے شخص پر جمع کر دیا ہے جو سب میں بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب اور غار میں ساتھی تھا تم کھڑے ہو جاؤ اور ان سے بیعت کرو۔ لوگوں نے آپ سے

بیعت عامہ کی جو بیعت سقیفہ کے بعد واقع ہوئی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ آپ لوگوں نے مجھے امیر بنایا ہے اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا اگر میں بھلائی کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر برائی کروں تو مجھے سرزنش کرنا۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے تم میں سے ضعیف لوگ میرے نزدیک اوس وقت تک قوی ہیں جب تک میں ان کا حق نہ دلوادوں (انشاء اللہ) اور تمہارے قوی ضعیف ہیں جبتک کہ ان سے دوسرونکا حق نہ دلوادوں انشاء اللہ جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیا وہ ذلیل ہوگئی جس قوم میں بدکاری پھیل گئی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں گرفتار کردیا۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی تابعداری کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب میں اللہ اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی کروں۔ (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم پر واجب نہ رہیگی بس چلو نماز پڑھو خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرماوے۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اور حاکم نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ خطبہ فرمایا۔ واللہ مجھے دن رات میں کبھی امارت کا شوق نہیں ہوا نہ میں نے اس کی حرص کی نہ میں نے اللہ سے اس کی ظاہر و باطن میں دعا مانگی اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ پیدا ہو جائے نہ مجھے خلافت میں کوئی راحت ہے مجھے ایک بہت بڑا کام سپرد کردیا گیا ہے اور میری گردن میں طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ مگر مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا بھروسہ ہے یہ سنکر حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے کہا ہمیں بہت زیادہ ندامت ہے کہ ہم مشورۂ خلافت میں کیوں شریک نہیں تھے حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمیں آپ کی فضیلت بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں آپ کو امامت کے لئے فرمایا تھا۔

ابن سعد ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو عبیدہ بن جراح کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا کہ لائیے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آپ کو اس امت کا امین کہا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے جواب دیا کہ میں تمہیں بڑا عقلمند سمجھا تھا۔ آج تم ضعیف الرائے کیوں ہو تم مجھ سے بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں صدیق ثانی اثنین فی الغار موجود ہیں۔ ابن سعد نے محمد سے بھی روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ فاروق سے فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرنا چاہتا ہوں حضرت عمر فاروق نے کہا آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو اسی طرح ردوبدل رہا آخر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں اور میری قوت بھی آپ ہی کے لئے ہے۔ پھر آپ نے بیعت کر لی۔

حمید بن عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ میں کسی دوسری جگہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ یہ خبر جانکاہ سنکر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ منور کھول کر آپ نے اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ جیسے عالم حیات میں خوبصورت تھے بعد از وفات بھی اب آپ ویسے ہی خوبصورت ہیں قسم ہے رب کعبہ کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہو چکا۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف ذکر کرتے ہیں کہ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ انصار کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہاں پہنچکر ایک تقریر کی۔ دوران تقریر میں آپ نے وہ آیات و احادیث جو انصار کی شان میں وارد ہوئی ہیں بیان فرمائیں اور فرمایا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ کسی جنگل میں جائیں اور انصار دوسرے جنگل میں تو میں انصار کے ساتھ جاؤنگا اور اے سعد کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خلافت قریش کے لئے ہے۔ نیک لوگ انکے نیکوں کی تابعداری کرینگے اور برے لوگ انکے بروں کی تابعداری کرینگے۔ سعد نے جواب دیا آپنے سچ فرمایا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں (احمد)

ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بیعت ہو چکی تو آپ نے قیافہ سے معلوم کیا کہ بعض لوگوں کو کچھ انقباض ہے آپنے فرمایا لوگو تمہیں کون چیز مانع ہے کیا میں سب سے اول مسلمان نہیں ہوا۔ کیا نہیں ہوا آپنے اپنی چند فضیلتیں

بیان کرکے کہا کہ کیا میں تم سب سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہوں۔ احمد نے لکھا ہے کہ رافع طائی نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کا تمام قصہ بیان فرمایا اور جو کچھ عمرؓ نے کہا تھا وہ بیان کرکے آپ نے فرمایا کہ پھر مجھ سے حضرت عمرؓ نے بیعت کرلی اور میں نے خلافت کو اسلئے قبول کرلیا کہ کہیں فتنہ نہ ہوجائے اور فتنہ کے بعد کہیں لوگ مرتد نہ ہوجائیں۔ ابن اسحٰق نے اور ابن عابد نے اپنے مغازی میں رافع طائی سے اسطرح بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے عرض کیا کہ آپ تو مجھے دو آدمیوں کی امارت سے بھی منع فرمایا کرتے تھے آپ نے یہ خلافت کیسے قبول فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو ضروری سمجھا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں امت محمدیہ میں تفرقہ نہ پڑجائے۔ قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بیعت کا تمام قصہ بیان فرمایا ذرا دیر میں جمعہ کی اذان ہوگئی تو نمازی اکھٹے ہوگئے ۔ آپ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا حاضرین! اگر تم چاہو تو دوسرے شخص کو خلیفہ بنا سکتے ہو مجھے بخوشی منظور ہے۔ مجھسے یہ بار نہیں اٹھایا جاتا۔ مجھ پر بھی شیطان مسلط ہے میں معصوم نہیں ہوں۔ ابن سعد نے حسنؒ بصری سے اسطرح لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ سے بیعت ہوچکی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا حضرات! میں اگرچہ خلیفہ ہوگیا ہوں مگر میں خوش نہیں ہوں واللہ اگر کوئی تم میں سے اس اہم کام کو انجام دے سکے تو اسکو اپنے ہاتھ میں لیلے اب جبکہ تم نے یہ تکلیف بالاتفاق مجھے دی ہے تو تم میری تابعداری اسوقت تک کرنا جبتک میں طریقہ سنت پر چلوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی لیکن میں تمہارے ہی مثل ایک آدمی ہوں کسی سے بہتر نہیں ہوں جب تک مجھے راہ راست پر دیکھو میری تابعداری کرو اور جب سر مو بھی فرق پاؤ تو مجھے ملامت کرو۔ یاد رکھو شیطان میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے جب مجھے غصہ آجائے تو مجھ سے علیحدہ ہوجاؤ مجھے تم پر کوئی ترجیح نہیں ہے۔

ابن سعد اور خطیب نے مالک بن عروہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میں اگرچہ تمہارا امیر ہوگیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن قرآن شریف نازل ہوچکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ سنت بتلا دیا

اور ہم نے اچھی طرح جان بوجھ لیا لوگو اب تم جان لو عقلمند وہی شخص ہے جو متقی ہے اور سب سے زیادہ عاجز فاجر و فاسق ہے۔ تمہارے قوی میرے نزدیک جب تک ضعیف ہیں جب تک میں ان سے لوگوں کا حق نہ دلوادوں اور تمہارے ضعیف میری نظروں میں جب تک قوی ہیں تب تک میں انکا حق نہ دلوا دوں۔ حاضرین! میں متبع سنت ہوں بدعتی نہیں گو جب میں نیکی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ڈگمگا جاؤں تو مجھے متنبہ کرنا میں بس یہی چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تم سب کے لئے مغفرت مانگتا ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ان شرائط بالا کے سوا امام نہیں ہو سکتا۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تو مدینہ شریف میں ایک کھلبلی اور کہرام مچ گیا۔ جس وقت حضرت ابو قحافہؓ نے شور سا سنا تو پوچھا کیا ہے۔ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ کہا افسوس بہت بڑا امر واقع ہوا پھر پوچھا کہ آپ کے بعد آپ کی جگہ کون ہوا کہا آپ کا بیٹا۔ کہا کیا بنی عبد مناف اور بنی مغیرہ اس پر راضی ہو گئے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا سچ ہے خدا جسے بڑھاتا ہے اس کو کون گھٹا سکتا ہے اور جسے گھٹاتا ہے اسکو کون بڑھا سکتا ہے۔

واقدی نے چند طریقوں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابن عمرؓ اور سعیدؓ بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ۱۲ ربیع الاول سلہ بروز دوشنبہ بیعت کی گئی طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کبھی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نہیں بیٹھے یہانتک کہ آپ واصل بحق ہوئے۔ اسیطرح حضرت عمرؓ فاروق حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جگہ اور حضرت عثمانؓ غنی حضرت عمرؓ کی جگہ کبھی تا اختتام زندگی نہیں بیٹھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

فصل

جو زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق میں واقع ہوا

تنفیذ جیش اسامہ۔ مرتدین اور مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب سے جنگ

جمع قرآن

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور کہنے لگے ہم نماز تو پڑھیںگے مگر زکوٰۃ نہیں دینگے۔ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور ان سے نرمی برتیے۔ یہ تو وحشی قوم ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو تم سے مدد کی امید کر رہا تھا۔ برخلاف اس کے تمہیں میری ہی تباہی کا فکر ہے زمانہ جاہلیت میں تو تم بڑے مستعد تھے۔ اسلام میں تم سست پڑ گئے۔ کس ذریعہ سے میں ان کی تالیف قلوب کروں معاذ اللہ باتیں بناؤں یا جادو کر دوں۔ افسوس صد افسوس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے وحی بند ہو گئی۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے میں ان سے جہاد کروں گا اگرچہ مجھے کوئی منع کرے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اس امر میں اپنے سے زیادہ سخت اور مستعد پایا۔

ابو القاسم بغوی اور ابو بکر شافعی اپنے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہو چکا تو نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد ہو گئے اور انصار نے علیحدگی اختیار کی اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی نہ اٹھا سکتا۔ لیکن میرے والد ماجد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عجب استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور اپنے ناخن تدبیر سے ہر مسئلہ کی عقدہ کشائی کی۔ سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں مدفون ہوں اس کے متعلق سب خاموش تھے اور کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اسکا انتقال ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ کہ دوسرا قضیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا واقع ہوا اس میں بھی کسی کو کچھ علم نہ تھا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا

ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا اختلاف آپ کے دفن کے متعلق ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ چونکہ مکہ معظمہ آپ کا مولد ہے آپ وہاں دفن ہونے چاہئیں۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد نبوی میں۔ بعض بقیع میں۔ بعض بیت المقدس کی رائے دیتے تھے اور اسی کو مدفن انبیاء بتلاتے تھے حتیٰ کہ ابوبکر صدیقؓ کو اس کی خبر ہوئی اور آپ کے فرمان پر باحسن وجوہ اس مسئلہ کی عقدہ کشائی ہوگئی۔ ابن زنجویہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابوبکرؓ کی ہی شان تھی اگر کسی مسئلہ میں آپ کی ایک طرف رائے ہوتی تو تمام مہاجرین وانصار کو آپ کی طرف آپ کے وفور علم کے باعث رجوع کرنا پڑتا۔ بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے وحدہ لاشریک لہ کی اگر حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ نہ ہوتے تو روئے زمین پر کوئی خدا کی عبادت نہ کرتا۔ اسی طرح آپ نے تین مرتبہ کہا۔ لوگوں نے کہا اے ابوہریرہؓ ایسا کیوں کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ بن زید کو لشکر دے کر شام کی طرف روانہ کیا تھا ابھی اسامہ نے ذی خشب میں ہی پڑاؤ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور حوالی مدینہ کے عرب مرتد ہوگئے صحابہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلا لیجئے کیونکہ خود مدینہ میں لوگ مرتد ہوگئے ممکن ہے کہ یہاں ضرورت لاحق ہو ہر ایک نے مختلف رائے دی۔ آخر میں آپ نے فرمایا قسم ہے وحدہ لاشریک لہ کی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاؤں کتے گھسیٹیں تو جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے ہرگز نہ لوٹاؤنگا اور جس جھنڈے کو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے اس کو کبھی نہ کھولوں گا پس آپ نے اسامہؓ کو بھیجدیا۔ اسامہؓ راستہ میں جس قبیلہ پر گذرتے تھے اور وہ قبیلہ ارتداد کا ارادہ رکھتا تھا تو اس قبیلہ کو دہشت ہوجاتی تھی اور وہ قبیلہ آپس میں کہتا تھا کہ اگر ان میں طاقت نہ ہوتی تو یہ ایسے وقت میں دوسروں پر کبھی لشکر کشی نہ کرتے۔ جب یہ لشکر سلطنت روم کی حدود میں پہنچا تو طرفین کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کا لشکر فتح کرکے سالم وغانم واپس ہوا۔

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرض میں اُسامہؓ کے لشکر کو چلنے کا حکم دیا جس وقت اُسامہؓ جرف میں پہنچا تو ہیں سے ان کی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ان کے پاس بھیجکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت متغیر ہے ابھی تم جلدی نہ کرو وہ وہیں ٹھہرے رہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ اسامہؓ بن زید نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جانے کا حکم دیا تھا لیکن اس وقت حالت نازک ہے۔ مجھے خوف ہے کہ عرب مرتد نہ ہو جائیں اگر وہ مرتد ہو گئے تو سب سے پہلے اون سے مقابلہ کے لئے میں تیار ہوں اگر مرتد نہ ہوں تو میں چلا جاؤں۔ میرے ساتھ چونکہ اچھے نوجوان سپاہی ہیں اس لئے عرض کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اللہ کی قسم اگرچہ میری جان پر کچھ بنجائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں کچھ ترمیم و تنسیخ نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت اسامہؓ کو روانہ کر دیا (ابن عساکر)

ذہبی کہتے ہیں کہ جب اطراف مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہوگئی تو عرب کے بہت سے طائفے اسلام سے پھر گئے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا حضرت صدیق اکبرؓ نے ان پر فوج کشی کا حکم نافذ فرمایا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے آپ کو روکا آپ نے فرمایا واللہ اگر وہ ایک سال کا بھی صدقہ حتیٰ کہ بکری کا بچہ جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادا کیا کرتے تھے روکیں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ ان سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہنے لگیں جس نے یہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو ان کا مال اور خون مجھ پر منع ہو گیا مگر بوجہ ادا حق کے اور اسکا حساب اللہ پر ہے۔ پھر آپ کس طرح لڑ سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا واللہ میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے فرق سمجھنے میں لڑوں گا کیوں کہ زکوٰۃ بھی تو بیت المال کا حق ہے

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے مگر بوجہ ادائے حق کے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ واللہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو شرح صدر کر دیا تھا۔ میں نے بھی پہچان لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق مہاجرین اور انصار کے ساتھ نکلے اور نجد کے قریب پہونچکر مرتدین عرب کو شکست فاش دی لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مکان واپس جائیے اور لشکر پر کسی کو امیر بنا کر ساتھ کیجئے جب لوگوں نے زیادہ اصرار سے کہا تو آپ لوٹ آئے اور آپ نے حضرت خالدؓ ابن ولید کو امیر مقرر فرما کر یہ کہدیا کہ اگر یہ اسلام لے آئیں اور زکوٰۃ ادا کر دیں تو تم میں سے جو شخص چاہے وہ بھی آسکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کے لئے تشریف لیجانے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور کہا کہ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ آپ سے فرمایا تھا کہ آپ اپنی تلوار میان میں کیجئے اور ہمیں کسی ناگہانی بلا میں نہ پھنسایئے اور مدینہ کو لوٹ چلئے واللہ اگر خدا نخواستہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر کچھ پیش آگئی تو یہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ نظام اسلام کو ہی قائم رکھ سکے (دارقطنی)

حنظلہ بن علی اللیثی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ ابن ولید کو روانہ کیا اور یہ نصیحت فرمائی کہ پانچ ارکان پر ان سے مقاتلہ کرنا اگر ان پانچوں میں سے وہ ایک کا بھی انکار کریں تو ان سے اوسی طرح لڑنا جس طرح پانچوں کے لئے لڑتے وہ پانچ ارکان یہ ہیں لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا روزہ رکھنا۔ خالد ابن ولید اور آپ کے ہمراہی جمادی الآخر میں چلے۔ نبی اسد اور غطفان سے مقابلہ ہوا بہت سے مرتدین قتل ہوئے۔ بہت سے گرفتار۔ باقی پھر مسلمان ہوگئے اس واقعہ میں صحابہ میں سے عکاشہؓ بن محصن اور ثابتؓ بن اقرم آپکے ساتھ تھے اور اسی سال رمضان شریف میں بعمر چوبیس سال حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمام دنیا کی عورتوں کی سردار تھیں انتقال فرمایا ذہبی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا سلسلہ نسب انہیں سے جاری ہوا زبیرؓ بن بکار کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مہینہ پہلے حضرت ام ایمنؓ کا انتقال ہو چکا تھا اور شوال میں عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہو گئی تھی بہر حال حضرت خالد بن ولید بمعہ لشکر آخر سال میں مسیلمہ کذاب کے قتل کے واسطے یمامہ پہونچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور چند دنوں قلعہ بند رہنے کے بعد مسیلمہ کذاب علیہ اللعنۃ کو وحشی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔ اس واقعہ میں جو صحابہ شہادت کے طلبگار ہو کر تشریف لے گئے تھے ان میں سے ابوحذیفہ بن عتبہ۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ شجاع بن وہب زید بن خطاب۔ عبداللہ بن سہل۔ مالک بن عمرو۔ طفیل بن عمرو الدوسی۔ یزید بن قیس۔ عامر بن لبیر۔ عبداللہ بن مخرمہ سائب۔ عثمان بن مظعون۔ عباد بن بشر۔ معن بن عدی۔ ثابت بن قیس بن شماس۔ ابودجانہ سماک بن حرب وغیرہ بھی شامل تھے۔

مسیلمہ کذاب کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو سال کی تھی۔ عبداللہ والد ماجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عمر میں بڑا تھا۔

۱۲ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے علاء بن حضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہاں بھی ارتداد ہو گیا تھا جواثی کے مقام پر لڑائی ہوئی اور بالآخر مسلمان مظفر و منصور رہے اور چونکہ فتنہ ارتداد عمان میں بھی ہو رہا تھا اسلئے عکرمہ بن ابی جہل کو ان کی سرکوبی کیلئے اودھر روانہ کر دیا اور مہاجر بن ابی امیہ کو اہل بخیر کیطرف اسی فتنہ کی روک تھام کیلئے بھیجا۔ نیز زیاد بن لبید انصاری کو بھی ایک گروہ مرتد کی سرکوبی کیواسطے روانہ فرمایا۔ اسی سال حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاوند حضرت ابوالعاص بن ربیع کا بھی انتقال ہو گیا اور صعب بن جثام لیثی اور ابومرثد غنوی کی بھی وفات واقع ہوئی۔

بعد از فراغت فتنہ ارتداد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو بصرہ کی طرف روانہ کیا اور لڑائی کے بعد شہر ابلہ فتح ہوا پھر کچھ صلح اور کچھ جنگ کے بعد مدائن کسریٰ جو عراق میں ہے وہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر اسی ۱۲ھ میں جناب نے حج بیت اللہ ادا فرمایا واپسی کے بعد عمرو بن عاص کو لشکر دیکر شام کیطرف بھیجا۔ شام میں جنگ اجنادین ۱۳ھ میں واقع ہوئی اور اس میں بھی فتح کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اسکی خوشخبری اسوقت

ملی جبکہ آپ حالت نزع میں تھے اس جنگ میں عکرمہ بن ابوجہل اور ہشام بن عاص اور دیگر لوگ شامل تھے۔ اسی سال جنگ مرج الصفر ہوئی اور مشرکین نے شکست کھائی۔ اس لڑائی میں دوسرے لوگوں کے ساتھ فضل بن عباس بھی موجود تھے۔

ذکر جمع قرآن شریف

بخاری شریف میں بروایت زید بن ثابت مروی ہے کہ جنگ مسیلمہ کذاب کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مجھے بلا بھیجا۔ جس وقت میں گیا آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ عمر مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں بہت سے مسلمان کام آگئے ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں اگر اسی طرح مسلمان شہید ہوتے رہے تو قرآن شریف بھی حافظوں کے ساتھ نہ اٹھ جائے۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کو جمع کر لیا جائے۔ میں نے (حضرت ابوبکر صدیقؓ) ان سے یہ کہا تھا کہ بھلا میں ایسے فعل کو کس طرح کر سکتا ہوں جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ انہوں نے (حضرت عمرؓ) جواب دیا کہ واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کچھ ہرج نہیں۔ اس پر یہ برابر مصر رہے حتیٰ کہ مجھے شرح صدر ہوا اور میں اسکی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ گیا حضرت زید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خاموش ہو کر سن رہے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم جوان اور عقلمند آدمی ہو اور تم کسی بات میں متہم بھی نہیں۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہ چکے ہو لہذا تم تتبع و تلاش کر کے قرآن شریف کو ایک جگہ جمع کر دو۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ مجھے واللہ یہ بہت شاق گذرا اگر مجھے پہاڑ بھی اٹھانے کا حکم دیتے تو میں اس کا بھی بوجھ اس کام سے ہلکا سمجھتا۔ میں نے عرض کیا آپ دونوں صاحب وہ کام کس طرح کر سکتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا حضرت ابوبکرؓ صدیق نے میرے جواب میں وہی فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر مجھے تامل ہی رہا اور میں نے بہت اصرار کیا آخر خداوند تعالیٰ نے میرا بھی شرح صدر کیا اور میں اس مسئلہ کی اہمیت کو پوری طرح سمجھ گیا میں نے تتبع شروع کیا اور میں نے کاغذ کے پرچوں اور اونٹ بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں درخت کے پتوں اور حافظوں کے سینوں سے

قرآن شریف کو جمع کیا حتیٰ کہ سورہ توبہ کی دو آیتوں لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ الخ کو خزیمہ بن ثابت کے سوا کسی نے نہیں پایا اور جمع کر کے جناب حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں پیش کیا جو آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہا پھر آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس اور آپ کی وفات کے بعد حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہا۔

ابو یعلیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ اجر قرآن شریف کے متعلق حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ملے گا کیونکہ اوّل آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے قرآن شریف کو کتابی صورت میں کیا۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اولیات میں

آپ ہی سب سے پہلے اسلام لائے۔ آپ ہی نے سب سے اوّل قرآن شریف جمع کیا آپ ہی نے قرآن شریف کا نام سب سے اول مصحف رکھا۔ آپ ہی کو سب سے اول خلیفہ کہا گیا۔ احمد نے ابو بکر بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جب یا خلیفۃ اللہ کہکر پکارا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ مجھے اتنا ہی فخر کافی ہے۔ آپ ہی سب سے اول اپنے والد ماجد کی حیات میں خلیفہ ہوتے۔ آپ ہی اول خلیفہ ہیں کہ جن کی رعیت نے اون کیلئے وظیفہ مقرر کیا۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپنے فرمایا کہ قوم جانتی ہے کہ میں امر خلافت میں مشغول ہوں اور مجھ سے اس وقت صنعت وحرفت نہیں ہو سکنے کی لہذا میں اپنے اہل وعیال کو بیت المال سے کھلانے کو دونگا۔ ابن سعد عطار بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بیعت کے دوسرے روز کچھ چادرے لئے ہوئے بازار کو جارہے تھے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ فرمایا کہ بازار حضرت عمرؓ نے کہا آپ ایسے کام چھوڑ دیجئے۔ اب آپ لوگوں کے خلیفہ ہوگئے ہیں۔ آپنے فرمایا پھر میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ چلئے یہ کام آپ کے واسطے ابو عبیدہؓ

کیا کریں گے یہ دونوں حضرات ابو عبیدہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ تم ان کے اور ان کے کنبہ کے واسطے ایک اوسط درجہ کے مہاجر کی خوراک کے اندازہ سے گذارہ کے لائق مہیا کر دیا کرو۔ نہ اس سے افضل اور نہ کم درجہ پر ہو۔ اس کے علاوہ گرمی جاڑے کا کپڑا بھی ہو مگر جس وقت پھٹ جایا کرے اس کو واپس لیکر اس کے بجائے نیا دیدیا کرو۔ آپ کیلئے ان حضرات نے ہر روز کیلئے آدھی بکری کا گوشت تن ڈھانکنے کا کپڑا اور پیٹ بھرائی روٹی کا نلج مقرر کر دیا۔ ابن سعد میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کی دو ہزار درہم سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ آپ نے فرمایا میرا کنبہ زیادہ ہے اس میں گذر اوقات نہیں ہو سکتا اور مجھے تم نے تجارت کرنے سے بھی بوجہ اشتغال خلافت کے روک دیا ہے کچھ زیادہ مقرر کرنا چاہئے چنانچہ آپ کی تنخواہ پر پانچسو درہم کا اضافہ کیا گیا۔ طبرانی نے اپنی مسند میں حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی وفات کے وقت بی بی عائشہ صدیقہؓ سے کہا کہ دیکھو یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں کھاتے پیتے تھے اور یہ چادر جو ہم پہنتے اوڑھتے تھے ہم ان سے جب ہی تک نفع اٹھا سکتے تھے جب تک مسلمانوں کا کام کرتے تھے جس وقت میں مرجاؤں تو انکو حضرت عمرؓ کو دیدینا کیونکہ یہ بیت المال میں سے لیا تھا جسوقت آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے انکو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجدیا حضرت عمرؓ نے فرمایا خداوند تعالیٰ حضرت ابو بکرؓ پر رحم فرمائیں کہ انھوں نے یہ سب تکالیف میری وجہ سے اٹھائیں۔ ابن ابی الدنیا ابو بکر بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا۔ بیٹی! میں اگرچہ مسلمانوں کا خلیفہ تھا مگر میں نے کبھی روپیہ پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا البتہ معمولی کھا پہن لیا۔ اب میرے پاس سوائے اس حبشی غلام اور اس اونٹنی پانی کھینچنے والی اور اس پرانی چادر کے بیت المال کا کچھ بھی تھوڑا بہت نہیں ہے جس وقت میں مرجاؤں تو ان سب کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجدینا۔

آپ ہی اول وہ شخص ہیں کہ جس نے بیت المال قائم کیا۔ ابن سعد نے سہل بن خثیمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں بیت المال پر کوئی چوکیدار مقرر نہیں تھا لوگوں نے

کہا کہ آپ بیت المال پر چوکیدار کیوں نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کہ جب قفل لگا رہتا ہے تو پھر چوکیدار کی کیا ضرورت ہے حالانکہ کیفیت یہ تھی کہ جو مال آتا تھا سب مسلمانوں کو تقسیم کر دیا کرتے تھے اور بیت المال خالی ہو جاتا تھا۔ ایک سال کے بعد آپ نے بیت المال اپنے مکان پر منتقل کر لیا جس وقت مال آتا تھا تو آپ فقراء و مساکین پر یکساں تقسیم کر دیا کرتے تھے اور کبھی اونٹ گھوڑے ہتھیار خرید کر فی سبیل اللہ دیدیتے۔ ایک دفعہ آپ نے کچھ چادریں خریدیں اور مدینہ شریف کی بیواؤں پر تقسیم کر دیں جس وقت آپکا انتقال ہوا اور آپ مدفون ہو چکے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند معزز صحابہ کو جن میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور عثمانؓ بن عفان بھی تھے بلایا اور ان کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیت المال میں تشریف لے جا کر اس کا جائزہ لیا تو اس میں سوائے خدا کے نام کے کچھ نہ تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی قول کی بنا پر اوائل میں عبکری کا قول یہ ہے کہ اول وہ شخص کہ جس نے بیت المال مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نیز حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں بیت المال نہیں تھا۔ لیکن میں نے اسکی اپنی ایک کتاب میں تردید کی ہے۔ پھر میں نے عبکری کا ہی ایک قول اسکی ایک دوسری تصنیف میں دیکھا ہے کہ اول وہ شخص جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیت المال کے مہتمم مقرر ہوئے حضرت ابو عبیدہؓ ہیں حاکم کہتے ہیں کہ اول اسلام میں عتیق کے لقب سے حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ملقب ہوئے۔

فصل

بخاری شریف اور مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر بحرین سے مال غنیمت آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بحرین سے مال آیا تو حضرت ابو [illegible] نے اعلان فرمایا کوئی شخص ہے جس کا قرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چاہتا ہو یا آپ نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو۔ میں نے حاضر ہو کر آپکو اسکی خبر دی آپ نے فرمایا آئیں [illegible] لیا میں نے آئیں سے لے لیا اور گنا تو وہ پانچسو روپیہ تھے مگر آپ نے مجھے ڈیڑھ ہزار [illegible]

فصل

حضرت ابوبکرؓ صدیق کے حلم اور تواضع میں

ابن عساکر نے انیسہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہمارے پاس قبل از خلافت تین سال اور بعد از خلافت ایک سال ٹھیرے جسوقت محلہ کی لڑکیاں آپکے پاس بکریاں لاتیں تو آپ انکا دودھ دوہ دیتے تھے میمون بن یدان کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اسلام علیک یا خلیفہ رسول اللہؐ آپنے فرمایا ان تمام مسلمانوں پر (احمد) ابن عساکر نے ابو صالح غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بوڑھیا اندھی اپاہج کی جو مدینہ کے اطراف میں رہتی تھی۔ خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اسکو روٹی پانی اور اسکے دوسرے کام کر دیا کرتے تھے ایک روز جو اس کے پاس آپ تشریف لیگئے تو بلاتوقع اس کا تمام کاروبار ہوا پایا اور اب ہمیشہ ہی کوئی آپ سے پہلے کر جانے لگا۔ آپ کو بہت حیرت ہوئی۔ آپنے اسکی جستجو کی تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نکلے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق اس زمانہ میں خلیفہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا واللہ آپ کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔

ابونعیم وغیرہ نے عبدالرحمٰن اصبہانی سے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ صدیق منبر پر تشریف رکھتے تھے اتنے میں حضرت امام حسنؓ بن علیؓ آگئے۔ بچے تو تھے ہی کہنے لگے میرے باپ کے منبر پر سے اتر جی۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ منبر تمہارے ابا جان کا ہی ہے یہ کہ کر آپ نے انکو گود میں اٹھالیا اور رو پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں تم نے سچ کہا میں تمہیں متہم نہیں کرتا۔

فصل

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو حج اسلام میں سب سے اول ہوا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو بھی

روانہ فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بعد حج ادا کیا جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو آپنے اول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور پھر آپنے حج کیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق کا انتقال ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی خلیفہ ہوئے تو آپنے عبدالرحمٰن رضی بن عوف کو اول حج کے لئے روانہ کیا اور سال آئندہ سے وفات تک خود حج کرتے رہے اور جسوقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپنے بھی عبدالرحمٰن بن عوف ہی کو حج کے لئے روانہ فرمایا۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی کے مرض اور وفات اور وصیت اور حضرت عمر رضی کے خلیفہ بنانے میں

سیف اور حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی کی موت کا سبب دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہے یہ صدمہ جانگداز آپکو اس قدر ہوا تھا کہ آپ ہمیشہ لاغر اور نحیف ہی ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ آپنے سفر آخرت اختیار کیا۔ ابن سعد اور حاکم ابن شہاب سے بسند صحیح لکھتے ہیں۔ کہ کہیں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی کے پاس ہدیتہً گوشت آیا تھا اسکو آپ حارث بن کلدہ کے ساتھ تناول فرما رہے تھے کہ حارث نے کہا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے نہ کھائیے واللہ اس میں مجھے زہر معلوم ہوتا ہے آپ دیکھ لیجئے گا کہ میں اور آپ ایک ہی سال میں ایک ہی روز اسکے زہر سے مرجائیں گے آپنے ہاتھ کھینچ لیا اس روز سے یہ دونوں حضرات ہمیشہ بیمار ہی رہے حتیٰ کہ ایک سال گذرنے کے بعد ہی دونوں صاحبوں کا ایک ہی روز انتقال ہوگیا۔ شعبی کہتے ہیں کہ اس دنیا ادنیٰ سے بھلا ہم کیا توقع رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی کو بھی۔۔

واقدی اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی کی بیماری اسطرح شروع ہوئی کہ آپنے ۷ جمادی الآخر پیر کے روز غسل فرمایا اس روز چونکہ سردی بہت ہی تھی آپکو بخار ہوگیا۔ پندرہ روز آپ بیمار رہے اور ان تمام ایام میں آپ نماز کیلئے بھی باہر تشریف نہ لاسکے بالآخر سہ شنبہ کی رات کو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ بعمر ترسیٹھ سال آپنے انتقال

فرمایا ابن سعد اور ابن ابی الدنیا ابو السفر سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی
خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر آنجناب فرمائیں تو ہم کسی طبیب کو بلا کر آپ کو دکھلائیں آپنے فرمایا
مجھے طبیب نے دیکھا ہے عرض کیا کہ طبیب نے کیا کہا آپنے فرمایا یہ کہتا ہے اِنِّی فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (میں جو
چاہتا ہوں کرتا ہوں) واقدی نے دوسرے طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب آپ کی طبیعت
زیادہ بگڑ گئی تو آپ نے عبد الرحمٰن بن عوف کو بلا کر فرمایا تم عمر فاروق کو کیسا سمجھتے ہو۔ عرض کیا
آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپنے فرمایا پھر بھی جو کچھ تمہاری رائے ہو بتلاؤ۔ عرض کیا
میرے نزدیک تو وہ اس سے بھی زیادہ افضل ہیں جتنی آپ ان کی نسبت رائے قائم کریں
پھر حضرت عثمان غنی کو بلا کر آپ نے یہی دریافت کیا انھوں نے بھی یہی کہا آپ مجھ سے
زیادہ عالم ہیں آپ نے فرمایا کچھ تو بتلاؤ انھوں نے کہا کہ اللہ جانتے ہیں کہ ان
کا ظاہر و باطن یکساں ہے اور ہمارے اندر تو ان کا مثل کوئی معلوم نہیں ہوتا
آپنے سعید بن زید اور اسید بن حضیر سے بھی یہی مشورہ کیا۔ اسید نے کہا کہ اللہ خوب جانتے ہیں تو
آپ کے بعد اونہیں کو اچھا سمجھتا ہوں وہ نیک کے ساتھ نیک اور بد کے ساتھ برے ہیں
اونکا باطن ظاہر سے بھی اچھا ہے اس کام کے لئے تو ان سے بہتر کوئی آدمی بھی قوی اور مستعد
نظر نہیں آتا۔ اسکے بعد اور صحابہ آئے اور ایک نے اُن میں سے سوال کیا کہ تم نے خدا کو مانتے
ہوئے ایک سخت گیر آدمی کو ہم پر خلیفہ مقرر کر دیا خدا کو بھلا اس کا کیا جواب دوگے۔ آپ
نے فرمایا واللہ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ مگر مجھ سے سوال ہوا تو میں جناب باری میں
عرض کرونگا۔ الہا العالمین۔ میں نے مسلمانوں پر ان میں کا سب سے بہتر آدمی خلیفہ
مقرر کیا ہے بلکہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ اسکے بعد
آپنے حضرت عثمان غنیؓ کو بلا کر فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ جو ابو بکر بن
قحافہ نے اپنے آخر عہد دنیا میں دنیا سے جاتے اور شروع عہد آخرت میں عالم بالا میں داخل
ہونے وقت لکھوایا ہے جبکہ کافر ایمان لانیوالا اور فاجر یقین کرنیوالا اور کاذب سچ بولنے والا
ہوتا ہے۔ لوگو! میں نے تمہارے اوپر اپنے بعد عمرؓ بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اسکی سننا
اور اطاعت کرنا۔ میں نے حتی المقدور خدا اور رسولؐ اور دین اسلام اور اپنے نفس اور

تمہاری خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا۔ اگر حضرت عمر عدل کریں گے تو میرے ظن اور رائے کے موافق ہے اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کیے کا جواب دہ ہے۔ البتہ میں نے تمہارے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ ظالم عنقریب معلوم کریں گے کہ وہ کس طرف رجوع کریں گے ہیں وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ پھر آپ نے اسکو سر بمہر کرا کر حضرت عثمان غنی کے حوالہ کر دیا اور حضرت عثمان اس کو لیکر چلے آئے اور لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برضا و رغبت بیعت کرلی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر بن خطاب کو خلوت میں بلا کر جو کچھ وصیت کرنا تھی وہ کیں۔ جس وقت حضرت عمر فاروق آپکے پاس سے چلے آئے تو حضرت ابو بکر صدیق نے جناب باری میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ الٰہی جو کام میں نے کیا ہے اس سے میرا مقصود صرف مسلمانوں کی اصلاح ہے میں نے فتنہ سے ڈر کر جو کچھ کیا اس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے اس امر میں اپنی رائے سے اجتہاد کیا ہے اور میں اپنے نزدیک اسی بات پر پہنچا ہوں لہذا میں نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ان میں سب سے بہتر اور قوی اور نیکی پر حریص ہے۔ میں آپکے حکم سے اس دنیا فانی کو چھوڑتا ہوں۔ آپ اپنے بندوں کے مالک ہیں۔ الٰہی! مسلمانوں کے حاکموں میں صلاحیت دو اور عمر کو اپنے خلفاء راشدین میں داخل کرو۔ اور اس کی رعایا کی اصلاح فرماؤ۔

ابن سعد اور حاکم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عقلمند دنیا میں سب سے زیادہ تین ہوئے ہیں اول ابو بکر صدیق کہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا دوسرے موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کہ انھوں نے کہا تھا اِسْتَاجِرْهُ تیسرے عزیز مصر کہ انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق رائے قائم کرکے بیوی سے کہا۔ اَكْرِمِيْ مَثْوَاهُ

ابن عساکر نے یسار بن حمزہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق کو تکلیف بڑھی تو آپ گھر سے نکل کر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور کہا۔ اے لوگو! میں نے تمہارے اوپر ایسے شخص کو مقرر کر دیا ہے کہ تم اس سے راضی ہو۔ لوگوں نے بالاتفاق کہا یا خلیفہ رسول اللہ ہم بالکل راضی ہیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر فرمایا

کہ اگر وہ شخص عمر نہیں ہے تو ہم اس سے راضی نہیں ۔ آپ نے فرمایا نہیں عمر ہی ہیں۔ احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے جس روز آپ کی وفات ہوئی دریافت کیا کہ آج کیا دن ہے۔ لوگوں نے کہا پیر ہے آپ نے فرمایا اگر میں آج رات تک مر جاؤں تو میرے دفن میں کل کا انتظار نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنا جلدی پہونچ جاؤں اتنا ہی بہتر ہے۔

مالک نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ ایک کھجور کا درخت جس پر سے بیس وثق کھجوریں سال بھر میں اترتی تھیں مجھے ہبہ کر دیا تھا۔ آپ نے مرض الموت میں فرمایا بیٹی! واللہ میں تمہیں ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم سے زیادہ غنی میں کسی کو محبوب نہیں رکھتا۔ تیری غربت سے مجھے رنج ہوتا ہے اور خوشحالی سے راحت۔ میں نے تجھے جو درخت دیا تھا۔ ابتک تو نے اس سے نفع اٹھایا اور وہ تیرا تھا۔ لیکن میرے مرنے کے بعد وہ ترکہ ہو جائیگا۔ تیرے دوسرے بہن بھائی ہیں ان سب پر قرآن شریف کی رو سے تقسیم کرنا۔ میں نے عرض کی ابا جان! ایسا ہی ہوگا مگر آپ نے تو فقط ایک بہن میری اسماء ہی چھوڑی ہے اور آپ دو بہن بتلاتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ حاملہ ہیں مجھے اندازہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ اسی روایت کو ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں اور مجھے القا ہوا ہے کہ بطن میں لڑکی ہے بس اسکی بھی تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپکے انتقال کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ ابن سعد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے مال کے پانچویں حصہ کے متعلق فرمایا کہ جسطرح مسلمانوں کے مال کا پانچواں حصہ راہ خدا میں لیا کرتے ہیں اسی طرح اسے بھی لے لیا جاوے ابن سعد اسطرح بھی روایت کرتا ہے کہ آپنے فرمایا وصیت کرنا ساتھ خمس کے مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ربع کی وصیت کروں اور ربع کی وصیت کرنا ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور جو شخص ثلث کی وصیت کرے تو پھر اس نے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے مال کے خمس حصہ میں وصیت کی تھی کہ اس میں ہمارا کوئی بشتہ وار شریک نہ ہو یہ فی سبیل اللہ ہے عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں۔ واللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک بھی درہم یا دینار نہیں چھوڑا جس پر کہ خدا کا نام نہ مضروب ہو۔ ابن سعد وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو زیادہ تکلیف ہوئی تو میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) قسم ہے مجھے اپنی عمر کی جب موت کی ہچکی لگ جاتی ہے اور سینہ تنگ ہو جاتا ہے تو کوئی مال فائدہ نہیں دیتا۔ آپ نے چادر سے منہ کھولکر فرمایا یہ نہیں بلکہ اس طرح کہو وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ دیکھو یہ میرے دو کپڑے ہیں مجھے غسل دیکر ان ہی دونو مستعملہ کپڑوں میں کفنا دینا کیونکہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کپڑوں کی زیادہ حاجت ہے ابو یعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ کا قول نقل کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں جب اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئی تو آپ حالت نزع میں تھے میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) آج آپ کو سخت مرض لاحق ہو گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کی روح کو توفیق بخشیں۔ آپنے فرمایا یہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (موت کی بیہوشی تو ضرور آکر رہیگی یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا) پھر آپنے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ عرض کیا پیر کے روز آپنے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میں اسی رات انتقال کرونگا۔ پس آپ منگل کی رات کو انتقال فرما گئے اور صباح سے پہلے مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کیا ہے جس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتقال کا وقت ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ آپ کے سرہانے بیٹھکر یہ شعر پڑھنے لگیں (ترجمہ) ہر سوار کی ایک منزل ہوتی ہے اور ہر کپڑا پہننے والے کا ایک کپڑا ہوتا ہے۔ آپ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا بیٹی اس طرح نہیں ہے بلکہ جس طرح اللہ صاحب جل مجدہ نے فرمایا ہے اس طرح ہے وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) بہت سے

سفید چہرہ ہیں کہ ان کے روئے مبارک سے ابر پانی حاصل کرتے ہیں اور وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت پناہ ہیں۔ آپ نے یہ شعر سنکر فرمایا یہ صفت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ عبداللہ بن احمد نے زواہد الزہد میں عبادہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی موت کے وقت فرمایا اے عائشہؓ میرے ان دونوں مستعملہ کپڑوں کو دھو کر مجھے ان ہی میں کفنا دینا۔ یہ ضرور ہے کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ اگر اچھے نئے کپڑوں میں کفنایا تو کچھ بڑھ نہ جاؤنگا اور اگر پورانے بوسیدہ کپڑوں میں کفنایا تو کچھ گھٹ نہ جاؤنگا۔

ابن ابی الدنیا ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ وصیت فرمائی کہ آپ کو آپکی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں اور عبدالرحمن بن ابوبکر ان کی اس کام میں اعانت کریں۔ ابن سعد سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور مسجد نبوی کے درمیان حضرت ابوبکرؓ صدیق کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اسمیں چار تکبیریں کہیں۔ عروہ اور قاسم بن محمد نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو وصیت کی کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن کرنا۔ چنانچہ جب آپکا انتقال ہوا تو آپ کی قبر شریف اس طرح کھودی گئی کہ آپ کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے شریف کے پاس رہا اور آپکی قبر شریف کا تعویز اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا تعویز برابر رہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپکو قبر میں حضرت عمرؓ، طلحہؓ، عثمانؓ، عبدالرحمنؓ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتارا۔ اور چند طریقوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ رات ہی کو دفن کئے گئے۔ ابن مسیب روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوا تو مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا۔ آپکے والد ماجد حضرت ابو قحافہ نے کہا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا آپکے صاحبزادہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ اللہ کیسی مصیبت ہے۔ پھر کہا انکی جگہ کون مقرر ہوا۔ جواب ملا کہ حضرت عمرؓ آپ نے فرمایا اچھا مرحوم کے دوست۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ابو قحافہ کو جو حصہ شرعی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مال سے ملا تھا انھوں نے وہ اپنے پوتوں کو واپس کر دیا اور خود بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چھ ماہ کچھ دن بعد محرم ۱۴ھ

میں بعمر ستانوے سال اس دار فانی سے کوچ کر دیا۔

علماء کا قول ہے کہ اپنے باپ کی زندگی میں کوئی شخص سوائے حضرت ابو بکر صدیق کے تخت خلافت پر نہیں بیٹھا اور نہ کسی خلیفہ کے والد نے سوائے حضرت ابو بکر صدیق کے اپنے بیٹے کا ترکہ پایا۔

حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے دو سال ساتھ ماہ خلافت کی ہے۔

"تاریخ ابن عساکر" میں بسند اصمعی مروی ہے کہ خفاف بن ندبہ سلمی نے آپ کی وفات پر یہ مرثیہ پڑھا (ترجمہ) میں اچھی طرح جان گیا ہوں کہ زندگی کے لئے بقا نہیں ہے۔ دنیا محض فانی ہے اقوام میں یہ ملک مستعار ہے۔ اسمیں شرط ادا کرنا ہی ہے۔ آدمی اگرچہ کوشش کرتا ہے مگر اسکے واسطے محض امید ہی امید ہے۔ آنکھیں روتی ہیں اور جانور جدا لگتا ہے بوڑھا ہو کر مرے یا قتل ہو یا بیمار ہو کر مرے مگر سب مرض ہی کی شکایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق ایک ابر رحمت تھے جو سوکھی کھیتیوں پر ہمیشہ برستے تھے ا ھ

فصل

اُن احادیث صحیحہ میں جو حضرت ابو بکر صدیق سے مروی ہیں

امام نووی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکسو بیالیس حدیثیں روایت کی ہیں اور سبب قلت روایت یہ ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت کم زندہ رہے اور اسوقت تک احادیث کا چرچہ زیادہ نہیں ہوا احادیث کی سماعت اور تحصیل و حفظ میں تابعین نے زیادہ کوشش کی ہے

میں کہتا ہوں کہ پیچھے آپ یہ معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے قضیۂ بیعت کے وقت یہ فرمایا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے وہ تمام احادیث جو انصار کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں بیان کیں اور قرآن پاک میں جو کچھ انصار کے متعلق نازل ہوا ہے بیان فرمایا یہ اس امر کی بین اور صاف اور واضح دلیل ہے کہ آپ سنت کے سب سے زیادہ جاننے والے اور قرآن شریف کے وسعت معلومات کے لحاظ سے سب سے زیادہ عالم تھے۔

آپ سے ان حضرات نے روایت کی ہے۔ عمر[1]۔ عثمان[2]۔ علی[3]۔ ابن عوف[4]۔ ابن مسعود[5]۔ حذیفہ[6]۔ ابن عمر[7]۔ ابن زبیر[8]۔ ابن عمرو[9]۔ ابن عباس[10]۔ انس[11]۔ زید بن ثابت[12]۔ برار بن عاذب[13]۔ ابوہریرہ[14]۔ عقبہ بن حارث[15]۔ عبدالرحمن بن ابوبکر[16]۔ زید بن ارقم[17]۔ عبداللہ بن مغفل[18]۔ عقبہ بن عامر جہنی[19]۔ عمران بن حصین[20]۔ ابوبرزہ اسلمی[21]۔ ابوسعید خدری[22]۔ ابوموسیٰ اشعری[23]۔ ابوالطفیل لیثی[24] جابر بن عبداللہ[25]۔ بلال[26]۔ عائشہ بنت ابوبکر[27]۔ اسماء[28] بنت ابوبکر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ تابعین میں سے اسلم مولی عمر۔ واسط البجلی اور بہت سے آدمیوں نے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں مختصر طور پر یہاں ان احادیث کو نقل کردوں اور انکے پیچھے راویوں کے نام بھی لکھدوں۔ میں مفصل طور پر انشاء اللہ العزیز اپنی مسند میں لکھونگا (۱) حدیث ہجرت شیخین وغیرہ (۲) حدیث البحر یعنی دریا کا پانی پاک ہے اور اسمیں کی مری ہوئی شے حلال ہے۔ دارقطنی (۳) مسواک منہ کی صاف کرنیوالی ہے اور رب کی خوشنودی کا باعث ہے۔ احمد (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ بزار و ابویعلی (۵) کوئی آدمی کھانا کھانے کے بعد وضو نہ کرے کھانا کھانا اسکو حلال ہے بزار (۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ابویعلی و بزار (۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں جو میرے پیچھے نماز پڑھی تو اسمیں آپ ایک ہی کپڑا پہنے ہوئے تھے۔ ابویعلی (۸) جو شخص چاہے کہ قرآن شریف کو اسی قرأت میں پڑھوں جس میں وہ نازل ہوا ہے تو چاہیئے کہ ابن ام عبد کی قرأت اختیار کرے احمد (۹) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ایسی دعا بتلا دیجئے جسکو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپنے فرمایا یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ بخاری و مسلم (۱۰) جسنے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں آگیا تم خدا کے عہد میں دست اندازی مت کرو جس شخص نے اسے قتل کردیا خدا اس سے ناراض ہے اور اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔ ابن ماجہ (۱۱) کسی نبی کا جبتک انتقال نہیں ہوتا تب تک کہ وہ اپنی امت کے کسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔ بزار (۱۲) اگر کوئی آدمی کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ لے اور خدا سے مغفرت مانگے تو خداوند تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کردیتے ہیں۔ احمد۔ اصحاب سنن اربعہ ابن حبان (۱۳) ہر نبی کی وفات اسی جگہ

ہوتی ہے جہاں اسکو دفن ہونا ہوتا ہے ترمذی (۱۴) اللہ تعالیٰ نے یہود اور انصاری کو لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیں ۔ ابو یعلی (۱۵) میت کو اس کے پسماندگان کے رونے سے عذاب ہوتا ہے ۔ ابو یعلی (۱۶) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کی برابر خیرات کرو کیونکہ وہ ٹیڑھے کو سیدھا کرتی ہے ۔ مردبکے عذاب کو علیحدہ کرتی ہے (۱۷) حدیث فرائض صدقات بخاری وغیرہ (۱۸) ایسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپکا کوڑا جب آپ اونٹ پر سوار ہوتے تھے گر جاتا تھا آپ اونٹنی کو بٹھا کر نیچے آتے اور اس کو اٹھاتے تھے ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم سے کیوں نہیں اٹھانے کو فرمایا کرتے آپنے فرمایا کہ میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے سوال نہ کروں ساحمد (۱۹) جب اسماء بنت عمیس کے محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا کہ حالت نفاس میں غسل کر کے حج وعمرہ میں تکبیر کہیں بزار طبرانی (۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حج کونسا افضل ہے ۔ آپنے فرمایا جس میں تکبیریں زیادہ کہی جائیں اور قربانی زیادہ ہوں ۔ ترمذی ابن ماجہ (۲۱) آپنے جس وقت حجر اسود کو بوسہ دیا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا ۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا ۔ دار قطنی (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ براءۃ کو مکہ شریف بھیجکر اہل مکہ کو کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نکرے اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کرے احمد (۲۳) میرے مکان اور منبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغوں کا ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے ایک ٹکڑے پر ہے ابو یعلی (۲۴) حدیث طلاق جو ابو الہثیم کے مکان پر فرمائی ابو یعلی (۲۵) چاندی سونا مثل بمثل ہے اگر کوئی زیادہ لے تو دوزخی ہے ابو یعلی بزار (۲۶) جسنے کسی مومن کو اذیت دی یا اسکے ساتھ مکر کیا وہ ملعون ہے ترمذی (۲۷) جو شخص بخیل ہے وہ جنت میں نہیں جائیگا اور نہ بدخو اور نہ خائن اور نہ ظالم بادشاہ اور اول وہ غلام جنت میں داخل ہونگے جو اللہ اور اپنے آقا کی اطاعت کریں احمد (۲۸) غلام کا ترکہ اسکے لیے ہے جو اسے آزاد کرے ۔ ضیاء المقدسی (۲۹) ہم صدقہ کے وارث نہیں ملتے بخاری (۳۰) نبی کا وارث .... اس کا جانشین خلیفہ ہوتا ہے (۳۱) حدیث نسب کے تبرار کے متعلق (۳۲) تو اور تیرا مال تیرے باپ کے واسطے ہے حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نفقہ ہے (۳۳) جس نے قدم اپنے خدا کی راہ میں اٹھائے اللہ تعالیٰ اسپر آتش دوزخ حرام

کرتے ہیں بزار (۳۴) میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے مقاتلہ کروں الخ بخاری مسلم (۳۵) خالد بن ولید کی تعریف اور یہ فرمانا کہ وہ اللہ کی تلوار ہیں خدا تعالیٰ نے انکو کفار اور منافقین پر مسلط فرمایا ہے احمد (۳۶) آفتاب کسی آدمی پر جو عمر سے بہتر ہو نہیں طلوع ہوا۔ ترمذی (۳۷) جو شخص مسلمانوں کے امور کا ولی ہو اور مسلمانوں پر فرو گذاشت کا حکم دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ صاحب اسکے نفل و فرض قبول نہ کریگے الخ (۳۸) قصہ ماعز اور اس کا سنگسار کیا جانا۔ احمد (۳۹) نہیں اصرار کیا اس شخص نے جس نے استغفار کیا اگرچہ پھر اسی فعل کو ایک دن میں ۷۰ مرتبہ کیا۔ ترمذی (۴۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرب کے متعلق مشورہ کرنا طبرانی (۴۱) جب آیت وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ ترمذی ابن حبان (۴۲) تم یہ آیت پڑھتے ہو يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ احمد اربعہ ابن حبان (۴۳) جہاں دو آدمی موجود ہوتے ہیں تیسرے خداوند تعالیٰ ابھی وہاں ہوتے ہیں بخاری ومسلم (۴۴) حدیث اللّٰھم طعنا وطاعون ابو یعلی (۴۵) مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا۔ دار قطنی (۴۶) میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے ابو یعلی (۴۷) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے تاکہ میں اس دعا کو صبح و شام کروں الخ الہیثم بن کلیب ترمذی (۴۸) تم لا الہ الا اللہ اور استغفار کو لازم پکڑو کیونکہ ابلیس لعین کہتا ہے کہ لوگ گناہوں کے سبب ہلاک ہوتے ہیں اور مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کرتے ہیں الخ ابو یعلی (۴۹) جس وقت لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے اسی طرح بات کیا کرونگا جس طرح بیر فرتوت کلام کرتے ہیں (کہ انکی آواز بوجہ کبر سنی نہیں نکلتی) بزار (۵۰) حدیث كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ احمد (جو مجھ سے دانستہ جھوٹ بولا یا مجھپر کوئی شے رد کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ ابو یعلی (۵۱) حدیث مَا نَجَاةُ فِي هٰذَا الأمر الخ احمد (۵۲) مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تم جا کر کہدو کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جب میں چلا تو راستہ میں حضرت عمر ملگئے الخ ابو یعلی (یہ حدیث ابوہریرہ کی روایت سے محفوظ ہے نہ ابو بکر سے (۵۳) میری امت کے دو گروہ جنت میں داخل نہیں ہونگے مرجیہ و قدریہ دار قطنی (۵۴) اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ احمد۔ نسائی ابن ماجہ (۵۵) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا فرماتے الٰہی اس کام کو میرے لئے پسند کرو اور اختیار فرماؤ۔ ترمذی (۵۶) دعاء دین اللّٰھم فارج الھم الخ بزار حاکم

(۵۷) جو جسم حرام سے پرورش پائے تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے۔ ایک روایت میں اسطرح ہے کہ جس جسم کی حرام غذا ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہونیکا۔ ابو یعلی (۵۸) جسم کا ہر ایک حصہ تیری زبان سے شکایت کریگا۔ ابو یعلی (۵۹) نصف شعبان کی شب کو اللہ تعالی نیچے تشریف لاتے ہیں اور ہر شخص کو اس رات سوائے کافر اور کینہ ور آدمی کے سب کو بخشتے ہیں۔ دار قطنی (۶۰) دجال مشرق میں خراسان سے ظاہر ہوگا اور اسکے ساتھ دوسری قومیں بھی ہونگی جنکا منہ اُن ڈھالوں کی طرح ہوگا جو بیچ میں سے بلند اور کناروں پر سے پست ہوں۔ ترمذی ابن ماجہ (۶۱) مجھپر خدا کا اتنا بڑا احسان ہے کہ میں قیامت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل کراؤنگا۔ احمد (۶۲) حدیث شفاعت اور انبیاء علیہم السلام کا میدان قیامت میں تردد۔ احمد (۶۳) اگر لوگ ایک میدان کی طرف جائیں اور انصار دوسرے میدان کی طرف تو میں انصار کے ساتھ رہونگا۔ احمد (۶۴) قریش اس امت کے امیر ہیں انکے نیک نیکیوں کے تابع ہیں اور فاجر فاجروں کے۔ احمد (۶۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے متعلق وصیت فرمائی ہو کہ انکے نیک آدمیوں کو قبول کرو اور بروں سے درگذر کرو بزار طبرانی (۶۶) عمان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہاں عرب کے لوگوں میں سے ایک قبیلہ رہتا ہے۔ جب میرا ایلچی وہاں گیا تو عمان والوں نے اس کے تیر مارے نہ پتھر۔ احمد۔ ابو یعلی (۶۷) ایک دن جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ایسی جگہ گذرے جہاں امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ دوسرے بچوں کیساتھ کھیل رہے تھے آپنے اُن کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر فرمایا کہ ان کی صورت بہ نسبت حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ملتی ہے۔ بخاری ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے (۶۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے مسلم (۶۹) اپانچویں مرتبہ میں چور قتل کیا جاوے۔ ابو یعلی۔ دیلمی (۷۰) حدیث قصہ احد طیاسی طبرانی (۷۱) ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمنے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز ہٹاتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہاں کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کیا تھا آپنے فرمایا کہ دنیا تھی الخ بزار ابن کثیر۔ دوسری احادیث اسی کی تکملہ ہیں (۷۲) اہل قرد کو جبتک قتل کرو جبتک انمیں کا ایک آدمی بھی باقی ہے۔ طبرانی (۷۳) جو گھر بناؤ اس کو دیکھ لو جس زمین میں رہتے ہو اور جس راستہ سے چلتے ہو اسکا بھی معائنہ کرلو۔ دیلمی (۷۴) مجھپر بکثرت درود بھیجا کرو کیونکہ میری قبر پر خداوند تعالی

نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کوئی شخص میری امت کا مجھپر درود بھیجتا ہے تو مجھ سے وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اسوقت فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ دیلمی (۷۵) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کفارہ ہوجاتا ہے اور غسل بھی جمعہ کے دن کفارہ ہے العقیلی (۷۶) جہنم کی گرمی میری امت پر حمام کی گرمی جیسی ہے۔ طبرانی (۷۷) اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ ایمان سے دور کرنیوالا ہے ابن لال (۷۸) جو شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا ہوا وسکو جنت کی بشارت دیدو۔ دارقطنی (۷۹) دین خداوند تعالیٰ کا ایک بہت بڑا بھاری جھنڈا ہے ایک شخص میں طاقت ہے کہ اسکو اٹھالے دیلمی (۸۰) حدیث فضیلت سورہ یٰسین دیلمی (۸۱) عادل سلطان جو متواضع بھی ہو زمین اللہ کا سایہ ہے اور اسکا نیزہ ہے اسکو دن رات میں ستر صدیقوں کا ثواب ملتا ہے۔ ابوالشیخ عقیلی۔ ابن حبان (۸۲) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اس شخص کو کیا جزا ملے گی جو مصیبت زدہ عورت کی تسلی کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ میں اسکو اپنے سایہ میں رکھونگا۔ ابن شاہین دیلمی (۸۳) الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب سے تقویت بخش۔ طبرانی (۸۴) کوئی جانور شکار نہیں ہوتا نہ کوئی خاردار درخت کٹتا ہے نہ کسی درخت کی جڑ کٹتی ہے مگر قلت تسبیح سے (۸۵) اگر میں تم میں نبی ہو کر نہ آتا تو عمر نبی ہوتے دیلمی (۸۶) اگر جنتی کسی چیز کی تجارت کرتے تو کپڑے کی کرتے۔ ابویعلی (۸۷) جو شخص باوجود اپنے امام کے موجود ہونیکے اپنے لئے یا کسی دوسرے کے واسطے خروج کرے اوس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور آدمیوں کی لعنت ہے اسکو قتل کرڈالو۔ دیلمی (۸۸) جو شخص مجھ سے علم یا حدیث لکھے جبتک وہ علم یا حدیث اسکے پاس محفوظ ہے۔ جب ہی تک اسکو اسکا ثواب ملتا رہیگا حاکم (۸۹) جو شخص خداوند تعالیٰ کے راستہ میں برہنہ پا نکلے گا۔ خداوند تعالیٰ قیامت کے روز اوس سے مفروضات کے متعلق سوال نہ فرماوینگے۔ طبرانی (۹۰) جو شخص جہنم سے بچنا اور خداوند تعالیٰ کے سایہ میں آنا چاہے اُسے چاہئے کہ مسلمانوں پر سختی نکرے بلکہ رحم کرے۔ ابن لال ابن حبان۔ ابوالشیخ (۹۱) جو شخص فی سبیل اللہ کسی کی حاجت پوری کردے اگرچہ اس روز وہ کوئی گناہ بھی کرے مگر خداوند تعالیٰ اسکو اس روز اجر ضرور دینگے۔ دیلمی (۹۲) جس قوم نے جہاد ترک کیا وہ قوم عذاب میں پھنس گئی طبرانی (۹۳) افترا کرنیوالا جنت میں داخل نہیں ہونیکا (۹۴) کسی مسلمان کی حقارت مت کرو کیونکہ ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے (۹۵) اللہ صاحب

فرماتے ہیں اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری خلقت پر رحم کرو۔ ابوالشیخ ابن حبان وطبی (۹۶) حدیث زار ابونعیم (۹۷) کفی وکف علی تا آخر دیلمی (۹۸) شیطان سے پناہ مانگنے میں غفلت نہ کرو کیونکہ تم اگرچہ اسکو نہیں دیکھتے مگر وہ تم سے غافل نہیں ہے۔ دیلمی (۹۹) جس شخص نے محض خداوند تعالے کے لئے مسجد تعمیر کرائی۔ خداوند تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں گھر بنائیں گے۔ طبرانی (۱۰۰) جو شخص ان خبیث ترکاریوں پیاز۔ لہسن کو کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ طبرانی (۱۰۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے افتتاح صلوٰۃ رکوع سجود میں رفع یدین فرمایا بیہقی (۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو ایک اونٹ ہدیہ کیا۔ اسماعیلی (۱۰۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابن عساکر۔

فصل

قرآن شریف کی تفسیر

ابو القاسم بغوی نے ابو ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کسی آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں کونسی زمین میں بسونگا اور کون سے آسمان تلے رہونگا اگر میں کتاب اللہ کے معنی خلاف منشاء خداوندی کرونگا۔ ابو عبیدہ نے ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فَاکِھَۃً وَّاَبًّا کے معنی دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا مجھے کونسی زمین اپنے میں رہنے دیگی اور کونسا آسمان اپنے نیچے بسنے دیگا۔ اگر میں قرآن شریف کے وہ معنی بیان کروں جو میں نہیں جانتا بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کلالہ کے معنی دریافت کئے گئے تو آپنے فرمایا میں جو کچھ اسکے معنی بیان کرونگا وہ میری رائے ہوگی اگر وہ رائے ٹھیک اور صواب ہے تو اللہ کا احسان سمجھنا چاہئے اور اگر وہ رائے خطا ہے تو میرا اور شیطان کا فعل خیال کرنا چاہئے۔ میرے نزدیک تو اس سے ولد اور والد مراد ہے جس وقت حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو آپنے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جس بات کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا ہے۔ میں اسکی تردید کروں۔ ابونعیم نے حلیہ میں اسود بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دریافت کیا کہ تم ان دو آیتوں کے متعلق کیا مطلب رکھتے ہو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا و الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ

صحابہ نے کہا کہ یہ معنی ہیں کہ انھوں نے استقامت کی اور کوئی گناہ نہیں کیا اور اپنے ایمان کو گناہ کے ساتھ نہیں ملایا آپ نے فرمایا کہ تم نے اُنکو بے محل سمجھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ انھوں نے اللہ کو اپنا رب کہا پھر اس پر قائم رہے اور کسی دوسرے خدا کی طرف نہ مائل ہوتے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ نہ ملبوس کیا۔

ابن جریر عامر بن سعد بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا کے منہ کی طرف نظر کی۔ ابن جریر نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپنے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے یہ معنی فرمائے ہیں کہ جس آدمی نے یہ کہا اور اسی عقیدہ پر مر گیا تو اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے استقامت کی۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اقوال فیصلے خطبے اور دعائیں

لالکائی نے سنتہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ زنا بھی خداوند تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اول تو اسکو میرے لئے مقرر کیا پھر مجھے عذاب بھی دیگا۔ آپنے فرمایا سچ ہے واللہ اگر میرے پاس اسوقت کوئی آدمی ہوتا تو میں حکم دیتا کہ وہ تیری ناک کاٹ لے ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں حضرت زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا حاضرین اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو خدا کی قسم جب کبھی میں میدان میں قضائے حاجت کرتا ہوں تو خداوند تعالیٰ سے شرما کر اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔ عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں عمر بن دینار سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا خدا سے شرماؤ واللہ جب میں پیخانہ میں جاتا ہوں تو اپنی کمر پیخانہ کی دیوار سے خدا سے شرما کر لگا لیتا ہوں۔

ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابو عبداللہ الصنابحی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے ایک مرتبہ مغرب کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور قصار مفصل میں سے

ایک سورۃ پڑھی اور تیسری رکعت میں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا الخ پڑھی
ابن ابی خثیمہ اور ابن عساکر نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی کسی کی تعزیت کرتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ صبر میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے سے نہ کچھ فائدہ ہے موت اپنے مابعد سے آسان اور ماقبل سے زیادہ سخت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھ جانے کو یاد کرو، تمہیں تمہاری مصیبت کم معلوم ہوگی اور خداوند تعالیٰ تمہیں زیادہ اجر دیں گے۔ ابن ابی شیبہ دارقطنی سالم بن عبید صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ آؤ صبح تک اقامت کریں اور نمازیں پڑھ پڑھ کر رات گذاریں۔ ابی قلابہ ابوالسفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میرا دروازہ بند کرو حتی کہ میں صبح کروں۔ بیہقی اور ابوبکر بن زیاد نیشاپوری نے کتاب الزیادات میں حضرت حذیفہ رضی بن اسید سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اور حضرت عمر فاروق رضی کو کبھی ذبح کے واسطے کوئی جانور رکھ چھوڑتے نہیں دیکھا ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے فرمایا کہ جو مچھلی دریا میں مر کر اوپر آجا دے تو اس کا کھا لینا جائز ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ نے ام میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی گوشت کی بیع زندہ حیوان کے بدلے میں مکروہ سمجھتے تھے۔ نیز بخاری شریف میں امام شافعی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے دادا کو بمنزلہ باپ کے میراث میں قرار دیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے دادا کو بمنزلہ باپ کے اسوقت قرار دیا ہے جب باپ نہ ہو اور پوتے کو بھی بمنزلہ بیٹے کے قرار دیا ہے مگر اسی وقت جبکہ بیٹا نہ ہو۔ قاسم کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنے باپ کو برا بھلا کہہ رہا تھا آپ نے فرمایا اسے مار دو اس کے سر میں شیطان گھس گیا ہے۔ ابن (ابی) مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی جب کسی جنازہ کی نماز پڑھاتے تو فرمایا کرتے تھے اے اللہ تعالیٰ تیرے اس بندے کو اس کے اہل اور مال اور کنبہ والوں نے تجھے سپرد کیا ہے یہ گنہگار ہے اور آپ بخشنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں حضرت عمر رضی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عاصم بن عمر بن خطاب

کا اپنی والدہ سے کچھ جھگڑا ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فیصلہ دینے کے بعد عاصم کو مخاطب کرکے فرمایا عاصم! یہ اچھی طرح جان لو کہ تمہاری والدہ کا پسینہ اور اس کی بو اور انکی تمہارے ساتھ مہربانی تم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا باپ مجھ سے کل مال چھین کر مجھے محتاج بنانا چاہتا ہے۔ آپنے اسکے باپ سے فرمایا۔ تو اپنے لڑکے سے اتنا لیلے جتنا تجھے ضرورت ہے اس نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں فرمایا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے نفقہ مراد ہے۔ عمرو بن شعیب کے دادا روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ آزاد کو غلام کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے (احمد) بخاری شریف میں ابن ابی ملیکہ کے دادے سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ میں کاٹ کھایا جسوقت اوس شخص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے زور سے کھینچا تو اس کے دونوں اگلے دانت نکل آئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسی صورت میں دیت اور قصاص کچھ جاری نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کان کے قصاص میں پندرہ اونٹ دلوائے اور یہ فرمایا کہ کن کٹا اپنا عیب بالوں اور پگڑی میں چھپا لیگا۔ بیہقی وغیرہ نے ابن عمران جونی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو فوج شام پر روانہ کی تھی اسپر یزید بن سفیان کو سپہ سالار مقرر فرماکر انسے یہ فرمایا کہ میں تم کو چند نصیحتیں کرتا ہوں ان پر کاربند رہنا۔ کسی عورت یا بچہ یا پا بچ بڈھے کو قتل نہ کرنا کسی درخت پھلدار کو نہ کاٹنا بستیوں کو خراب نکرنا۔ بکری اونٹ کو نہ مارنا کھا لینے کے لئے کچھ مضائقہ نہیں۔ کھیتوں کو برباد نکرنا نہ انکو جلانا۔ فضول خرچی سے بچنا۔ بخل سے بھی احتراز رکھنا۔

احمد ابوداؤد نسائی نے ابوبرزہ اسلمی سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک دفعہ ایک شخص پر بے انتہا غصہ آیا میں نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ آپ اسے قتل کر دیجئے آپنے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بھی جائز نہیں۔ سیف نے اپنے نسخہ سے کتاب الفتوح میں بیان کیا ہے کہ کچھ آدمی مہاجرین امیہ حاکم یمامہ کے پاس دو عورتوں کو تہمت سے

ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک اور دوسری مسلمانوں کے ہجو آمیز گیت گایا کرتی تھی پکڑ لائے گئے حاکم یمامہ نے دونوں کو یہ سزا دی کہ انکے ہاتھ کٹوا دئے اور دانت نکلوا ڈالے حضرت ابوبکر صدیق نے ان کو لکھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے دو عورتوں کو ایسی ایسی سزا دی ہے اگر تم نے ان کے سزا دینے میں جلدی نہ کی ہوتی تو میں اس عورت کے متعلق کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کی ہے قتل کی سزا تجویز کرتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان تمام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ خصوصاً اگر ایسی گستاخی کسی مسلمان سے سرزد ہو تو وہ مرتد ہے۔ یا غدار محارب اور اس عورت کے متعلق جو مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی۔ اگر وہ مسلمانی کا دعوی کرتی ہے تو اس کو ادب دینا اور شرم دلانا چاہیئے تھا۔ ہاتھ پیر نہ کاٹنے چاہیئے تھے۔ اور اگر ذمیہ ہے تو یہ شرک سے زیادہ برا فعل نہ تھا۔ جب اس کے شرک پر صبر کیا جاتا ہے۔ اس فعل پر بھی کرنا چاہیئے تھا۔ ہاتھ پیر سوائے قصاص کے کٹوا دینے کو میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسمیں سزا پانیوالے کو ہمیشہ شرم دامنگیر رہتی ہے۔

مالک اور دارقطنی نے صفیہ بنت ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ایک باکرہ لڑکی سے زنا کیا اور اسکا اقرار کر لیا حضرت ابوبکر صدیق نے اس کے دُرّے لگوائے اور فدک کی طرف جلاوطن کر دیا۔ ابو یعلی نے محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہ آپ کے پاس ایک چور پکڑا ہوا آیا جس کے ہاتھ پہلی چوری میں کٹے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں تیرے متعلق سوائے اس حکم کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ کوئی بہتر تجویز نہیں کر سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے واسطے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور آپ زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپ نے اسکے قتل کا حکم دیا۔ مالک نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا جس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر حاضر ہوا اور یہ شکایت کی کہ یمن کے عامل نے مجھ پر ظلم کر رکھا ہے تمام رات نماز پڑھتا رہا۔ حضرت صدیق اکبر نے اسکو قائم اللیل دیکھکر فرمایا کہ افسوس ابو بکر تری رات اس چور کی رات سے بھی بدتر گذرتی ہے اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی حرم محترم اسماء عمیس کا کوئی زیور گم ہو گیا ہے اور وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق اور دوسرے اشخاص کیساتھ برابر پھرتا رہا اور دعا خیر اپنے میزبان یعنی حضرت ابوبکر صدیق کیلئے مانگتا رہا آخر تلاش کرنے پر وہ زیور ایک سنار کے پاس ملا۔ معلوم ہوا کہ یہی شخص سنار کے پاس چرا کر لایا تھا۔ اس شخص نے خود

چوری کا اقرار کیا یا کسی نے گواہی دی کہ اس نے چرایا تھا۔ آپنے اسکے بائیں ہاتھ کاٹ ڈالنے کا بھی حکم فرمایا اور فرمایا کہ واللہ اسکی دعا چھپرا اسکی چوری سے بھی شاق تھی۔ دار قطنی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک ڈھال کی چوری میں جسکی قیمت پانچ درم تھی آپنے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا ابو صالح سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں کچھ لوگ یمن سے آئے اور قرآن شریف کو سنکر بہت روئے آپنے فرمایا ہمارا بھی یہی حال تھا مگر پھر دل سخت ہو گئے۔ اول سخت ہونیکے معنی ابو نعیم نے یہ بیان کئے ہیں کہ معرفت الٰہی سے قوی مطمئن ہو گئے۔ روایت کیا اسکو ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں ابو عبیدہ نے غریب میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ جو شخص ابتداء اسلام میں مر گیا وہ خوش قسمت تھا جھگڑوں سے پاک رہا۔ اربعہ اور مالک نے قبیصہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں ایک میت کی دادی آئی جو اپنا حصہ میت کے ترکے میں سے دریافت کرکے لینا چاہتی تھی آپنے فرمایا تیرے حصہ کے متعلق قرآن شریف میں کچھ نہیں آیا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ مجھے اس قسم کا یاد ہے۔ تو پھر آنا میں لوگوں سے اسکے متعلق دریافت کرونگا آپنے لوگوں سے دریافت کیا تو مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے دادی کو چھٹا حصہ دلایا تھا آپنے فرمایا کہ تیرے ساتھ کسی اور کو بھی یہ یاد ہے محمدؓ بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر اس کی تصدیق کی لہذا آپنے اسکو چھٹا حصہ دلا دیا مالک اور دار قطنی نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ دو عورتیں یعنی میت کی دادی اور نانی نے حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر حصہ میراث کا دعویٰ کیا آپنے میت کی نانی کو میراث دلوادی عبد الرحمن بن سہل انصاری جو بدر کی لڑائی میں شامل تھے انھوں نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنے اس رشتہ دار کو حصہ دلا دیا جو اگر وہ مر جاتی تو اسکی وراثت ہی نہ پہونچی آپنے اس حصہ کو دادی اور نانی دونوں پر تقسیم کر دیا عبد الرزاق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ رفاعہ کے قبیلہ کی ایک عورت نے اپنے خاوند سے طلاق لیکر عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن عبد الرحمن بن زبیر سے بھی کسی پوشیدہ راز کی وجہ سے اَن بَن ہو گئی اور ان سے بھی طلاق لیکر پہلے خاوند کے نکاح میں جانا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک تو اس خاوند سے ہمبستر نہ ہوے تب تک طلاق نہیں ہوسکتی۔ یہاں تک تو یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے مگر عبد الرزاق نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتیں

دوبارہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ عبدالرحمٰن نے مجھ سے مساس کیا ہے۔ آپ نے پھر بھی رجوع سے انکار فرمایا اور دعا کی۔ الٰہ العالمین اگر یہ عورت رفاعہ میں رجوع کرنا چاہے تو اسکا نکاح ثانی پورا نہ ہونے دو۔ یہ عورت حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں بھی حاضر ہوئی مگر ان دونوں حضرات نے بھی انکار فرمایا۔

بیہقی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ عمرو بن عاص اور شرجیل بن حسنہ نے بریدہ کے ہاتھ بطریق شام کا سر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس بھیجا۔ جب آپکے پاس آیا تو آپنے اس فعل سے منع کیا انہوں نے عرض کیا۔ یا خلیفۂ رسول اللہؐ وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپنے فرمایا کیا عمرو بن عاص اور شرجیل فارس اور روم کی اقتدا کرتے ہیں۔ کسی کا سر نہ کاٹ کر روانہ کیا جائے ہمیں اقتدا کے لئے قرآن اور حدیث کافی ہیں۔ بخاری شریف میں قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک عورت جسکا نام زینب تھا دیکھا کہ وہ بولتی نہیں۔ آپنے فرمایا اسے کیا ہوا۔ جو یہ کلام نہیں کرتی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے خاموشی کا حج کیا ہے۔ آپنے اس سے فرمایا کہ بات چیت کر یہ جاہلیت کا فعل ہے۔ اسلام میں ایسا کرنا ناجائز ہے۔ یہ سنکر وہ بولنے لگی اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین میں سے ہوں عرض کی کن مہاجرین میں سے جواب دیا قریش میں سے۔ اس نے کہا قریش کے کون سے قبیلہ سے آپنے فرمایا تو بڑی بولنے والی ہے۔ میں ابوبکرؓ ہوں۔ اس نے کہا کہ جاہلیت کے بعد جو خدا نے یہ دین بھیجا ہے۔ کون شخص ہم کو اس پر قائم رکھیگا۔ آپنے فرمایا اس دین پر تمہاری استقامت تمہارے امام سے ہوگی اس نے کہا امام کون ہوتے ہیں۔ آپنے فرمایا کیا تیری قوم میں سردار اور رئیس نہیں ہوتے جو حکمرانی کرتے ہیں کہا کہ ہاں آپنے فرمایا وہی امام ہوتے ہیں۔

بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا ایک غلام تھا جس کی مزدوری میں سے آپنے کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ اور اس میں سے آپ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی چیز لایا اور آپنے اس میں سے کچھ کھالی اس نے کہا آپ جانتے ہیں۔ یہ کہاں سے آئی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے قصہ بیان کیا کہ میں جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ کہانت جھوٹی سچی باتیں ہوتی ہیں۔ میں نے ایک شخص کو پیشینگوئی کا فریب دیا تھا۔ آج وہ مجھ

سے ملا تو اس نے اسکے بدلے میں یہ چیز دی تھی جو آپ نے تناول فرمائی آپ نے فوراً حلق میں انگلی
ڈال کر قے کر دی۔ احمد نے زہد میں روایت کی ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق
کے سوا میں نے کسی کو نہیں سنا کہ مشتبہ کھانا کھا کر قے کر دی ہو۔ نسائی نے اسلم سے روایت
کی ہے۔ کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان پکڑے ہوئے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں یہی ہے وہ جس نے مجھے مصیبت
پھنسا رکھا ہے۔ ابو عبیدہ سے غریب میں مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق عبدالرحمٰن بن عوف
کے پاس سے ایک روز گذرے تو عبدالرحمن اپنے ہمسایہ سے لڑ رہے تھے آپ نے فرمایا پڑوسی سے
مت لڑو وہ باقی رہے گا۔ اور لوگ تمہاری باتیں کرتے پھریں گے۔

ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک مرتبہ
خطبہ فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ میں اسی کی حمد کرتا ہوں۔ اور اسی سے مدد چاہتا
ہوں اور موت کے بعد اسی سے کرامت کی التجا کرتا ہوں میری اور تمہاری موت قریب آچکی ہے میں گواہی
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور نہ کسی اور کام میں کوئی اسکا شریک ہے محمد صلی اللہ
اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حق کیساتھ بشارت دینے
ڈرانیوالا اور روشن چراغ کر کے بھیجا ہے تاکہ زندہ آدمیوں کو ڈرائیں اور کافروں پر پوری
قائم کریں۔ جنھوں نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی انھوں نے ہدایت پائی اور جنھوں
نافرمانی کی وہ بین گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔ تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور کہ
کہ جو اللہ صاحب نے تمہیں راستہ دکھلایا ہے اور ہدایت کی ہے اس پر مستقل ہو جاؤ۔ کلمہ اخلاص
بعد ہدایت اسلام کا یہ مطلب ہے کہ اپنے امیر کی سنو اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ جس شخص نے خدا
اور اپنے امیر کی امر معروف اور نہی عن المنکر پر اطاعت کی اس نے فلاح پائی اور جو حق
تھا وہ ادا کر دیا اپنے آپ کو اتباع نفس سے بچاؤ جو شخص اتباع نفس اور طمع اور
سے بچا وہ فلاح کو پہونچ گیا نیز فخر نہ کرنا۔ غور کرو کہیں وہ شخص بھی فخر کر سکتا ہے
مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی میں ملنے والا ہو اور اس کو چیونٹیاں کھا جائیں
زندہ ہے مگر کل ضرور اس کو موت آئے گی ہر روز بلکہ ہر گھڑی نیک عمل میں کوشش

مظلوم کی بد دعا سے بھی ڈرو اپنے نفسوں کو مردہ شمار کرو۔ صبر کرو کیوں کہ صبر ہی ایسی چیز ہے جو عمل نیک کراتا ہے پرہیز کرو کیونکہ پرہیز بہت نفع دیتا ہے عمل کرو کیونکہ عمل قبول کیا جاتا ہے۔ جو چیز تمہیں اللہ کے قریب کی طرف لے جائے اس سے پرہیز کرو اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے کرنے میں اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے کرنے میں جلدی کرو۔ سمجھو اور سمجھاؤ ڈرو اور ڈراؤ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے کھلے طور پر بیان کر دیا ہے۔ کہ تم سے پہلے کون لوگ کن امور کے کرنے سے ہلاک ہوئے۔ اور کون سے کام کرنے سے نجات پائی اس نے اپنی پاک کتاب میں حلال و حرام۔ مکروہ محبوب چیزیں بیان کر دی ہیں۔ میں تمہیں اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ خداوند تعالیٰ مددگار ہیں ان کے سوا کسی میں قوت نہیں ہے۔ تم جان لو کہ خداوند تعالیٰ بغیر اعمال کے سزا دے کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ تم خداوند تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اپنے حصہ کی حفاظت کرو۔ تم دین کی آرزو کرو دین کو ہاتھ سے نہ دو تم حسب استطاعت نوافل پڑھو تاکہ تمہارے فرائض میں جو کمی رہ گئی ہے۔ وہ پوری ہو تم حاجت کے وقت جزا دیے جاؤ گے۔ اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے اندر جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ غور کرو وہ نہیں جو کچھ پیش آنا تھا۔ آچکا۔ وہ اس پر قائم ہو گئے۔ موت کے بعد جو کچھ بدبختی یا سعادتمندی ملنی تھی۔ مل چکی۔ خداوند تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نہ مخلوق اور اس کی ذات میں کوئی نسب کا تعلق ہے۔ محض اپنی مہربانی سے مخلوق پر بخشش کرتے ہیں۔ اللہ صاحب مخلوق پر سے کبھی مصیبت اور برائی نہیں ہٹاتے تاوقتیکہ مخلوق عبادت کی طرف نہ جھک جائے وہ بھلائی بھلائی نہیں ہے جس کا انجام دوزخ ہو اور وہ برائی برائی نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ جنت ہو بس میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ میں اللہ صاحب سے تمہارے اور اپنے لئے بخشش مانگتا ہوں۔ اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہوں۔ السلام علیہ ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حاکم اور بیہقی نے عبداللہ بن حکیم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا۔ اوّل آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعریف اور ثنا کہ جس کے وہ اہل ہیں کی اس کے بعد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور جس تعریف کے وہ اہل ہیں انکی تعریف کیا کرو رغبت کو ہیبت کے ساتھ ملاؤ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے خاندان کی اس طرح تعریف فرمائی ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ - اللہ کے بندو! یہ بات بھی یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے نفسوں کو اپنے حق کے عیوض رہن رکھ لیا ہے۔ اور اس پر تم سے عہد لیلئے ہیں اور تم سے قلیل فانی (دنیا) کو کثیر باقی (عقبیٰ) کے بدلے میں خرید لیا ہے یہ جو تمہارے پاس خدا کی کتاب ہے اس کا نور کبھی نہیں بجھیگا نہ اس کے عجائبات کبھی کم ہوں گے تم اس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اس کتاب سے نصیحت پکڑو اور اس دن کے لئے جس دن کوئی نور نہ ہوگا۔ اس کتاب کے نور کو ذخیرہ کر رکھو کیونکہ خدا تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کراماً کاتبین کو مقرر کر دیا ہے تمہارے ہر کام کو جانتے ہیں خدا کے بندو! پھر یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ تمہارا ہر قدم موت کی طرف جا رہا ہے جس کا علم تم سے چھپا ہوا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ جس وقت تمہارے پاس موت آوے تو تم عمل صالح میں ہو یہ بات تم کو سوائے خدا کے فضل کے کبھی میسر نہیں ہو سکتی مہلت کی حالت میں اور موت آنے سے پہلے نیکی کی طرف بڑھو ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت تم برے کام میں ہو بہت قومیں ایسی گذری ہیں جنھوں نے اپنی موتیں اپنے غیروں کے لئے کر دی تھیں اور اپنے نفسوں کو بھول گئے تھے۔ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ تم ان کی مثل نہ ہو جاؤ۔ پس جلدی کرو جلدی کرو۔ دوڑو۔ دوڑو موت نہایت قریب ہے اور مہلت بہت کم ہے۔

ابن ابوالدنیا اور احمد نے زہد میں اور ابونعیم نے حلیہ میں یحییٰ بن ابوکثیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہاں ہیں وہ چمکتے ہوئے چہرے کہ جن کے شباب کو دیکھ دیکھ کر لوگ ششدر اور حیران رہجاتے تھے اور کہاں ہیں وہ بادشاہ کہ جنہوں نے مدائن کو بنایا۔ اور اس میں قلعے تعمیر کئے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو لڑائیوں میں فتح پاتے تھے ان کے قوی آج پست ہو گئے۔ کیونکہ زمانہ نے ان سے بیوفائی کری اور ایک قبر میں جا رہے عمل خیر میں جلدی کرو جلدی کرو نیکی کی طرف دوڑو۔

احمد نے زہد میں سلمان سے روایت کی ہے کہ سلمان نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے سلمان خدا سے ڈرا کرو اور جانو کہ وقت قریب ہے کہ ہر چھپا ہوا کھل جائیگا۔ اور لوگ جان لیں گے کہ ہر چیز میں تیرا کتنا حصہ ہے۔ تو نے کیا کھایا اور کیا چھوڑا یاد رکھ جس نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی وہ صبح سے شام تک اللہ کی حفاظت میں آگیا۔ اور جو اللہ کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں آگیا اسکو کون مار سکتا ہے۔ جس نے خداوند تعالیٰ سے عہد شکنی کی اس کو خداوند تعالیٰ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالینگے نیز آپ فرماتے ہیں کہ صالحین یکے بعد دیگرے اٹھائے جائیں گے حتیٰ کہ ایسے لوگ باقی رہجائینگے جو آٹے کی بھوسی کی طرح بالکل بیکار ہوں گے اور جنسے خداوند تعالیٰ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی دعا میں اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے۔ الہا العالمین میری آخری عمر اچھی کرو نیک عمل پر میرا خاتمہ فرماؤ۔ اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر کرو۔ احمد نے زہد میں حسن سے روایت کی ہے۔ کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ الٰہی میں آپ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں۔ جو مجھے عاقبت میں کام آئے الٰہی مجھے اپنی رضامندی اور بلند مرتبہ جناب نعیم سے عطا کر نا عرفجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ فرماتے تھے کہ جو شخص خوف خدا سے رو سکے وہ خود روئے ورنہ ایک دن وہ رولایا جاویگا۔

عذوہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو دو سرخیوں یعنی سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی میں ملی ہوئی سرخی نے ہلاک کر دیا مسلم بن یسار حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے۔ حتیٰ کہ ذرا سے رنج اور جوتی کے تسمہ ٹوٹنے تک کا بھی اور اس مال کا بھی جو گم ہو گیا تھا اور ملنے کے بعد اسی کی آستین سے ملگیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ راستہ میں آپ کو ایک بڑے بڑے پروں کا مرا ہوا کوا پڑا آپ نے فرمایا خواہ کوئی جانور مارا جاوے یا کوئی درخت کاٹا جاوے اللہ کی تسبیح سے رک جاتا ہے۔ بخاری نے ادب میں اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں صنابحی سے

روایت کی ہے انھوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو محض خدا کی راہ پر دعا کرے ضرور قبول ہوتی ہے عبد اللہ نے زوائد الزہد میں عبید بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ لبید شاعر آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مصرعہ پڑھا۔ (یاد رکھو ہر چیز خدا کے سوا باطل ہے) آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا اس نے دوسرا مصرعہ پڑھا۔ (ہر نعمت ضرور زائل ہونیوالی ہے) آپ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا اللہ کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی زائل نہیں ہونگی۔ جب وہ شاعر چلا گیا تو آپنے فرمایا کبھی شاعر حکمت کے کلمہ بھی کہدیا کرتے ہیں۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اُن کلمات میں جنسے شدت خوف ظاہر ہوتی ہے

ابواحمد حاکم نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ایک مرتبہ ایک باغ میں داخل ہوئے اور اچانک آپکو درخت کے سایہ میں ایک چڑیا نظر پڑی آپ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا اے چڑیا تو بڑی خوش قسمت ہے۔ درختوں کا پھل کھاتی ہے۔ درختوں کے سایہ میں رہتی ہے اور جہاں چاہتی ہے بے حساب اوڑتی پھرتی ہے۔ کاش ابوبکرؓ بھی تیرے ہی جیسا ہوتا ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی ہے کہ جب آپکی کوئی تعریف کرتا۔ تو آپ فرماتے۔ الہی! آپ میرے نفس کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور میں اپنے نفس کو ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں الہی مجھے جیسا یہ لوگ نیک خیال کرتے ہیں ایسا ہی کردیجئے۔ میرے جن گناہوں کو یہ لوگ نہیں جانتے ان کو آپ معاف کردیجئے جو یہ لوگ میرے متعلق کہتے ہیں مجھ سے اس کا مواخذہ نہ فرمانا۔ احمد نے زہد میں روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا مجھے یہ محبوب تھا کہ میں مومن کے سینہ کا ایک بال ہوتا۔

احمد نے زہد میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن زبیر جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو خشوع و خضوع سے لکڑی کی طرح ہوجاتے تھے۔ اور یہی حال جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہوتا تھا۔ حسن کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا واللہ مجھے محبوب تھا اگر میں یہ درخت ہوتا کھالیا جاتا اور کاٹ دیا جاتا۔ قتادہ کہتے ہیں۔ کہ مجھے اس طرح روایت پہونچی

ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے چر جاتے۔ ضمرہ بن حبیب
سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لڑکے کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اسنے
بار بار مسند کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ انتقال کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس
قصہ کو عرض کیا آپ نے مسند اٹھوا کر جو دیکھا تو اسکے نیچے سے پانچ یا چھ دینار نکلے حضرت ابوبکرؓ
صدیق نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر افسوس کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھکر فرمایا
اے فلانے میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا دشمن تمہارے ساتھ اس طرح رہتا۔

ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت
ابوبکر صدیقؓ سے زیادہ زمانہ خلافت میں کوئی شخص رعب وداب کا نہیں ہوا اور حضرت ابوبکر
صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ سے زیادہ کسی کا رعب نہیں ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے اگر کوئی قضیہ
ایسا پیش آتا کہ اس کے متعلق قرآن شریف میں کوئی آیت اور حدیث نبوی میں کوئی اثر نہ
ہوتا تو آپ فیصلہ دیتے وقت فرماتے اگر میں صحت پر ہوں تو خدا کی طرف سے سمجھنا اور اگر غلطی پر ہوں
تو میری طرف سے سمجھنا میں خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تعبیر رویا میں

سعید بن منصور نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ خواب
میں دیکھا کہ گویا میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں انھوں نے یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے
بیان کیا کیونکہ تعبیر دینے میں آپ سب سے زیادہ بہتر تھے آپ نے فرمایا تمہارا خواب بہت سچا ہے
تمہارے گھر میں دنیا کے سب سے بہتر تین آدمی مدفون ہونگے۔ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال
ہوا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ تمہارے تین چاندوں میں کا یہ سب سے بہتر چاند ہے۔ سعید بن منصور
عمر بن شرحبیل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان
فرمایا کہ میں سیاہ بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں کہ سفید بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں
اور سیاہ بکریاں سفید بکریوں میں ہی جذب ہو گئی ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ

وہ سیاہ بکریاں عرب کے مسلمان ہیں اور سفید بکریاں عجم کے مسلمان جو اپنی کثرت سبب سے عرب کے مسلمانوں سے بڑھ جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ ہے۔ اسی طرح مجھے صبح فرشتہ نے بھی تعبیر دی تھی۔ ابن ابی لیلی سے سعید بن منصور ایک روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک کنویں سے پانی کھینچ رہا ہوں اور میرے پاس کالی بکریاں آئی ہیں پھر ان کے پیچھے ایسی بکریاں آئیں کہ جن کی پشم کی سفیدی پر سرخی غالب تھی حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ حضور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی تعبیر عرض کروں پھر آپ نے وہی تعبیر جو ابھی بیان ہو چکی ہے بیان کی۔

ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق سب سے بہتر تعبیر خواب بتلانے والے تھے۔ ابن سعد ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک خواب دیکھا اور حضرت ابو بکر صدیق سے اس طرح بیان کیا کہ گویا میں اور تم دونوں ایک ساتھ بھاگے ہیں اور میں تم سے ڈھائی ہاتھ آگے نکل گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ صاحب تبارک و تعالیٰ آپکو اپنی مغفرت اور رحمت میں بلالیں گے اور میں آپکے ڈھائی سال بعد اور زندہ رہونگا عبد الرزاق نے اپنی تصنیف میں ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق سے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی عورت کے پاس حالت حیض میں بھی جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے توبہ کر اور پھر ایسا نہ کیجیو۔

فائدہ بیہقی نے دلائل میں عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کو سردار لشکر مقرر کر کے ایک لڑائی کے لئے روانہ کیا اس لشکر میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے جس وقت موقع جنگ پر پہونچے تو عمرو بن عاص نے حکم دیا کہ لشکر میں آگ نہ جلائی جائے اس حکم پر حضرت عمر فاروق کو سخت غصہ آیا یہانتک کہ آپ آگے بڑھے حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کو روکا اور منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تم پر لڑائی کا ماہر ہی سمجھ کر حاکم بنایا ہے ان کا اتباع کرو۔ بیہقی نے ایک

دوسرے طریقہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں قوم پر اسی شخص کو حاکم مقرر کرتا ہوں جو اُن میں سب سے بہتر ہو اور جس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہوں اور جنگ میں سب سے زیادہ ماہر ہو۔

فصل

خلیفہ بن خیاط اور احمد بن حنبل اور ابن عساکر یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق سے دریافت کیا کہ میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو آپ نے کہا کہ بڑے اور مکرم تو آپ ہی ہیں مگر عمر البتہ میری بڑی ہے یہ روایت بہت زیادہ مرسل اور غریب ہے اور اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے حضرت ابو بکر صدیق کی ذکاوت اور ادب کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ جواب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور کو دیا تھا اور سعید بن یربوع کی نسبت بھی طبرانی میں آیا ہے جسکے الفاظ اس طرح ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن یربوع سے دریافت کیا کہ ہم میں کون بڑا ہے انھوں نے کہا کہ بڑے اور بہتر تو مجھسے آپ ہی ہیں مگر دنیا میں پہلے میں آیا تھا۔

ابو نعیم نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سے کہا گیا کہ آپ اہل بدر کو کیوں کچھ نہیں دیتے آپ نے فرمایا کہ میں اہل بدر کے درجات جانتا ہوں مگر اُن کو دنیا میں پھنسانا مکروہ سمجھتا ہوں احمد نے زہد میں اسماعیل بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے بحصہ مساوی لوگوں پر کچھ تقسیم کیا حضرت عمر فاروق نے کہا کہ آپ نے اہل بدر کو عام لوگوں کے ساتھ کر دیا آپ نے فرمایا کہ دنیا میں اتنا ہی کافی ہے انکی فضیلت البتہ آخرت میں زیادہ ہیں۔

فصل

ابو بکر بن حفص سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے اور جاڑوں میں افطار کیا کرتے تھے۔

ابن سعد حیان صائغ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی یہ مہر تھی نعم القادر اللہ

فائدہ۔ طبرانی نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا کہ جس کی چار پشتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو مگر ان چار شخصوں نے ابو قحافہ اور آپ کے بیٹے ابو بکر صدیقؓ اور ان کے بیٹے عبد الرحمٰن اور عبد الرحمٰن کے بیٹے ابو عتیق کہ جنکا نام محمد ہے

ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ مہاجرین میں سے کسی کا باپ ایمان نہیں لایا مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد ماجد ایمان لائے۔

فائدہ۔ ابن سعد اور بزار حسن سے اور یہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور سہیل بن عمرو بن بیضا سب سے زیادہ عمر رکھتے تھے۔

فائدہ۔ بیہقی نے دلائل میں اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ سے روایت کی ہے کہ سال فتح مکہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ہمشیرہ باہر نکلیں۔ ادھر سے کچھ سوار آرہے تھے کسی نے ان میں سے آپ کی ہمشیرہ کے گلے میں جو چاندی کا ہار تھا نکال لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آکر تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اللہ اور اس کے اسلام کا واسطہ دیکر اپنی بہن کا ہار مانگتا ہوں مگر کسی نے جواب نہ دیا آپ نے دو بارہ یہی کہا مگر جب پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا تو آپ نے کہا اے بہن اپنے ہار سے ہاتھ اٹھاؤ اور صبر کرو قسم ہے اللہ کی آجکل لوگوں میں راستی بہت کم ہے۔

میں نے حافظ ذہبی کی ایک تحریر میں دیکھا ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے فن کے فرزانہ لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا ہے اور وہ درج ذیل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ علم نسب میں۔ حضرت عمر فاروقؓ قوت امر اللہ میں۔ حضرت عثمانؓ بن عفان حیا میں۔ حضرت علیؓ قضا میں۔ ابی بن کعب قرأت میں۔ زید بن ثابت فرائض میں۔ ابو عبیدہ بن جراح امانت میں۔ ابن عباس تفسیر میں۔ ابو ذر صدق لہجہ میں۔ خالد بن ولید شجاعت میں۔ حسن بصری وعظ میں اور وہب بن منبہ قصص میں۔ ابن سیرین تعبیر میں۔ نافع قرأت میں۔ ابو حنیفہ فقہ میں۔ ابن اسحاق مغازی میں۔ مقاتل تاویل میں۔ کلبی قصص قرآن شریف میں۔ خلیل عروض میں۔ فضیل بن عیاض عبادت میں۔ سیبویہ نحو میں۔ مالک علم میں۔ شافعی فقہ حدیث میں۔

ابو عبیدہ غربت ہیں۔ علی بن مدنی علل ہیں۔ یحییٰ بن معین رجال ہیں۔ ابو تمام شعر میں۔ احمد بن حنبل سنت ہیں۔ بخاری نقد حدیث میں۔ جنید تصوف میں۔ محمد بن نصر المروزی اختلاف میں۔ جبائی اعتزال میں۔ اشعری کلام میں۔ محمد بن ذکریا رازی طب ہیں۔ ابو معشر نجوم میں۔ ابراہیم کرمانی تعبیر میں۔ ابن نباتہ خطب ہیں۔ ابو الفرج اصفہانی سوال وجواب ہیں۔ ابو القاسم طبرانی عوالی میں۔ ابن حزم ظاہر میں۔ ابو حسن بکری جھوٹ میں۔ حریری مقامات میں۔ متنبی شعر میں۔ موصلی گانے میں۔ صولی شطرنج میں۔ خطیب بغدادی تیز پڑھنے میں۔ علی بن ہلال لکھنے میں۔ عطار سلیمی خوف میں۔ قاضی الفاضل انشاء میں۔ اصمعی نوادر میں۔ اشعب طمع میں۔ معبد گانے میں۔ ابن سینا فلسفہ میں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرطہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوہی۔ امیر المومنین، ابو حفص القرشی العدوی الفاروق سے کنیت ہیں جبکہ آپکی عمر شریف ستائیس ۲۷ سال کی تھی ایمان لائے۔ ذہبی اور نووی لکھتے ہیں کہ آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے آپ اشراف قریش میں سے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں آپکے خاندان کے ساتھ سفارت متعلق تھی یعنی جب قریش کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی یا کسی دوسرے ملک جنگ ہوتی تھی تو قریش آپ کے بزرگوں کو ہی سفیر بنا کر بھیجا کرتے تھے یا کبھی اگر تفاخر نسب کے اظہار کی ضرورت لاحق ہوتی تھی تو آپکے بزرگ ہی اس کام کے لئے روانہ کئے جاتے تھے۔ آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ انتالیس ۳۹ مردوں اور تینتیس ۳۳ عورتوں کے بعد اور بعض نے لکھا ہے کہ پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے۔ آپ کی وہ ہستی ہے کہ آپ کے اسلام لانے کے بعد ہی اسلام مکہ میں ظاہر ہوا اور مسلمان نہایت خوش ہوئے۔ آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔ خلفاء راشدین میں سے آپ شمار ہوتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر ہونیکا فخر رکھتے ہیں۔ آپ علماء وزہاد صحابہ میں سے ہیں۔ آپسے ۵۳۹ احادیث مروی ہیں۔ آپسے روایت کرنیوالے حضرت عثمان بن عفان۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ سعد۔ ابن عوف۔ ابن مسعود۔ ابو ذر۔ عمرو بن عنبسہ

آپ کے بیٹے عبد اللہ۔ ابن عباس۔ ابن زبیر۔ انس۔ ابو ہریرہ۔ عمرو بن عاص۔ ابو موسیٰ اشعری
براء بن عازب۔ ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔
میں آپ کے بیان میں چند فصلیں ملحق کرتا ہوں جو فوائد سے خالی نہ ہونگی۔

فصل

اُن احادیث میں جو حضرت عمرؓ کے اسلام لانے میں وارد ہوئی ہیں

ترمذی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی الٰہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام میں سے جس کو آپ چاہیں مسلمان کر کے غلبہ عطا فرمایئے۔ اسی کو طبرانی نے ابن مسعود اور انس سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی۔ الٰہا العالمین! عمر بن خطاب سے اسلام کو غلبہ پہونچا۔ (اس روایت میں کسی دوسرے کا نام نہیں) اسکو طبرانی نے اوسط میں ابو بکر صدیق سے اور کبیر میں ثوبان سے روایت کیا ہے۔

احمد نے حضرت عمر سے اس طرح روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کرنے کے لئے چلا تو میں نے آپ کو مسجد میں پایا میں کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا۔ آپ نے سورہ الحاقہ پڑھنا شروع کی۔ میں تالیف قرآن پر سن سنکر تعجب کرتا رہا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص شاعر ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر پہنچے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا اور مجھے اس کی عظمت معلوم ہو گئی۔ ابن ابی شیبہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اسطرح قصہ بیان کیا کہ میری ہمشیرہ کو دروزہ لاحق ہوا تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پردوں میں چلا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی طرف تشریف لائے جس پر صوف وغیرہ کا کپڑا پڑا ہوا تھا آپ نے بار کچھ نماز پڑھی اور پھر تشریف لے گئے۔ آپ سے میں نے کچھ ایسا کلام سنا جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ پہلے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔ آپ نے فرمایا عمر تم میرا رات دن میں پیچھا کبھی نہیں چھوڑتے۔ میں ڈرا کہ کہیں آپ

بد دعائیں کردیں اور فوراً میں نے کلمۂ شہادت پڑھا آپنے فرمایا کہ عمر اس کو پوشیدہ رکھو میں نے
عرض کیا قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس نے آپکو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کرونگا
جیسا کہ مینے شرک کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد اور ابو یعلی اور حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے آپکو راستہ میں قبیلۂ بنی زہرا کا ایک شخص ملا
اور اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے آپنے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کا ارادہ
ہے اس نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح امن سے رہو گے۔ آپنے فرمایا معلوم ہوتا ہے
کہ تو بھی بیدین ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس سے بھی تعجب خیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی
اور بہن دونوں تمہارے دین سے بیدین ہو گئے۔ حضرت عمر اپنے بہنوئی کے مکان کو چلے وہاں
حضرت خباب بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آہٹ پاکر حضرت خباب چھپ گئے چونکہ یہ تینوں
صاحب آہستہ آہستہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے اور آپکے آجانے پر خاموش ہو گئے تو آپ نے
دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن بہنوئی نے کہا کہ کچھ نہیں۔ آپس میں
کچھ باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے کہا معلوم ہوا کہ تم دونوں بیدین ہو گئے ہو آپکے بہنوئی
نے کہا کہ جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو اسپر آپ کو غصہ آیا اور زور سے ایک طمانچہ کھینچ
مارا آپکی بہن نے انہیں چھوٹانا چاہا تو آپنے اپنی بہن کو دھکا دیا جس سے اُن کے بھی چوٹ آئی
اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا۔ آپ کی بہن نے نہایت غصّہ سے کہا کہ جب تمہارا دین ہی سچّا
نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا خدا نہیں اور محمد (صلی
اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپنے فرمایا اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے
پاس ہے تاکہ میں اُسے پڑھوں آپ کی بہن نے کہا کہ تم نجس ہو اس مقدس کتاب کو پاک
لوگ چھو سکتے ہیں۔ اوّل غسل کیجئے۔ یا کم از کم وضو کر لیجئے۔ آپنے وضو کیا اور کتاب لیکر
پڑھی۔ اس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ آپ جسوقت اس آیت پر پہونچے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا
اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تو آپنے فرمایا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلدی ملاؤ
جسوقت حضرت خباب نے یہ سنا آپ باہر آئے اور کہا عمر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات

کی رات کو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی کہ الٰہی ہشام کو عمر بن خطاب یا ابن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرماؤ میری رائے میں یہ اوسی کا اثر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا کے قریب مکان میں تھے۔ حضرت خباب آپ کو لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے جس مکان میں حضرت تشریف فرما تھے اسکے دروازہ پر حضرت حمزہؓ طلحہ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی بیٹھے ہوئے تھے حضرت حمزہؓ نے انہیں دیکھکر کہا کہ عمر آرہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جاویں گے اور اگر انکا ارادہ کچھ اور ہے تو انکا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے۔ اس اثنار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی آچکی تھی آپ نے مکان سے نکل کر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا عمر یہ فسادات کیا ولید بن مغیرہ جیسے حشر ہونے تک باقی رہینگے آپنے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور مسلمان ہوگئے۔

بزار اور طبرانی اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں اسلم سے روایت کی ہے کہ ہم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ جانی دشمن تھا ایک دن بڑی کڑی گرمی میں میں مکہ کی کسی گلی میں جارہا تھا کہ ایک شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے عمر بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم اپنے کو کچھ سمجھتے ہو اور تمہارے گھر میں وہ کام ہوجاتے ہیں کہ تمہیں خبر تک نہیں ہوتی میں نے کہا کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ تمہاری بہن مسلمان ہوگئی ہیں غصہ میں پیچھے لوٹا اور بہن کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے پوچھا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔ اندر کے تمام آدمی گھبرائے اور مجھ سے ڈرے۔ ایک کتاب جو وہ پڑھ رہے تھے اسے رکھدی اور جلدی میں اٹھانا بھول گئے میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے کہا اے جان کی دشمن تو بیدین ہوگئی یہ کہکر جو میرے ہاتھ میں تھا اسکے سر پر کھینچ مارا سر میں خون نکل آیا بہن نے رو کر کہا عمر میں بیدین ہوگئی یا جو کچھ جو میری سمجھ میں آیا کر لیا یہ سنکر میں اندر گیا اور تخت پر جاکر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ ایک کتاب رکھی ہوئی ہے میں نے کہا یہ کیا ہے۔ میرے پاس لاؤ بہن نے جواب دیا کہ تم اس کے اہل نہیں ہو کیونکہ تم پاک نہیں اور اس کو پاک ہی ہاتھ میں لیتے ہیں میں نے اصرار کیا حتی کہ

لائی میں نے جو کھولا تو شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا تھا میں یہ اللہ کے نام دیکھکر ہیبت سے کانپ گیا اور کتاب ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ذرا میرے اوسان بجا ہوئے تو میں نے پھر اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں پھر کانپ اٹھا سہ بارہ پڑھنے پر جب میں آیت اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنی اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آؤ تک پڑھا تو میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ یہ سنکر تمام آدمی جو گھر میں موجود تھے میری طرف دوڑے اور زور سے تکبیر کہی اور یہ کہا تمہیں مبارک ہو پیر کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی دعا فرما چکے تھے کہ الہا العالمین اپنے دین کو ان دو شخصوں ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے جسے آپ چاہیں اس کے ساتھ غلبہ عطا فرمایئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا پہاڑ کے نیچے کے مکان میں تشریف رکھتے تھے یہ لوگ وہاں مجھے لے گئے میں نے آگے بڑھکر دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے۔ میں نے عرض کیا عمر ہوں چونکہ لوگ میری دشمنی سے واقف تھے میرا نام سنکر کسی کو دروازہ کھولنے کی جرأت نہ ہوئی حتیٰ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ دروازہ کھول دو لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑ لئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پھر آپ نے میرا دامن پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا عمر مسلمان ہو جاؤ اے اللہ اسے ہدایت دے۔ میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مکہ کی گلیوں میں آواز سنائی دی لوگ ڈر گئے اور کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مجھ سے سر پھٹول کرے لیکن پھر بھی دھکا مکا ہوا مگر مجھے کچھ چوٹ نہیں آئی میں اپنے ماموں ابوجہل بن ہشام کے پاس پہونچا وہ قریش میں شریف اور با اثر سمجھا جاتا تھا میں نے دروازہ پر دستک دی پوچھا کون ہے میں نے کہا میں عمر ہوں اور تمہارا دین میں نے چھوڑ دیا ہے اس نے کہا ایسا مت کرنا اور پھر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور میں باہر کھڑا رہ گیا میں نے کہا ان باتوں سے کیا فائدہ۔ پھر میں عظماء قریش میں سے ایک شخص کے پاس پہونچا اور اس کو آواز دی جب وہ باہر آیا تو اس سے بھی وہی گفتگو ہوئی اور اس نے جواب بھی وہی دیا جو میرے ماموں ابوجہل نے دیا تھا اور دروازہ بند کر لیا میں نے کہا

ان حرکتوں سے کیا فائدہ ہے تم دوسرے مسلمانوں کو تو مارتے پیٹتے تھے مگر مجھ سے آنکھ بھی نہیں ملاتے۔ ایک شخص نے کہا کیا تم اپنا اسلام ان باتوں سے ظاہر کرنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں اس نے کہا دیکھو فلاں حجر کے پاس کچھ آدمی بیٹھے ہیں اس میں فلاں شخص پیٹ کا بہت ہلکا ہے۔ پیٹ میں بات نہیں کھپتی اس سے کہو وہ سب جگہ ظاہر کر دیگا میں آیا اور اس سے اپنا اسلام ظاہر کیا اس نے کہا کیا ہو چکے میں نے کہا ہاں اس نے زور سے چلا کر کہا لوگو عمرؓ بن خطاب ہمارے دین سے بیدین ہو گیا یہ سنتے ہی مشرکین ایک دم مجھ پر ٹوٹ پڑے میں انہیں مارتا تھا اور وہ مجھے۔ میرے ماموں ابوجہل نے پوچھا یہ کیسا شور وغل ہے کہا کہ عمر مسلمان ہو گیا میرا ماموں حجر پر چڑھا اور اشارہ کیا اور کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دیدی ہے یہ سنتے ہی مجھ سے سب الگ ہو گئے مگر مجھے یہ برا معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹائی جاری ہے اور میں کھڑا دیکھوں چنانچہ میں ماموں کے پاس پھر گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میں تیری پناہ میں رہنا نہیں چاہتا۔ اسکے بعد مارتے پیٹتے رہے حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی

ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپکا لقب فاروق کس طرح پڑ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ مجھ سے تین روز پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ میں مسجد کی طرف جو گیا تو وہاں ابوجہل کو دیکھا کہ (خاکش بدہن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا چلا آتا ہے۔ حضرت حمزہ کو جسوقت آپکی اطلاع ہوئی تو آپ اپنی کمان لیکر مسجد کی طرف چلے اور قریش کے اس حلقہ کی طرف جسمیں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا پہونچے اور اپنی کمان سے سہارا لگا کر ابوجہل کے عین مقابل بیٹھ گئے اور اسکی طرف دیکھنے لگے۔ ابوجہل نے قیافہ سے معلوم کر لیا کہ آج ان کی نیت بخیر نہیں معلوم ہوتی یہ معلوم کر کے کہنے لگا کہ ابوعمارہ تمہیں کیا ہو گیا۔ آپ نے یہ سنتے ہی اس کی پیٹھ پر اس زور سے کمان ماری کہ کمر میں خون نکل آیا۔ قریش نے معاملہ بڑھ جانے کی وجہ سے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی الارقم مخزومی کے یہاں مقیم تھے حضرت حمزہ وہاں پہونچے اور اسلام لے آئے اس واقعہ کے تیسرے دن جو میں باہر نکلا تو راستہ میں مجھے ایک مخزومی ملا میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے آبائی دین سے پھر گیا اور

دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لیا ہے کہا میں نے اگر ایسا کیا تو تعجب ہے جبکہ ایک ایسے شخص نے کہ جس پر تمہارا
مجھ سے زیادہ حق ہے ایسا کر لیا ہو۔ میں نے کہا وہ کون ہے کہ تمہارے بہن بہنوئی۔ میں اپنی
بہن کے گھر پہنچا تو مجھے کچھ پڑھنے کی بھن بھناہٹ معلوم ہوئی میں اندر چلا گیا اور رکھا گیا تھا
آپس میں بات بڑھ گئی میں نے بہنوئی کا سر پکڑ کر جو مارا تو خون نکل آیا میری بہن نے کھڑے ہو کر میرا
سر پکڑ لیا اور کہا کہ یہ تیری منشا کے خلاف ہوا میں نے جو خون بہتے دیکھا تو مجھے شرم آئی اور میں بیٹھ گیا
اور کہا کہ مجھے بھی ذرا یہ کتاب دکھلاؤ میری بہن نے جواب دیا کہ اسے پاک لوگ چھو سکتے ہیں میں نے
اٹھ کر غسل کیا انھوں نے وہ کتاب دی میں نے جو دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا
تھا میں نے کہا کہ یہ نام تو بڑے طیب وطاہر ہیں۔ آگے لکھا تھا طٰہٰ مَا اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی تا اٰیتہ
لَہُ الاَسمَاءُ الحُسنٰی میرے دل میں اسکی بڑی عظمت پیدا ہوئی اور میں نے کہا کیا اسی سے قریش
بھاگتے ہیں۔ میں وہیں مسلمان ہو گیا اور میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف
رکھتے ہیں میری بہن نے جواب دیا کہ ارقم کے مکان پر تشریف فرما ہیں میں وہیں گیا اور دروازہ پر ہاتھ
مارا لوگ جمع ہو گئے اور ان سے حضرت حمزہ نے یہ بات کہی کہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ عمر ہیں انھوں
نے کہا اچھا عمر ہیں دروازہ کھول دو اگر وہ اچھی طرح آویں تو ہم انھیں سر آنکھوں پر جگہ دینگے
ورنہ ہم انھیں قتل کر دینگے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنا آپ باہر نکلے اور میں نے
فوراً کلمہ شہادت پڑھا جتنے اس گھر میں مسلمان تھے سبھوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اسکو تمام
اہل مکہ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا کیوں
نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر اخفا کیوں ہے۔ ہم دو صفیں بنا کر نکلے ایک میں
حضرت حمزہ اور دوسری میں میں تھا حتی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ قریش نے مجھے اور حضرت
حمزہ کو دیکھا اور اسے قریش کو بہت رنج وصدمہ پہونچا۔ اس زور سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فاروق کا خطاب بخشدیا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان میں فرق پیدا ہو گیا۔
ابن سعد کہتے ہیں کہ ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت
عمر کا نام فاروق کس نے رکھدیا آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ابن ماجہ اور حاکم نے
حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ اسلام لائے تو حضرت جبریل

علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل آسمان حضرت عمرؓ کا اسلام کی مبارک باد دیتے ہیں۔

بزار اور حاکم نے لکھا ہے اور اسکی تصحیح ابن عباس سے کی ہے کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لیلیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ نازل فرمائی۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر اسلام لائے اسلام ہمیشہ عزت ہی پاتا گیا۔

ابن سعد اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کا اسلام گویا اسلام کی فتح تھی اور آپکی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپکی امامت گویا رحمت تھی ہم میں طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب حضرت عمر اسلام لے آئے تو آپ نے مشرکین سے اتنا جدال و قتال کیا کہ انھوں نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا اور ہم بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے لگے۔

ابن سعد اور حاکم نے حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ جب سے حضرت عمر اسلام لائے تب سے اسلام کی حالت ایسی ہو گئی جیسے کہ ایک اقبالمند آدمی ہوتا ہے کہ اسکے ہر قدم پر ترقی ہوتی ہے اور جب شہید ہوئے اسلام کے عروج میں کمی آتی گئی اور ہر قدم پیچھے ہی کو پڑنے لگا۔

طبرانی میں ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس نے اول اسلام کو ظاہر کیا وہ عمرؓ بن خطاب ہیں (اس حدیث کی اسناد بالکل صحیح ہیں) ابن سعد نے صہیب سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تب اسلام ظاہر ہوا۔ اسلام کی طرف اعلانیہ دعوت ہونے لگی اور ہم کعبے کے گرد بیٹھنے طواف کرنے مشرکین سے بدلہ لینے اور ان کو جواب دینے کے قابل ہو گئے۔

ابن سعد نے اسلم مولی عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذالحجہ سنہ ۶ میں بعمر ۲۶ سال مشرف باسلام ہوئے۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شخص کو بھی نہیں بتلا سکتے کہ کسی نے اعلانیہ ہجرت کی ہو ہاں البتہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے مونڈھے پر کمان لٹکائی ہاتھ میں ترکش سے تیر علیحدہ رکھا اور کعبۃ اللہ میں تشریف لائے وہاں اشراف قریش بھی بیٹھے ہوئے تھے اپنے ساتھ مرتبہ طواف کیا دو رکعتیں مقام ابراہیم پر پڑھیں پھر اشراف قریش کے حلقہ میں آ کر ایک ایک آدمی سے علیحدہ علیحدہ کہا تمہارے منہ سیاہ ہوجیے جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند بیٹے کو یتیم۔ بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس جنگل کے اس طرف آکر مجھ سے مقابلہ کرلے مگر کسی کی تاب نہ تھی کہ آپکا پیچھا کرتا۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے ہمارے پاس مصعب بن عمیر آئے پھر ابن ام مکتوم انکے بعد عمر ابن الخطاب۔ ہم نے انسے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ وہ پیچھے تشریف لا رہے ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع حضرت ابوبکر صدیق کے تشریف لے آئے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزووں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں اور جنگ احد میں آپ ثابت قدم رہے تھے۔

فصل

وہ احادیث جو حضرت عمرؓ کی فضیلت میں وارد ہیں مگر ان میں وہ احادیث شامل نہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات میں مذکور ہو چکیں

بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت کو دیکھا کہ اس میں ایک عورت قصر کی طرف بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ کس کا قصر ہے فرشتوں نے جواب دیا کہ عمرؓ کا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمر میں نے تیری غیرت یاد کر کے قصر میں قدم نہیں رکھا اور لوٹ آیا اس پر حضرت عمر رو پڑے اور عرض کیا حضور آپ سے اور غیرت کروں۔

بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا ہے اور اس کی تر و تازگی اور خوشبو میرے ناخنوں تک سرایت کر گئی ہے پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر کو دیدیا ہے صحابہؓ نے دریافت کیا حضور اسکی تعبیر

کیا ہوئی آپ نے فرمایا کہ علم۔

بخاری اور مسلم نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جو قمیصیں وہ پہنے ہوئے ہیں بعضوں کے سینہ تک ہیں اور بعضوں کے اس سے زیادہ تک جس وقت عمرؓ پیش کئے گئے تو انکی قمیص زمین میں گھسٹتی جاتی تھی۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قمیص کیا تھی آپ نے فرمایا کہ دین۔ بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس راستہ سے تم چلو گے اس راستہ کو شیطان نہیں چلیگا بلکہ دوسرا راستہ اختیار کریگا۔

بخاری شریف میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی صاحب الہام ہوتے رہے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عمر کی زبان اور قلب پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ کم لوگوں میں سے کسی کے موافق نازل نہیں ہوا مگر قرآن شریف اکثر حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوا ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کی جسکی تصحیح عقبہ بن عامر نے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہی ہوتے (اسکو طبرانی نے ابو سعید خدریؓ اور عصمہ بن مالک سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے ابن عمر کی حدیث سے بیان کیا ہے۔

ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جن وانس اور شیاطین حضرت عمرؓ سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ ابن ماجہ اور حاکم نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کہ خداوند تعالیٰ جس سے سب سے اوّل مصافحہ فرمائیں گے اور سلام کرینگے اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرینگے وہ عمرؓ ہیں۔

ابن ماجہ اور حاکم نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت عمرؓ کی زبان پر حق کو وضع کر دیا ہے کہ وہ حق ہی بولتے ہیں۔

ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو اسمیں بالکل شک وشبہ نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمرؓ کی زبان سے بولتا ہے۔ بزار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ اہل جنت کے چراغ ہیں۔

بزار نے قدامہ بن مظعون سے روایت کی ہے وہ اپنے چچا عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا کہ یہ شخص جبتک تمہارے درمیان ہے تب تک فتنوں کا دروازہ بند رہے گا بلکہ جب تک یہ زندہ ہے فتنوں کا دروازہ بہت سخت بند رہیگا۔ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ عمرؓ سے سلام کہدیجئے اور انھیں اس کی خبر دیجئے کہ ان کا غصہ غلبہ ہے اور ان کی رضا حکم ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے۔ احمد نے اسکو بریدہ کے طریقہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے ابن عساکر نے ابن عباس سے اس طرح روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کے تمام فرشتے عمرؓ کا وقار کرتے ہیں اور زمین کے تمام شیطان ان سے ڈرتے ہیں طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل مجدہ نے تمام اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً فخر کیا ہے۔ ایسی ہی ایک حدیث کبیر نے ابن عباس سے بیان کی ہے۔

طبرانی اور دیلمی نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ رہیگا خواہ وہ کہیں ہو۔

بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے کوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول پڑا ہوا تھا۔ میں نے کچھ ڈول کھینچے میرے بعد ابوبکرؓ نے ڈول لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے مگر انکے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا خدا ان کی مغفرت فرمادیں پھر عمرؓ آئے اور

انھوں نے ڈول کھینچے اور اس طرح کھینچے کہ کسی جوان مرد کو میں نے اسطرح کھینچتے نہیں دیکھا۔ حتی کہ ہر چہار طرف سے پیاسے آئے اور خوب سیراب ہوئے۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ علمار نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ ارشارہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی خلافت کی طرف ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کثرت فتوحات اور ظہور اسلام بہت زیادہ ہوگا۔

طبرانی نے سدیسہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت سے عمر اسلام لاتے ہیں جب کبھی ان سے شیطان ملا ہے اوندے پاؤں بھاگ گیا ہے۔ طبرانی نے ابن ابی کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھسے جبرئیل کہتے تھے کہ عمر کی موت پر اسلام روئیگا۔

طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے عمر سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے رکھا اور جس نے عمر سے محبت رکھی مجھ سے رکھی۔ اللہ جل شانہ نے اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمر پر خصوصاً فخر کیا ہے جتنے انبیار علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اُن سب کی اُمت میں ..... ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدث کون ہوتا ہے آپنے فرمایا جس زبان سے ملائکہ گفتگو کریں (اس کے اسناد صحیح ہیں)

فصل

حضرت عمر فاروق کے متعلق صحابہ وسلف صالحین کے اقوال

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر مجھے حضرت عمر سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے (ابن عساکر) حضرت ابوبکر سے مرض موت میں کسی نے دریافت کیا کہ اگر جناب سے خداوند تعالیٰ دریافت فرمائیں کہ تم نے عمر کو کیوں خلیفہ مقرر کیا تو آپ کیا جواب دینگے آپ نے فرمایا میں جواب دونگا کہ میں نے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو انپر خلیفہ مقرر کیا تھا (ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر کو کبھی نہ بھولنا کیونکہ کچھ بعید نہیں کہ سکینہ آپ کی زبان پر بولتا ہو (طبرانیؒ فی الاوسط)

حضرت ابن عمر نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے کسی آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ ذکی اور ذہین نہیں پایا (ابن سعد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور تمام دنیا کا علم دوسرے پلڑے میں رکھکر وزن کیا جائے تو حضرت عمر کا پلہ بھاری رہیگا۔ کیونکہ آپ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے دیئے گئے ہیں (طبرانی اور حاکم) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا علم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں چھپا ہوا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی شخص کو نہیں پہچانتا کہ جسے جرأت کیسا تھ خدا کی راہ میں ملامت نہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سبک فہم تیز خاطر اور معاملہ فہم تھے

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس نہ دنیا آئی اور نہ انھوں نے اسکی خواہش کی البتہ حضرت عمر فاروق کے پاس دنیا آئی مگر انھوں نے اسے دھکے دیکر نکال دیا اور میں نے تو بالکل دنیا کو پیٹ میں بھر لیا (اس کو زبیر نے موفقیات میں بیان کیا ہے۔)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز حضرت عمرؓ فاروق کے پاس آگئے اسوقت حضرت عمرؓ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے دیکھکر فرمایا کہ مجھے اس کپڑا اوڑھنے والے سے کوئی زیادہ عزیز نہیں ہے (حاکم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صالحین کا ذکر کیا جائے تو ضروری ہے کہ ان میں حضرت عمر فاروقؓ کا ذکر کیا جائے کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دین خدا کے فقیہہ ہیں (طبرانی)

حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ سراپا خیر تھے۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ فاروق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مثال اس چڑیا کی سی ہے کہ جس کو دیکھتے ہی آدمی کی طبیعت یہ چاہے کہ اسے

کسی طرح جال میں پھانس کر پکڑ لوں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ارادہ میں پختگی ہوشمندی علم دلیری اور مردانگی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے (طیوریات)

طبرانی نے کلیب بن ربیعہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے کعب احبار سے روایت کی کہ تم نے پچھلے صحیفوں میں میرا بھی ذکر دیکھا ہے یا نہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں آپکے متعلق لکھا ہے کہ آپ قَرْنًا مِّنْ حَدِیْدٍ (فولاد کی تلوار یا لوہے کا پہاڑ) ہونگے۔ آپنے پوچھا اسکا کیا مطلب انھوں نے کہا کہ ایک ایسے امیر شدید کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پرواہ نہ کرینگے آپنے فرمایا اور کیا لکھا ہے انھوں نے کہا کہ آپ کے بعد جو خلیفہ ہونگے انکو ایک ظالم جماعت شہید کر ڈالیگی آپنے فرمایا اور کیا لکھا ہے کہا کہ پھر فتنہ وفساد پھیل جاویگا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کی فضیلت لوگوں پر ان چار باتوں سے معلوم ہوتی ہے۔ اوّل جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا حکم دیا اور آیت لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ نازل ہوئی۔ دوئم آپنے ازواج مطہرات کے پردے کے متعلق فرمایا جسپر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے عمر بن خطاب تم ہم پر حکم نافذ کرتے ہو حالانکہ وحی ہمارے ہی گھر میں اترتی ہے چنانچہ ان کے پردہ کے متعلق آیت نازل ہوئی فَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا۔ سوئم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے متعلق دعا کرنا کہ الٰہا العالمین عمر کو مسلمان کر کے اسلام کی مدد کر چہارم آپ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سب سے اول بیعت کرنا (احمد۔ بزار۔ طبرانی)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں ذکر کیا کرتے تھے کہ شیطان حضرت عمرؓ کی خلافت میں مقید رہے اور آپکے بعد آزاد ہو کر ہر طرف پھیل گئے۔ (ابن عساکر)

حضرت سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوموسیٰ کو حضرت عمرؓ کی خیریت بہت دنوں تک نہ معلوم ہوئی آپکے پاس ایک عورت آئی جس کے سر پر شیطان آتا تھا آپنے اس عورت سے حضرت عمرؓ کے متعلق دریافت کیا اس نے کہا کہ جب مجھپر شیطان آویگا تب دریافت کر لینا چنانچہ جسوقت وہ آیا تو دریافت کرنے پر اس شیطان نے جواب دیا کہ میں نے انکو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ایک کملی کا تہبند باندھے ہوئے ایک صدقہ میں آئے ہوتے اونٹ کے (جس کے خارش ہوگئی تھی)

قطران مل رہے ہیں وہ ایسے آدمی ہیں کہ جب انہیں کوئی شیطان دیکھتا ہے تو خوف کے سبب ناک کے بل گر پڑتا ہے خدا ہر وقت انکی آنکھوں کے سامنے ہے اور روح القدس انکی زبان سے کلام کرتا ہے۔

فصل

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کے زیادہ مستحق تھے تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق بلکہ کل مہاجرین و انصار کو خطاکار ٹھیرایا۔

حضرت شریک کہتے ہیں کہ جس میں شمہ برابر بھی نیکی ہے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔

حضرت ابواُسامہ فرماتے ہیں۔ لوگو! تم جانتے ہو حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کون تھے وہ اسلام کے لیے بمنزلہ ماں باپ کے تھے۔

حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں جو شخص حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو بھلائی سے نہ یاد کرے میں اس سے بیزار ہوں۔

فصل

جن باتوں میں قرآن شریف نے حضرت عمرؓ کی رائے سے اتفاق کیا ہے

اور ہم منجملہ اکثر کے بیس موافقات کا ذکر کریں گے

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کوئی رائے دیتے تھے قرآن شریف اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔ ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں اکثر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائیں موجود ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اگر بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ اور تھی اور حضرت عمرؓ کی دوسری تو قرآن شریف حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوتا تھا۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ

میرے رب نے میری رائے سے تین موقعوں پر اتفاق فرمایا اول میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے۔ اسکے بعد ہی آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلّٰی (اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ پکڑو) نازل ہوئی۔ دوسرے میں نے عرض کیا حضورؐ آپکی ازواج مطہرات کے پاس نیک وبد ہر طرح کے آدمی آتے جاتے ہیں آپ تو انھیں پردہ کا حکم دیدیجئے اسکے بعد ہی پردہ کی آیت نازل ہوگئی۔ تیسرے جب ازواج مطہرات حضورؐ کے غیرت دلانے میں سب شریک ہوگئیں تو آپ نے کہا عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا اسکے بعد بالکل ٹھیک یہی الفاظ قران شریف میں نازل ہوئے۔

حضرت مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے تین باتوں میں موافقت کی ہے۔ اول پردے کے بارے میں۔ دوم اسیران جنگ بدر کے معاملہ میں۔ تیسرے مقام ابراہیم میں۔ اسی حدیث سے چھوتھی خصلت یعنی معاملہ قیدیان جنگ بھی معلوم ہوگیا۔ اور نووی کی تہذیب میں اس طرح ہے کہ قرآن شریف نے حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق چار حکم کیا۔ معاملہ قیدیان بدر۔ پردہ۔ مقام ابراہیم۔ تحریم شراب اور اس سے پانچویں بات تحریم شراب پائی گئی اور تحریم شراب کے متعلق سنن اور مستدرک حاکم میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی۔ الٰہی شراب کے بارے میں ہمارے واسطے شافی بیان کیجئے اس کے بعد شراب کے حرام ہونے پر آیت نازل ہوگئی۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے چار باتوں میں موافقت فرمائی ہے جب آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ نازل ہوئی تو میری زبان سے فوراً نکلا فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ اسکے بعد یہی آیت نازل ہوگئی اس حدیث سے چھٹی بات معلوم ہوگئی اس حدیث کے دوسرے طرق بھی حضرت ابن عباس سے مروی ہیں جنکو میں نے اپنی تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے اسکے بعد میں نے کتاب فضائل الامامین مصنفہ ابو عبید اللہ شیبانی میں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عمر سے اس کے رب نے اکیس جگہ موافقت فرمائی ہے۔ انھوں نے ان چھ مذکورہ بالا کو ذکر کر کے آگے لکھا ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ

کے لئے لوگوں نے بلایا جب آپ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہوا مگر میں نے جناب کے چہرہ مبارک سے کچھ سمجھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب بڑا سخت دشمن تھا اور ایک روز تو وہ ایسا ایسا کہہ رہا تھا واللہ تھوڑی ہی دیر گذری تھی جو آیت نازل ہوئی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (اور نہ پڑھو نماز ان میں سے ایک پر جب کبھی مرے)

(۸) یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ (وہ تجھے شراب کے متعلق سوال کرتے ہیں)۔

(۹) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ قریب ہو نماز کے) مگر میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں آیتیں بلکہ حدیث سابق میں تیسری بات ہے یہ ایک ہی خصلت ہے۔

(۱۰) جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے حق میں دعا مغفرت زیادہ مانگنے لگے تو میں نے عرض کیا کہ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ تو بھی آیت سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ الخ نازل ہوئی (میں کہتا ہوں کہ طبرانی نے اسکو ابن عباس سے روایت کیا ہے)

(۱۱) جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے جنگ بدر کیواسطے نکلنے کا مشورہ لیا تو حضرت عمر نے نکلنے کا مشورہ دیا تب ہی آیت كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ (جس طرح نکالا تجھکو رب تیرے نے گھر تیرے سے) نازل ہوئی۔

(۱۲) قصہ افک عائشہؓ صدیقہ کے متعلق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کیا حضور آپ کا نکاح کس نے کیا تھا آپ نے فرمایا اللہ نے۔ حضرت عمر نے کہا حضور کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ کو عیب دار چیز دی ہوگی سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ بس اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

(۱۳) شروع اسلام میں رمضان شریف کی رات کو بھی اپنی زوجہ سے ہم بستری حرام تھی حضرت عمر نے اسکے متعلق کچھ کہا تو آیت اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ حلال کی گئی واسطے تمہارے رات روزوں کی) نازل ہوئی (اس کو احمد نے اپنی مسند میں بھی ذکر کیا ہے)

(۱۴) قول خداوندی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ الخ میں کہتا ہوں کہ اسکو ابن جریر نے چند طریقوں سے بیان کیا ہے مگر اقرب نحوا اتفقت طریقہ وہی جسکو ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن بن ابو لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروقؓ سے ملا اور یہ کہا کہ جبریل فرشتہ جسکا

ذکر تمہارے نبی کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے اس پر آپ نے فرمایا مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ بس ٹھیک یہی الفاظ قرآن شریف میں نازل ہوگئے۔

(۱۵) قول اللہ تعالیٰ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ قسم ہے رب تیرے کی نہیں ایمان لاوینگے وہ) ہے میں کہتا ہوں کہ اس کا قصہ ابن ابو حاتم اور ابن مردویہ نے ابوالاسود سے اسطرح بیان کیا ہے کہ دو آدمی جھگڑ کر انصاف کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے اُن کا فیصلہ کردیا جسکے خلاف آپ نے فیصلہ دیا تھا اس نے کہا چلو حضرت عمرؓ کے پاس چلیں چنانچہ یہ گئے اور جسکے موافق حضور نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا فیصلہ اس طرح کیا تھا مگر اس نے یہ کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس چلو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا اس طرح ہو ذرا ٹھیرو آتا ہوں آپ اندر سے تلوار لائے اور اس شخص کو جس نے حضورؐ کے فیصلہ سے انکار کیا تھا قتل کر ڈالا اور دوسرا بھاگا اور اُس نے اس واقعہ کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے فرمایا مجھے تو عمر سے ایسی امید نہیں کہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھانیکی جرٔت کرسکے اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ نازل فرمائی اُس آدمی کا خون رائگاں کیا اور حضرت عمرؓ کو بری کردیا۔ اسکے اور بھی طریقے ہیں جنکو میں نے تفسیر مسند میں بیان کیا ہے۔

(۱۶) گھر میں آنے کے لئے اذن چاہنا اسکا قصہ اس طرح ہے کہ آپ ایک روز سوئے ہے تھے اور آپ کا غلام بے دھڑک اندر چلا آیا آپ نے دعا کی لے اللہ بغیر اجازت کے آنا حرام کردو فوراً آیت استیذان نازل ہوئی۔

(۱۷) آپ کا یہ فرمانا کہ قوم یہود مبہوت قوم ہے اور اسکے موافق آیت کا نازل ہونا۔

(۱۸) قول خداوندی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسکا قصہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے اور وہ ہی قصہ اس آیت کا شان نزول ہے۔

(۱۹) آیت اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا الخ کا منسوخ التلاوت ہوجانا

(۲۰) جنگ احد میں ابوسفیان کے جواب میں جبکہ اُس نے اَفِی الْقَوْمِ فُلَانٌ کہا تھا فرمانا کہ نجیبنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر موافقت فرمانا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ کو احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اسی کے ساتھ اُس قصہ کو کہ جس کو عثمان بن سعید الدارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں سالم بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فہم کرلینا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ ایک روز کعبؓ احبار نے کہا کہ آسمان کا بادشاہ زمین کے بادشاہ پر افسوس کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مگر اس بادشاہ پر نہیں جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اسکو سنکر کعبؓ احبار نے کہا واللہ توریت میں یہی الفاظ موجود ہیں یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ میں گر گئے۔

اس کے علاوہ میں نے کامل ابن عدی میں عبد اللہ ابن عمرؓ کے حوالہ سے یہ دیکھا ہے کہ اول جب حضرت بلالؓ اذان دیا کرتے تھے تو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح عمر کہتے ہیں اسی طرح کہو۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں

بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ۔ میں للا کائی نے شرح السنتہ میں اور دارمی نے فوائد میں ابن اعرابی نے کرامات الاولیاء میں اور خطیب نے رواۃ مالک میں ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساریہ نامی ایک شخص کو سردار لشکر بنا کر جنگ کیلئے بھیجا تھا۔ ایک روز آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ اثنائے خطبہ میں آپ نے یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ (اے ساریہ پہاڑ کی طرف) تین دفعہ فرمایا۔ چند روز کے بعد اس لشکر کی طرف سے ایک ایلچی آیا۔ آپ نے اس سے جنگ کے حالات دریافت فرمائے اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین ہم کو ہزیمت ہو چکی تھی کہ اچانک ہم نے تین مرتبہ آواز سنی کہ اے

ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹے فوراً پہاڑ کی طرف رخ کیا ہمارا رُخ کرنا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ جب آپ نے خطبہ میں یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلُ فرمایا تھا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ ساریہ تو نہاوند واقع ملک عجم میں ہے اور آپ یہاں چیخ رہے ہیں (ابن حجر نے اصابہ میں اس کے اسناد کو صحیح کہا ہے)۔

ابن مردویہ نے میمون بن مہران کے طریقے سے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا جس شخص نے بھیڑیے کی حفاظت کی اس نے ظلم کیا۔ یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ ظَلَمَ لوگ یہ سنکر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ انھوں نے کہا ہے پتہ لگ جائیگا چنانچہ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے سوال کیا آپ نے فرمایا اس وقت میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ مشرکین نے ہمارے بھائی مسلمانوں کو شکست دیدی ہے اور اس وقت وہ پہاڑ کے قریب سے گذر رہے ہیں اگر وہ اس پہاڑ سے پھر نگے تو ایک ایک قتل ہو جاوینگے اور اگر تجاوز کر گئے تو ہلاک ہو جاوینگے لہذا میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ ایک مہینہ کے بعد جب ایک شخص فتح کی خوشخبری لیکر آیا تو اس نے ذکر کیا کہ ہم نے لشکر میں حضرت عمرؓ کی آواز سنی اور ہم پہاڑ کی طرف چلدیئے خداوند تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

ابونعیم نے دلائل میں عمرو بن حارث سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا اے ساریہ پہاڑ کی طرف جا اور پھر خطبہ شروع کر دیا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ آپکو جنون ہو گیا ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف ذرا آپ سے بے تکلف تھے انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسا کام کیا کہ لوگ آپ کی ذات پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک دم چیخنے لگے یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ آخر یہ کیا تھا آپ نے فرمایا واللہ میں لاچار تھا میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن انکو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہدیا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا۔ اسکے بعد

ساریہ کا خط لیکر ایلچی آیا اس میں لکھا تھا کہ جمعہ کے روز ہم اپنے دشمن سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ہزیمت ہو جائے کہ عین جمعہ کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی کہ ساریہ پہاڑ کیطرف جا چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف گئے اور ہم نے دشمنوں پر فتح پائی اور انھیں قتل کر دیا۔ عمرو بن حارث کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپکو طعنہ دیا تھا اس شہادت پر بھی یہی کہا کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں (العیاذ باللہ مترجم)

ابو القاسم بن بشران نے فوائد میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے اسنے کہا جمرہ (چنگاری) آپنے پوچھا باپ کا نام کیا ہے اسنے کہا شہاب (شعلہ) آپنے قبیلہ کا نام دریافت کیا اس نے کہا حرقہ (آگ) آپنے کہا کس جگہ رہتے ہو اسنے کہا حرہ (گرمی) میں آپنے پوچھا وہ کہاں واقع ہے اُسنے کہا لظی (شعلہ) میں آپنے فرمایا اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کر۔ وہ تو جل مرے وہ شخص اپنے گھر گیا تو واقعی دیکھا کہ آگ لگی ہے اور سب جل گئے ہیں (مالک نے موطا میں اسی طرح روایت کیا ہے)

ابو الشیخ کتاب العصمت میں قیس ابن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ جب مصر عمرو بن عاص رضی نے فتح کیا تو ایک مقررہ دن جو اہل عجم کے یہاں تھا اس روز لوگوں نے آکر عمرو بن عاص رضی سے عرض کیا کہ ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے اور دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک سنت قدیمہ کے بغیر جاری نہیں ہوتا آپنے پوچھا وہ سنت قدیمہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ جب چاند کی گیارہویں تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک باکرہ لڑکی کا انتخاب کرکے اُس کے والدین کو راضی کر لیتے ہیں اور اسکو کپڑے اور زیور جو سب سے افضل ہوتا ہے پہنا کر دریائے نیل میں ڈالدیتے ہیں حضرت عمرو بن عاص رضی نے جواب دیا کہ اسلام میں یہ لغو باتیں نہیں ہیں اسلام تو ان اباطیل اور داہمونکو جو اسلام سے قبل ہوتے تھے مٹانے آیا ہے۔ چنانچہ یہ فعل نہ کیا گیا اور دریائے نیل بند ہو گیا بعض اہل مصر نے ترک سکونت کا ارادہ کر لیا جسوقت حضرت عمرو بن عاص رضی نے یہ دیکھا تو فوراً ایک خط امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی کی خدمت بابرکت میں اس اطلاع کا روانہ کیا۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا جواب دیا کہ اسلام ان لغو باتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے میں اس خط کے ساتھ ایک اور رقعہ بھی ملفوف کرتا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈالدینا جب

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس رقعہ کو کھول کر پڑھا اسمیں لکھا ہوا تھا خدا کے بندہ امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر تجھے اللہ تبارک وتعالی جاری فرماتے ہیں تو میں اللہ واحد وقہار سے ہی سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دیں فقط حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس رقعہ کو صلیب ستارے کے طلوع ہونے سے ایک روز قبل دریائے نیل میں ڈلوا دیا جسوقت اہل مصر صباح کو سوتے ہوئے اٹھے تو انھوں نے دیکھا کہ اسکو اللہ جل مجدہ نے ایک ہی رات میں اتنا جاری کر دیا ہے کہ معمول سے سولہ گز پانی زیادہ چڑھ آیا اور اسی روز سے اہل مصر کا یہ دستور بھی خداوند تعالی نے منقطع کر دیا۔

ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کچھ جھوٹی بات کہی آپنے فرمایا چپ رہ۔ اسنے پھر اور بات کہی آپنے پھر فرمایا چپ رہ۔ اس شخص نے عرض کیا میں جو کچھ آپ سے کہا کرتا ہوں وہ سچ ہوتی ہے مگر جس بات پر آپ نے مجھے چپ رہنے کا حکم فرمایا وہ فی الواقع غلط تھی۔

حسن فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹ کو پہچان جاتا تھا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ہی تھے۔

بیہقی نے دلائل میں ابو ہدبہ حمصی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو خبر پہونچی کہ اہل عراق نے جو انپر امیر مقرر تھا اسکو سنگسار کر دیا ہے آپ غصہ میں بھرے ہوئے گھر سے نکلے اور نماز پڑھ کر یہ دعا کی۔ الہی اگر ان لوگوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے تو آپ انکو وبال میں گرفتار کیجیے اور انپر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک لونڈا مسلط کر دیجیے جو انپر زمانہ جاہلیت کی سی حکومت کرے اور نہ انکے نیک کو قبول کرے اور نہ بد سے خطا کو معاف کرے۔ میں کہتا ہوں کہ لونڈے سے آپکا مقصود حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ وہ لونڈا ابتک پیدا نہیں ہوا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض خصائل میں

ابن سعد نے احنف بن قیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایکروز ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جاریہ (لونڈی) گذری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین

باندی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ امیر المومنین کی باندی نہیں ہے اور کیسی باندی جبکہ امیر المومنین کیلئے خداوند تعالیٰ کے مال میں سے باندی رکھنی حلال بھی نہیں ہے ہم نے عرض کیا تو پھر کیا حلال ہے آپ نے فرمایا کہ عمر کے لئے سوائے ان چیزوں کے اللہ تعالیٰ کے مال سے کچھ حلال نہیں ہے دو کپڑے جاڑوں کے۔ دو گرمیوں کے۔ حج اور عمرے کا خرچ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا کھانا اور یہ بھی مثل ایک مرد قریش معمولی درجہ کے موافق کہ نہ امیر ہو نہ فقیر کیونکہ میری بھی وہی حیثیت ہے جو ایک معمولی مسلمان کی۔

خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ جب آپ کسی کو عامل بنا کر کہیں بھیجتے تھے تو یہ شرط کر دیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر نہ سوار ہو۔ اچھا عمدہ کھانا نہ کھائے۔ باریک کپڑا نہ پہنے اہل حاجات کیلئے اپنے دروازہ کو بند نہ رکھے اور اگر ایسا کیا تو سزا کا مستوجب ہوگا۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ حفصہ اور عبداللہ وغیرہ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آنجناب اچھا کھانا کھایا کریں تو امر حق پر اور زیادہ قوی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کیا سبکی یہی رائے ہے لوگوں نے عرض کیا کہ سب کی یہی رائے ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری نصیحت کا میں مشکور ہوں لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں کو اسی شاہ راہ پر چھوڑا ہے اگر خدانخواستہ میں انکی شاہراہ کو چھوڑ دوں تو ان دونوں کو منزل میں نہیں پا سکتا کہتے ہیں کہ ایک سال ذرا خشک سالی ہوئی تو آپ نے اس سال گھی اور گوشت کھانا چھوڑ دیا۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے آپ سے اچھی غذا کھانے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ میں اس چند روزہ زندگی کو اچھا کھا کر اور دنیا کے مزے لیکر گذار دوں۔

حسن کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عاصم کے پاس آئے اور انھیں گوشت کھاتے دیکھکر فرمایا یہ کیا کھا رہے ہو انھوں نے عرض کیا کہ میرا دل گوشت کو بہت چاہ رہا تھا آپ نے فرمایا اگر یہی جی چاہتا ہے تو آدمی اسراف کر کے وہی کھا سکتا ہے جو اسکی طبیعت چاہے۔

اسلم کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا دل تازہ مچھلی کو چاہتا ہے آپکا یرفا نامی اونٹ پر سوار ہو کر مچھلی لینے گیا اور ایک مچھلی خریدی۔ راستے میں لوٹتی دفعہ اپنے اونٹ کو نہلا تا لایا۔ آپ نے فرمایا کہ مچھلی ابھی رکھو میں اپنے اونٹ کو دیکھ لوں چنانچہ آپ اونٹ کے پاس تشریف

لیگئے اور آپنے اونٹ کے کان کے نیچے جو پسینہ لگا ہوا تھا اُسے دیکھکر فرمایا کہ میری خواہش نے اس جانور کو بے فائدہ تکلیف دی واللہ میں اس مچھلی کو چکھ بھی نہیں سکتا۔

حضرت قتادہ کہتے کہ اکثر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالانکہ آپ خلیفہ تھے صوف کا پھٹا ہوا کپڑا جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اسی طرح درہ لئے ہوئے بازار چلے جاتے تھے اور اہل بازار کو ادب اور تنبیہ کرتے تھے۔ اگر آپ کے سامنے ترکش کی پرانی رسّی یا چھوارے کی گٹھلی آجاتی تھی تو اسکو اٹھا لیتے تھے اور اسکو لوگوں کے گھروں میں پھینکدیا کرتے تھے تاکہ لوگ پھر اس سے نفع اٹھائیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے کرتے میں مونڈھے کے پاس چار پیوند لگے ہوئے دیکھے۔

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پائجامہ میں چمڑے کا پیوند لگا دیکھا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کیا اثنائے سفر میں آپ منزل پر پہونچ کر کوئی خیمہ یا تنبو کھڑا کرتے تھے بلکہ یونہی کسی درخت پر کوئی کملی یا کپڑے وغیرہ کا سائبان ڈال لیا کرتے تھے اور اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے تھے۔

عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر روتے روتے دو سیاہ لکریں پڑ گئی تھیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں گیا ابھی میں دیوار کے اسطرف تھا اور حضرت عمرؓ دوسری طرف کہ میں نے سنا کہ حضرت عمرؓ فرما رہے ہیں کہ اے عمر کہاں تو اور کہاں امیر المومنین کا رتبہ۔ ذرا خدا سے ڈرو ورنہ اللہ تعالیٰ تجھکو سخت عذاب کریگے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کاش میں بھی تنکا ہوتا اور مجھے میری ماں نہ جنتی۔

عبیداللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمرؓ مشک کاندھے پر اٹھا کر لے چلے لوگوں نے کہا کہ یہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے نفس میں عُجب پیدا ہو گیا تھا اس کو میں نے ذلیل کیا ہے۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ آپ کے خسر آپکے پاس آئے اور انھوں نے چاہا کہ مجھے کچھ بیت المال میں سے دیدیں۔ آپنے جھڑک دیا اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک میں خیانت کنندہ بادشاہ ہوں میں شاہ ہوں۔ پھر آپنے انکو اپنے مال سے دس ہزار درہم عطا کئے۔

نخعی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ زمانہ خلافت میں تجارت بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں عام الرمادہ (قحط کا سال) میں آپنے گھی کھانا چھوڑ دیا تھا ایک روز آپنے روغن زیت کھالیا۔ آپ کے شکم مبارک میں قر قر ہوا تو آپنے انگلی ڈال کر قے کردی اور فرمایا ہمارے واسطے اسوقت تک کچھ نہیں ہے جبتک قحط سالی موجود ہے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب فرمایا کرتے تھے۔ مجھے سب سے زیادہ وہ شخص محبوب ہے جو میرے عیب مجھپر ظاہر کرتا رہے۔

اسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو دیکھا کہ ایک ہاتھ میں گھوڑے کا کان پکڑا اور ایک ہاتھ سے اپنا کان اور پھر گھوڑے کے تھان کی طرف جھکنے لگے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپکو غصہ آیا ہو اور کسی نے اللہ کا ذکر کیا یا خوف خدا دلایا ہو یا قرآن شریف کی کوئی آیت تلاوت کی ہو اور آپکا غصہ اتر گیا۔

حضرت بلالؓ نے حضرت اسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت کیا کہ تمنے حضرت عمر کو کیسا پایا انھوں نے کہا کہ وہ سب سے اچھے آدمی ہیں مگر جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو پھر سنبھالنا مشکل ہے۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ جسوقت وہ غصے میں ہوتے ہیں تو تم کوئی آیت کیوں نہیں پڑھ دیا کرتے کہ اُن کا سب غصہ اتر جائے۔

احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے گوشت پیش کیا گیا جس میں گھی پڑا ہوا تھا آپنے اس کے کھانے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ ہر ایک کا ان دونوں سے علحدہ علحدہ سالن ہے پھر دونوں کے ملا دینے کی کیا ضرورت ہے (ابن سعد)

ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک قوم کی اصلاح کردوں اس بات سے ایک امیر کو

دوسرے امیر کی جگہ تبدیل کر دوں۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ شریف

ابن سعد اور حاکم نے حضرت زر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میں مدینہ والوں کیساتھ عید کے روز نکلا تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدل جاتے دیکھا۔ آپکا رنگ گندم گون تھا آپکے سر کے بال خود کی وجہ سے جھڑے ہوئے تھے۔ قد کے لمبے تھے۔ تمام آدمیوں سے آپکا سر اونچا معلوم ہوتا تھا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

واقدی لکھتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گندم گوم بتلاتے ہیں شاید انہوں نے آپکو قحط سالی میں دیکھا ہوگا کیونکہ آپکا رنگ روغن زیتون کھا کر متغیر ہو گیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عمر کی روایت سے آپکا حلیہ شریف یہ بیان کیا ہے کہ آپ کا رنگ مبارک سفید مائل بسرخی تھا۔ لمبا قد بال جھڑے ہوئے اور بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ آپ تمام آدمیوں میں اونچے معلوم ہوتے تھے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ آپ تمام کام بائیں ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔

ابن عساکر نے ابو رجاء عطاردی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبے قد کے اور موٹے تازے آدمی تھے آپکے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے گورے چٹے تھے جس میں سرخی کی بہت زیادہ دمک تھی گلے (گال) پچکے ہوئے اور مونچھیں بہت بڑی تھیں اور انکے اطراف میں سرخی موجود تھی۔ ابن عساکر کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپکی والدہ ماجدہ حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ یعنی ابوجہل بن ہشام کی بہن تھیں۔ اس رشتہ سے ابوجہل آپکا ماموں تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق کی زندگی ہی میں بعہد خلافت جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ

میں ہو گئے تھے۔ زہری کہتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال ہوا آپ اسی روز خلیفہ مقرر ہو گئے تھے اور وہ منگل کا دن ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ تھا۔ حاکم جس وقت آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو آپکے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئیں چنانچہ ۱۴ھ میں دمشق صلح اور غلبہ سے اور حمص اور بعلبک صلح سے اور بصرہ اور ایلہ اور غلبہ سے فتح ہوئے اسی ۱۴ھ میں آپنے لوگوں کو تراویح کی نماز کے لئے جمع کیا (عسکری)

۱۵ھ میں اُردُن غلبہ سے اور طبریہ صلح سے فتح ہوا اسی سال واقعہ یرموک اور قادسیہ پیش آیا ابن جریر کہتے ہیں کہ اسی سال حضرت سعد نے کوفہ آباد کیا اسی میں حضرت عمرؓ نے جاگیریں مقرر کیں۔ دفتر کھولے اور عطیات عطا کیں۔

۱۶ھ میں اہواز اور مدائن فتح ہوئے حضرت سعد نے ایوان کسریٰ میں جمعہ پڑھا اور یہ پہلا جمعہ ہے جو عراق میں ادا کیا گیا (یہ صفر کا مہینہ تھا) اسی سال واقعہ جلولا پیش آیا یزدجرد بن کسریٰ نے ہزیمت کھائی اور رَے کیطرف بھاگ گیا۔ اسی سال تکریت فتح ہوا اور وہاں حضرت عمرؓ تشریف لے گئے اور بیت المقدس فتح ہوا اور آپنے جابیہ میں جو آپکا خطبہ مشہور رہے پڑھا۔ اسی سال قنسرین غلبہ سے اور علب اور انطاکیہ اور صلح سے اور سروج غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال قرقیسیا صلح سے فتح ہوا اور ماہ ربیع الاول میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے مشورے سے تاریخ و سال ہجری مقرر ہوا۔

۱۷ھ میں آپنے مسجد نبوی علیہ السلام کو وسعت دی اور حجاز میں قحط پڑا جسکا نام عام الرمادہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عباس کے ساتھ نماز استسقار ادا فرمائی ابن سعد نے نیار الاسلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جس وقت نماز استسقا کیلئے تشریف لے گئے تو آپ حضور سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اسکو اونچا کر کے دعا کی۔ یارب العالمین۔ ہم عاجز بندے آپکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بنا کر عرض کرتے ہیں کہ خشک سالی اور قحط کو اٹھالو اور ہم پر باران رحمت نازل فرماؤ۔ آپ یہ دعا کر کے واپس بھی نہیں چلے تھے کہ

بارش شروع ہوئی اور کئی روز تک متواتر ہوتی رہی۔ اسی سال اہواز صلح سے فتح ہوا۔

۱۸ھ میں جند نیشا پور بطور صلح کے اور حلوان لڑائی سے فتح ہوئے اور انہی ایام میں جلولاں میں طاعون پھیلا ہوا تھا (جسکا نام اسلام میں طاعون عمواس ہے) اور اسی سال ہی سمساط غلبہ اور لڑائی سے اور حران اور نصیبین اور اکثر جزائر غلبہ سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صلح سے اور موصل اور اسکے اطراف غلبہ سے فتح ہوئے۔

۱۹ھ میں قیساریہ غلبہ سے فتح ہوا۔

۲۰ھ میں مصر غلبہ سے فتح ہوا اور بقول بعض اسکندریہ کے علاوہ تمام ملک صلح سے حاصل ہوا۔ علی بن رباح کہتے ہیں کہ مغرب کل غلبہ سے فتح ہوا اور اسی سال تستر فتح ہوا اور قیصر روم مرا اور حضرت عمرؓ نے خیبر اور نجران سے یہود کو جلا وطن کیا اور خیبر اور وادی القری کو تقسیم فرمایا۔

۲۱ھ میں اسکندریہ اور نہاوند غلبہ سے حاصل ہوئے اور اسکے بعد ملک عجم میں کوئی سرکش جماعت باقی نہیں رہی۔

۲۲ھ میں آذربائیجان غلبہ یا صلح سے اور دینور۔ ماسبذان۔ ہمدان غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال طرابلس الغرب رئے۔ عسکر۔ قومس ہاتھ آئے۔

۲۳ھ میں کرمان سجستان۔ مکران بلاد جبل سے۔ اصبہان اور اسکے اطراف فتح ہوئے اور اسی سال کے آخر میں حج سے تشریف آوری کے بعد حضرت عمرؓ شہید کئے گئے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منی سے الحج میں واپس آتے ہوئے اونٹ بٹھلایا تو آپنے اس سے تکیہ لگا کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ الہی! میں بڈھا ہوگیا ہوں۔ قوتوں میں ضعف آگیا ہے۔ رعیت منتشر ہوگئی ہے اس سے پہلے کہ میں ناکارہ ہوجاؤں اور عقل میں فتور آجائے اپنے پاس بلالو۔ چنانچہ ابھی ذی الحجہ بھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ آپ شہید ہو گئے (حاکم)

ابو صالح السمان کہتے ہیں کہ کعب بن احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں توریت میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ شہید ہونگے۔ آپنے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ عرب میں رہتے ہوئے

میں شہید ہو جاؤں۔ اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی۔ الٰہی مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کیجئے اور اپنے محبوب کے مدینہ میں موت دیجئے (بخاری شریف)

معدان بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے مرغ نے ایک یا دو ٹھونگیں ماریں۔ اسکی تعبیر سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ مجھ سے قوم کہتی ہے کہ میں خلافت کیلئے ولیعہد کا تقرر کروں یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ اپنے دین اور خلافت کو کبھی ضائع نہ کریں گے۔ موت تو میرے سامنے ہے تو کہ دین اور خلافت کے۔ میرے بعد خلیفہ ان چھ شخصوں کے مشورے سے ہونا چاہئے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش خوش جنت کو تشریف لے گئے (حاکم)

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ کسی بالغ لڑکے کو مدینہ شریف میں داخل نہ ہونے دیتے تھے ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے (جو حاکم کوفہ تھے) لکھا کہ یہاں بہت ہوشیار اور کاریگر لڑکا ہے جسکو بہت سے کام آتے ہیں۔ لوہار اور بڑھئی کا کام خوب جانتا ہے نقاشی بہت عمدہ کرتا ہے۔ آپ اگر اسکو مدینہ کے داخلہ کی اجازت بخشیں تو میں اسکو روانہ کروں تاکہ وہاں وہ لوگوں کے بہت زیادہ کام آئے۔ آپنے اسے اجازت دیدی کہ بھیجدیا جائے یہاں کوفہ میں اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے سو درہم ماہوار کا ٹیکس قائم کر رکھا تھا۔ اس نے آکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی شکایت کی کہ مجھ پر مغیرہ بن شعبہ نے زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ اس جواب سے اس کو بہت غصہ آیا اور وہ دانت پیستا چلا گیا۔ دو تین روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پھر بلایا اور کہا کہ تو کہتا تھا کہ اگر آپ کہیں گے تو میں ایک چکی ایسی تیار کرونگا جو ہوا سے چلے اس نے ترشروئی سے جواب دیا کہ میں تمہارے لئے ایسی چکی تیار کرونگا کہ جس کا ہمیشہ لوگ ذکر کیا کریں گے۔ جب وہ چلا گیا تو آپنے فرمایا کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ یہ لڑکا ابو لؤلؤہ ایک دودھارا خنجر جس کا قبضہ بیچ میں تھا آستین میں چھپا کر مسجد کے کسی گوشہ میں آبیٹھا ابھی اندھیرا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے پھرتے تھے۔ جسوقت اس لڑکے کے قریب ہوئے تو اس نے آپکے جسم مبارک پر تین جگہ وہ خنجر بھونک دیا (ابن سعد)

عمرو بن میمون انصاری کہتے ہیں کہ ابو لؤلؤہ مغیرہ کے غلام نے حضرت عمر کو دو دھارے خنجر سے شہید کیا اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کو بھی زخمی کیا جن میں سے چھ کا انتقال ہوگیا۔ اہل عراق سے ایک شخص نے اس پر کپڑا ڈالدیا جب وہ اسمیں پھنس اور لپٹ گیا تو اسنے خودکشی کرلی۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ ابو لؤلؤہ مغیرہ کا غلام چکیاں بنایا کرتا تھا اور حضرت مغیرہ اس سے چار درہم روزانہ وصول کیا کرتے تھے جسوقت وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو اس نے شکایت کی کہ یا امیر المومنین مغیرہ مجھپر سختی کرتے ہیں آپ انکو تنبیہ کردیجئے آپ نے فرمایا تجھے اپنے مولا کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرنا چاہئے۔ آپکا منشا تھا کہ اس کے متعلق مغیرہ سے سفارش کرونگا مگر آپکا یہ کہنا اسکو سخت ناگوار گزرا اور غصہ میں بھر کر یہ کہا کہ امیر المومنین میرے سوا ہر ایک کا انصاف کرتے ہیں اسنے آپکے قتل کا ارادہ کرلیا اور ایک خنجر پر آب کھی اور زہر میں بجھاکر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت شریف میں داخل تھا کہ آپ تکبیر سے پہلے یہ فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کرلو یہ ابو لؤلؤہ صف میں آپکے عین مقابل آکھڑا ہوا اور آپکے مونڈھے اور کوکھ پر دو زخم لگائے جس سے آپ گر پڑے اس کے بعد اس نے اوروں پر حملہ کیا اور تیرہ آدمیوں کو زخمی کردیا جن میں سے چھ آدمیوں کا انتقال ہوگیا آفتاب چونکہ طلوع کے قریب تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھکر نماز ختم کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے مکان پر لائے اور نبیذ پلائی لیکن وہ زخموں کے راستے سے نکل گئی پھر آپکو دودھ پلایا مگر وہ بھی زخموں سے نکل گیا لوگوں نے بطور تسلی کے آپ سے کہا کچھ ہرج نہیں آپ فکر نہ کیجئے آپ نے فرمایا کہ اگر قتل میں حرج بھی ہے تو بھی میں قتل ہو چکا۔ لوگ آپکی تعریف کرنے لگے کہ آپ ایسے تھے ایسے تھے آپنے فرمایا واللہ میں چاہتا تھا کہ جسوقت میں دنیا سے رخصت ہوں تو نہ مجھپر کسی کا قرض ہو نہ میرا کسی پر اور شکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے میرا ساتھ دیا اور مجھکو سلامت رکھا۔

اس پر حضرت ابن عباس پھر آپکی تعریف کرنے لگے آپنے فرمایا اگر میرے پاس دنیا کا بھی سونا ہوتا تو میں قیامت کی دہشت اور آنیوالے معاملات کے ہول کی وجہ سے تمام فدا کردیتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے

جس کے متعلق کثرت آراء ہو اُسکو خلیفہ مقرر کر لینا۔ حضرت صہیبؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا (حاکم)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابو لؤلؤہ مجوسی تھا عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات پر خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو پھر آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا کہ عبداللہ حساب کرو مجھپر قرض کتنا ہے انھوں نے حساب لگا کر آپکو چھیاسی ہزار یا اسکے قریب بتلایا آپنے فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو ادا کر دو ورنہ بنی عدی سے مانگو اگر پھر بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لیلو اور دیکھو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جاؤ اور اُن سے یہ کہو کہ عمر یہ اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہو۔ عبداللہ ابن عمران کے پاس گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ رکھی تھی مگر میں آج حضرت عمرؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ نے آکر عرض کیا کہ انھوں نے آپکو اجازت دیدی ہے۔ اس پر آپنے خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کو جو وصیتیں کرنی ہوں کر دیجئے اور کسی کو خلافت کے لئے بھی منتخب فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا اس کام کے لئے سوائے ان چھ شخصوں کے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش دنیا سے تشریف لے گئے ہیں کسی کو حقدار نہیں سمجھتا۔ آپ نے اُن چھ کا نام بتلادیا اور کہا کہ عبداللہ میرے بیٹے اس معاملہ میں ان کے ساتھ رہیں گے اور خلافت سے انھیں کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر سعد کو خلافت پہونچے تو وہ اس کے حقدار ہیں ورنہ جس کو تم چاہو منتخب کر لو۔ میں نے سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے خلیفہ کو جو بھی مقرر ہو وصیت کرتا ہوں کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور مہاجرین وانصار اور تمام رعایا کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھے اور اسی قسم کی بہت سی نصیحتیں فرمائیں اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (مترجم)

جسوقت جنازہ تیار ہو گیا تو ہم آپکا جنازہ لیکر چلے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو سلام کیا اور کہا کہ دفن کی اجازت دیجئے آپ نے اجازت دیدی اور ہم نے آپکو ان کے دونوں

دوستوں کے پاس سپرد خاک کر دیا۔

آپ کے دفن سے فراغت پاکر لوگ انتخاب خلیفہ کے لئے جمع ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ مشورہ کے لئے اپنی طرف سے اول تین آدمی منتخب کر لینے چاہئیں چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو اور حضرت سعدؓ نے عبدالرحمٰنؓ کو اور حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کو منتخب کیا اور یہ تینوں حضرات علحدہ چلے گئے وہاں پہونچکر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے فرمایا کہ میں تو خلیفہ ہونا نہیں چاہتا لہذا جو تم لوگوں میں سے خلافت سے بری ہو وہ مجھ سے کہدے۔ امر خلافت اسی کے سپرد کیا جائے گا۔ اور جو کوئی بھی ہو یہ ضروری ہے کہ افضل امت ہو اور اصلاح امت کی حرص رکھتا ہو۔ یہ سنکر دونوں حضرات خاموش ہے اور پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف ہی نے فرمایا کہ اچھا یہ انتخاب کا کام تم مجھے ہی سپرد کر دو تاکہ میں افضل آدمی کو منتخب کر لوں۔ دونوں نے کہا کہ بہت اچھا آپ حضرت علیؓ کو علیحدہ لے گئے اور ان سے یہ کہا کہ آپ پہلے اسلام لائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قریبی عزیز داری بھی ہے۔ اسلئے آپ سکے زیادہ مستحق ہیں اگر میں آپ کو خلیفہ مقرر کردوں تو آپ عدل کریں اور اگر میں آپ پر کسی دوسرے کو خلیفہ بنا دوں تو آپ اس کی اطاعت کریں آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو آپ علحدہ لے گئے اور آپ سے بھی یہی اقرار لیا۔ جب آپ دونوں سے میثاق لے چکے تو آپ نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت علیؓ نے بھی بیعت کر لی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کی زندگی میں انتقال کروں تو حضرت ابوعبیدہؓ کو خلیفہ مقرر کروں گا اگر خداوند تعالیٰ مجھ سے سوال کرینگے تو میں عرض کرونگا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور میرے امین ابوعبیدہؓ بن جراح ہیں اور اگر ابوعبیدہ کے انتقال کے بعد میری موت پہونچی تو میں معاذ بن جبل کو خلیفہ مقرر کرونگا۔ اگر مجھ سے میرے رب نے انکے متعلق یہ سوال کیا کہ ان کو کس وجہ سے خلیفہ مقرر کیا تھا میں عرض کرونگا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ معاذؓ بن جبل قیامت میں

علماء کے نزدیک زمرہ میں محشور ہوں گے۔ مگر یہ دونوں حضرات آپ کے زمانہ خلافت میں ہی انتقال فرما چکے تھے۔

مسند امام احمد میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو رافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی موت کے وقت خلافت کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اصحاب میں کسی کو وثوق سے نہیں کہہ سکتا البتہ اگر سالم مولی ابوحذیفہ یا ابوعبیدہ بن جراح ہوتے تو ان کے متعلق کہہ سکتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۶ ذی الحجہ چہارشنبہ کو شہید ہوئے اور یکشنبہ کے روز محرم کی چاند رات کو دفن کئے گئے آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ چھیاسٹھ اور بعض کہتے ہیں اکسٹھ سال کی تھی بعض نے ساٹھ ہی کہا اور اسکو واقدی نے ترجیح دی ہے۔ بعض قول انسٹھ اور چوّن اور پچپن بھی آیا ہے۔

آپ کے جنازہ کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

تہذیب قرنی میں لکھا ہے کہ آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا (موت آدمی کے واسطے کافی وعظ ہے)

طبرانی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ جس روز سے حضرت عمرؓ شہید ہو گئے اسلام سست پڑ گیا۔

عبدالرحمن بن یسار کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے وقت موجود تھا اس دن سورج گہن ہوا تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولیات میں

عسکری کہتے ہیں آپ سب سے پہلے امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے آپ نے سب سے اوّل سنہ ہجری جاری فرمایا۔ آپ نے ہی بیت المال کی بنا ڈالی۔ آپ ہی نے تراویح کی سنت شروع کی۔ آپ ہی نے رات کے چوکیدار مقرر کئے ہجو پر سزائیں دیں

شراب پینے پر اسی درّے مقرر فرمائے۔ متعہ کو حرام کیا۔ امہات الاولاد (جن باندیوں سے اولاد پیدا ہو جائیں) کی بیع منع کی۔ جنازہ کی نماز میں چار تکبیروں پر لوگوں کو جمع کیا دفاتر قائم کئے۔ سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ میدانوں کی پیمائش کرائی۔ بحرایلہ کے ایک شہر سے مدینہ شریف میں کھانا منگوایا۔ صدقہ کے روپیہ کو اسلام میں خرچ کرنے سے روکا۔ علم فرائض مقرر کیا۔ گھوڑوں پر زکوٰۃ لی۔ حضرت علیؓ کے متعلق اطال اللہ بقاءک اور ایدک اللہ فرمایا یہ اولیات عسکری نے بیان کی ہیں مگر امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے سب سے اول درّہ ایجاد کیا۔ ابن سعد نے بھی یہی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ درّہ ایجاد ہونے کے بعد یہ مثل مشہور ہو گئی کہ عمر کا درّہ تمہاری تلواروں سے بھی زیادہ مہیب ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے شہروں میں قاضی آپ نے ہی مقرر کئے سب سے پہلے آپ ہی نے کوفہ۔ بصرہ جزیرہ۔ شام۔ موصل۔ آباد کئے۔

ابن عساکر نے اسماعیل بن زیاد سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب رمضان شریف میں ایک مسجد سے جو گذرے تو آپ نے وہاں قندیل روشن دیکھے۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ حضرت عمر کی قبر کو روشن کریں کہ انھوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

فصل

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آٹے کا گودام قائم کیا تھا اور اس میں آٹا۔ ستو۔ کھجور۔ منقی وغیرہ رکھوادی تھیں تاکہ مسافر وغیرہ دھانسے لیلیں اور مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایسے وسائل بہم پہنچائے تھے کہ جس سے مسافر کو کسی قسم کی تکلیف نہ رہے آپ نے مسجد نبویؐ کو شہید کرا کر اسکو وسیع کرایا اور اس میں بوریئے کا فرش کرایا آپ نے یہود کو حجاز سے شام کیطرف بھیجدیا اور نجران کے یہود کو کوفہ منتقل کر دیا۔ آپ ہی نے مقام ابراہیم کو اسجگہ قائم کیا جہاں اب موجود ہے پہلے وہ کعبہ شریف سے ملا ہوا تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اخبار و قضایا میں

عسکری نے اوائل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے ابن شہاب کے طریقے سے روایت کیا ہے

کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانۂ خلافت میں از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا تھا۔ پھر شروع خلافت حضرت عمرؓ میں از طرف خلیفہ ابوبکرؓ لکھا جانے لگا پھر کیا وجہ ہوئی اور وہ کون شخص تھا جس نے سب سے اول امیر المومنین لکھنا شروع کر دیا انھوں نے کہا کہ مجھ سے شفاء نے جو مہاجرات میں سے ایک خاتون ہیں اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے آپکے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا شروع کیا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایکدفعہ حاکم عراق کو لکھا کہ تم ہمارے پاس دو لایق اور ہوشیار آدمیوں کو بھیجدو تاکہ ہم اُن سے عراق اور اہل عراق کے متعلق کچھ دریافت کریں۔ حاکم عراق نے آپکے پاس لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو بھیجدیا جسوقت یہ دونوں مدینہ شریف میں آئے تو مسجد میں پہنچکر سب سے پہلے عمرو بن عاص سے ملاقات کی اور اُنسے یہ کہا کہ امیر المومنین کیخدمت میں ہمیں باریاب کرادیجئے حضرت عمرو بن عاص نے کہا واللہ تم نے انکا بہت ہی اچھا لقب رکھا یہ کہکر آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیخدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین ؛؛ حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا انھوں نے آپ کو تمام قصہ سنایا اور کہا کہ واقعی آپ امیر ہیں اور ہم مومنین پس اس روز سے یہ کاغذات سرکاری میں بھی لکھا جانے لگا۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نام عدی ابن حاتم اور لبید بن ربیعہ نے رکھا تھا جبکہ وہ عراق سے آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپکا یہ لقب مغیرہ بن شعبہ نے رکھا تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔ اسی روز سے آپ امیر المومنین مشہور ہو گئے اور اس سے پہلے آپ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ لکھے جاتے تھے وہ بوجہ طول عبارت کے متروک ہو گیا۔

ابن عساکر نے معاویہ بن قرہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے جاتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت آیا تو لوگوں نے خلیفہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا ارادہ کیا مگر خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ طول طویل عبارت ہے

اس پر لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے امیر ہیں آپ نے فرمایا ہاں تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں، لوگوں نے آپ کو امیر المؤمنین لکھنا شروع کر دیا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں مسیب سے روایت کی ہے کہ اول حضرت عمرؓ بن خطاب نے اپنی خلافت کے اڑھائی سال کے بعد تاریخ لکھوانا شروع کی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے سنہ ۱۶ھ کی بنیاد ڈالی سلفی نے طیوریات میں حضرت ابن عمر کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنن نبوی لکھوانے کا ارادہ کیا ایک روز آپ نے اسکے متعلق استخارہ کیا اور دوسرے روز فرمایا کہ تم سے پہلی قوموں نے بھی کتابیں لکھی تھیں لوگ ان کی طرف جھک پڑے اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔

ابن سعد نے شداد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے گئے تو سب سے پہلے آپنے یہی دعا کی۔ الٰہی! میں سخت ہوں مجھے نرم کر دیجئے۔ الٰہی! میں ضعیف ہوں مجھے قوی دیجئے۔ میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دیجئے۔

ابن سعد اور سعید بن منصور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر مجھے ضرورت ہوتی تو بیت المال سے لے لیا کرتا تھا۔ اور جب میرے پاس ہوتا تھا ادا کر دیا کرتا تھا اور جب پھر فقیر ہو جاتا تھا تو پھر لوگوں کے سامنے ہی لیلیا کرتا تھا اور پھر ادا کر دیا کرتا تھا۔

نیز ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کو جب احتیاج ہوتی تو داروغہ بیت المال سے قرض لے لیتے تھے۔ بعض دفعہ داروغہ بیت المال آپ پر تقاضا کرتا اور آپ تنگدستی کیوجہ سے ادا نہ کر سکتے تھے تو داروغہ الزام دیا کرتا تھا اور آپ حیلہ حوالہ کیا کرتے تھے اور جب آپکے پاس ہوتا تھا تب ادا کیا کرتے تھے ابن سعد براء بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپکو کچھ شکایت تھی لوگوں نے کہا کہ اسکے لئے شہد بہت عمدہ چیز ہے اور شہد کا ایک کپا بھرا ہوا بیت المال میں موجود تھا آپنے فرمایا کہ اگر تم مجھے اجازت دو گے تو لیلونگا ورنہ مجھپر حرام ہے چنانچہ لوگوں نے آپکو اجازت دیدی۔

سالم بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کے زخم کو جو اسکی پشت پر تھا دھوتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے مجھے ڈر ہے کہ کہیں قیامت میں مجھسے اس کی پرسش نہ ہو

ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنے کا ارادہ کرتے تھے تو ان کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کی ممانعت کروں اور وہ پھر بھی کیجائے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ اس پر سخت سزا دیجائے۔

آپ کی عادت شریف تھی کہ رات کو مدینہ شریف کی گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے اور یہ آپکا اکثر معمول تھا۔ ایک رات آپنے ایک عورت کو دیکھا کہ دروازہ بند کئے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے: (ترجمہ اشعار) یہ رات بڑھ گئی اور ستارے چمک رہے ہیں۔ مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ میں کھیلوں۔ واللہ اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو البتہ اس چار پائی کی چولیں ہلتی ہوتیں۔ لیکن میں اس نگہبان اور موکل سے ڈرتی ہوں کہ جسکا کاتب کسی وقت نہیں بہکتا۔ مجھے خوف خدا اور حیا منع کرتی ہے اور میرا خاوند ایسا بزرگ ہے کہ اس کی سواری پر سوار ہونیکا کوئی قصد نہ کرے۔

آپنے فوراً دوسرے ہی روز غزووں میں اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ کوئی شخص چار مہینہ سے زیادہ میدان جنگ میں نہ رہنے پائے۔

ابن سعد نے سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے سلمان سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ۔ حضرت سلمانؓ نے جواب دیا کہ اگر آپ مسلمانوں سے ایک درہم بھی وصول کر کے بیجا خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ آپ خلیفہ ہیں حضرت عمرؓ نے اس سے نصیحت پکڑی۔

سفیان بن ابی العوجاء کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے ایک روز فرمایا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ اگر میں بادشاہ ہوں تو بہت اچھا ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے جواب دیا۔ امیر المومنین! خلیفہ اور بادشاہ میں بہت بڑا فرق ہے آپنے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا خلیفہ وہ ہے کہ نہ کسی سے بیجا وصول کرے اور نہ بیجا کسی کو دے اور الحمد للہ آپ ایسے ہی ہیں اور بادشاہ وہ ہے کہ بجبر وصول کرے جس سے چاہے لیلے جسے چاہے دیدے۔ آپ یہ سنکر خاموش ہو گئے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گھوڑے پر سوار ہوئے اور اتفاق سے آپکی ران کھل گئی اہل نجران یعنی یہود نے آپکی بائیں ران پر ایک سیاہ داغ دیکھکر کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ شخص ہمکو ہمارے ملک سے نکالدیگا۔

سعد جابر یہ کہتے ہیں کہ کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آپ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوکر لوگوں کو اس میں جانے سے منع کرینگے۔ جب آپکا انتقال ہوجاوے گا تو قیامت تک لوگ اس میں گرتے رہیں گے۔ ابومعاشر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اساتذہ سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امر خلافت جبتک اصلاح پذیر نہیں ہوتا حتی کہ اتنی شدت کیجائے کہ جسمیں جبر نہو اور نہ اتنی نرمی کیجائے جس میں سستی شامل ہو۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حکم بن عمیر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کو لکھا کہ کسی کو حد میں اس طرح درّے نہ لگائے جائیں کہ اس کو پھر شیطان بہکا کر حلقۂ کفار میں داخل کردے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ قیصر روم نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو لکھا کہ میرا ایلچی جو آپکے پاس گیا تھا اس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ کے پاس ایک درخت ہے کہ وہ کسی دوسرے درخت سے پیدا نہیں ہوا۔ اُسکی صورت گدھے کے کان کے مشابہ ہے جبوقت وہ پھٹتا ہے تو اس میں سے موتی کے سے دانے نکل پڑتے ہیں پھر وہ سبز ہوتا ہے تو زمرد سبز بنجاتا ہے۔ پھر سرخ ہوتا ہے تو یاقوت سرخ ہوجاتا ہے اور اگر پختگی پر ہو پہنچتا ہے تو پک کر عمدہ فالودہ ہوجاتا ہے اور پھر خشک ہوجاتا ہے تو مقیم کی غذا اور مسافر کی زاد راہ کا کام دیتا ہے اگر میرا قاصد سچ بولتا ہے تو میرے نزدیک یہ جنت کا ایک درخت ہے۔ آپنے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے قیصر ملک روم کی طرف ہے، تمہارے قاصد نے سچ کہا وہ درخت ہمارے یہاں موجود ہے یہ وہی درخت ہے کہ جبوقت عیسیٰ بنینا علیہ السلام پیدا ہوئے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کیواسطے پیدا کیا تھا تجھے چاہیئے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرا کرے اور عیسیٰ علیہ السلام کو معبود نہ بنائے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خدا وند تعالیٰ

کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے آدم علیہ السلام کی کہ انکو مٹی سے پیدا کیا۔

ابن سعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مال کی ایک ایک فہرست بھیجدیں انھیں عمال میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے جب انھوں نے فہرست بھیجدی تو اسکو نصفا نصفی کر کے ایک حصہ خود لیلیا اور ایک حصہ انھیں چھوڑ دیا شعبی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ جب کسی عامل کو مقرر کرتے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیا کرتے تھے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ آپنے مدتوں بیت المال میں سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا حتی کہ آپ پر تنگدستی غالب آگئی آپنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق مشورہ کیا اور یہ کہا کہ میں تو اس کام میں منہمک ہوں اپنے نفقہ کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صبح وشام کا کھانا آپ بیت المال سے لیلیا کریں اسی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیا۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کو تشریف لے گئے اس میں آپ کے سولہ دینار خرچ ہوئے آپ نے مجھ سے کہا اے عبداللہ ہم نے بہت زیادہ خرچ کر دیا۔

عبدالرزاق اپنے مصنف میں قتادہ اور شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرا خاوند دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو شب بھر نماز پڑھتا رہتا ہے آپنے فرمایا کہ تیرا شوہر تو قابل تعریف ہے کعب بن سوار نے کہا کہ یہ تعریف کرنا نہیں چاہتی بلکہ شکایت کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں انھوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ شوہر پر عورت کا بھی کچھ حق ہے اور یہ حق زنا شوئی ادا نہیں کرتا آپ نے فرمایا اچھا اب میں سمجھ گیا۔ ان میں انصاف کرنا چاہئے انھوں نے کہا کہ یا امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار عورتوں تک حلال رکھی ہیں اس حساب سے چوتھا دن اور چوتھی رات عورت کے لئے مخصوص ہونی چاہئے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست نے خبر دی ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب گشت میں تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چند اشعار پڑھ رہی تھی

ادبی اشعار جنکا ترجمہ ہم پہلے کر چکے ہیں (مترجم) آپ نے سنکر فرمایا تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے برے کام کا تو ارادہ نہیں کر لیا اس نے کہا کہ معاذ اللہ۔ آپ نے فرمایا تو اپنے نفس پر قادر رہ میں صبح ہی اس کو بلاتا ہوں۔ چنانچہ صبح ہی آپ نے قاصد روانہ کر دیا اور اس کے بعد اپنی صاحبزادی حفصہ رضؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ایک مشکل آپڑی ہے تم اسے حل کر دو اور وہ یہ ہے کہ عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرت حفصہؓ نے شرم کے مارے اپنا سر نیچا کر لیا اور شرما کے چپ ہو گئیں آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتے۔ حضرت حفصہؓ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ۔ آپ نے حکم دیا کہ چار مہینہ سے زیادہ میدان جنگ میں کسی کو نہ روکا جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیبیوں کے طعنہ تشنہ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ تم کیا شکایت کرتے ہو میں خود اس میں مبتلا ہوں حتیٰ کہ میں اگر کسی ضرورت سے بھی باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ کی عورتوں کی دیدہ بازی کے لئے جاتے ہو تمہارا کام کاج کچھ نہیں ہے عبداللہ ابن مسعودؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے کہا کہ یا امیر المومنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے یہاں حضرت سارہ کی بدخلقی کی شکایت کی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواب ملا تھا کہ عورتیں بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں جہاں تک ہو سکے حتی الامکان ان کو نباہنا چاہیئے تاوقتیکہ ان کے دین میں کوئی خرابی نہ دیکھی جائے۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے بالوں میں کنگھا کئے ہوئے اور اچھی پوشاک پہنے ہوئے آپ کے پاس آئے آپ نے اتنے دُرّے مارے کہ وہ رونے لگے حضرت حفصہؓ نے کہا کہ آپ نے اس کو کس قصور پر مارا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اس میں تکبر آ گیا ہے لہذا میں نے اس تکبر کو توڑ دیا معمر لیث بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ تم کسی کا نام حکم

یا ابوالحکم مت رکھو کیونکہ حکم خود خداوند تعالیٰ ہی ہیں اور کسی راستہ کا نام سکہ مت رکھو۔

بیہقی نے شعب ایمان میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واللہ مجھے یہ زیادہ محبوب تھا کہ میں کسی راستہ پر ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ مجھے چبا کر نگل جاتا اور پھر مینگنی کر کے کہیں نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں دنبہ ہوتا اور مجھے کھلا پلا کر اتنا موٹا کیا جاتا کہ لوگ میرے دیکھنے کو آتے پھر مجھے ذبح کر ڈالتے کچھ میرا گوشت بھونا ہوا کھاتے اور کچھ کا قیمہ کر لیا جاتا مگر میں انسان نہ ہوتا۔

ابن عساکر نے ابوالبختری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ فرمار ہے تھے کہ حسینؓ بن علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے باپ کے منبر کے اوپر سے نیچے اتر یئے آپ نے فرمایا بیشک منبر تمہارے ہی باپ کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر یہ تو بتلاؤ کہ تمہیں کس نے سکھلایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور آپ نے کہا واللہ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا ہے۔ حضرت حسینؓ کی طرف دیکھ کر کہا او بیوفا تجھے یہ کس نے کہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان کو سچ بات پر کیوں جھڑکتے ہیں واقعی منبر ان کے باپ کا ہے (اس روایت کے اسناد صحیح ہیں)

خطیب نے روایت میں ابوسلمہؓ بن عبدالرحمن و سعیدؓ بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن خطاب اور حضرت عثمانؓ بن عفان میں کسی مسئلہ کے متعلق اس قدر تنازعہ ہوا کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ اب دونوں میں کبھی صلح نہ ہوگی مگر جب دونوں حضرات رخصت ہوئے ہیں تو معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ سب سے اول خطبہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا وہ یہ تھا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہئے کہ میں تمہارے ساتھ مبتلا ہو گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا ہو گئے ہو۔ میں اپنے دو دوستوں کے بعد خلیفہ مقرر ہوا ہوں جو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں وہ ہمارے نفسوں کیساتھ ملے ہوئے ہیں اور جو غائب ہیں

ان پر ہم اہل قوت و امانت کو مقرر کریں گے جو شخص نیکی کریگا ہم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے اور جو بدی کرے گا ہم اسکی سزا دیں گے خداوند تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائیں۔

جبیر بن حویرث سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفتر قائم کرنے کے لئے مسلمانوں سے مشورہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر سال جو کچھ آپ کے پاس مال جمع ہو اس کو تقسیم کر دیا کیجئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا کیجئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مال اسقدر زیادہ ہے کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ کسے پہونچا اور کون رہ گیا لہذا خوف ہے کہیں گڑ بڑ نہ مچ جائے۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین میں ملک شام میں گیا ہوں اور وہاں بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انھوں نے دفاتر قائم کر رکھے ہیں اور شہروں کو خوب آباد کر رکھا ہے۔ یہ آپ کو پسند آیا اور آپ نے ایسا ہی کیا اور عقیل بن ابو طالب و مخرمہ بن نوفل۔ جبیر بن مطعم جو قریش کا نسب نامہ خوب جانتے تھے بلا کر فرمایا کہ تم لوگوں کے نام علی قدر مراتب لکھکر لاؤ۔ چنانچہ وہ اس طرح لائے کہ بنی ہاشم سے لکھنا شروع کیا۔ ان کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور ان کی قوم کو لکھا پھر حضرت عمرؓ اور ان کی قوم کو آپ نے فرمایا اس طرح لکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں سے شروع کرو۔ پھر جو ان کے قریب ہیں انکو لکھو علیٰ ہذا القیاس۔ حتیٰ کہ میرا نام آخر میں لکھو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے کیا ہے۔

سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ اپنے دفاتر ۲۰ھ میں قائم کئے تھے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہؓ کو لکھا کہ لوگوں کو تنخواہیں اور عطیات تقسیم کر دو انھوں نے لکھا کہ میں نے تقسیم کر دیا مگر ابھی مال بہت باقی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ یہ مال غنیمت ہے جو انھیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے انہیں پر تقسیم کر دو۔ یہ عمر یا اسکی اولاد کا نہیں ہے۔

ابن سعد نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت عمر کے ساتھ کوہ عرفہ میں

کھڑے تھے۔ ایک شخص کو چیختے ہوئے سنا وہ کہتا ہے یا خلیفہ یا خلیفہ میں نے آگے بڑھکر پوچھا کون ہے میں حضرت عمرؓ کے پاس ہی تھا کہ ایک کنکر دور سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر لگی جس سے کچھ رگڑ سی آگئی۔ میں اس طرف کو بڑھا تو پہاڑ کی طرف سے آواز آئی کہا تو جانتا بھی ہے قسم ہے رب کعبہ کی کہ عمرؓ آئندہ سال سے اس مقام پر قیامت تک کھڑے نہیں ہونگے۔ جنہیں کہتے ہیں۔ کہ مجھے یہ سخت ناگوار گذرا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آخر حج امہات المومنین کے ساتھ کیا تو واپسی میں ہم جسوقت محصب میں پہونچے تو میں نے ایسی آواز سنی جیسے کوئی شخص اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوا دوسرے سے دریافت کرتا ہو کہ امیرالمومنین عمرؓ کہاں ہیں دوسرے آدمی کو جواب دیتے ہوئے سنا کہ وہ کہتا ہے۔ امیرالمومنین یہ ہیں۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ انھوں نے اپنے اونٹ بیٹھلائے اور ایک یہ شعر پڑھنا شروع کیا (ترجمہ شعر) تیرے اوپر سلام ہولے امام۔ برکت دے اللہ تعالیٰ اس چمڑے میں جو پارہ پارہ ہوگا نہ پڑھنے والا وہاں سے چلا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کون تھا مگر ہم نے آپس میں کہا کہ یہ جن ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حج سے واپس ہوئے تو شہید کر دئے گئے۔

عبدالرحمن بن ابزی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ باتیں اہل بدر میں تھیں مگر اہل بدر میں سے کوئی باقی نہیں رہا اُن سے اُتر کر اہل اُحد میں تھیں مگر ان میں سے بھی اب کوئی باقی نہیں رہا۔ پھر اور لوگوں میں تھیں۔ طلیق اور انکی اولاد میں یا جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ان میں یہ بات نہیں ہے۔

نخعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ عبداللہ ابن عمر کو خلیفہ نہ بنا دینگے آپنے فرمایا خدا تجھے غارت کرے واللہ میں نے کبھی خدا سے ارادہ نہیں کیا میں ایسے آدمی کو خلیفہ بنا دوں جسمیں ابھی اپنی بیوی کو احسن طریقے پر طلاق دینے کی قابلیت بھی نہیں۔

شداد ابن اوس کعب سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گذرا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسکے خصائل بہت ملتے جلتے ہیں جب کبھی ہم اسکا ذکر کرتے تھے تو حضرت عمرؓ ضرور یاد آجاتے تھے اور جب کبھی عمرؓ کا ذکر ہوتا تھا تو خواہ مخواہ وہ یاد آجاتا تھا اس کے زمانہ

بادشاہت میں ایک نبی علیہ السلام تھے ان کو ایک مرتبہ وحی ہوئی کہ تم اُس بادشاہ سے کہدو کہ تیری عمر کے تین دن باقی ہیں اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کردے۔ جسوقت اس بادشاہ نے یہ سنا تو سجدہ میں گر کر نہایت عاجزی سے دعا کی۔ الٰہی! مجھے اتنی مہلت دیدیجئے کہ میرا لڑکا جوان ہوجائے آپ خوب جانتے ہیں کہ میں نے آپکے حکم کی کہاں تک تعمیل کی ہے اور اپنی رعایا سے حتی الامکان کتنا عدل کیا ہے۔ نبی علیہ السلام کے پاس پھر وحی ہوئی کہ اُس نے ہم سے ایسی ایسی دعا کی ہے اور اس نے دعا میں جو کچھ واسطہ دیکر کہا ہے سچ کہا ہے ہم اسکی عمر میں پندرہ برس کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ اس مدت میں اسکا لڑکا جوان ہوجائے اور پرورش پائے۔ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیزہ لگا اور آپ زخمی ہوگئے تو کعب احبار نے یہ قصہ بیان کرکے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خداوند تعالیٰ سے یہی سوال کریں تو خداوند تعالیٰ انھیں ابھی اور باقی رکھیں گے۔ جسوقت اسکی خبر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپنے دعا کی الٰہی! مجھے بغیر عاجز کئے اور بغیر الم دئے اٹھا ہی لیجئے۔

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ آپ کی موت پر جنوں نے بھی نوحہ کیا تھا۔ چنانچہ حاکم مالک بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ شہید کئے گئے تو یمن کے پہاڑوں کیطرف سے یہ اشعار سنائی دئے گئے (ترجمہ اشعار) جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ رولے کیونکہ وہ بیہوش ہوگئے ہیں اور ان کا زمانہ ختم ہوگیا ہے۔ دنیا ہی الٹ گئی اور اس میں کا سب سے اچھا آدمی چل بسا وہ شخص رنجیدہ ہوگا جو وعدوں پر یقین کئے ہوئے بیٹھا تھا۔

ابن ابی الدنیا یحییٰ بن ابی راشد بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو یہ وصیت کی کہ میرے کفن میں بیجا اسراف نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ جل شانہ کے نزدیک بہتر ہوں تو وہ اور بدل دینگے اور اگر نہیں ہوں تو یہ بھی چھن جائیگا۔ لہٰذا اس چھن جانے میں جلدی ہی کیوں نہ کیجائے۔ میری قبر بھی لمبی چوڑی نہ کھدوانا اگر میں خدا کے نزدیک زیادہ کا مستحق ہوں تو وہ خود حد نظر تک وسیع کردینگے ورنہ وسیع بھی اسقدر تنگ کی جاویگی کہ میری تمام پسلیاں ٹوٹ جاوینگی۔ میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ چلے اور جو صفات مجھ میں نہ ہوں انکے ساتھ مجھے یاد نہ کیا جائے۔ کیونکہ خدائے عالم الغیب مجھے اچھی طرح جانتے ہیں

جب جنازہ تیار ہو کر گھر سے نکلے تو چلنے میں جلدی کرنا۔ کیونکہ اگر میں خداوند تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہوں تو اُن تک پہنچانے میں جہانتک ہو سکے جلدی کرنی چاہیئے اور اگر برا ہوں تو تم ایک برے آدمی کا بوجھ اپنے کندھوں سے جلدی اتار پھینکو۔

فصل

ابن عساکر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے ایک سال بعد خداوند تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی مجھے خواب میں حضرت عمرؓ کو دکھلا دیجئے چنانچہ میں نے آپ کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی کا پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اے امیر المومنین کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حساب سے ابھی فراغت پائی ہے اگر خداوند تعالیٰ رؤف و رحیم نہ ہوتے تو قریب تھا کہ عمر ہلاک ہو جاتا۔ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن عمرو بن عاص نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ میں تم سے کب جدا ہوا تھا انھوں نے کہا بارہ سال ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں حساب دیکر اب فارغ ہوا ہوں۔ ابن سعد سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سنا کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب میں دیکھنے کی دعا کی چنانچہ اس نے دس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ جبین مبارک سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ اسنے کہا یا امیر المومنین کیا کر رہے ہو آپ نے فرمایا میں حساب دیکر ابھی فارغ ہوا ہوں۔ اگر رحمت ربی میرا ساتھ نہ دیتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔

فصل

آپ کے زمانہ راشدہ میں جلیل القدر صحابہ وغیرہ میں سے حسب ذیل حضرات نے اس بے وفا دنیا کو خیر باد کہا۔

عتبہ بن غزوان۔ علاء بن حضرمی۔ قیس بن سکن۔ ابو قحافہ والد شریف حضرت صدیق اکبر

سعد بن عبادہ۔ سہیل بن عمرؓ۔ ابن ام مکتوم مؤذن۔ عباس بن ابی ربیعہ۔ عبدالرحمٰن زبیر بن عوام کے بھائی۔ قیس بن ابی صعصعہ (یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قرآن شریف جمع کیا تھا) نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور انکے بھائی ابوسفیان۔ ام المؤمنین ماریہؓ حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ۔ ابوعبیدہ بن جراح۔ معاذ بن جبل۔ یزید بن ابوسفیان۔ شرحبیل بن حسنہ۔ فضل بن عباس۔ ابوجندل بن سہل۔ ابومالک الاشعری۔ صفوان بن معطل۔ ابی بن کعب۔ بلال مؤذن۔ اسید بن حضیر۔ براء بن مالک۔ حضرت انس کے بھائی۔ ام المؤمنین زینب بنت جحش۔ عیاض بن غنم۔ ابوالہیثم بن تیہان۔ خالد بن ولید۔ جارود سید بنی عبدالقیس۔ نعمان بن مقرن۔ قتادہ بن نعمان۔ اقرع بن حابس۔ سودہ بنت زمعہ۔ عویم بن ساعدہ۔ غیلان ثقفی۔ ابومحجن ثقفی و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب القرشی الاموی ابوعمر بعض کہتے ہیں ابوعبداللہ۔ ابویعلی آپ سال فیل کے چھ برس بعد پیدا ہوئے۔ آپ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے۔ آپ ان لوگوں میں ہیں جنہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت دی آپنے دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ طیبہ میں۔ آپکا نکاح قبل از نبوت حضرت رقیہ صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا جنھوں نے غزوۂ بدر میں انتقال کیا۔ اور تیمارداری کی وجہ سے آپ جنگ میں شریک نہیں ہوسکے۔ کیونکہ آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی تھی۔ مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو حصہ عطا فرمایا تھا اور اجر دیا تھا لہٰذا آپ اہل بدر میں شمار ہوتے ہیں۔ جسوقت قاصد جنگ بدر کی فتح کی خبر لایا تھا تو اسوقت حضرت رقیہؓ کو مدفون کیا جارہا تھا۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ سے کردیا تھا۔ جنکا انتقال ۹ھ میں ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی شخص ایسا

نہیں ہوا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔ اسی واسطے جناب کا اسم مبارک ذوالنورین ہے۔

آپ سابقین اولین اور اول مہاجرین اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں اور اُن چھ آدمیوں میں بھی آپ کا شمار ہے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریف کے وقت تک خوش تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن شریف جمع کیا۔ ہے بلکہ ابن عباد کہتے ہیں کہ خلفاء میں سے سوائے حضرت عثمانؓ اور مامون کے کسی نے قرآن شریف کو جمع نہیں کیا

ابن سعد کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور غطفان میں تشریف لے گئے تھے تو حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکسو چھیالیس احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے زید بن خالد جہنی اور ابن زبیر اور سائب بن یزید اور انس بن مالک اور زید بن ثابت اور سلمہ بن اکوع اور ابو امامہ باہلی اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ بن مغفل اور ابو قتادہ اور ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ اور بہت سے تابعین نے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے عبدالرحمن بن حاطب سے روایت کی ہے کہ میں نے کسی شخص کو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ میں نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان سے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ احادیث کو بیان کرتا ہو۔ آپ پر احادیث کی ہیبت پڑا کرتی تھی۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناسک حج سب سے زیادہ جانتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

بیہقی نے اپنے سنن میں عبداللہ بن عمر بن آبان جعفی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ذوالنورین کیوں تھا میں نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک سوائے حضرت عثمانؓ کے کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں رہیں اسی واسطے آپ کا نام ذوالنورین ہے۔

ابو نعیم حسن سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا نام اس واسطے ذوالنورین رکھا گیا کہ

سوائے آپ کے کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔

خیثمہ فضائل الصحابہ میں۔ اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہے اور اس کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں۔ ایک اور سہل بن سعد کی ضعیف روایت میں ہے کہ آپ کو ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ جنت میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونگے اور دو مرتبہ آپ پر تجلی ہوگی۔ روایت ہے کہ جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی اور اسلام میں جب حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ آپ کے صاحبزادے پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہوگئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس تھا اور آپکی والدہ کی والدہ یعنی آپ کی نانی کا نام ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا اور یہ آپ کی نانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت عثمانؓ کی والدہ ماجدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق اور علی زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے بعد ایمان لائے۔

ابن عساکر چند طرق سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میانہ قد خوبصورت شخص تھے۔ رنگت میں سفیدی کے ساتھ سرخی ملی ہوئی تھی۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ داڑھی بہت گھنی تھی۔ چوڑی ہڈی کے تھے شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا پنڈلیاں بھری بھری تھیں۔ ہاتھ لمبے تھے جن پر بال اُگے ہوئے تھے۔ سر کے بال گھنگروالے تھے۔ دانت خوبصورت تھے۔ کنپٹی کے بال کانوں تک آئے ہوئے تھے خضاب کرتے تھے۔ دانتوں کو سونے سے باندھ رکھا تھا۔

ابن عساکر عبد اللہ بن حزم مازنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے زیادہ خوبصورت کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ حسین تھے۔

ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ گوشت کا دیکر حضرت عثمان کے یہاں بھیجا جب میں گھر میں گیا تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں کبھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ کیطرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف تکتا تھا جب میں پلٹ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تم اندر گئے تھے میں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا بھلا تم نے کبھی ایسے خوبصورت میاں بیوی بھی دیکھے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے تو آپ کو آپ کے ماموں حکم بن ابوالعاص بن امیہ پکڑ کر لے گئے اور ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور یہ کہا کہ تو نے اپنا پرانا آبائی مذہب ترک کر دیا اور ایک نیا دین اختیار کر لیا واللہ میں تجھے کبھی نہیں چھوڑنے کا حتی کہ تو اسی مذہب پر نہ آجائے۔ آپ نے فرمایا واللہ میں اسکو قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ کے ماموں نے آپ کا یہ استقلال دیکھکر فوراً چھوڑ دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اول جس شخص نے معہ اہل و عیال کے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ہیں آپ کی ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ عثمان کے ساتھ ہوں۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے اوّل خداوند تعالیٰ کی طرف ہجرت کی ہے (ابو یعلی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے خاوند تمہارے دادے ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت مشابہ ہیں (ابن عدی)

ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور عثمان اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے بہت مماثل ہیں

فصل

وہ احادیث جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ہیں

امام بخاری اور امام مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تشریف لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے سمیٹ کر فرمایا کہ میں ایسے آدمی سے کیوں نہ شرم کروں کہ جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں۔

بخاری نے ابو عبد الرحمٰن سلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب محصور ہوئے تو آپ نے اوپر جھانک کر ان لوگوں سے جو محاصرہ کئے ہوئے تھے فرمایا کہ میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ جو شخص لشکر عسرہ کی تیاری کریگا اسکو جنت ملیگی تو میں نے لشکر عسرہ کی تیاری کی کیا تم نہیں جانتے کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رومہ کے کنویں کو کھودیگا اسکو جنت ملیگی تو میں نے رومہ کے کنویں کو کھودا اس پر سب صحابہ نے تصدیق کی۔

ترمذی نے عبد الرحمٰن بن خباب سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اسوقت جیش عسرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمہ سو اونٹ مع پالان اور سامان کے لیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کو ترغیب دی۔ آپ نے پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمہ دو سو اونٹ مع پالان وغیرہ کے رکھتا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر آپ نے فرمایا کہ میرے ذمہ تین سو اونٹ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترتے ہوئے فرماتے جاتے تھے کہ اگر عثمان اب نوافل نہ ادا کریں تو انکو کوئی ضرورت نہیں۔

ترمذی عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت لشکر عسرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار فرمایا تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار دینار لاکر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں ڈال دیئے۔ آپ دیناروں کو لوٹتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اگر آج کے بعد عثمانؓ کوئی نفلی کام نہ کریں تو کچھ حرج نہیں۔

ترمذی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بیعت رضوان ہوئی ہے تو حضرت عثمانؓ بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ معظمہ میں ایلچی بنکر گئے تھے یہاں لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ اور اس کے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں میں ان کی طرف سے اپنے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی بیعت کرتا ہوں چنانچہ آپ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے اوپر رکھکر بیعت کی۔ آپ اس سے خوب جان سکتے ہیں کہ آپکا دست مبارک حضرت عثمان کی طرف سے باعتبار دیگر صحابہ کے کہیں بہتر تھا اور آپکی کتنی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔

ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی خبر دی اور حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ایک فتنہ میں یہ مظلوم بھی شہید ہوگا۔

ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے مرہ بن کعب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریبی فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص سر پر کپڑا ڈالے ہوئے آئے آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا میں نے کھڑے ہوکر دیکھا تو حضرت عثمانؓ تھے۔ میں نے اپنا چہرہ انکی طرف متوجہ کرکے پوچھا کہ یہ ہدایت پر ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان خدا وند تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (خلافت) عنایت فرمائیں گے۔ سب منافق اسے اتار دینے کی کوشش کریں تو مت اتارنا حتیٰ کہ تو مجھ سے آملے۔ اسی بنا پر آپ نے جس روز محصور ہوئے تھے

یہ فرمایا تھا کہ اس کے متعلق مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا اس پر میں قائم اور صابر ہوں (ترمذی)

حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدی ہے۔ ایک مرتبہ رومعہ کے کنواں کھودنے میں اور دوسری مرتبہ لشکر عسرہ تیار کرنے میں۔ نیز ابوہریرہؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں مجھ سے مشابہ عثمانؓ ہیں۔

طبرانی نے عصمۃ بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ کا نکاح کرو اگر میرے تیسری بیٹی ہوتی تو میں عثمانؓ سے اسکا بھی نکاح کر دیتا میں نے انکے نکاح پہلے بھی وحی کے ذریعہ سے کئے تھے۔

ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ سے فرما رہے تھے کہ اگر میرے چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔

ابن عساکر نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میرے پاس سے جس وقت عثمانؓ گزرے تو میرے پاس ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا اسنے کہا کہ یہ شہید ہیں۔ انہیں قوم قتل کر دیگی مجھے انسے شرم آتی ہے۔

ابو یعلی حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے حضرت عثمانؓ سے اسطرح شرم کرتے ہیں جیسے خدا اور اسکے رسولؐ سے۔

ابن عساکر نے حسنؓ سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت حسنؓ سے حضرت عثمانؓ کی حیاء کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کبھی نہانے کا ارادہ کرتے ہیں تو گھر میں کواڑ بند کر کے کپڑے اتارنے میں اسقدر شرماتے ہیں کہ پشت سیدھی نہیں کر سکتے۔

فصل

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں

آپ سے بیعت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کے تیسرے روز ہوئی کہتے ہیں کہ لوگ

دل حضرت ... بن عوف سے مشورے اور سرگوشیاں کر رہے تھے جو شخص صاحب
ے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے تخلیہ کرتا تھا وہی حضرت عثمان کی رائے دیتا تھا آخر عبدالرحمٰن
عوف بیعت کیلئے بیٹھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ تمام لوگ سوائے حضرت عثمانؓ کے کسی کی بیعت
ٔ راضی نہیں ہوتے (ابن عساکر) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حمد و صلوٰۃ
بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے علیؓ میں نے تمام آدمیوں کا عندیہ معلوم
یا ہے سب کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہے آپ اپنے متعلق کوئی کارروائی
جیے۔ آپ نے یہ کہکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ میں آپ سے
نت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت ہر دو خلیفہ پر بیعت کرتا ہوں آپ نے بیعت کی اور
ا کے بعد تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کر لی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال
ا ایک گھنٹہ پہلے ابوطلحہ انصاری کو بلا کر یہ کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ابھی کسی مکان میں اصحاب
رہ جمع ہونے والے ہیں تم پچاس آدمی انصار کے لیکر اس مکان کے دروازہ پر جس میں یہ جمع
ں کھڑے ہو جاؤ اور تاوقتیکہ وہ کسی کو خلیفہ نہ منتخب کر لیں برابر کھڑے رہنا (ابن سعد)
مسند احمد میں وائل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے کہا کہ تم نے
ضرت عثمانؓ سے کیوں بیعت کر لی اور حضرت علیؓ کو کیوں چھوڑ دیا ان سے کیوں نہ بیعت کی
پ نے فرمایا کہ اس میں میرا کچھ قصور نہیں میں نے اوّل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی کہا
تھا کہ میں آپ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرۃ ابوبکرؓ اور عمرؓ پر بیعت کرتا ہوں
پ نے فرمایا کہ میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر میں نے عثمانؓ سے بھی یہی عرض کیا انھوں
نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلوت میں کہا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس کا
مشورہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ علیؓ کا۔ پھر میں نے علیؓ سے تخلیہ میں کہا کہ اگر آپ سے بیعت نہ کروں
تو مجھے آپ کس کا مشورہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کا۔ پھر میں نے
زبیرؓ کو بلا کر ان سے کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو پھر مجھے آپ کس کا مشورہ دینگے

گئے فرمایا حضرت علیؓ یا حضرت عثمانؓ کا - پھر میں نے سعد کو بلا کر کہا کہ میں اور ترجمہ تاریخ خلافت کا ارادہ نہیں رکھتے مگر آپ مشورہ کس کے متعلق دیں گے آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کا پھر اس کے بعد تمام صحابہ اور اعیان سے مشورہ کیا گیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرف پائی گئی۔

ابن سعد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عثمان سے بیعت کی گئی تو آپ نے کہا کہ پسماندگان میں آپ سے اچھا کوئی شخص نہیں ہم آپ کے اتباع میں کوئی نقصان نہ کرینگے - آپ کی خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ھ میں ملک رَے فتح ہوا اور اسی سال لوگوں میں نکسیر کا مرض پھیل گیا تھا کہ حضرت عثمانؓ بھی اسمیں مبتلا ہو گئے اور حج کا ارادہ بھی منسوخ کر دیا اور خوف مرض سے وصیتیں بھی کر دیں۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے سنۃ الرعاف (نکسیر کا سال) رکھدیا اسی سال ملک روم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا اور حضرت عثمانؓ نے اسی سال مغیرہ کو کوفہ سے معزول کر کے سعد بن وقاص کو انکی جگہ بھیجدیا۔

۲۵ھ میں حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد کو کوفہ سے معزول کر کے انکی جگہ ایک صحابی ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کو جو آپ کے ماں کی طرف سے بھائی ہوتے تھے بھیجدیا یہ آپ پر پہلا الزام لوگوں نے قائم کیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کی پرورش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ ولید شرابی آدمی تھے ایک روز صبح کی نماز نشہ میں پڑھائی تو چار رکعت پڑھکر سلام پھیرا اور مقتدیوں سے کہنے لگے کہ کہو تو اور بڑھا دوں۔

۲۶ھ میں حضرت عثمانؓ بن عفان نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع بنایا اور اسی سال سابور فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاز پر لشکر لیجا کر قبرس پر حملہ کیا اس لشکر میں عبادہ بن صامت مع اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے شامل تھے۔ آپکی بیوی گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں جنکو وہیں دفن کر دیا۔ اس لشکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ اس میں عبادہ کی بیوی بھی ہونگی اور قبرس میں ہی انکی قبر بنیگی سا اسی سال ارجان اور دار الجبرد فتح ہوا اور اسی سال حضرت عثمانؓ نے عمرو بن عاص کو

مصر سے معزول کر کے ان کے بجائے عبد اللہ ابن سعد بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور انھوں نے وہاں پہنچکر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے تمام ملک کو اپنے قبضہ میں کیا یہاں مسلمانوں کو مال غنیمت اتنا ہاتھ لگا کہ ہر سپاہی کو ایک ہزار دینار اور بقول بعض تین ہزار دینار ہاتھ لگے اس کے بعد اسی سال اندلس فتح ہوا۔

لطیفہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیشہ التجا کرتے رہے کہ قبرس پر دریا کے راستے سے فوج کشی کی جائے۔ زیادہ اصرار پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص سے دریافت کیا کہ تم دریا اور اسکی سواری کی مفصل کیفیت لکھو انھوں نے لکھا کہ میں نے اس سواری کو دیکھا وہ ایک بڑی مخلوق ہے اور اس پر چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے اگر وہ سواری کھڑی ہو تو دل پھٹنے لگتے ہیں اور اگر چلتی ہے تو عقلیں بےچین ہو جاتی ہیں جس میں عمدگی اور خوبیاں کم ہیں اور برائیاں زیادہ ہیں اس پر بیٹھنے والے ایسے ہیں جیسے لکڑی پر کیڑا کہ اگر ٹیڑھا ہو جائے تو غرق ہو جائے اور اگر بچ جائے تو چونک اٹھے۔ جس وقت آپ نے اس کی یہ تعریف پڑھی تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو لکھدیا کہ واللہ میں ایسی سواری پر مسلمانوں کو کبھی سوار نہیں کرونگا ابن جریر کہتے ہیں کہ آخر حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں قبرس پر فوج کشی کی اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

سنہ ۲۹ھ میں اصطخر اور فسا اور ان کے علاوہ دیگر ممالک لڑائی سے فتح ہوئے اور اسی سنہ ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد نبویؐ کو وسیع کیا اور اسمیں منقوش پتھر لگوائے اور ستون بھی پتھری کے رکھے اور اسکی چھت میں ساگون کی لکڑی لگوائی اور اسکا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ڈیڑھ سو گز کر دیا۔

سنہ ۳۰ھ میں جور اور اکثر شہر خراسان کے اور نیشاپور صلح سے فتح ہوئے اور بعض لڑائی سے بھی کہتے ہیں طوس اور سرخس اور ایسے ہی مرو اور بیہق صلح سے فتح ہوئے جب یہ فتوحات ہوئیں اور مال ہر چہار طرف سے زیادہ آیا تو حضرت عثمانؓ کو خزانے بنوانے کی ضرورت ہوئی اور آپنے دل کھولکر لوگوں کو روزینہ تقسیم کئے حتیٰ کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے ملے جنمیں چار چار ہزار اوقیہ تھے۔

سنہ ۳۱ھ میں اآبیں سوائے خالی جگہ کے اصل کتاب میں کچھ نہیں۔ مترجم

۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دئے گئے۔

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنیؓ نے بارہ سال خلافت کی شروع چھ سال میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ محبوب سمجھے گئے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ چھ برس کے بعد حضرت عثمانؓ بہت ہی نرم ہو گئے اور اپنے اعزہ اور اقربا کو عامل بنانا شروع کر دیا اور مروان کو افریقہ کے ملک کا خمس معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بیت المال سے کچھ مال دیدیا اور اس میں آپنے یہ تاویل کی کہ گو حضرت عمرؓ و حضرت ابو بکرؓ کو بھی جائز تھا مگر انھوں نے نہیں کیا اور میں خداوند تعالیٰ کے حکم کے موافق صلہ رحمی کرتا ہوں اس سے لوگوں میں شورش پیدا ہو گئی (ابن سعد)

ابن عساکر زہری سے دوسرے طریقے پر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن مسیب سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں شہید کر دئے گئے اور لوگوں کی کیا حالت تھی اور آپکا کیا رویہ تھا اور صحابہ نے آپکا ساتھ کیوں نہ دیا انھوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمان غنیؓ مظلوم شہید کئے گئے اور جس نے آپکو قتل کیا وہ ظالم تھا اور جنھوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا وہ معذور تھے میں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے آپنے کہا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جسوقت حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو بعض صحابہ کو ناگوار گذرا تھا کیونکہ آپ اپنے اعزہ اور اقربا کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے! آپکی مدت خلافت بارہ سال ہے چھ برس تک آپ برابر ان صحابہ کی جو آپکے خلاف تھے تالیف قلوب کرتے رہے اور ان کو معزول نہیں کیا چھ برس کے بعد اپنے چچا کی اولاد کو ترجیح دی اور انکو عامل بنانا شروع کیا اور ان کو اللہ سے ڈرنے کی ترغیب دی۔ عبدالرحمٰن بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنا کر بھیجا وہاں اسکو دو ہی سال گذرے تھے کہ اہل مصر اسکی شکایت کرنے لگے اور اس سے پہلے حضرت عثمان غنی کو حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابوذر اور عمار بن یاسر سے خفگی ہو گئی تھی کیونکہ بنو ہذیل اور بنو زہرہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کی اور بنو غفار اور ان کے احلاف نے ابوذر کی اور بنو مخزوم نے حضرت عمار بن یاسر کی شکایت کی تھیں اور ان تمام قبیلوں کو حضرت عثمانؓ سے بدظنی ہو چکی تھی۔ اب اہل مصر نے ابن ابی سرح کی آکر شکایتیں کیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تہدید نامہ

عبداللہ بن ابی سرح کو لکھا مگر اس نے اس خط کی کچھ پرواہ نہ کی اور جن باتوں سے حضرت عثمانؓ غنی نے منع کیا تھا انہیں کرنے لگا اور جو اہل مصر حضرت عثمان کے پاس شکایت لیکر آئے تھے انھیں قتل کرا دیا یہ حالت دیکھ کر سات سو آدمی دارالخلافہ میں آئے اور مسجد میں نمازوں کے وقت صحابہ سے ان باتوں کی شکایتیں کیں طلحہ بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر اس معاملہ میں حضرت عثمانؓ سے سختی کیساتھ گفتگو کی۔ ادہر حضرت عائشہ صدیقہ کو خبر ہوئی آپنے کہلا بھیجا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ایسے شخص کے متعلق جس پر قتل کا الزام ہے معزولی کے متعلق کہتے ہیں مگر آپ کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اس کے معزول کرنے سے انکار کرتے ہیں آپ کو چاہئے کہ آپ اس کو سزا دیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپنے بھی کہا کہ یہ لوگ ایک عامل کی معزولی اور وہ بھی قتل کے عوض میں چاہتے ہیں آپ دوسرا آدمی کیوں مقرر نہیں کر دیتے اور اس معاملہ میں انصاف کیوں نہیں برتتے" آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے لئے خود ہی تجویز کر لیں۔ میں عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کرکے اسکا تقرر کر دونگا۔ لوگوں نے محمد بن ابوبکر کو منتخب کیا اور یہ کہا کہ آپ انھیں عامل بنا دیجئے۔ آپ نے انکی تقرری اور عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی کا حکم لکھدیا یہ فرمان لیکر محمد بن ابوبکر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کیساتھ بہت سے مہاجرین اور انصار بھی تشریف لے گئے تاکہ اہل مصر اور عبداللہ ابن ابی سرح کی کیفیت بچشم خود ملاحظہ کریں یہ تمام قافلہ محمد بن ابوبکر کے ہمراہ تیسری ہی منزل میں تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام جو اپنی سانڈنی کو اڑائے ہوئے تیزی کے ساتھ لئے جاتا تھا ملا اس کی چال اور ڈھنگ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ یا تو کسی کا قاصد ہے اور یا مفرور ہے صحابہ کرام نے اس کو پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہے۔ کیا مطلب ہے تجھے کسی کی تلاش ہے یا کسی سے بھاگا ہوا ہے اس نے کہا کہ میں امیرالمومنین کا غلام ہوں اور عامل مصر کے پاس جاتا ہوں یہ سنکر ایک شخص نے محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ عامل مصر یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے مکتوب الیہ یہ نہیں ہیں اور یہ کہکر چلدیا۔ محمد بن ابوبکر نے دو آدمی اس کے پکڑنے کو بھیجے جب وہ پکڑ کر لائے تو محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا تو کون ہے وہ کچھ ایسا گھبرایا کہ کبھی اپنے آپ کو

امیرالمومنین کا غلام کہتا تھا اور کبھی مروان کا غلام بتلاتا تھا۔ آخر ایک شخص نے پہچان کر کہا کہ یہ امیرالمومنین کا غلام ہے محمد بن ابو بکر نے دریافت کیا کہ امیرالمومنین نے تجھے کس کے پاس اور کس عرض سے بھیجا ہے اس نے کہا کہ عامل مصر کے پاس ایک خط دیکر بھیجا ہے آپنے پوچھا تیرے پاس خط ہے اس نے کہا نہیں۔ آخر اس کی تلاشی لی مگر کوئی خط نہ ملا۔ اس کے پاس ایک سوکھا مشکیزہ تھا جب اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی چیز ہلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسے حرکت دی کہ وہ چیز نکل پڑے مگر جب نہ نکلی تو اس کو چیر دیا اس میں سے ایک خط امیرالمومنین کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام کا نکلا۔ محمد بن ابو بکر نے تمام ہمراہیوں کو جمع کرکے اس کی مہر توڑی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا تھا کہ جسوقت تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں اشخاص آویں تو تو کسی حیلہ سے انھیں قتل کر دینا اور جو تیری شکایتیں یہاں لیکر آئے تھے ان کو قید کر لینا اور تا حکم ثانی اپنے عہدہ پر قائم رہنا اس کو پڑھکر تمام آدمی دنگ رہ گئے اور مدینہ شریف میں لوٹنے کا مصمم ارادہ کرکے اس خط پر مہریں لگا دیں اور مدینہ شریف کو چلدیئے۔

یہ لوگ مدینہ شریف آئے اور انھوں نے یہاں آکر طلحہ۔ زبیر۔ علی۔ سعد اور دیگر صحابہ رض کو جمع کیا اور وہ خط ملاخطہ کراکر تمام قصہ بیان کیا اس پر سب کو سخت غصہ آیا اور ابن مسعود اور ابوذر اور عمار کے حالات یاد کرکے یہ غصہ اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے گھروں سے حضرت عثمان رض کے گھر کیطرف چلے۔ ہر شخص کو غصہ تھا آخر لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ادھر محمد بن ابو بکر کی ہمدردی کو بنی تیم کا قبیلہ آچڑھا۔ جسوقت حضرت علی رض نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے حضرت عثمان رض کے پاس طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ عمار اور دیگر اصحاب بدر کو بھیجا۔ اور آپ وہ خط اور غلام اور اونٹ لیکر تشریف لائے۔ آپنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ غلام آپ کا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں۔ حضرت علی رض نے وہ اونٹنی سامنے کرکے کہا کہ یہ اونٹنی آپ کی ہے آپنے فرمایا کہ میری ہے۔ حضرت علی رض نے پوچھا یہ خط آپ ہی نے لکھا ہے آپ نے فرمایا میں حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا نہ میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا نہ مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم ہے۔ حضرت علی رض نے کہا کہ اس پر آپ ہی کی مہر ہے آپنے

فرمایا کہ ہاں بیشک میری ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ سخت تعجب ہے غلام آپکا اونٹنی آپ کی خط پر مہر بھی آپ کی اور آپ کو کچھ معلوم نہیں۔ آپ نے پھر قسم کھائی کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا نہ میں نے اس غلام کو دیکر مصر کیطرف بھیجا۔ اس کے بعد لوگوں نے پہچانا کہ یہ مروان کا خط ہے۔ اب حضرت عثمان رض پر اس معاملہ میں شک ہوا۔ مروان چونکہ آپ کے مکان میں تھا لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کیجئے۔ مگر آپنے انکار کر دیا۔ اس پر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور اسی غصہ کی حالت میں اٹھکر چلے آئے اکثر نے تو یہ کہا کہ عثمان غنی رض کبھی جھوٹی قسم نہیں کھاسکتے مگر بعض نے یہ کہا کہ اس شک سے حضرت عثمان رض بری بھی نہیں ہوسکتے حتی کہ آپ مروان کو ہمارے حوالے نہ کردیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کرلیں اور یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنیکا کیوں حکم دیا گیا۔ اگر ہمیں حضرت عثمان رض کے متعلق یہ تحقیق ہوجائے کہ انھوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انھیں معزول کردیں اور اگر یہ معلوم ہوجائے کہ مروان نے حضرت عثمان رض کی طرف سے لکھدیا تھا تو ہم مروان کو اس کی سزا دیں لیکن حضرت عثمان رض کو مروان کے متعلق یہ شبہ ہوگیا کہ اسے قتل کردینگے۔ اس لئے آپنے اسکے دینے سے انکار کردیا پھر لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کرلیا حتی کہ پانی کا اندر جانا بھی بند کردیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اوپر سے جھانک کر فرمایا کیا تم میں علی رض موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپنے فرمایا سعد رض موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بھی نہیں ہیں آپ خاموش ہوگئے۔ تھوڑی دیر میں آپنے پھر فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت علی رض سے جاکر کہدے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلادیں یہ خبر حضرت علی رض کو پہنچی آپنے تین مشکیزے فوراً پانی کے آپ کے یہاں بھیجدئے یہ پانی بھی آپکو اتنی مشکل سے پہونچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلام زخمی ہوگئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ خبر ملی کہ اگر مروان سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمان رض قتل کردئے جائیں گے یہ خبر سنکر آپنے اپنے صاحبزادوں امام حسن رض اور امام حسین رض سے فرمایا کہ تم دونوں حضرت عثمان رض کے دروازہ پر ننگی تلواریں لئے کھڑے رہو کوئی شخص اندر نہ داخل ہونے پائے۔ حضرت زبیر رض اور حضرت طلحہ رض اور چند صحابہ نے بھی

اپنے اپنے لڑکوں کو آپ کی حفاظت کے لئے بھیجدیا اور کہدیا کہ کوئی شخص اندر داخل ہوکر حضرت عثمانؓ کے پاس جاکر مروان کو نہ لاسکے یہ تمام برابر حفاظت کرتے رہے اور کسی کو اندر نہ گھسنے دیا یہ دیکھکر محمد بن ابوبکر نے تیر چلانے شروع کردیئے حضرت عثمان پر تیر چلانا چاہتے تھے مگر حضرت حسنؓ جو آپ کے دروازہ پر کھڑے تھے اُن کے جا لگا اور آپ کے خون بہنے لگا ایک تیر مروان تک جو حضرت عثمان کے گھر میں تھا پہونچا محمد بن طلحہ کے بھی آکر لگا قنبر حضرت علیؑ کے غلام کا سر زخمی ہوگیا محمد بن ابوبکر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں حسنؓ و حسینؓ کو خون آلود دیکھکر بنو ہاشم نہ بگڑ بیٹھیں اور ایک نیا فتنہ کھڑا ہوجائے یہ سوچکر دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر اُن سے کہا کہ اگر بنو ہاشم آگئے اور انھوں نے امام حسنؓ کو زخمی دیکھ لیا تو وہ عثمانؓ کو بھول جاویں گے اور الٹے ہمارے ذمے پڑجاوینگے اور ہمارا تمام منصوبہ خاک میں ملجاوے گا اس لئے یہ ترکیب ہے کہ ہم تینوں چپکے سے دوسرے گھر میں کو حضرت عثمانؓ کے گھر میں کود پڑیں اور انکو قتل کردیں کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی یہ مشورہ کرکے محمد بن ابوبکر مع اپنے دونوں ساتھیوں کے ایک انصار کے مکان سے ہوکر حضرت عثمانؓ تک پہنچ گئے اور کسی کو بھی اسکی خبر نہ ہوئی کیونکہ آپ کے مکان میں جتنے اشخاص تھے وہ تمام کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عثمانؓ مع اپنی حرم محترمہ کے نیچے کے مکان میں تھے۔ محمد بن ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اول مکان میں حضرت عثمانؓ کے پاس میں جاتا ہوں جب میں انھیں قبضالوں تو تم ایک دم حملہ کرکے قتل کردینا چنانچہ محمد بن ابوبکر نے اندر جاکر آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی آپ نے فرمایا اگر تیرا باپ تجھ کو ایسی حرکت کرتے دیکھتا تو کیا کہتا یہ سنکر محمد بن ابوبکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ مگر اتنے میں وہ دونوں آدمی آگئے اور آپکی طرف جھپٹے اور قتل کرکے جس راستہ سے آئے تھے اسی سے بھاگ گئے۔

آپ کی حرم محترمہ چیخنے چلانے لگیں مگر چونکہ شور و غوغا بہت ہو رہا تھا آپ کی آواز کسی نے نہیں سنی۔ آخر آپ کوٹھے پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المومنین شہید ہوگئے لوگ دوڑے ہوئے آئے تو واقعی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذبوح پڑے تھے۔ یہ خبر حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ، اور اہل مدینہ کو پہونچی۔ اس خبر وحشت اثر کو سنکر لوگوں کے

ہوش اڑ گئے اور مدہوشانہ بھاگتے دوڑتے یہاں پہونچے تو آپ کو فی الواقع مقتول پایا اور سب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا کہ جب تم دروازہ پر موجود تھے تو پھر امیرالمومنین کس طرح قتل ہو گئے یہ کہکر آپنے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؓ کے مارا اور ایک مکا امام حسینؓ کی چھاتی پر دیا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی بہت برا بھلا کہا اور غصہ میں بھرے ہوئے اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔

اتنے میں لوگ دوڑے ہوئے آپ کے مکان پر آئے اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ آپ ہاتھ پھیلائیے کیونکہ کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ آپنے فرمایا کہ خلیفہ کا انتخاب اہل بدر کر سکتے ہیں۔ جس سے اہل بدر راضی ہیں وہ ہی خلیفہ ہے۔ چنانچہ تمام اہل بدر آئے اور یہ کہا کہ ہم آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے آپ ہاتھ لائیے تاکہ ہم بیعت کریں۔ چنانچہ انھوں نے بیعت کر لی۔

مروان اور اس کے بیٹے پہلے ہی بھاگ چکے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان کی زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے انھوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں جانتی ہوں البتہ دو آدمی جنھیں میں نہیں پہچانتی اندر داخل ہوئے تھے جن کے ساتھ محمد بن ابوبکر بھی تھے اور محمد بن ابوبکر نے آپ کی ڈاڑھی بھی پکڑی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فوراً محمد بن ابوبکر کو بلا کر دریافت کیا۔ محمد بن ابوبکر نے کہا کہ واقعی وہ سچ کہتی ہیں میں اندر گھسا تھا اور قتل کا ارادہ بھی تھا مگر جب انھوں نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں فوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس وقت میں بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں واللہ میں نے انکو قتل کیا نہ میں نے انکو پکڑا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حرم محترمہ نے فرمایا کہ واقعی یہ سچ کہتا ہے لیکن ان دونوں کو اسی نے داخل کیا تھا

ابن عساکر کنانہ صفیہؓ کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل مصر میں سے ایک شخص نے جس کی آنکھیں نیلی سرخ تھیں اور جس کا نام حماد تھا قتل کیا تھا۔

احمد نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور ہو گئے تو میں (مغیرہ بن شعبہ) حضرت عثمانؓ کے پاس پہونچا اور میں نے عرض کیا کہ آپ امیر المومنین ہیں اور آپ پر یہ افتا پڑی ہے میں آپ کو تین رائیں دیتا ہوں ان میں سے جسے آپ چاہیں قبول کر لیجئے۔ اول تو یہ کہ آپ نکل کر لڑیئے خدا کے فضل سے آپ کے بھی حمایتی بہت ہیں اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل کی طرف ہیں یا آپ کسی دوسری طرف سے نکل کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو جائیے اور مکہ معظمہ پہونچ جائیے وہاں حرم کی وجہ سے یہ لوگ تعرض نہ کرینگے یا آپ ملک شام چلے جائیے وہاں حضرت معاویہؓ موجود ہیں وہ آپ کی مدد کرینگے۔ آپ نے فرمایا کہ میں باہر نکل کر کبھی جنگ نہیں کر سکتا۔ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر مسلمانوں کا خون بہاؤں۔ نہ میں مکہ معظمہ جا سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو قریش میں کا کوئی آدمی حرم محترم میں فتنہ و فساد کرائیگا اس پر نصف عالم کا عذاب ہوگا۔ اور میں اس وعید کا مورد کبھی نہیں بن سکتا۔ باقی رہا شام میں چلا جانا سو مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے کبھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی دار الہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی کو ترک کردوں۔ ابن عساکر ابو ثور الفہمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جبکہ آپ محبوس تھے حاضر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس امانتیں محفوظ کر رکھی ہیں۔ اولؔ میں اسلام میں چوتھا مسلمان ہوں۔ دومؔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا۔ سومؔ جسوقت انکا انتقال ہو گیا تو دوسری صاحبزادی سے نکاح کر دیا۔ چہارمؔ میں نے کبھی نہیں گایا۔ پنجمؔ میں نے کبھی بدی کی خواہش نہیں کی۔ ششمؔ جسوقت سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ ہفتمؔ میں نے ہر جمعہ کو جب سے مسلمان ہوا ہوں ایک غلام آزاد کیا اگر کبھی میرے پاس نہیں ہوا تو میں نے اس کی قضا ادا کی۔ ہشتمؔ میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔ نہمؔ۔ میں نے کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔ دہمؔ میں نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے موافق جمع کیا۔

آپ کی شہادت وسط ایام تشریق ۳۵ھ میں واقع ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی اور شب شنبہ مغرب اور عشا کے درمیان حش کوکب واقع مقام بقیع میں مدفون ہوئے۔ سب سے اول آپ ہی بقیع میں مدفون ہوئے بعض کے قول کے موافق آپ بروز چہار شنبہ اور بقول بعض دوشنبہ چوبیس ذی الحجہ شہید کئے گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مترجم)

آپ کی عمر شریف کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بیاسی سال کی عمر تھی اور بعض اکیاسی سال اور بعض چوراسی سال اور بعض چھیاسی سال اور بعض اسی سال اور بعض نواسی سال اور بعض نوے سال بیان کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ رض کہتے ہیں کہ آپ کے جنازے کی نماز حضرت زبیر نے پڑھائی اور آپ ہی نے ان کو دفن کیا کیونکہ حضرت عثمان رض نے ان باتوں کی آپ کو وصیت فرمائی تھی۔

ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک زندہ رہے خدا کی تلوار میان میں رہی اور آپ کی شہادت کے بعد ایسی میان سے نکلی کہ قیامت تک برہنہ رہیگی (اس روایت میں عمر بن فائد اکیلا راوی ہے اور وہ قابل اعتبار نہیں،

ابن عساکر یزید بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھائی کی تھی انمیں سے اکثر دیوانے ہو گئے تھے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رض کی شہادت ہے اور سب سے آخری فتنہ خروج دجال ہوگا واللہ باللہ جو شخص حضرت عثمان غنی کی شہادت پر ایک ذرہ برابر خوش ہوگا تو وہ اگر دجال کا زمانہ پاویگا تو اس پر ضرور ایمان لے آئیگا اور اگر دجال کا زمانہ نہیں ملیگا تو اپنی قبر میں اس کا متبع ہوگا (ابن عساکر)

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے (ابن عساکر)

حضرت حسن رض فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دئے گئے تو حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں موجود نہیں تھے جب آپکو اس واقعہ ہائلہ کی خبر پہونچی تو آپنے فرمایا الٰہی! نہ میں اس واقعہ پر راضی ہوا اور نہ میں نے کسی طرح کی مدد دی (ابن عساکر)

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ الٰہی آپ خوب جانتے ہیں کہ میں حضرت عثمان کے خون سے بالکل بری ہوں بلکہ جس روز آپ شہید ہوئے تو میری عقل زائل ہوگئی تھی۔ جب لوگ بیعت کیلئے میرے پاس آئے تو میں نے اسکو برا سمجھا اور میں نے کہا کہ واللہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس قوم سے جس نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا بیعت لوں اور پھر ایسی صورت میں تو مجھے اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمان غنیؓ ابھی مدفون بھی نہیں کئے گئے ہوں یہ سنکر لوگ واپس ہوگئے لیکن جب پھر آئے اور مجھ سے بیعت کا سوال کیا تو میں نے کہا الٰہی! اس سے میں ڈرتا ہوں جو حضرت عثمانؓ پر پڑی ہے آخر میرا دل قابو میں ہوا اور میں نے بیعت کرلیا مگر جب انھوں نے مجھے یا امیر المومنین کہکر پکارا تو اس سے میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی اور میں نے حضرت عثمانؓ کے لئے دعا کی (حاکم)

ابن عساکر ابو خلدہ حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بنو امیہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے قتل کرایا واللہ نہ میں نے قتل کرایا نہ میں نے مدد دی بلکہ میں نے لوگوں کو منع کیا مگر کسی نے میری ایک نہ سنی۔

سمرہ کہتے ہیں کہ اسلام ایک حصن حصین اور بہت بڑا قلعہ تھا مگر قاتلان عثمانؓ نے اس میں رخنہ ڈالدیا جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا اور اہل مدینہ میں خلافت تھی قاتلان حضرت عثمانؓ نے ایسی نکالی کہ پھر قیامت تک مدینہ میں کبھی لوٹ کر نہیں آئیگی۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنگ میں حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد مدد کرنی چھوڑدی حضرت عثمانؓ کے قتل تک رویت ہلال میں کبھی اختلاف نہیں ہوا اور حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد آسمان پر شفق نظر آنے لگی۔

عبد الرزاق اپنی تصنیف میں حمید ابن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ

بن سلام اس محاصرہ میں جو حضرت عثمانؓ پر کر رکھا تھا تشریف لائیے اور فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی قتل نہ کرے واللہ جو کوئی آپ کو قتل کریگا وہ کوڑھی ہو کر مریگا۔ خدا کی تلوار اب تک میان میں ہے، واللہ اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر کے رخنہ ڈالدیا تو پھر ایسی میان سے نکلے گی کہ قیامت تک کبھی میان میں نہ جاویگی یاد رکھو کہ ایک نبی کی عوض میں ستر ہزار اور ایک خلیفہ کے بدلے میں پینتیس ہزار جانیں لی جایا کرتی ہیں تب کہیں اس قوم میں پھر اتفاق پیدا ہوتا ہے۔

ابن عساکر عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے اندر دو خصلتیں ایسی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ میں نہیں تھیں۔ اول شہادت کے وقت تک صبر کرنا۔ دوسرے ایک مصحف پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا۔

حاکم شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک نے جو مرثیہ حضرت عثمانؓ کے متعلق لکھا تھا اس سے بہتر دوسرا مرثیہ سننے میں نہیں آیا چنانچہ اسکے بعض اشعار یہ ہیں (ترجمہ) آپنے اپنے دونوں ہاتھ اور دروازہ بند کرلیا اور یقین کرلیا کہ خداوند تعالیٰ انا فل نہیں ہیں انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمنوں کیساتھ مقاتلہ مت کرو۔ جو شخص قتل نہ کریگا وہ خدا کی امن میں رہیگا پھر اے ناظر تو نے دیکھا کہ خدا نے اُن پر عداوت اور بغض آپکی شہادت کے بعد ڈال دیا ان میں سے خیر ایسی نکل گئی جیسے لوگوں پر سے آندھیاں۔

فصل

ابن سعد موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ زرد کپڑے پہنے ہوئے منبر پر تشریف لائے آپکے سامنے مؤذن اذان دے رہا تھا اور آپ لوگوں سے انکی خیر و عافیت اور نرخ وغیرہ دریافت کر رہے تھے۔

عبداللہ رومی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راتنا کو اٹھکر وضو کا سامان خود کرلیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا اگر آپ کسی خادم کو جگالیا کریں تو کیا حرج ہے آپ نے فرمایا کہ آخر ان کے لئے بھی تو رات آرام کے واسطے ہے۔

ابن عساکر عمر بن عثمانؓ بن عفان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی انگوٹھی پر نقش

کندہ تھا آمنت بالذی خلق فسواہ

ابونعیم دلائل میں ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ فرما رہے تھے کہ جہجاہ غفاری نے آپ کے دست مبارک سے آپکا عصا چھین کر اپنے گھٹنے پر رکھکر توڑ ڈالا۔ ایک سال بھی گذرنے نہیں پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر مرض آکلہ (وہ مرض جس میں گوشت پوست یہ مرض کہا جاتا ہے اور جس کو اردو میں گوشت خورہ کہتے ہیں۔ مترجم) بھیجدیا۔

فصل

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولیات میں

عسکری اوائل میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی نے جاگیریں مقرر کیں آپ ہی نے جانوروں کیواسطے چراگاہیں چھوڑیں۔ آپ ہی نے تکبیر میں آواز دھیمی کرائی۔ آپ ہی نے مسجد میں خوشبو جلوائی۔ جمعہ میں پہلی اذان کا حکم دیا۔ موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں جب آپ بعد از بیعت خطبہ فرمانے لگے تو آپ سے تقریر نہ ہو سکی مجبوراً آپنے فرمایا لوگو! تم جانتے ہو کہ اول اول گھوڑے پر سوار ہونا بہت مشکل ہو اس دن کے بعد بہت سے دن آئیں گے اگر میں زندہ رہا تو تمہیں ضرور خطبہ سناؤنگا۔ ہمارے خاندان میں کبھی کوئی خطیب نہیں رہا میں جیسا کچھ ہوں خداوند تعالیٰ تم پر ظاہر کردینگے (ابن سعد)

سب سے پہلے آپ ہی نے عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ آپ ہی نے سب سے اول لوگوں کو خود ہی زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرمایا۔ اپنی والدہ کی حیات میں سب سے اول آپ ہی خلیفہ ہوئے۔ آپ ہی نے پولس مقرر کی۔ آپ ہی نے سب سے اول حضرت عمرؓ کی شہادت دیکھکر مسجد میں اپنے لئے علیحدہ گوشہ بنوایا۔

(اس اولیت کو عسکری نے بیان کیا ہے) سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت پر اختلاف ہوا اور بعض نے بعض کو برا سمجھا ورنہ پہلے اختلاف مسائل فقہیہ میں نہ ہوتا تھا اور بعض بعض کو برا نہ سمجھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے بعض اوائل اور بھی ہیں اول

سب سے پہلے مع اہل وعیال کے راہ خدا میں آپ ہی نے ہجرت کی۔ تمام مسلمانوں کو قرآن شریف کی ایک ہی قرأت پر جمع کیا۔ ابن عساکر حکیم بن عباد ابن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہی کے زمانہ میں سب سے پہلے مال ومتاع کی اتنی کثرت ہوئی کہ بے فکروں نے کبوتر بازی اور غلیل اندازی شروع کردی اور آپ کو ان کے انسداد میں ایک آدمی بنی لیث کے قبیلہ کا اپنی خلافت کے ۸ھ میں مقرر کرنا پڑا جس نے کبوتروں کو پر قینچ کیا اور غلیلوں کو توڑ ڈالا۔

فصل

حضرت عثمانؓ بن عفان کے زمانۂ خلافت میں حسب ذیل مشہور اشخاص نے انتقال کیا۔ سراقہ بن مالک بن جعشم۔ جبار بن صخر۔ حاتم بن ابی بلتعہ۔ عیاض بن ظہیر۔ ابو اسید الساعدی۔ اوس بن صامت۔ حرث بن نوفل۔ عبداللہ بن حذافہ۔ زید بن حارجہ جنھوں نے موت کے بعد تکلم کیا۔ لبید شاعر۔ مسیب والد سعید۔ معاذ بن عمرو بن جموع۔ معبد بن عباس۔ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی۔ ابولبابہ بن عبدالمنذر۔ نعیم بن مسعود اشجعی۔ اور بہت سے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے خطیہ شاعر۔ ابوذویب شاعر ہذلی۔

حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ

علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصا بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ۔

مصنف نے ساتھ ہی ان لقبوں کے انکے نام بھی بتلائے ہیں چونکہ وہ طرز تحریر میں اردو کے متعذر ہے اس لئے ہم ان کو علحدہ فائدہ کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ مترجم۔

ابوطالب کا نام دراصل عبد مناف تھا اور عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا اسی طرح ہاشم کا نام عمر اور عبد مناف کا نام مغیرہ اور قصی کا نام زید تھا باقی بدستور مسطور۔

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوتراب

فرمائی تھی۔آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جو اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور مواخات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔آپ عالم ربانی اور مشہور بہادر اور بے بدل زاہد اور معروف خطیب تھے آپ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے قرآن شریف جمع اور مرتب کرکے رسالت پناہی میں پیش کیا تھا۔آپ بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔آپ اسلام میں قدیم ہیں بلکہ ابن عباس اور انس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی اور بہت سے صحابہ اس پر متفق ہیں کہ اول آپ ہی اسلام لائے اور بعض کا اس پر اجماع بھی ہے۔

ابو یعلی خود حضرت علیؓ سے ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے روز مبعوث ہوئے اور میں منگل کے دن مسلمان ہوا۔جسوقت آپ اسلام لائے آپ کی عمر شریف دس سال کی تھی بلکہ بعض نو بعض آٹھ اور بعض اس سے بھی کم بتلاتے ہیں حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی صغر سن میں بھی بت پرستی نہیں کی (ابن سعد)

جسوقت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ کو حکم دیا کہ تم ہمارے بعد چند دنوں تک مکہ معظمہ میں اور قیام کرنا تاکہ جو امانتیں اور ودیعتیں اور وصیتیں ہمارے پاس رکھی ہیں وہ پہونچادو چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

آپ تمام غزووں میں سوائے غزوہ تبوک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں آپ کو خلیفہ بناکر مدینہ شریف میں ہی چھوڑ دیا تھا۔تمام لڑائیوں میں آپ کے بہادرانہ کارنامے اور آثار مشہور ہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دفعہ لڑائیوں میں آپ کو جھنڈا عطا فرمایا ہے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جنگ احد میں آپ کے سولہ زخم آئے تھے۔بخاری اور مسلم نے ثابت کیا ہے کہ جنگ خیبر میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا عطا کیا تھا اور پیشنگوئی کی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔آپ کی بہادری کے کارنامے اور قوت بازو کی مثالیں مشہور و معروف ہیں۔آپ لحیم وشحیم تھے۔خود کی وجہ سے سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔میانہ قد مائل بہ پست قدی۔پیٹ کسی قدر بھاری

بہت لمبی ڈاڑھی۔ مونڈھوں کے درمیان گوشت بھرا ہوا پیٹھ سے نیچے بھاری رنگ زیادہ گندم گوں تھا تمام جسم پر لمبے بال آگے ہوئے تھے۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں آپ نے اپنی پیٹھ پر خیبر کا دروازہ اٹھا لیا اور مسلمان اس پر سوار ہو کر اندر داخل ہو گئے اور خیبر کو فتح کر لیا اور آپ نے پھر اسکو پھینکدیا جب اسکو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنے لگے تو چالیس آدمیوں نے اٹھایا (ابن عساکر)

ابن عساکر نے معازی ہیں اور ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ خیبر میں قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا کر بہت دیر تک ہاتھ میں رکھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا اور جسوقت قلعہ فتح ہو گیا تو اسے پھینکدیا لڑائی کے بعد ہم آسی آدمیوں نے ملکر اسے ہلانا چاہا مگر ہم سے نہیں ہلا۔

بخاری نے ادب میں سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نام ابو تراب بہت پسند تھا اور جب آپکو کوئی اس نام سے آواز دیتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور کیوں خوش نہ ہوتے جبکہ آقائے دو جہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو یہ لقب عنایت فرمایا تھا کیونکہ ایکدن آپ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد میں آکر لیٹ گئے تھے آپکے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس مسجد میں تشریف لائے اور آپکے بدن پر جو مٹی لگ گئی تھی آپ اسے جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے۔ ابو تراب (مٹی کے باپ) اٹھو۔

آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو چھیاسی احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے آپکے تینوں صاحبزادوں حسن حسین رضی اللہ عنہ محمد ابن حنفیہ اور ابن مسعود۔ ابن عمر۔ ابن عباس۔ ابن زبیر۔ ابو موسیٰ۔ ابو سعید۔ زید بن ارقم۔ جابر بن عبداللہ۔ ابو امامہ۔ ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے روایت کی ہے۔

فصل

وہ احادیث جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت میں وارد ہیں

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہوتی (حاکم)

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں آپ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (احمد بزار وغیرہ نے اس کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے)۔

بخاری اور مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دونگا کہ جسکے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ اس قلعہ کو فتح کرائیں گے اور اسنے خداوند تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کو خوش کر لیا ہے اور خداوند تعالیٰ اور اسکا رسول اس سے راضی ہیں۔ رات کو جسوقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سوئے تھے تو غور و خوض کرتے تھے کہ دیکھئے کس کو عنایت ہو۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہر ایک کو دل میں خواہش تھی کہ شاید مجھے یہ فخر حاصل ہو الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ انکی آنکھیں دکھتی ہیں اس غرض سے تشریف نہیں لائے آپ نے فرمایا کہ انھیں فوراً بلا لو جسوقت آپ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً آنکھیں اچھی ہو گئیں اور پھر کبھی دکھنے نہیں آئیں اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا آپ ہی کو عطا فرمایا ہم غور و خوض اور باتیں ہی کرتے رہ گئے اس حدیث کو طبرانی نے متعدد صحابہ سے روایت کیا۔

صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی ندع ابناءنا وابناءکم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہرا اور حسنؓ اور حسینؓ کو بلا کر دعا کی۔ الٰہی یہ میرے کنبہ کے لوگ ہیں۔

ترمذی نے ابوسریحہ اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکا میں صاحب ہوں اسکے علیؓ بھی صاحب ہیں (اسکو احمد نے بھی چند راویوں اور طبرانی نے بھی متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے) بعض راوی اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ الٰہی جو علیؓ سے محبت رکھے اس سے آپ بھی محبت رکھئے اور جو علیؓ سے بغض رکھے اس سے آپ بھی بغض رکھئے

احمد نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحن میں..... لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم غدیر خم میں میری نسبت کیا فرمایا تھا۔ تیس آدمی ان میں کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کا میں صاحب ہوں اسکے علی رضی اللہ عنہ بھی صاحب ہیں۔ الٰہی! جو علیؓ سے محبت رکھے آپ ان سے محبت رکھیے اور جو علی سے دشمنی رکھے آپ اس سے دشمنی رکھئے۔

ترمذی اور حاکم نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ خداوند تعالےٰ بھی ان سے محبت رکھتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں انکا نام بتلا دیجئے آپ نے فرمایا ان میں سے ایک علیؓ ہیں۔ کہتے ہیں کہ تین آدمی ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں۔

ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے آپس میں مواخات یعنی بھائی چارہ کرایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنے تمام صحابہؓ کے درمیان مواخات کرائی مگر میں یوں ہی رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم جسنے دانہ اگایا اور جان پیدا کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے عہد کیا ہے کہ مومن تجھسے (علیؓ) محبت رکھیگا اور منافق بغض رکھیگا۔ ترمذی نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ ہم منافق کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض سے پہچان لیتے تھے۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے ابن جوزی اور نودی وغیرہ نے جو اسکو موضوع کہا ہے غلط ہے ہم اسکی تحقیقات تعقیبات علی الموضعات میں کر چکے ہیں۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں اور میں ایک جوان آدمی ہوں ناتجربہ کار، معاملات طے کرنے نہیں جانتا آپ نے میرے سینہ پر ایک ہاتھ مارا اور فرمایا الٰہی! اسکے قلب کو روشن فرما دیجئے اور اسکی زبان کو استقلال مرحمت کیجئے۔ واللہ اس روز سے مجھے معاملات طے کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔

ابن سعد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ سے لوگوں نے کہا اسکی کیا وجہ کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں ہیں نے (علی نے) کہا کہ جب کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خوب سمجھایا کرتے تھے اور جب میں چپکا رہتا تھا تو خود بتلایا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کنندہ ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں ہم سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ ابن سعد حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا تو جواب باصواب پایا۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب پیچیدہ معاملات آجاتے تھے اور حضرت علیؓ اسوقت اتفاق سے نہ تشریف فرما ہوتے تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں مسئلہ غلط نہ طے ہو جائے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں سوائے حضرت علیؓ کے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے۔

ابن عساکر حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ بھر میں حضرت علیؓ سے زیادہ فرائض جاننے والا اور معاملہ فہم کوئی شخص نہیں تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ سے زیادہ کوئی شخص سنت کا جاننے والا نہیں ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عمر، علی، ابن مسعود، عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ختم ہو گیا۔

عبداللہ بن عیاش ابن ابو ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کے اندر علم کی پوری پختگی اور سبقت طی تھی

اور آپ تمام عشرہ مبشرہ میں تقدم اسلام اور دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ فی السنت اور جرأت جنگ اور سخاوت فی المال کیوجہ سے افضل ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں بسند ضعیف جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علیؓ ایک ہی درخت سے ہیں۔

طبرانی اور ابن حاتم حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن شریف میں یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہے وہاں سمجھنا چاہیئے کہ حضرت علیؓ ان کے امیر و شریف ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے چند جگہ قرآن شریف میں اکثر صحابہ پر عتاب فرمایا ہے مگر حضرت علیؓ کا ہر جگہ خیر کیساتھ ذکر ہے ابن عساکر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوا ہے کسی کی شان میں نہیں ہوا۔

ابن عساکر نے ابن عباس سے ہی روایت کیا ہے کہ آپکی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔

بزار نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس مسجد میں سوائے تمہارے اور میرے کسی کے لئے جنبی ہونا حلال نہیں ہے طبرانی میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علیؓ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ سے گفتگو کرلے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علیؓ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اس کے اسناد صحیح ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر اٹھارہ صفات ایسی ہیں جو کسی دوسرے صحابی میں نہیں ہیں۔

ابو یعلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین خصلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی ملجاتی تو میرے نزدیک تمام دنیا سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت وہ کیا خصائل ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اپنی بیٹی فاطمہؓ کا نکاح کیا۔ دوئم آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ وہاں انکو حلال ہے مجھے نہیں

تیسرے جنگ خیبر میں جھنڈا عطا کیا۔
احمد اور ابویعلی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نہ میری آنکھ دکھنے آئیں نہ کبھی سر میں درد ہوا جس وقت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں میرے لعاب دہن لگایا اور جھنڈا عطا فرمایا تھا۔

ابویعلی اور بزار سعد ابن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علیؓ کو اذیت دی گویا مجھے اذیت دی۔

طبرانی نے بسند صحیح ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسنے علیؓ کو محبوب رکھا مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھا اور جسنے علیؓ سے دشمنی رکھی مجھ سے دشمنی رکھی اور جسنے مجھ سے دشمنی رکھی اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی

احمد ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جس نے علیؓ کو بُرا کہا مجھے بُرا کہا۔ احمد اور حاکم بسند صحیح ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن کی حفاظت پر اس طرح جھگڑتے ہو جیسے میں قرآن اُتارے جانے پر جھگڑتا ہوں۔

بزار۔ ابویعلی۔ حاکم۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ تیری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ یہود نے انسے یہاں تک بغض کیا کہ انکی ماں تک کو بہتان لگا دیا اور انصاری نے انسے اتنی محبت کی کہ جتنی کے وہ لائق نہ تھے یاد رکھو انسان کو دو چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں ایک تو اتنی محبت کہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو اسمیں نہ ہوں۔ دوسرے اس درجہ کا بغض کہ بُرا کہتے کہتے تہمت تک لگا دے۔

طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ علیؓ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر آملیں گے۔

احمد اور حاکم نے بسند صحیح عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ دو آدمی سب سے زیادہ شقی ہیں ایک تو احیمر (احمر) ثمود جس نے حضرت صالح کی

اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں دوسرے وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور ڈاڑھی خون میں تر بتر ہو جائیگی۔

حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ کی کچھ شکایت کی آپ نے فوراً خطبہ فرمایا اور کہا کہ علیؓ کی شکایت ہرگز نہ کرنا وہ خدا کے معاملات اور اس کے راستے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

فصل

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز تمام صحابہ نے سوائے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت عائشہ صدیقہ کو ہمراہ لیکر مکہ شریف کو ہوتے ہوئے بصرہ پہونچے اور وہاں پہنچکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا۔ جسوقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہونچی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے۔ یہاں جنگ جمل واقع ہوئی جس میں حضرت طلحہؓ اور زبیر شہید ہو گئے۔ اور طرفین کے تیرہ ہزار آدمی کام آئے۔ یہ واقعہ جمادی الاخر ۳۶ھ میں واقع ہوا بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لیگئے کوفہ میں آپ پر حضرت معاویہؓ نے خروج کر دیا۔ جسوقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہونچی تو آپ بھی اس طرف کو بڑھے اور طرفین میں صفر ۳۷ھ میں خوب معرکہ آرا ہوئی اور کئی روز تک برابر جنگ ہوتی رہی آخر حضرت عمرو بن عاص کے غور و فکر کے بعد اہل شام نے قرآن شریف بلند کر دئے لوگوں نے اس صورت میں لڑائی کو برا سمجھا اور صلح کیلئے اپنی اپنی طرف سے دو لوگوں نے حکم مقرر کر دئے۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن عاص اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف سے ابوموسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے۔ انھوں نے ایک عہدنامہ لکھا کہ آیندہ سال مقام اذرح میں آکر اصلاح امت کے متعلق گفتگو کیجائے اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو حضرت معاویہؓ شام کو اور حضرت علیؓ کوفہ کو واپس چلے گئے۔ کوفہ آکر آپ کے ساتھ سے خوارج علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکار کرکے لاحکم الا اللہ

(سوائے حکم خدا کے کسی کا حکم نہیں) کا نعرہ بلند کیا اور دریائے ورار کے پاس ایک جمعیت قائم کر کے معرکہ آرا ہونیکا ارادہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس کی سرکردگی میں ان کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا لڑائی کے بعد کچھ لوگ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں ہی آملے اور کچھ اپنے قول پر جمے رہے اور نہروان کی طرف بھاگ گئے وہاں پہونچکر مسافروں کو لوٹنا اور مارنا شروع کر دیا آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں جاکر وہیں قتل کر ڈالا اور انھیں میں ذالثدیہ بھی مارا گیا یہ تمام وقوعہ ۳۸ھ میں واقع ہوا۔

شعبان ۳۸ھ میں بموجب قرار داد سال گذشتہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور دیگر صحابہ اذرح میں جمع ہوئے اور حضرت عمرو بن عاص ابوموسیٰ اشعری پر اپنی طرز گفتگو اور چرب زبانی سے حاوی ہو گئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمرو بن عاص نے حضرت معاویہؓ کا اقرار کر کے انسے خلافت پر بیعت کر لی اس فیصلہ پر لوگوں میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا اور اکثر لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو خلیفہ بدستور قائم رکھا اور کچھ لوگ آپ سے علیحدہ ہو گئے۔

ادہر تین آدمی خوارج کے یعنی عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور برک بن عبداللہ تمیمی اور عمر بن کبیر تمیمی نے مکہ شریف میں جمع ہو کر آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ ان تینوں آدمیوں یعنی حضرت علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کو قتل کر کے قصہ ہی پاک کر دینا چاہئے۔ تاکہ مسلمانوں کو ان تمام فتنوں اور قضایا سے چھٹکارا ہو۔ چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور برک نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن بکیر نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق عہد کیا کہ ہم ان کو ایک ہی رات میں یکم یا ۱۱۔ یا ۱۷۔ رمضان المبارک میں شہید کر دیں گے۔ یہ معاہدہ کر کے تینوں بدبخت انھیں شہروں کی طرف جہاں ان کے مقتولین موجود تھے۔ سب سے پہلے اپنی منزل یعنی کوفہ میں ابن ملجم پہونچا اور اس نے وہاں پہونچکر اپنے دیگر خوارج سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے یہ کہا کہ میں نے ۱۷۔ رمضان ۴۰ھ کی رات کو حضرت علیؓ کے شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب معمول صباح کو اٹھے اور آپنے اپنے صاحبزادہ حضرت حسنؓ سے

فرمایا کہ میں نے آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے میں نے آپ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے سخت تکلیف پہونچی ہے اور مجھسے آپکی امت نے سخت نزاع کیا ہے آپ نے جواب میں فرمایا تم اللہ سے دعا کرو میں نے جناب باری میں دعا کی الٰہی مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں بدل دو اور انھیں اس سے سابقہ ڈالو جو مجھسے بدتر ہو آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح موذن نے آکر کہا الصلوٰۃ (یعنی نماز کو چلیے) آپ گھر سے لوگوں کو نماز کے لئے آواز دیتے ہوئے چلے راستہ میں ابن ملجم ملا اور اس نے آپکے اس زور سے تلوار ماری کہ آپکا چہرہ مبارک کنپٹی تک کٹتا ہوا چلا گیا اور دماغ پر جاکر تلوار رکی اس بدبخت قاتل پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور آخر گرفتار کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ اسی زخم کی حالت میں جمعہ اور ہفتہ کے روز زندہ رہے اور شب یکشنبہ کو انتقال فرما گئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور عبد اللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے دار الامارت میں رات کے وقت آپ کو سپرد خاک کر دیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ مترجم)

اس سے فارغ ہو کر ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک بوریے میں ڈالدیا اور اس میں آگ دیدی جس سے وہ وہیں جل گیا۔

ہم نے یہ تمام واقعات ابن سعد سے جو اس نے اپنی تلخیص میں لکھے ہیں مختصر نقل کر دئے ہیں نہ اس سے زیادہ کی اس مختصر کتاب میں گنجائش تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہمارے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ اسلئے مجال دم زدنی نہیں ہے

مستدرک میں سدی سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن ملجم خوارج کی ایک عورت پر جسکا نام قطام تھا عاشق ہو گیا تھا جب اس عورت نے اس سے نکاح کیا تو مہر میں تین ہزار درہم اور حضرت علیؓ کا قتل معین کیا تھا۔ اسی واقعہ کو فرزدق شاعر نے نظم کیا ہے (ترجمہ اشعار) ایسا مہر کسی جوانمرد نے نہ سنا ہو گا جیسا کہ مہر قطام کا مجمل تھا۔ یعنی تین ہزار درہم اور ایک غلام اور حضرت علی کا قتل شمشیر براں سے۔ حضرت علیؓ کی شہادت سے کوئی مہر گراں قدر نہیں ہو سکتا اور نہ ابن ملجم کے قتل سے بڑھ کر قتل ہو سکتا ہے۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبر شریف کو اس لئے پوشیدہ کر دیا گیا ہے کہ کہیں خارجی اس کی توہین نہ کریں۔ شریک کہتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادے امام حسنؓ نے آپکے جسد مبارک کو دارالامارۃ سے منتقل کر کے مدینہ شریف پہونچا دیا چنانچہ مبرد محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ اوّل وہ شخص جو ایک قبر سے دوسری میں منتقل ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن عساکر سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید ہوئے تو آپ کے جسد مبارک کو مدینہ شریف میں لیجاتے لگے تاکہ وہاں حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں مگر راستہ میں رات کو وہ اونٹ جس پر نعش مبارک رکھی ہوئی تھی کہیں بھاگ گیا اور اسکا کہیں پتہ نہ چلا اسی واسطے اہل عراق کا قول ہے کہ آپ بادلوں میں تشریف فرما ہیں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ تلاش کرنے پر وہ اونٹ طے کے کسی شہر میں ملا اور آپکو وہیں دفن کر دیا آپکی عمر شریف میں اختلاف ہے کوئی تریسٹھ برس کوئی چونسٹھ برس کوئی پینسٹھ برس اور کوئی ستاون اور کوئی اٹھاون برس کی بتلاتا ہے۔ آپ کی انیس کنیزیں تھیں۔

فصل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چند مختصر اخبار و قضایا اور کلمات طیبات

سعد بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمنوں کو ہم سے مسئلہ دریافت کرنے کی توفیق بخشی۔ معاویہ نے ہم سے دریافت کر کے بھیجا ہے کہ خنثی مشکل کے میراث میں کیا حکم ہے میں نے لکھ بھیجا ہے کہ اسکی پیشاب گاہ کی صورت سے میراث کا حکم جاری ہوگا (یعنی اگر اس کی پیشاب گاہ مردوں کے مشابہ ہے تو اس کا حکم مردوں جیسا ہے ورنہ عورت جیسا) ہشیم نے شعبی سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے کہ جسوقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکوا اور قیس بن عبادہ نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا کہ کیا آپ ہمیں یہ بتلاوینگے جیسے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا

کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے یہ کہاں تک سچ ہے کیونکہ آپ سے زیادہ اور کون اس معاملہ میں ثقہ ہو گا۔ آپ کا یہ تو شنیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا۔ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے تو اب آپ پر کیوں جھوٹ تراشوں۔ فی الحقیقت اگر آنجناب نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اور حضرت عمر فاروق رضی کو کیوں منبر حضور پر کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا ایک بھی نہ ہوا ہوتا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوئے اور نہ اچانک انتقال ہوا بلکہ آپ مرض الموت میں چند دنوں تک زندہ رہے۔ جس وقت آپ کی بیماری نے طول کھینچا اور موذن نے آپ کو نماز کے لئے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ انھوں نے نماز پڑھائی۔ اور حضور اپنی جگہ پڑے دیکھتے رہے۔ جب دوسری نماز کا وقت ہوا اور موذن نے آپ کو بلایا تو آپ نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی کا حکم فرمایا اور آپ نے نماز پڑھائی اور حضور اپنی جگہ سے دیکھتے رہے۔ اس درمیان میں ایک بار ام المومنین (حضرت عائشہ صدیقہ رضی۔ مترجم) نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادہ سے روکنا چاہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔ ابوبکر ہی کو کہو کہ نماز پڑھائیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے واسطے اختیار کیا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے واسطے انتخاب فرمایا تھا۔ کیونکہ نماز دین کی اصل اور جڑ ہے اور آپ دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے۔ لہذا ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی سے بیعت کر لی اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اس کے اہل تھے اور اسی واسطے ان کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا۔ میں نے بھی اس بنا پر آپ کا حق ادا کیا اور اطاعت کی اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر کفار سے جنگ کی۔ جو کچھ آپ نے دیا میں نے لیلیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے لڑنے کا حکم دیا میں دل کھول کر لڑا۔ انکے حکم سے حد شرع لگائی۔ جب آپ کا وصال ہو گیا تو آپ حضرت عمر رضی کو خلیفہ بنا گئے ہم نے

ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو حضرت ابو بکر صدیق کیساتھ کیا تھا جب آپکا بھی انتقال ہونے لگا تو میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اور اسلام میں اپنی سبقت اور اعمال اور دیگر فضیلتوں کو دیکھا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اب میری خلافت میں اعتراض نہ فرمائینگے مگر انھیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے خلیفہ کو منتخب نہ کر جاؤں کہ جس کا انجام اچھا نہ ہو یہ سوچکر آپنے اپنے نفس اور اپنی اولاد کو بھی خلافت سے محروم کر دیا اگر آپ بخشش میں اصول کو ہاتھ سے نہ دیتے تو آپ کے بیٹے سے بڑھکر کون مستحق خلافت ہو سکتا تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد انتخاب اب قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں آیا۔ جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب یہ چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب کے لئے بیٹھی تو میں نے پھر دل میں خیال کیا کہ یہ مجھ سے دریغ نہ کرینگے عبد الرحمٰن بن عوف نے ہم تمام آدمیوں سے عہد لیا کہ ہم میں سے جو خلیفہ منتخب ہو جائے ہم اس کی اطاعت کرینگے۔ پھر عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت عثمانؓ بن عفان کا ہاتھ پکڑ کر اُن سے بیعت کر لی تب میں نے سوچا کہ میری بیعت میری اطاعت پر غالب آگئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ دوسرے کی اطاعت کے واسطے لیا گیا تھا چنانچہ ہم سب نے پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور میں آپ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ آیا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت ہو چکی تو میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جنکی خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بالصلوٰۃ کے ساتھ ہم سے عہد لیا تھا گذر گئے اور جن کے لئے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی چل بسے۔ یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی۔ چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین اور ان دو شہروں (بصرہ اور کوفہ) کے رہنے والوں نے بیعت کر لی اس معاملۂ خلافت میں اب میرا ایک ایسا شخص (حضرت معاویہ۔ مترجم) مقابل بنا ہے کہ جو نہ میرے مثل قرابت میں نہ علم میں نہ سبقت اسلام میں کسی میں بھی نہیں اور میں ہر حالت میں اس سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔

ابو نعیم نے دلائل میں جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے یہاں ایک مقدمہ پیش ہوا آپ اس کی سماعت کے لئے ایک دیوار کے نیچے بیٹھے ایک شخص نے عرض کیا کہ دیوار گرا چاہتی ہے آپ نے فرمایا تم اپنا کام کرو۔ میری حفاظت کرنیوالا میرا خدا ہے۔ جسوقت آپ مقدمہ کا فیصلہ دیکر وہاں سے اٹھے تب دیوار گر پڑی۔

طیوریات میں جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اکثر خطبہ میں فرماتے ہیں۔ الٰہی! ہم کو ویسی ہی صلاحیت دو جیسی اپنے خلفاء راشدین المہدیین کو عطا کی تھی۔ وہ خلفاء راشدین کون تھے۔ آپ آنکھوں میں آنسوں بھر لائے اور فرمایا کہ میرے دوست ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور وہ دونوں امام الہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدی تھے جس شخص نے انکی اقتدا کی نجات پائی اور جس نے انکا اتباع کیا ہدایت پائی جو لوگ ان کے راستہ پر چلے وہ اللہ کے لشکر میں داخل ہیں۔

عبدالرزاق نے حجر المدری سے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ اگر کوئی شخص تجھے یہ حکم دے کہ مجھ پر لعنت کر تو تو کیا کریگا میں نے پوچھا کہ کیا ایسا بھی ہونیوالا ہے۔ آپنے فرمایا کہ ہاں ایسا بھی ہوگا۔ میں نے عرض کیا تو پھر میں ایسی صورت میں کیا کروں۔ آپنے فرمایا کہ تو لعنت بھیجو (یعنی اس کام پر لعنت بھیجو جیسے کہ اگلی عبارت سے مستفید ہوتا ہے۔ مترجم) اور مجھسے جدا نہ ہوجیو۔ چنانچہ سال گذرے تھے کہ محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف امیر یمن نے حکم دیا کہ علیؓ پر لعنت بھیجی جائے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ امیر یمن حکم دیتا ہے کہ ہم حضرت علیؓ پر لعنت کریں۔ لہٰذا تم اس پر لعنت بھیجو کہ خدا اس پر لعنت کرے میری اس بات کو سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ سمجھا

طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے دلائل میں زاذان سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ فرمایا اور ایک شخص نے آپ کو جھٹلا دیا آپنے فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے ..... واسطے بددعا کردوں۔ اس نے کہا کہ کردیجئے آپ نے اس کے لئے بددعا کردی۔ چنانچہ یہ شخص ابھی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہوگیا۔

زر بن جبیش کہتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے کے لئے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں

اور دوسرے کے پاس تین تھیں۔ اتنے میں ایک تیسرا شخص آگیا اور ان دونوں نے اسکو
بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔ ان تینوں نے آٹھوں روٹیاں کھالیں۔ جب وہ تیسرا شخص
جانے لگا تو اس نے آٹھ درہم ان کو دیکر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اس کا عوض
ہے ان دونوں میں ان درہموں کی تقسیم کی وجہ سے جھگڑا ہوگیا پانچ روٹیوں والے
نے کہا کہ میں پانچ درہم لونگا اور تجھے حصہ رسد تین دونگا اور تین روٹیوں والے
نے کہا کہ برابر حصہ لونگا۔ قضیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں آیا آپ نے تین روٹیوں
والے سے کہا کہ تو وہی لیلے جو یہ دوسرا شخص دیتا ہے کیونکہ اسکی روٹیاں زیادہ تھیں اور
تیری کم تھیں اسنے کہا کہ واللہ میں کبھی راضی نہیں ہونیکا حتی کہ میرا حق مجھے پورا نہ دلوا دیا جائے
آپ نے فرمایا کہ اگر حق پوچھتا ہے تو تیرا حق فی ایک درہم بیٹھتا ہے اور دوسرے کے سات ہوتے
ہیں اس نے کہا سبحان اللہ یہ کسطرح ذرا مجھے بھی سمجھا دیجئے تاکہ میں اس وجہ کو قبول کرلوں آپ نے
فرمایا بالکل آٹھ روٹیاں تھیں آدمی تم تین تھے چونکہ یہ مساوی طور پر تقسیم نہیں ہوتا اسلئے
آٹھ کو تین سے ضرب دیدو جس سے ان روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے اور چونکہ یہ
بھی معلوم نہیں کہ کس نے کم روٹیاں کھائیں اور کس نے زیادہ اس لئے لامحالہ
تسلیم کرنا پڑیگا کہ برابر کھائیں اس لحاظ سے تو نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ایک ٹکڑا
باقی بچا۔ اور پانچ روٹیوں والے نے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ کھائے اور سات بچے۔
اب اس شخص درہم دینے والے نے تیرا ایک ٹکڑا کھایا اور اس کے سات ٹکڑے کھائے
لہذا ظاہر ہے کہ تجھے ایک درہم ملنا چاہئے اور تیرے ساتھی کو سات درہم اس شخص نے
کہا کہ اب میں راضی ہوگیا۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عطا سے روایت کی ہے کہ ایک بردو آدمیوں نے
چوری کی گواہی دی آپ اسکی تفتیش حال میں لگے اور فرمایا کہ میں جھوٹے گواہوں کو
سخت سزائیں دونگا اور جب کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں تو میں نے سزائیں دی
ہیں۔ پھر آپ نے ان دونوں گواہوں کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی بھاگ چکے ہیں۔
عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس

اگر دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اس نے خواب میں میری ماں سے جماع کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کے دُرّے لگائے جائیں۔

ابن عساکر جعفر بن محمدؒ کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا نعم القادر اللہ اور عمرو بن عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ آپکی مُہر یہ تھی۔ الملک للہ۔ مدائنی کہتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ میں تشریف لائے تو حکمائے عرب میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین واللہ آپ نے منصب خلافت کو زینت بخشی مگر منصب خلافت نے آپ کو کوئی زینت نہیں دی۔ آپ نے منصب خلافت کو بلند کر دیا حالانکہ منصب خلافت نے آپ کے رتبہ میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ منصب خلافت آپ ہی جیسوں کا محتاج تھا۔ یہی مدائنی مجمع سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک روز بیت المال میں جھاڑو دی اور پھر نماز پڑھکر دعا مانگی کہ الٰہی مجھے توفیق بخشئے کہ میں بیت المال کا روپیہ مسلمانوں سے دریغ نہ رکھوں۔

ابوالقاسم زجاجی امالیہ میں چند راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابوالاسود دؤلی کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو نیچی گردن اور متفکر دیکھکر عرض کیا کہ آج آپ متفکر کیوں بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات کے اندر تبدیلی شروع ہو گیا ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربیت کے اصول کے اندر کچھ قواعد منضبط کر دوں تاکہ زبان اپنی حیثیت سے نہ گرے میں نے عرض کیا کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا۔ اور آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ باقی رہیں گے۔ تین روز کے بعد جو میں پھر حاضر ہوا تو آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈالدیا اس میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بعد لکھا تھا کہ کلام کی تین قسم ہیں۔ اسم۔ فعل۔ حرف۔ اسم وہ ہے جو اپنے مسمّٰی کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمّٰی کی حرکت کی خبر دے۔ اور حرف وہ ہے جس میں یہ دونوں خاصیتیں نہ پائی جائیں۔ جب میں یہ دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے ذہن میں بھی کچھ ہو تو اس میں زیادہ کر دو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اشیا تین قسم کی ہوتی ہیں

ظاہر مضمر۔ اور ایک ظاہر نہ پوشیدہ اس تیسری قسم پر علماء نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں پھر چلا آیا اور میں نے بھی کچھ جمع کرکے آپ کے سامنے پیش کیا۔ منجملہ ان کے حروف ناصبہ بھی میں نے لکھے تھے جو یہ تھے۔ اِنَّ۔ اَنَّ لَیتَ۔ لَعَلَّ۔ کَاَنَّ۔ آپ نے فرمایا کہ لٰکِنَّ بھی تو حرف ناصبہ ہے اس کو کیوں نہیں ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اُسے حرف ناصبہ نہیں سمجھتا آپ نے فرمایا نہیں وہ بھی حرف ناصبہ ہے۔ ان میں زیادہ کردو۔

ابن عساکر نے ربیعہ بن ناجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ لوگو! تم شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ اگرچہ وہ پرندوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور دوسرے پرند اس کو ایک بے حقیقت شئے تصور کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اس کے اندر کیا کیا برکات ہیں۔ لوگو! تم اور لوگوں سے اپنی زبان اور جسم کیساتھ خلا ملا رکھو اور اپنے اعمال اور قلوب کے ساتھ جدائی پیدا کرو کیونکہ قیامت میں انسان کو اسی چیز کا بدلہ ملیگا جو اس نے کیا ہے اور وہ قیامت کے دن اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس سے اسے دنیا میں محبت تھی۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ قبول عمل میں زیادہ کوشش کرو۔ کوئی عمل بغیر تقوے کے قبول نہیں ہوتا اور واقعی خلوص کے بغیر کس طرح قبول ہو سکتا ہے۔

یحییٰ بن جعدہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے حاملانِ قرآن قرآن شریف پر عمل بھی کرو اس واسطے کہ عالم وہی شخص ہے جو پڑھ کر اس پر عمل بھی کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق بنائے۔ عنقریب ایسے آدمی بھی پیدا ہوں گے جو علم حاصل کریں گے مگر ان کا علم اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترنیگا اُن کا باطن ان کے ظاہر کے مخالف ہوگا۔ ان کا عمل ان کے علم کے بالکل متضاد ہوگا۔ وہ حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر و مباحات کریں گے حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے پر غصہ ہوگا کہ وہ میرے برابر سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھے۔ ان لوگوں کے اعمال ان کی مجلسوں سے خدا کی طرف نہیں پہنچنے کے۔

آپ نے فرمایا کہ امر خیر پر توفیق بہتر کشش ہے اور حسن خلق اچھا دوست ہے اور عقل عمدہ ساتھی ہے اور ادب اچھی میراث ہے اور وحشت عجب و غرور سے بھی بدتر چیز ہے۔ حارث کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مسئلہ قدر کو مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس میں مت چل۔ اس نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بحر عمیق ہے اس میں مت غوطہ لگا۔ اس نے پھر پوچھا آپ نے فرمایا یہ اللہ کا ایک بھید ہے جو تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کی تفتیش مت کر مگر اس نے پھر اصرار کیا آپ نے فرمایا اے سائل اچھا یہ بتلا کہ خالق آسمان و زمین نے تجھے اپنی مرضی کے موافق پیدا کیا ہے یا تیرے کہنے کے بموجب اس نے کہا کہ جس طرح الغفور نے چاہا پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا تو جس طرح وہ چاہیں گے اسی طرح تیرا استعمال بھی کرینگے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ہر رنج اور مصیبت کے لئے انتہا ہوتی ہے اور جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے منتہا تک ضرور پہونچکر رہتی ہے لہٰذا عاقل کو لازم ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آوے تو اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کرے حتی کہ اسکی مدت گذرے کیونکہ اسکے دفع کی تدابیر میں اسکی مدت کے انقضاء سے پہلے اور بھی زیادہ زحمت ہے کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو بغیر مانگے دیتا ہے وہ سخاوت ہے اور جو سوال کے بعد میں دے تو بخشش اور داد و دہش ہے۔

آپکے پاس ایک شخص نے آکر آپ کی بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ مدح کی اور وہ ایک دفعہ آپ کی مذمت کہیں کر چکا تھا جسکی خبر آپکو پہونچ چکی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ایسا تو نہیں ہوں جیسا تم کہہ رہے ہو البتہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ معصیت کی سزا عبادت میں سستی اور معیشت میں تنگی اور لذت میں نقص ہے۔ علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ خدا تجھے ہلاک کرے آپ نے فرمایا تیری چھاتی پر۔

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اشعار کہا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

شاعر تھے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شعر و شاعری کرتے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں سے زیادہ بڑھکر شاعر تھے چنانچہ نبیط الشجعی سے آپ کے مندرجہ ذیل اشعار مروی ہیں (ترجمہ اشعار) جسوقت دلوں پر مایوسی چھا جائے اور باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہوجائے اور زمانہ کے مکروہات اقامت پذیر ہوجائیں اور اس کے اماکن میں حوادثات ممکن ہوجائیں اور کوئی صورت اس سے چھٹکارے کی کسی عاقل کو نہ ملے۔ تو ایسی صورت میں خود بخود تیرے پاس فریادرس اور مستجیب آویگا۔ کیونکہ ہر حوادثات جس وقت منتہی ہوتے ہیں تو اس کے بعد وسعت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص کا آپ کو اپنے پاس بٹھلانا ناگوار تھا اُسوقت آپ نے یہ اشعار فرمائے (ترجمہ تاریخ) تو جاہلوں سے ہم صحبت مت ہو اور اُن سے دور رہ اور ان کو دور رکھ۔ کیونکہ بہت جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کردیا جب انسے بھائی چارہ کیا۔ آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ جب قیاس کیا جاتا ہے جب اسکے ہمراہ ہو۔ کیونکہ ہر چیز کے دوسری چیز کے ساتھ اندازے اور مشابہتیں ہیں۔ ایک جوتا دوسرے جوتے کے ساتھ جب ہی اندازہ کیا جاتا ہے جب انکو مقابل کیا جائے اور دل کو دل سے جب ہی راہ ہے جب وہ ملاقات کریں۔

مبرد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار پر آپ کے یہ اشعار کندہ تھے (ترجمہ اشعار) آدمی کے واسطے دنیا کی حرص اسراف کے ساتھ ہے۔ حالانکہ اس کی صفائی تیرے لئے کدورت سے ملی ہوئی ہے۔ دنیا پر بہت سے جھگڑنے والے ہیں۔ جنکی دنیا موافقت نہیں کرتی اور بہت سے ایسے عاجز ہیں کہ دنیا ان کو بغیر کوتاہی کے پہونچتی ہے۔ رزق عقل کے سبب جبتک نہیں ملتا جبتک رزق نہ دئے جائیں لیکن وہ لوگ بمقدار مقدر روزی دے جاتے ہیں اگر روزی بزور بازو یا غلبہ کے ہوتی تو باز چڑیوں کے قریب ہی جا پہونچتے۔

نیز یہ بھی آپ کے اشعار ہیں (ترجمہ اشعار) اپنا بھید سوائے اپنے کسی پر نہ ظاہر کر۔ کیونکہ ہر نیک خواہ کیلئے نیک خواہ ہے۔ میں نے بہت سے گمراہ آدمیوں کو دیکھا

کہ کسی کھال کو درست نہیں چھوڑتے۔
عقبہ بن ابی صہبار روایت کرتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے آپ کے تلوار ماری تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا بیٹا! آٹھ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا امام حسنؓ نے پوچھا وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی تونگری عقل ہے اور سب سے زیادہ مفلسی حماقت ہے اور سب سے سخت وحشت غرور ہے اور سب سے بڑا کرم حسن خلق ہے۔
امام حسنؓ نے عرض کیا اور چار دوسری کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ احمق کی صحبت سے بچو کیونکہ ارادہ تو وہ تمہیں نفع پہونچانے کا کرتا ہے مگر ضرر پہونچا دیتا ہے۔ جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دیتا ہے۔ بخیل سے بھی گریز کرو کیونکہ وہ تم سے وہ چیزیں چھڑا دیگا جن کی تمہیں احتیاج ہوتی ہے۔ فاجر سے بھی علیحدہ رہو کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچدیگا۔
ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارا رب کب سے ہے یہ سنکر آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ وہ ایسی ذات نہیں ہے کہ نہیں تھا اور پھر ہوگیا وہ ہمیشہ سے ہے اور بلا کیفیت اور بلا کیف ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا تمام انتہائیں اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے یہ سنکر یہودی فوراً مسلمان ہوگیا۔
دراج نے شریح قاضی سے روایت کی کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں جانے لگے تو آپ کی زرہ کھوئی گئی۔ جب جنگ ختم ہوگئی اور آپ کوفہ واپس تشریف لائے تو آپ نے ایک یہودی کے پاس اس زرہ کو دیکھا آپ نے اس یہودی سے فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ نہ میں نے بیچ کی نہ ہبہ کی پھر تیرے پاس کیسی۔ اس نے کہا کہ میری زرہ ہے اور میرے ہی قبضہ میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں قاضی کے یہاں دعویٰ کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ قاضی شریح کے یہاں گئے اور ان کے قریب جا بیٹھے اور فرمایا کہ اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں کھڑا ہوتا۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے

جب خداوند تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی حقیر سمجھو۔ قاضی شریح نے کہا کہ آپکا دعویٰ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ میری زرہ ہے نہ میں نے اس کو فروخت کی نہ ہبہ کی۔ قاضی شریح نے یہودی سے کہا کہ تمہارا کیا جواب ہے اس نے کہا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ قاضی شریح نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کا کوئی گواہ ہے آپ نے اپنے ایک غلام قنبر اور اپنے بیٹے حسنؓ کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اہل جنت کی گواہی ناجائز ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہیں اتنے میں یہودی چلا اٹھا کہ یا امیر المومنین حالانکہ آپ امیر المومنین ہیں مگر آپ مجھے قاضی کے پاس لائے اور وہ قاضی آپ سے عام آدمیوں کی طرح جرح و قدح کر رہا ہے۔ اور یہی آپ کے دین کی صداقت ہے۔ بلاشبہ یہ زرہ آپ کی ہے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

فصل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفسیر قرآن عظیم

آپ کی تفسیر قرآن بہت زیادہ ہے جس کو ہم نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے چند ایک بطور نمونہ کے درج کرتے ہیں۔

ابن سعد نے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ مجھے ہر ایک آیت کا شان نزول اور کہاں نازل ہوئی اور کس کے حق میں نازل ہوئی سب کچھ معلوم ہے کیونکہ میرے رب نے مجھے قلب اور عقل اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی کو قرآن شریف کے متعلق پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو کہ یہ دن میں نازل ہوئی یا رات کو میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

ابن ابی داؤد محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کرنے میں ذرا دیر کی حضرت ابوبکر صدیق آپ سے ملے اور آپ نے کہا کیا تم کو میری بیعت میں کچھ تامل ہے آپ نے کہا کہ نہیں مگر میں نے اس بات کی قسم کھائی کہ میں جب تک اپنی چادر سوائے نماز کے نہیں اوڑھونگا جب تک میں قرآن شریف کو جمع نہ کر لوں چنانچہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ نے قرآن شریف اسی ترتیب سے جمع کیا تھا جس طرح سے کہ نازل ہوا تھا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر وہ قرآن شریف ہمارے پاس تک پہونچتا تو علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوتا۔

فصل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر کلمات حکمت

آپ نے فرمایا زیادہ ہوشیاری سوء ظن ہے (ابوالشیخ ابن حبان)

محبت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کر دیتی ہے اور عداوت قریب النسب آدمی کو بعید کر دیتی ہے۔ دیکھو ہاتھ جسم میں سب سے زیادہ قریب ہے مگر جب ہاتھ خراب ہو جاتا ہے تو کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور پھر داغ دیدیا جاتا ہے (ابونعیم)

آپنے فرمایا کہ میری پانچ باتیں یاد رکھو کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرنا چاہئیے اور سوائے اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھنی چاہئیے۔ جو چیز آدمی نہ جانتا ہو اس کے سیکھنے میں کبھی شرم نہ کرنی چاہئیے۔ اور عالم کو اسوقت شرم نہ کرنی چاہئیے جبکہ وہ کوئی مسئلہ نہ جانتا ہو اور اگر کوئی اس سے اس مسئلہ کو دریافت کرے تو یہ کہدے کہ خداوند تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے صبر اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سر اور جسم کی جب صبر جاتا رہا تو سمجھو کہ ایمان جاتا رہا کیونکہ جب سر ہی جاتا رہا تو پھر جسم کہاں بچ گیا (ابن منصور)

آپنے فرمایا کہ فقیہہ کامل وہ فقیہہ ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے ناامید نکرے

اور لوگوں کو گناہوں کی رخصت نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بےخوف نہ کرے اور قرآن شریف کی طرف سے لوگوں کو اعراض نہ کرائے۔ جس عبادت کی آدمی کو خبر نہ ہو اس میں خیر کبھی نہیں ہو سکتی۔ جو آدمی علم کو اچھی طرح نہ سمجھے وہ علم نہیں کہلاتا جس میں غور و فکر نہ ہو وہ پڑھنا نہیں کہلاتا (ابو النفریس)

مجھے سب سے زیادہ عزیز وہ شخص ہے کہ جب اس سے وہ بات دریافت کی جائے جسکا اسے علم نہیں تو صاف کہدے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں (ابن عساکر)

جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جو بات اپنے اوپر پسند کرے وہی دوسروں کے واسطے بھی پسند کرے (ابن عساکر)

آپ نے فرمایا کہ سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔ بہت زیادہ نحصہ زیادہ پیاس۔ جلدی جلدی جمائی کا آنا۔ قے۔ نکسیر۔ بول و براز اور یاد الٰہی کیوقت نیند کا آنا۔ انار کو اسکی جھلی کے ساتھ جو دانوں پر لپٹی رہتی ہے کھانا چاہئے کیونکہ وہ مقوی معدہ ہے (عبد اللہ بن احمد فی زائد المسند)

آپ نے فرمایا تیرا عالم کو سنانا یا عالم کا تجھے سنانا دونوں برابر ہیں (حاکم فی التاریخ)

آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ مؤمن آدمی ایک ادنیٰ غلام سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا (سعید بن منصور)

آپ کی وفات پر جو ابوالاسود دوئلی نے مرثیہ لکھا ہے اسکو ہم درج ذیل کرتے ہیں (ترجمہ مرثیہ ابوالاسود دوئلی) خبردار اے آنکھ تیرے اوپر افسوس ہے کہ تو میری موافقت کیوں نہیں کرتی اور حضرت امیرالمؤمنین پر کیوں نہیں روتی۔ انکے اوپر ام کلثوم روتی ہیں اور ان پر آنسو بہاتی ہیں انھوں نے یقین کو دیکھ لیا۔ خوارج جہاں کہیں ہوں ان سے کہدو کہ ہمارے حاسدوں کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ کیا رمضان المبارک کے ہی مہینہ میں ہمیں غم دینا تھا۔ ایسے آدمی کی جدائی کی وجہ سے جو سرتا پا خیر تھا۔ تم نے اس آدمی کو قتل کر دیا جو تیز اونٹنی پر سوار ہوتا تھا اور اس کو ذلیل کر دیا جو کشتی پر سوار ہوتا تھا اور جو جوتے پہنتا تھا اور مثانی اور مبین

رکھتا تھا تمام مناقب اس میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے
محبت رکھتے تھے۔ اہل قریش جہاں کہیں ہوں وہ یاد رکھیں کہ وہ دین و نسب میں انکے
بہترین آدمی تھے۔ جس وقت ابو الحسن کا چہرہ سامنے آجاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ بدر
(چاند) نکل آیا۔ ہم انکی شہادت سے پہلے سمجھتے تھے کہ ہم اپنے اندر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دوست کو دیکھ رہے ہیں۔ حق قائم رکھنے میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور دوست
دشمن کے ساتھ برابر عدل کرتے تھے۔ وہ علم کو چھپانے والے نہیں تھے اور نہ وہ متکبر
پیدا ہوئے تھے۔ علیؓ کو کھو کر لوگ ایسے ہو گئے تھے جیسے شتر مرغ قحط سالی میں مارا
مارا پھرتا ہے۔ معاویہ بن صخر کو برا نہ کہو کیونکہ خلفاء کا بقیہ اب بھی ہم میں موجود ہے۔

فصل

وہ حضرات جو آپ کے زمانہ خلافت میں مرے یا شہید ہوئے

حذیفہ بن الیمان۔ زبیر بن عوام۔ طلحہ۔ زبیر بن صوحان۔ سلمان فارسی۔ ہند بن ابی ہالہ
اویس قرنی۔ خباب بن الارت۔ عمار بن یاسر۔ سہل بن حنیف۔ تمیم داری۔ خوات بن جبیر۔
شرجیل بن السمط۔ ابو میسرہ البدری۔ صفوان بن عسال۔ عمرو بن عنبسہ۔ ہشام بن حکیم
ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسنؓ بن علیؓ بن ابو طالب ابو محمد سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نص یعنی
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق آخری خلیفہ ہیں۔

ابن سعد نے عمر ابن سلیمان سے روایت کی ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں نام اہل
جنت کے ہیں۔ یہ نام ایام جاہلیت میں کسی شخص نے نہیں رکھے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے آپ نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث روایت کی ہیں اور آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ

اور دیگر تابعین مثلاً آپ کے صاحبزادہ ابوالحورار ربیعہ بن شیبان شعبی ابوالوائل نے روایت کی ہے آپ صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے آپکا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی حسنؓ رکھا تھا۔ ساتویں روز آپ کا عقیقہ کرکے بال اترواتے تھے اور یہ حکم فرمایا تھا کہ بالوں کے برابر چاندی وزن کرکے صدقہ کردیجاوے۔ آپ اہل کسار کے پانچویں شخص ہیں۔

عسکری کہتے ہیں کہ یہ نام جاہلیت میں نہیں پایا جاتا۔ مفصل کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے حسنؓ اور حسینؓ ناموں کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں فرزندوں کا نام رکھا۔ امام بخاریؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھکر کسی کی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملتی تھی۔ بخاری اور مسلم نے براء سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے کاندھے پر حضرت حسنؓ کو لئے ہوئے فرماتے تھے الٰہی! میں اس سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی محبت رکھئے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے اور آپ کے پہلو میں حضرت حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی حضرت حسنؓ کی طرف اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں اسکے سبب سے صلح کرائینگے۔

بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ میرے دنیا کے پھول ہیں۔ ترمذی اور حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

ترمذی اسامہؓ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو گود میں لئے ہوئے فرما رہے تھے۔ الٰہی یہ دونوں میرے بیٹے اور نواسے ہیں میں انھیں محبوب رکھتا ہوں آپ بھی انھیں محبوب رکھئے اور نیز ان سے جو محبت رکھے اس کو بھی آپ محبوب رکھئے۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپکو اہل بیت میں سب سے زیادہ کون محبوب ہیں آپنے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکروز حضرت حسنؓ کو کندھے پر سوار کئے تشریف لیجا رہے تھے راستہ میں ایک شخص نے کہا اے لڑکے تو نے کیا اچھی سواری پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔

ابن سعد نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور آپ اُن کو سب سے زیادہ عزیز بھی رکھتے تھے میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں اور حضرت حسنؓ کھیلتے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن یا کمر پر چڑھ بیٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جبتک نہ اتارتے تھے جبتک کہ وہ خود نہ اتر جائیں اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ رکوع میں ہوتے اور حضرت حسنؓ آتے اور آپ کے پیروں کے بیچ میں کو نکل گئے۔

ابن سعد نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کے سامنے اپنی زبان نکالتے اور حضرت حسنؓ زبان کی سرخی کو دیکھکر بہت ہنستے اور خوش ہوا کرتے تھے۔

حاکم نے زہیر بن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی قبیلہ ازدشنوہ کا کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو گود میں لئے ہوئے فرما رہے تھے کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے وہ حسنؓ سے بھی محبت رکھے جو لوگ حاضر ہیں وہ سن لیں اور غائبین تک اس کو پہونچا دیں۔ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی یہ بات بیان نہ کرتا۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں المختصر یہ کہ آپ نہایت حلیم صاحب وقار اور سکینہ صاحب حشمت اور اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔ فتنوں اور لڑائیوں کو نہایت برا سمجھتے تھے۔ شادیاں آپ زیادہ کرتے تھے آپ کی سخاوت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو ایک لاکھ درہم عطا فرماتے تھے۔

حاکم عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پا پیادہ حالانکہ آپ کے ساتھ

اونٹ چلا کرتے سے پچیس حج کیئے۔

ابن سعد عمیر بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایسی شیرینی کسی کے کلام میں نہیں پائی جیسی کہ حضرت حسنؓ کے کلام میں تھی۔ جب آپ بات کرتے تھے تو یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کلام ختم نہ کریں۔ میں نے آپ کی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا مگر ایک مرتبہ آپ کی ..رعمرو بن عثمان کی کچھ زمین کے متعلق ان بن ہو گئی۔ آپ نے عمرو بن عثمان کو کچھ فیصلہ کن بات فرمائی مگر عمرو بن عثمان نے نہ قبول کی۔ اس پر حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ وہ اگر اس کو نہیں مانتے تو ہمارے پاس اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ انکی ناک خاک آلود کیجائے بس یہی ایک سخت کلمہ آپکی زبان سے سننے میں آیا ہے۔

ابن سعد نے عمیر بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ جب مروان ہمپر حاکم تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا اور حضرت حسنؓ بیٹھے سنا کرتے تھے اور کبھی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایکدن اس کمبخت نے آپؓ کہلا کر بھیجا کہ علیؓ پر علیؓ پر علیؓ پر اور تجھپر اور تجھپر اور تجھپر میرے نزدیک تیری مثال (معاذ اللہ۔ خاکش بدہن۔ مترجم) خچر جیسی ہے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تیرا باپ کون تھا تو کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قاصد سے کہا کہ تو اس سے کہدے کہ واللہ میں تیری یہ باتیں کبھی نہیں بھولونگا لیکن ایک روز ہم دونوں خداوند تعالیٰ کے سامنے بھی حاضر ہونا ہے اگر تو نے سچ بولا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھے سچ بولنے کی جزائے خیر دیگا اور اگر تو جھوٹا ہے تو وہ قادر مطلق سب سے زیادہ انتقام لینے والے ہیں۔

ابن سعد نے رزیق بن سوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا مگر آپ بالکل خاموش رہے مگر اتفاق وقت سے مروان نے داہنے ہاتھ سے ناک صاف کی اس پر آپ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ داہنا ہاتھ منہ کے واسطے ہے اور بایاں ناپاکی کے واسطے ہے تجھ پر یہ سنکر مروان خاموش ہو گیا۔

ابن سعد نے اشعث بن سوار سے اور اس نے ایک اور شخص سے روایت کی ہے

ایک آدمی آپ کے پاس آکر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے پاس ایسے وقت میں بیٹھے جبکہ میرے اٹھنے کا وقت ہے اگر اجازت دو تو میں چلا جاؤں۔

ابن سعد علی بن زید جدعان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ اپنے تمام مال کو راہ خدا میں دیا اور تین مرتبہ نصف نصف خیرات کیا حتیٰ کہ ایک جوتا دیدیا اور ایک رکھ لیا اور ایک موزہ دیدیا اور ایک رکھ لیا۔

ابن سعد نے علی بن حسن سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر الطلاق تھے آپ نے ۹۰ عورتوں سے نکاح کیا۔ ابن سعد نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؓ نکاح کرتے تھے اور طلاق دیدیتے تھے حتیٰ کہ یہ ڈر ہو گیا کہ کہیں قبائل میں عداوت نہ پیدا ہو جائے اور اسی واسطے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہنا پڑا کہ اے کوفہ والو اتم میرے بیٹے حسن کو لڑکیاں مت دو کیونکہ وہ طلاق بہت دیتا ہے مگر ہمدان کے قبیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ ہم ضرور ان کو لڑکیاں دینگے چاہے وہ رکھیں یا طلاق دیدیں۔

ابن سعد نے عبداللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نکاح کرتے تھے اور جو عورت آپ سے نکاح کر لیتی تھی آپ پر عاشق ہو جاتی تھی۔

ابن عساکر نے جو بریا بن اسماء سے روایت کی ہے کہ جسوقت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو مروان آپ کے جنازہ پر آکر رویا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب تو روتا ہے اور آپ کی زندگی میں تو نے کیا کچھ نہیں کیا اور نہیں کہا۔ مروان نے کہا کہ آپ جانتے بھی ہیں کہ میں اس شخص کے ساتھ ایسا کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا۔

ابن عساکر نے مبرد سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ابو ذر یہ کہتے ہیں کہ میں مفلسی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے بہتر سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ابو ذر پر خداوند تعالیٰ رحم فرمائیں میں تو یہی کہتا ہوں کہ جو اپنے آپ کو بالکل خداوند تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں میں کسی ایسی بات کی تمنا ہی نہیں کرتا جو اس حالت کے غیر ہو جسکو خداوند تعالیٰ نے اختیار کر لیا ہے اور یہ آپ کا قول رضا بالقضا کد

پوری طرح ظاہر کرتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد چھ ماہ خلیفہ رہے چونکہ آپ سے اہل کوفہ نے بیعت کرلی تھی اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے چونکہ ہمیشگی خدا ہی کے حکم کو ہے آپ نے ان شرائط کے ساتھ خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کردی کہ تمہارے بعد خلافت مجھے پہونچیگی اور جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے دستور چلا آتا ہے کہ اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے کچھ نہیں لیا جاتا بدستور جاری رہیگا اور یہ کہ آپ کا قرضہ حضرت معاویہ ادا کریں گے حضرت معاویہ نے ان شرائط کو قبول کرلیا اور اسی پر صلح ہوگئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائیگا پوری ہوگئی۔ بلقینی نے اسی سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جب خلافت جو اعظم المناصب ہے اسکا چھوڑ دینا جائز ہے تو وظائف کا ترک کرنا بھی جائز ہے۔

آپ نے ربیع الاول اور بعض کے نزدیک ربیع الاول ۴۱ھ میں خلع خلافت فرمایا آپکے دوست آپ کو عار المومنین کہہ کر پکارتے تو آپ فرماتے کہ عار (شرم) نار (دوزخ) سے بہتر ہے۔ ایک آدمی نے آکر کہا السلام علیکم یا مذل المومنین (اے مسلمانوں کے ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام) آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کا ذلیل کرنیوالا نہیں ہوں لیکن میں نے اس کو مکروہ سمجھا کہ میں ملک کے واسطے تم کو لڑاؤں اور قتل کراؤں۔ پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے اور وہیں اقامت فرمائی۔

حاکم نے جبیر بن نصیر سے نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگوں کے اندر افواہ ہے کہ آپ پھر خلافت چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جسوقت عرب کے لوگوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے میں جس سے چاہتا انھیں لڑا دیتا اور جسکو چاہتا بچا دیتا اسوقت ہی جب میں نے اس کو محض رضائے الٰہی کیوجہ سے ترک کر دیا تھا اور لوگوں کے خون بہانے سے علیحدہ ہو گیا تھا تو کیا اب پھر اس کو صرف اہل حجاز کی خوشنودی سے قبول کرونگا۔

آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو مدینہ شریف میں یزید نے خفیہ یہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیدیگی تو میں تجھ سے نکاح کر لونگا اس بہکائے اور فریب میں آ کر اس کمبخت نے آپکو زہر دیدیا اور آپکی شہادت ۴۹ھ اور بقول بعض ۵ ربیع الاول ۵۰ھ میں آئی زہر کیوجہ سے واقع ہوئی جب آپکی شہادت ہو چکی تو اس نے یزید کو ایفاء وعدہ کے لئے کہا جسپر یزید نے کہلا کر بھیجدیا کہ جب میں تجھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہی نکاح میں نہ دیکھ سکا تو تجھے اپنے لئے کسطرح پسند کر سکتا ہوں۔

آپکے انتقال کیوقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر چند چاہا کہ آپ یہ بتلا دیں کہ آپکو زہر کس نے دیا ہے مگر آپ نے فرمایا کہ اگر قاتل واقعی وہی شخص ہے جس پر میرا شبہ ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ انتقام لینے والے ہیں اور اگر وہ نہیں تو خواہ مخواہ میں کسی کو کیوں قتل کراوں۔

ابن سعد نے عمران بن عبد اللہ بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھی ہوئی ہے آپنے جسوقت یہ خواب بیان کیا تو اہلبیت بہت خوش ہوئے مگر جسوقت سعید بن مسیب کو یہ معلوم ہوا تو آپنے فرمایا کہ اگر آپکا یہ خواب سچا ہے تو آپ کی زندگی کے بہت کم روز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسکے بعد آپ بہت کم زندہ رہے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے ہشام کے والد سے روایت کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آپکو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا انھوں نے ایک سال اسے روک لیا اسوجہ سے آپکا ہاتھ بہت تنگ ہو گیا آپنے حضرت معاویہ کی یاد دہانی کیلئے ایک رقعہ لکھنا چاہا اور دوات منگائی پھر آپ کچھ سوچکر رک گئے اسی رات آپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں حسن رضی اللہ عنہ کیا حال ہے آپنے عرض کیا حضور! اچھا ہوں اور تنگدستی کی شکایت کی یہ سنکر حضور نے فرمایا کہ تو نے دوات اس غرض سے منگائی تھی کہ ایک مخلوق کیطرف عرضداشت لکھے آپنے فرمایا جی حضور ایسا ہی ارادہ تھا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو (اس دعا کو ہم عربی میں نقل کرتے ہیں تاکہ ہر حاجتمند اسے پڑھکر حاجت میں فائدہ اٹھائے اور ترجمہ ترک کرتے ہیں۔ مترجم) اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِيْ وَلَمْ

انتھت الیہ ہمتی ولم تبلغہ مسألتی ولم تجر لسانی مما اعطیت احدًا من الاولین والاٰخرین من الیقین تخصنی بہ یا رب العالمین۔

ہشام کے والد ماجد کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا ابھی پورا ایک ہفتہ بھی نہیں گذرنے پایا تھا کہ حضرت معاویہؓ نے آپکے پاس پانچ لاکھ بھیجدیے اس پر آپنے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جو اپنے یاد کرنیوالے کو کبھی نہیں بھولتا اور اپنے سے مانگنے والے کو کبھی مایوس نہیں کرتا آپ نے پھر اپنے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضورؐ نے فرمایا اے حسنؓ کیسے ہو آپنے عرض کیا اچھا ہوں اور معاویہؓ نے پانچ لاکھ بھیجدیے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا بیٹا! خالق سے مانگنے اور مخلوق سے التجا نہ کرنے کا یہی اثر ہوتا ہے۔

طیوریات میں سلیم بن عیسیٰ قاری کوفی سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی وفات کے وقت گھبرانے لگے حضرت امام حسین نے کہا بھائی صاحب آپ کیوں گھبراتے ہیں آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جارہے ہیں اور وہ دونوں آپکے والد ہیں۔ نیز اپنی والدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت فاطمہ زہراؓ اور اپنے ماموں حضرت قاسمؓ اور طاہرؓ اور اپنے چچا حمزہؓ اور جعفرؓ کے پاس جارہے ہو پھر گھبراہٹ کیسی آپنے فرمایا بھائی حسینؓ میں ایسی جگہ جارہا ہوں جہاں کبھی پہلے نہیں گیا اور میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جسے کبھی پہلے نہیں دیکھا۔

عبد اللہ چند راویوں کے طریقوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ نے اپنی موت کے وقت حضرت امام حسینؓ سے فرمایا کہ بھائی تمہارے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچی۔ پھر میان سے تلواریں نکل آئیں اور یہ معاملہ طے نہ ہوا اور اللہ میں یہ پوری طرح سمجھ رہا ہوں کہ اب ہمارے خاندان میں خلافت اور نبوت جمع نہیں ہوسکتی اور یہ بھی جان رہا ہوں کہ سفہاء کوفہ تمہیں یہاں سے نکالدینگے میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کیلئے جگہ دیدیں اسوقت انھوں نے وعدہ فرمایا تھا جس وقت میرا

انتقال ہو جائے تو تم انھیں وعدہ یاد دلانا مگر مجھے خیال ہے کہ جب تم دریافت کرو گے تو لوگ مانع ہونگے اگر وہ مانع ہوں تو تم اصرار نہ کرنا چنانچہ حضرت امام حسینؓ نے آپ کے انتقال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا اور آپ نے اجازت دیدی مگر مروان مانع آیا اس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے تلوار کھینچ لی مگر حضرت ابو ہریرہؓ نے منع کر دیا اور حضرت امام حسنؓ کو آپکی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کر دیا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مترجم)

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی۔ ابو عبد الرحمن یہ خود اور آپکے والد ماجد ابوسفیان فتح مکہ کے روز ایمان لائے اور جنگ حنین میں شامل ہوئے آپ اول اول مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں پکے اور سچے مسلمان ہو گئے آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محرروں میں سے ہیں ایک سو تریسٹھ احادیث اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور آپ سے بہت سے صحابہ مثلاً ابن عباس۔ ابن عمر۔ ابن زبیر۔ ابو الدرداء۔ جریر البجلی۔ نعمان بن بشیر وغیرہم اور تابعی مثلاً ابن المسیب حمید بن عبد الرحمن وغیرہ تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے روایت کی ہے۔ آپ ہوشیاری اور علم و دانائی اور بردباری میں بہت زیادہ مشہور زمانہ تھے آپ کی فضیلت میں بہت احادیث وارد ہیں مگر پایۂ اعتبار کو بہت کم احادیث پہونچتی ہیں۔

چنانچہ ترمذی نے ایک حدیث جسکو وہ حسن کہتے ہیں عبد الرحمن بن ابو عمیر صحابی سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا ہے کہ الٰہی معاویہ کو ہدایت کرنیوالا اور ہدایت پانیوالا کر دیجیے۔ نیز احمد نے اپنی مسند میں عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ الٰہی معاویہ کو حساب و کتاب سکھلائے اور آپ اسکو عذاب سے بچا لیجے۔ ابن ابی شیبہ مصنف میں اور طبرانی کبیر میں عبد الملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ

تو حضرت معاویہ نے کہا کہ مجھے خلافت کی اسوقت سے امید تھی جسوقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ معاویہ جب تو بادشاہ ہو جائے تو لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا۔

حضرت امیر معاویہ رضی لمبے قد خوبصورت اور وجیہہ آدمی تھے آپ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھکر فرمایا کرتے تھے کہ یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ نیز حضرت علی رضی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا معاویہ کو برا نہ سمجھو جس وقت یہ تمہارے اندر سے اٹھ جاویں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سر تن سے جدا کئے جاویں گے۔

مقبری کہتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کسریٰ اور ہرقل کا تو ذکر کرتے ہیں مگر امیر معاویہ رضی کو بھول جاتے ہیں۔

آپ کا حلم ضرب المثل تھا چنانچہ ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم نے تو آپ کے حلم پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

ابن عوف کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ معاویہ رضی تم سیدھے ہو جاؤ ورنہ ہم خود تمہیں سیدھا کر دینگے آپ نے فرمایا مجھے کس چیز سے سیدھا کرو گے اس نے کہا مارے اینٹوں کے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس وقت سیدھا ہو جاؤنگا۔ قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں آپ کی صحبت میں بہت زیادہ رہا ہوں میں نے آپ سے زیادہ کسی کو علیم اور حلیم اور عقیل نہیں دیکھا۔

جسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی نے شام کی طرف لشکر روانہ فرمایا تو حضرت امیر معاویہ رضی بھی اپنے بھائی یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ شام کے ملک میں چلے گئے جب یزید بن ابوسفیان کا انتقال ہو گیا تو ان کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق نے انکا تقرر کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو قائم رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یہ تمام ملک شام پر حاکم مقرر ہو گئے۔ اس حساب سے آپ بیس سال امیر اور بیس سال خلیفہ رہے۔

کعب احبار کہتے ہیں کہ جتنا مال و متاع حضرت امیر معاویہ رضی کے پاس ہے اتنا اس امت میں کسی کے پاس نہیں ہوا مگر ذہبی فرماتے کہ کعب احبار کا انتقال حضرت امیر معاویہ

کی خلافت سے پہلے ہوچکا تھا اور اس قول کی وہ اس طرح تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے بیس برس
تک اس طرح سے خلافت کی کہ کسی امیر یا عامل نے کسی جگہ سر نہیں اٹھایا بخلاف دیگر خلفاء کے جو آپ
کے بعد ہوئے کہ انکی مخالفتیں کی گئیں اور انکے قبضہ سے اکثر ممالک جاتے رہے اور جیسا کہ ہم پہلے
بیان کر چکے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کیا اور اپنا نام خلیفہ رکھا اور
اسی طرح حضرت امام حسنؓ پر خروج کیا اور اسی وجہ سے حضرت امام حسنؓ نے خلع بیعت کیا تو اس اعتبار
سے حضرت معاویہؓ ربیع الآخر یا جمادی الاول ۴۱ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور چونکہ
اس سال ایک خلیفہ پر اجتماع امت ہوا تو اس سال کا نام سال جماعت رکھا گیا اور اسی سال
جماعت یعنی ۴۱ھ میں آپ نے مروان بن حکم کو مدینہ طیبہ کا حاکم مقرر کیا۔ ۴۳ھ میں رخج وغیرہ بلاد سجستان سے اور
ودان برقہ سے اور کوری بلاد سوڈان سے فتح ہوئے اور اسی سال انھوں نے اپنے بھائی زیاد بن معاویہ کو اپنا خلیفہ بنایا
اور یہ سب سے پہلا قضیہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں تغیر پیدا ہوا (ثعالبی وغیرہ)
۴۵ھ میں قیقان فتح ہوا اور ۵۰ھ میں قوہستان لڑائی سے فتح ہوا اسی سال امیر معاویہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے اس کے ولیعہد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی۔ اس
اعتبار سے آپ ہی اسلام میں سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لئے
بیعت کرائی۔ پھر آپ نے مروان کو حکم لکھا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لے چنانچہ خطبہ میں مروان
نے کہا کہ مجھے خلیفہ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں ان کے بیٹے یزید کے لئے آپ لوگوں
سے سنت ابوبکرؓ و عمرؓ پر بیعت لوں۔ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ نے فوراً کھڑے ہو کر
کہا کہ نہیں نہیں بلکہ سنت کسریٰ اور قیصر پر کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق نے کبھی
اپنی اولاد یا اپنی اہل بیت کے لئے کسی سے بیعت نہیں لی۔

۵۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کے واسطے
بیعت لی۔ حضرت ابن عمرؓ کو بلا کر کہا کہ اے ابن عمرؓ تمہارا قول ہے کہ جس دن مجھپر کوئی امیر نہیں
ہوگا تو مجھے چین نہیں آئیگی۔ اب تمہیں مجھے معاملہ خلافت میں لوگوں کے اندر خلل ڈالتے معلوم
ہوتے ہو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ آپ سے پہلے بھی خلفاء گذرے ہیں
اور ان کے بھی پسری اولاد تھی اور ان کے لڑکوں سے آپ کا لڑکا کسی طرح بہتر

بھی نہیں ہے مگر ان خلفاء نے باوجود اسکے اپنی اولاد کو کبھی ولیعہد نہیں بنایا عامہ مسلمین کے انتخاب پر اس امر کو چھوڑ دیا اسی طرح اب بھی اگر وہ کسی پر اجتماع کر لیں گے تو میں بھی انھیں میں ایک فرد ہوں۔ آپ مجھے اس سے ڈراتے ہیں کہ تو مسلمانوں کے اندر خلل ڈالیگا حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں۔ یہ کہکر آپ اٹھکر چلے آئے۔ پھر حضرت معاویہؓ نے ابن ابو بکرؓ کو بلا بھیجا جس وقت وہ تشریف لائے اور ان سے بھی انھوں نے وہی کہنا شروع کیا تو حضرت ابن ابو بکرؓ نے بات کاٹکر فرمایا کیا آپ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں اپنا وکیل بنالیا ہے۔ واللہ ہم نے آپ کو اپنا وکیل نہیں بنایا۔ خدا کی قسم ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملہ میں تمام مسلمان مجتمع ہو کر شوریٰ کریں۔ یہ کہکر آپ اٹھ کھڑے ہوئے مگر حضرت معاویہؓ نے اول تو دعا کی الٰہی جو کچھ میں چاہتا ہوں اس میں آپ میری مدد کیجئے پھر کہا کہ تم سختی اور درشتی کو کام میں نہ لاؤ ذرا نرمی کرو۔ اہل شام تک اس بات کو نہ پہونچا دینا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ سبقت نہ کر بیٹھیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ انھیں شام تک اس بات کی اطلاع دیدوں کہ تم نے یزید کے واسطے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو کچھ تم سے ہو سکے کر گذرنا۔

اسکے بعد حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن زبیرؓ کو بلایا اور یہ کہا کہ ابن زبیرؓ! تو ایک تیز لومڑی کی مثل ہے کہ ایک بھٹ سے نکلی فوراً دوسرے میں جا گھسی۔ تو نے ہی ان دونوں (ابن عمرؓ و ابن ابو بکرؓ) کو کچھ ان کے کانوں میں پھونک کر بہکا رکھا ہے اور کسی دوسرے کی بیعت پر آمادہ کر رکھا ہے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا کہ اگر آپ خلافت سے ملول اور بیزار ہو گئے ہیں تو اس تخت خلافت کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے تاکہ ہم آپکے بیٹے ہی سے بیعت کر لیں آپ بتلایئے کہ باوجود آپ کی اور اس کی بیعت کے ہم کونسے کی سنیں اور کس کی اطاعت کیا کریں۔ کیونکہ ایک زمانہ میں دو بادشاہوں کی بیعت کسی طرح جمع نہیں ہو سکتی۔ یہ کہکر آپ تشریف لے آئے۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ منبر پر چڑھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ میں نے کچھ اوہ لوگوں کی باتوں کو سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ اور ابن ابو بکرؓ اور ابن زبیرؓ کبھی بھی یزید کی بیعت نہیں کرنے کے حالانکہ انھوں نے یزید کی بیعت اور اطاعت سب کچھ کر لی اس پر اہل شام نے کہا کہ واللہ جبتک وہ ہمارے سامنے بالمواجہ بیعت نہ کریں گے ہم کبھی نہ مانیں گے اور اگر ہمارے

منے ایسا نہ کیا تو ہم تینوں کا سر اڑا دیں گے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ قریش
لسان میں ایسی گستاخی واللہ آج کے بعد میں کبھی تمہارے منہ سے ایسی گفتگو نہ سنوں پھر
منبر سے نیچے اتر آئے۔

اس کے بعد لوگوں میں افواہ مشہور ہوگئی کہ ابن عمرؓ اور ابن ابو بکرؓ اور ابن زبیرؓ نے
ید سے بیعت کرلی حالانکہ یہ حضرت اس سے برابر انکار فرماتے رہے۔ امیر معاویہؓ حج
کے بعد شام کو واپس چلے گئے۔

ابن سکندر کہتے ہیں کہ جب یزید کی بیعت کی گئی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ یہ شخص اگر اچھا نکلا تو ہم اس سے راضی رہیں گے ورنہ بلا پر صبر کرینگے۔

خرائطی نے ہوالفت میں حمید بن وہب سے روایت کی ہے کہ ایک عورت ہند بنت عتبہ بن
ربیعہ فاکہ ابن مغیرہ قریشی کے نکاح میں تھی۔ فاکہ نے ایک مردانہ بیٹھک بنوا رکھی تھی
جس میں مرد بلا اجازت آیا جایا کرتے تھے۔ اتفاقاً انہیں ایک روز فاکہ اور اسکی بیوی ہند بھی
موجود تھی۔ تھوڑی دیر میں فاکہ کہیں کسی ضرورت سے چلا گیا اور ہند اکیلی رہ گئی۔ اچانک اسمیں ایک
شخص آیا اور ایک عورت کو اکیلی دیکھکر پچھلے پیر لوٹ گیا اسکے لوٹتے وقت فاکہ آگیا اور اسنے اپنی
بیوی کو ٹھوکریں مار کر دریافت کیا کہ یہ تیرے پاس کون آیا تھا۔ اس نے کہا میں نے تو کسی کو دیکھا
ہی نہیں۔ تمہارے کہنے سے مجھے خیال ہوا کہ کوئی آیا تھا۔ اُسنے کہا کہ تو میرے گھر سے نکل جا
اور اپنے والدین کے چلی جا۔ اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ ہند کے باپ نے ایکروز اس سے کہا کہ
لوگ تمہیں بہت مطعون کرتے ہیں رات دن لوگوں میں یہی ذکر اذکار رہتا ہے۔ تو مجھے
سچی بات بتلا دے۔ اگر تیرا خاوند سچا ہے تو میں کسی آدمی کو اس پر معین کردوں تاکہ وہ
اسے قتل کر ڈالے اور لوگ اس طعنہ زنی سے باز آئیں اور اگر وہ جھوٹا ہے تو یہ معاملہ یمن کے
کسی کاہن کے روبرو پیش کریں۔ یہ سنکر ہند نے اپنی بریت کے لئے وہی قسمیں جو جاہلیت
میں کھائی جاتی تھیں، کھانا شروع کیں جب عتبہ کو یقین آگیا کہ یہ سچی ہے تو اس نے فاکہ کو مجبور
کیا کہ چونکہ اس نے میری بیٹی پر تہمت لگائی ہے اس لئے یہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو لیکر یمن کے
کسی کاہن کے پاس چلے۔ چنانچہ فاکہ بنو مخزوم کو اور عتبہ عبد مناف کو لیکر یمن کو چلے اور

ہند کے ساتھ اس کی کئی ایک سہیلیوں کو بھی لیا جب قافلہ یمن کے قریب پہونچا تو ہند کا چہرہ متغیر ہو گیا یہ دیکھکر اسکے باپ عتبہ نے کہا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تو گنہگار ہے۔ ہند نے کہا کہ اصل بات یہ ہو کہ تم مجھے ایک ایسے شخص کے پاس لے جا رہے ہو کہ جسکی بات سچی بھی ہوتی ہے اور جھوٹی بھی۔ اگر اس نے بلا وجہ مجھے متہم بتلا دیا تو میں تمام عرب میں منہ دکھلانے کے قابل نہ رہونگی۔ عتبہ نے کہا کہ میں تیری بات پیش کرنے سے پہلے اس کا امتحان کرلونگا اگر وہ اس امتحان میں پورا اتر آیا تو میں تیرا معاملہ پیش کرونگا ورنہ نہیں۔ چنانچہ عتبہ نے مرغیوں کی سی آواز یا سیٹی گھوڑے کے کان میں ماری جس سے گھوڑا سر ہو گیا اور عتبہ نے اسکے ذکر میں ایک گیہوں کا دانہ داخل کر کے لہسن سے اس سوراخ کو بند کر دیا جب کاہن کے پاس پہونچے تو عتبہ نے اس کاہن سے کہا کہ میں ایک کام کیواسطے تمہارے پاس آیا ہوں اور میں نے تمہارے امتحان کے لئے کچھ فعل بھی کیا ہے اول اسے بتلا دیجئے کہ وہ کیا ہے اسنے کہا کہ ذکر میں تم نے ایک گیہوں کا دانہ رکھا ہے۔ عتبہ نے کہا کہ ذرا واضح بیان کیجئے اس نے کہا کہ تم نے گھوڑے کے ذکر میں دانہ رکھا ہے اور اس پر مہر کر دی ہے عتبہ نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ ان عورتوں کے معاملہ میں غور کیجئے۔ وہ ایک عورت کے پاس آیا اور اسکے مونڈھے پر مار کر کہا کہ کھڑی ہو جا پھر دوسری تیسری حتی کہ ہند کے پاس آیا اور اسکے مونڈھے پر مار کر کہا کہ تو پاک وصاف ہے تونے زنا وغیرہ کچھ نہیں کیا تو ایک بادشاہ کو جنیگی جس کا نام معاویہ ہوگا۔ یہ دیکھکر اسکے خاوند نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا مگر ہند نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ دور ہو اگر میرے بطن سے کوئی واقعی بادشاہ پیدا ہونے والا ہے تو میں کوشش کرونگی کہ وہ تیرے نطفہ سے نہ ہو۔ اس کے بعد اس سے ابوسفیان نے شادی کرلی اور حضرت امیر معاویہؓ پیدا ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجب ۶۰ھ میں انتقال فرمایا اور باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان مدفون ہوئے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ستتر سال کی ہوئی اور آپ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ناخن تھے آپ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ ان بال اور ناخنوں کو میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا اور مجھے میرے اور ارحم الراحمین کے درمیان چھوڑ دینا۔

فصل

حضرت امیر معاویہؓ کے کچھ مختصر حالات

ابن شیبہ نے مصنف میں سعید بن جمہان سے روایت کی ہے کہ میں نے سفینہ سے کہا کہ امیہ کہتے ہیں کہ خلافت ہمارے خاندان میں ہے انھوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں بلکہ بادشاہ اور سخت ترین بادشاہ ہیں اور سب سے پہلا بادشاہ معاویہؓ ہے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ابراہیم بن سوید الارمنی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی سے دریافت کیا کہ خلفاء کون کون ہیں آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ ہیں۔ میں نے کہا کہ معاویہؓ آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ مستحق خلافت نہیں تھا۔

سلفی نے طیوریات میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے والد ماجد سے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کی نسبت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اصل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے بہت لوگ دشمن تھے جو آپ کے اندر ہمیشہ عیب جوئی کرتے رہتے تھے۔ جب آپ کے اندر کوئی عیب نہ پایا تو ایسے شخص کے پاس آئے کہ اس نے آپ سے محاربہ اور مقابلہ کیا۔

ابن عساکر نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز جاریہ بن قدامہ سعدی حضرت معاویہؓ کے پاس آیا حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا تم کون ہو۔ اسنے کہا کہ میں جاریہ بن قدامہ ہوں امیر معاویہ نے کہا کہ تم کیا بننا چاہتے ہو۔ تمہاری مثال شہد کی مکھی جیسی ہے جاریہ نے کہا کہ تم ایک مثال دے تو بیٹھے مگر یہ نہ سمجھے کہ اسکا ڈنک بڑا سخت ہوتا ہے اور اسکا فضلہ میٹھا ہوتا ہے۔ اے معاویہ تو ایک کتا ہے اور کتوں کی طرح بھونکتا ہے امیہ بھی کوئی چیز ہے بلکہ اُمیۃ امۃ (لونڈی۔ باندی) کی تصغیر ہے۔

فضل بن سوید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جاریہ بن قدامہ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے آپ نے فرمایا کہ تم (حضرت علیؓ) کی طرف کوشش کرتے پھرتے ہو اور اس سے ایک ایسی آگ بھڑکا رہے ہو کہ جس سے عرب کے گاؤں جل جائیں اور خون کی ندیاں بہہ جائیں۔ جاریہ نے کہا اے معاویہ الخ

حضرت علی کا پیچھا چھوڑو، ہم نے جس وقت سے ان سے محبت کی ہے کبھی ناخوش نہیں کیا اور جب سے ہم نے انھیں نصیحت اور خیر خواہی کی ہے کبھی دھوکا یا فریب نہیں کیا۔ حضرت معاویہ نے کہا جاریہ تجھپر سخت افسوس ہے تو شاید اپنے خاندان پر بھی بھاری تھا جھی تیرا نام انھوں نے جاریہ (لونڈی باندی) رکھدیا۔ جاریہ نے کہا کہ اے معاویہ تو ہی اپنے خاندان پر بھاری ہوگا کہ تیرا نام انھوں نے معاویہ (بھونکنے والا) رکھدیا۔ کہا کیا تجھے تیری ماں نے جنا ہے۔ جاریہ نے کہا کہ ایسا جنا ہے کہ تجھے وہ ہماری تلواروں کی باڑیں یاد نہیں رہیں جو ہم نے تجھے جنگ صفین میں دکھلائیں تھیں معاویہ نے کہا کہ تو مجھے دھمکاتا ہے۔ جاریہ نے کہا کہ تو نے ہمیں بزور شمشیر زیر نہیں کیا تھا اور نہ ہم کو لڑائی فتح کیا تھا لیکن عہد و میثاق کیساتھ البتہ تجھے ملک سپرد کر دیا تھا اگر تو وفائے عہد کریگا تو ہم بھی تیرے ساتھ وفا کرینگے اور اگر تو بدعہدی کریگا تو ہم بھی خلاف ورزی کرینگے ہمارے ساتھ ہمارے بہت سے مددگار ہیں جنکی زرہیں نہایت مضبوط اور جنکی باتیں لوہے سے زیادہ کی ہیں اگر تو نے ہماری طرف غداری سے ہاتھ بڑھایا تو پھر ہم بھی بغاوت کرکے تجھے مزہ چکھا دیں گے حضرت معاویہ نے کہا کہ خدا تجھ جیسوں کو غارت ہی کر دے۔

ابوالطفیل عامر بن واثلہ صحابی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت معاویہ کے پاس گیا تو حضرت معاویہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم بھی قاتلان عثمانؓ میں ہو میں نے کہا کہ نہیں البتہ میں موقع پر موجود تھا مگر میں نے مدد بھی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کہ مدد کرنیکو کس نے روک دیا تھا میں نے کہا کہ مہاجرین اور انصار میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔ آپنے فرمایا لوگوں پر انکا حق واجب تھا کہ وہ مدد کرتے میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپکو انکی مدد سے کس نے روک دیا تھا حالانکہ آپ کے ساتھ تو اہل شام بھی موجود تھے۔ آپنے فرمایا کہ میں نے انکے خون کا مطالبہ کرکے ان کی مدد کی اس پر میں ہنس پڑا اور میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے یہ شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) موت کے بعد تو مجھ سے ملا نہیں کہ میرا نوحہ کرے اور زندگی میں میرا توشہ جو تجھ پر واجب تھا وہ بھی کبھی نہیں دیا۔

شعبی کہتے ہیں کہ اول وہ شخص آپ ہی ہیں جنھوں نے بیٹھکر خطبہ پڑھا کیونکہ آپ بہت ضخیم شحیم ہو گئے تھے اور پیٹ زیادہ بڑھ گیا تھا (ابن ابی شیبہ)

زہری کہتے ہیں کہ اول آپ نے ہی عید میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا جاری کیا (عبدالرزاق)
سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ عید میں اذان دینا بھی آپ ہی کی ایجاد ہے (ابن ابی شیبہ)
نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ اول جس شخص نے تکبیر کو کم کیا وہ حضرت معاویہؓ ہیں۔

عسکری کے اوائل میں ہے کہ اول قاصد حضرت معاویہ نے ہی رکھے اور سب سے پہلے اپنی خدمت کے لئے فوجیوں کو رکھا اور آپ ہی سے سب سے اول رعایا ناراض ہوئی اور سب سے پہلے آپ ہی کو اس طریقہ پر سلام کیا گیا کہ السلام علیک یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ الصلوٰۃ یرحمک اللہ۔ دفتر میں اول آپ ہی نے مہر ایجاد کی اور اس خدمت پر عبداللہ بن اوس غسانی کو مامور کیا اور اس مہر کے نگینہ پر لکل عمل ثواب کندہ تھا یہ طریقہ مہر کا تمام خلفاء عباسیین میں آخر وقت تک رائج رہا۔ اس مہر کے بنانے اور ایجاد کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ نے کسی شخص کے واسطے ایک لاکھ دینے کیلئے لکھا مگر اس شخص نے اس حکمنامہ کو راستہ میں کھول کر دو لاکھ بنا لیا جب حضرت امیر معاویہ کے سامنے حساب پیش ہوا تو انھوں نے دو لاکھ لکھنے اور دلانے سے انکار کیا اور اسی روز سے مہر جاری کر دی۔ اول آپ نے ہی مسجد میں چھوٹا سا حجرہ بنوایا اور آپ ہی نے اول غلاف کعبہ کے اتارنے کا حکم فرمایا کیونکہ اس سے پہلے غلاف تہ بر تہ چڑھ جاتے تھے۔

زبیر بن بکار موفقیات میں زہری کے بھتیجے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زہری سے دریافت کیا کہ وہ کون شخص ہے جس نے بیعت کے وقت قسم لینے کا طریقہ ایجاد کیا آپ نے فرمایا کہ وہ معاویہؓ ہیں کہ انھوں نے خلافت پر قسم لی تھی۔ جب عبدالملک بن مروان ہوئے تو انھوں نے طلاق اور عتاق (غلام کو آزاد کرنا) پر بھی قسم لینا شروع کر دیا۔

عسکری نے اوائل میں سلیمان بن عبداللہ بن معمر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہؓ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی مسجد میں گئے سو وہاں ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ تشریف رکھتے تھے۔ حضرت معاویہؓ انکے پاس آ کر بیٹھے تو حضرت ابن عباسؓ نے انکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ حضرت معاویہ نے کہا کہ اس منہ پھیرنے والے اور اس کے چچا کے بیٹے سے تو میں زیادہ خلافت کا مستحق ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کیوں کیا تقدم اسلام کی وجہ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے ساتھ دینے کے سبب سے یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے باعث

آخر کونسی وجہ ہے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ نہیں بلکہ اپنے چچا کے بیٹے کے مقتول ہونیکی وجہ سے آپ نے فرمایا اس لحاظ سے تو ابن ابی بکرؓ زیادہ مستحق ہیں حضرت معاویہ نے کہا کہ ان کے والد تو خود اپنی موت سے مرے حضرت ابن عباسؓ نے کہا تو ابن عمرؓ زیادہ مستحق ہوئے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ نہیں ان کے باپ کو ایک کافر نے شہید کیا آپ نے فرمایا تو اس طریقہ سے تو تمہاری دلیل بالکل ہی باطل ہو گئی کہ تمہارے چچا کے بیٹے پر تو خود مسلمان نے چڑھائی کی اور خود مسلمان نے ہی شہید کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ ایک روز مدینہ شریف میں میں حضرت معاویہؓ کے پاس گیا اتنے میں ابو قتادہ انصاری بھی تشریف لے آئے حضرت معاویہؓ نے اُنسے کہا کہ مجھسے تمام لوگ ملنے کے لئے آئے مگر انصار میں سے کوئی شخص نہیں آیا آپنے جواب دیا کہ ہم انصار کے پاس کوئی سواری نہیں ہے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ تمہارے اونٹ کیا ہوئے آپنے جواب دیا کہ بدر کی لڑائی میں تمہارے تعاقب اور تمہارے باپ کے تعاقب میں سب کٹوادیئے پھر آپنے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد ہی تم لوگ دیکھو گے کہ غیر حقدار کو حقدار پر ترجیح دینگے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ پھر تمہیں ایسے زمانہ کے متعلق کیا حکم فرمایا تھا آپنے کہا کہ صبر کے متعلق فرمایا تھا کہ تم صبر کرنا۔ حضرت معاویہ نے کہا کہ پھر صبر کرو اس گفتگو کی خبر عبدالرحمٰن بن حسان کو ہوئی تو اپنے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) یاد رکھو معاویہ بن حرب امیر المؤمنین کا کلام ہم تک پہنچا۔ ہم صبر کرتے ہیں اور تم کو مہلت دیتے ہیں یوم قیامت اور انصاف کے دن تک کی۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے جبلہ بن سحیم سے روایت کی ہے کہ جس زمانہ میں حضرت معاویہ تخت خلافت پر رونق افروز تھے میں ان کے پاس گیا آپکی گردن میں ایک رسی تھی اور ایک چھوٹا سا بچہ اسے کھینچ رہا تھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین یہ بچہ کیا کرتا ہے آپ نے کہا کم مردک چپ رہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کے کوئی بچہ ہو تو اس بچہ کی دلداری کیلئے خود بھی بچہ بنجائے (ابن عساکر کے نزدیک یہ حدیث غریب ہے) ابن ابی شیبہ مصنف میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جوان قریشی النسل حضرت معاویہ کے

پاس گیا اور بہت سخت سست سنائی آپ نے فرمایا بھتیجے! ان باتوں سے باز آؤ بادشاہوں کا غصہ بچوں کا سا ہوتا ہے اور انکی پکڑ اور حملہ شیروں کا سا ہوتا ہے۔

شعبی کہتے ہیں کہ مجھ سے زیاد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو خراج وصول کرنے پر متعین کیا اور حساب کے وقت اسکا غبن ثابت ہوا۔ میرے خوف کی وجہ سے وہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بھاگ گیا۔ میں نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ اس شخص کا بھاگ جانا میری سوء ادبی ہے اس پر آپنے مجھے لکھا کہ ہم دونوں کے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ ہم ایک ہی شخص پر سیاست کریں۔ یا دونوں پر نرمی ہی کریں اگر ہم دونوں نرمی ہی کرینگے تو لوگ شتر بے مہار کی طرح معصیت میں جا گھسیں گے اور اگر ہم دونوں سختی ہی سے پیش آوینگے تو لوگ مہلکات میں گرفتار ہو جائیں گے لہذا اگر تم کسی سے سختی اور بدخوئی سے پیش آؤ تو مجھے چاہیئے کہ میں اس سے نرمی اور اخلاق کے ساتھ پیش آؤں۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو فرماتے سنا ہے کہ جس قوم اور امت میں تفرقہ پڑا اس میں اہل باطل اہل حق پر غالب ہو گئے مگر اس امت میں ایسا نہیں ہوا۔

طیوریات میں سلیمان المخز. ومی سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امیر معاویہ نے لوگوں کو اذن عام دیکر ایک مجلس مقرر کی جب تمام آدمی جمع ہو گئے تو آپنے فرمایا کہ کوئی شخص مجھے کسی عربی شاعر کے تین اشعار ایسے سنائے جو ہر شعر قائم بامعنی خود ہو یہ سنکر تمام آدمی خاموش ہو گئے اتنے میں ابوخبیب یعنی حضرت عبد اللہ بن زبیر تشریف لے آئے آپنے انھیں دیکھکر کہا کہ یہ شخص تمام عرب میں سب سے زیادہ گو ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا کیا ہے آپنے کہا تین اشعار ایسے ایسے سننا چاہتا ہوں ابوخبیب حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ تین اشعار تین لاکھ کی عوض میں سناتا ہوں کہا اچھا پڑھیے آپنے ایک شعر پڑھا (ترجمہ شعر) میں نے یکے بادیگرے لوگوں سے ملاقات کی ہے میں نے تو سوائے مکار اور دشمنی کرنیوالے کے کسی کو دیکھا نہیں ہے۔ آپنے فرمایا سچ کہا۔ دوسرا پڑھیے ابوخبیب نے دوسرا شعر پڑھا (ترجمہ شعر) میں نے تو حوادثات اور صعوبات زمانہ میں سوائے لوگوں کی دشمنی کے کچھ نہیں دیکھا۔ آپنے فرمایا سچ ہے ابوخبیب نے تیسرا شعر پڑھا (ترجمہ شعر) جس نے ہر چیز کی تلخی کو چکھا ہے مگر سوال کرنے کی تلخی سے زیادہ کسی چیز کی تلخی نہیں دیکھی آپ نے فرمایا

بالکل سچ ہے پھر آپ نے تین لاکھ دینے کا حکم فرمایا۔

بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مروان حضرت امیر معاویہؓ کیطرف سے مدینہ پر حاکم تھا تو اس نے خطبہ میں ایک روز بیان کیا کہ امیر المومنین حضرت معاویہؓ کی رائے اپنے بیٹے کے خلیفہ بنانے میں بالکل صحیح ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی یہ سنت ہے اس پر حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں بلکہ یہ سنت ہرقل اور کسریٰ کی ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق نے واللہ نہ کسی اپنی اولاد کیلئے اور نہ کسی اہل بیت کیلئے کبھی ایسا کیا اور معاویہ محض شفقت پدری کیوجہ سے ایسا کر رہے ہیں مروان نے کہا کہ تو وہی شخص نہیں کہ جس کے سبب قرآن شریف میں نازل ہوا ہے کہ تم اپنے والدین کو اف تک نہ کہو کیونکہ تم نے ہی اپنے والدین کا مقابلہ کیا تھا آپ نے فرمایا کیا تو ابن اللعین نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ کو لعنت کی تھی حضرت عائشہ صدیقہ کو جب یہ خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ مروان جھوٹا ہے یہ آیت فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر ضرور لعنت کی تھی اسوقت یہ اپنے باپ کی پلیٹھ میں ہی موجود تھا۔ اس لحاظ سے مروان بھی لعنت الٰہی میں پیدا ہوا۔

ابن شیبہ نے مصنف میں عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ انسان کے اندر بغیر تجربہ کے حلم پیدا نہیں ہوتا۔

ابن عساکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ عقلاء عرب چار شخص ہیں۔ معاویہ۔ عمرو بن عاص مغیرہ بن شعبہ۔ زیاد حضرت معاویہ حلم اور تحمل اور عقلمندی میں عمرو بن عاص مشکلات پیش آمدہ کے سلجھانے میں۔ مغیرہ اوسان خطا نہ ہونے میں۔ زیاد ہر چھوٹی بڑی بات میں۔ یہ بھی روایت کی ہے کہ قاضی بھی چار ہیں۔ عمرؓ علی۔ ابن مسعود زید بن ثابت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں میں نے آپ سے زیادہ قرآن شریف اور فقہ کا عالم نہیں دیکھا اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس بھی رہا ہوں ان سے بڑھکر بغیر سوال کے دینے والا کسی کو سخی نہیں دیکھا اور حضرت معاویہ کی صحبت بھی اٹھائی ہے ان سے زیادہ کسی کو حلیم اور عقیل نہیں پایا اور عمرو بن عاص کا لطف محبت بھی

اٹھایا ہے آپ سے بڑھکر کسی کو ہم جلیس اور خالص دوست نہیں پایا مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ کبھی رہا ہوں انکا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ایک دروازہ میں سے بھی کوئی شخص بغیر مکر کے نہ نکل سکتا ہو تو یہ آٹھوں دروازوں میں سے گذر سکتے ہیں۔

ابن عساکر نے حمید بن ہلال سے روایت کی ہے کہ عقیل بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایکروز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میں فقیر محتاج ہو گیا ہوں مجھے کچھ دیجئے آپنے فرمایا کہ صبر کیجئے جب میں اور لوگوں کو دونگا تو تمہیں بھی دونگا حضرت عقیل نے منت سماجت کی آپنے ایک شخص سے فرمایا کہ انکا ہاتھ پکڑکر بازار میں کھڑا کرکے انسے کہو کہ یہ دوکانوں کے قفل توڑ دیں اور جو کچھ انھیں ضرورت ہو لیلیں۔ حضرت عقیلؓ نے کہا تو کیا مجھے آپ چوری میں پکڑوانا چاہتے ہیں آپنے فرمایا تو کیا تو مجھے چور بنانا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا مال تجھے دیدوں انھوں نے کہا تو میں حضرت معاویہؓ کے پاس جاتا ہوں آپنے فرمایا شوق سے۔ چنانچہ حضرت عقیلؓ حضرت امیر معاویہ کے پاس گئے انھوں نے کہا کہ ان کو ایک لاکھ دیدیا جائے اور یہ کہا کہ منبر پر چڑھکر جو تمہیں حضرت علیؓ نے دیا ہے اُس کا اور جو میں نے دیا ہے اُسکا دونوں کا اعلان کرو حضرت عقیلؓ منبر پر چڑھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا لوگو! میں تمہیں ایک بات کی خبر دیتا ہوں کہ میں نے اوّل حضرت علیؓ سے ایک ایسی چیز مانگی جو ان کے دین کو نقصان پہنچاتی تھی انھوں نے اپنے دین کو عزیز رکھا۔ پھر میں نے معاویہؓ سے وہی چیز طلب کی انھوں نے اپنے دین پر مجھے مقدم سمجھا اور وہ چیز عطا کردی۔

ابن عساکر نے جعفر بن محمد کے والد سے روایت کی ہے کہ ایکروز حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے حضرت امیر معاویہ نے آپکو دیکھکر کہا کہ یہ عقیل ہیں جنکے چچا ابو لہب تھے آپنے فرمایا جی ہاں یہ معاویہ ہیں جن کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھی (یہ ابولہب کی بیوی تھی۔ مترجم)

ابن عساکر نے اوزاعی سے روایت کی ہے کہ خزیم بن فاتک حضرت معاویہ کے پاس آئے اور چونکہ ان کی پنڈلیاں نہایت خوبصورت تھیں اور اتفاق سے اس وقت پائینچے چڑھائے ہوئے تھے حضرت معاویہ نے انھیں دیکھکر فرمایا کاش یہ پنڈلیاں کسی

عورت کی ہوئیں حزیم نے کہا یا امیر المومنین آپ کی بیوی کی ہوئیں ہیں۔
آپ کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ صفوان بن امیہ حفصہ
ام حبیبہ رضؓ صفیہ رضؓ۔ میمونہ رضؓ۔ سودہ رضؓ۔ جویریہ رضؓ۔ عائشہ صدیقہ۔ لبید شاعر عثمان بن طلحہ الحجی۔ عمرو بن
عاص۔ عبداللہ بن سلام الحبر۔ محمد بن سلمہ۔ ابو موسیٰ اشعری۔ زید بن ثابت۔ ابو بکرہ کعب
بن مالک۔ مغیرہ بن شعبہ۔ جریر البجلی۔ ابو ایوب الانصاری۔ عمران بن حصین۔ سعید بن زید
ابو قتادۃ الانصاری۔ فضالہ بن عبید۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ جبیر بن مطعم۔ اسامہ بن زید
ثوبان عمرو بن حزم۔ حسان بن ثابت۔ حکیم بن حزام۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو البسیر
قثم بن العباس اور ان کے بھائی عبید اللہ۔ عقبہ بن عامر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
حضرت ابو ہریرہ نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔ آپ دعا کیا کرتے تھے۔ الٰہی میں آپ سے درخواست کرتا
ہوں کہ آپ مجھے ۶۰ھ اور لونڈوں کی سلطنت سے محفوظ رکھے چنانچہ آپکی دعا مقبول ہو گئی۔

یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی

یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی۔ یہ ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت موٹے تازے
آدمی تھے اور ان کے بدن پر بہت زیادہ بال تھے۔ ان کی ماں کا نام میسون بنت بحدل الکلبیہ
تھا۔ انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی اور ان سے انکے بیٹے خالد اور عبد الملک بن
مروان نے روایت کی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کو ان کے والد نے
اپنی زندگی میں ولیعہد مقرر کیا تھا اس وجہ سے لوگ ناخوش تھے۔
حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اندر دو شخصوں نے فساد بویا۔ اول تو
عمرو بن عاص نے کہ انھوں نے جنگ صفین میں معاویہ کو اشارہ کر کے قرآن شریف اٹھوایا
(ابن قرار کہتے ہیں کہ انھوں نے خوارج کو حکم بنایا جسکا وبال قیامت تک باقی رہیگا) دوسرے مغیرہ
بن شعبہ نے کہ یہ حضرت معاویہ کیطرف سے عامل کوفہ تھے انکو معاویہ نے لکھا کہ جسوقت تم یہ
خط پڑھو اپنے کو معزول سمجھو مگر مغیرہ بن شعبہ نے اس حکم کی عدولی کی اور خود حضرت معاویہ
کے پاس گئے انھوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں ایک کام

کی تیاری کر رہا تھا جس کی وجہ سے تعمیل حکم میں تاخیر ہو گئی حضرت معاویہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا انھوں نے کہا کہ میں یزید کے لئے آپ کے انتقال کے بعد کی بیعت لے رہا تھا انھوں نے کہا کہ کیا اس کام کو پورا کر دیا کہا ہاں پورا کر چکا حضرت امیر معاویہ نے یہ سنکر انھیں بحال کر دیا۔ جب مغیرہ بن شعبہ وہاں سے لوٹے تو ان کے دوست احباب نے کہا کہ کیا گزری مغیرہ نے جواب دیا کہ میں معاویہ کو ایک ایسی دلدل میں پھنسا آیا ہوں کہ قیامت تک وہاں سے نہیں نکل سکتے۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے باپ کی زندگی میں بیٹا ولیعہد ہونے لگا ورنہ قیامت تک مسلمانوں میں شوریٰ قائم رہتا۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ عمرو بن حزم نے حضرت معاویہ کو کہلا بھیجا کہ میں آپکو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں۔ امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کس شخص کو خلیفہ بنائے جاتے ہیں حضرت معاویہ نے فرمایا کہ تم نے مجھے نصیحت لکھی اور اپنی رائے کا اظہار کیا اس کا میں مشکور ہوں چونکہ اس وقت لڑکے ہی لڑکے موجود رہ گئے ہیں اور ان سب لڑکوں میں میرا بیٹا خلافت کا زیادہ مستحق ہے لہذا اسی کو ولیعہد بناتا ہوں۔

عطیہ بن قیس کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہ نے خطبہ میں فرمایا۔ الٰہی! اگر میں یزید کو اسکی لیاقت اور فضل کی وجہ سے ولیعہد کرتا ہوں تو آپ میرے اس کام کو پورا کرا دیجئے اور میری مدد فرمایئے اور اگر میں محض شفقت پدری کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں اور وہ قابل خلافت نہیں ہے تو اسکے تخت نشین ہونے سے پہلے اسکی روح قبض کر لیجئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد اہل شام نے یزید سے بیعت کر لی پھر یزید نے اہل مدینہ سے بیعت کیلئے کہلا کر بھیجا یہاں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا اور اسی رات دونوں صاحب مکہ معظمہ تشریف لے آئے حضرت ابن زبیر نے نہ یزید کی بیعت کی اور نہ اپنی بیعت کے خواہشمند ہوئے۔ مگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ والے حضرت معاویہؓ کے زمانہ سے ہی بلا رہے تھے اور ان سے بیعت کیلئے تیار تھے مگر آپ ہمیشہ انکار کرتے رہا کرتے تھے۔ لیکن جب یزید نے بیعت لی تو اول آپکا ابھی موجودہ حالت پر رہنے کا ارادہ ہوا پھر آپ نے کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا۔

حضرت ابن زبیر نے بھی آپ کو یہی خروج کی رائے دی مگر ابن عباس نے آپکو منع کیا اور حضرت ابن عمر نے بھی خروج نہ کرنے کی ہی رائے دی اور کہا کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے اختیار کرنے میں مختار کیا تھا مگر آپ نے آخرت کو ترجیح دی اور آپ بھی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں اسلئے آپ بھی آخرت کو ہی اختیار کیجئے اور دنیا کی طرف رغبت نہ کیجئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو نہ سنا اور بالآخر حضرت ابن عمر نے رو کر آپ کو الوداع کہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام حسینؓ نے ہماری ایک نہ سنی اور خروج کر دیا حالانکہ ان کو اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی صاحب امام حسنؓ کے معاملہ میں کوفہ والوں کا تجربہ ہو چکا تھا۔

اسی طرح آپ کو جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید اور ابو واقد اللیثی نے سمجھایا مگر انہیں سے آپنے کسی کی نہیں سنی اور عراق تشریف لیجانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ آپکے تشریف لیجانے کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ عنقریب ہی اپنے حرم محترم اور بچوں کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرح شہید کر دئے جائینگے جب حضرت امام حسین نے یہ بھی نہ سنی تو حضرت ابن عباس روئے اور فرمایا کہ اب تو ابن زبیر کی آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ پھر عبد اللہ بن زبیر کو دیکھکر فرمایا تم جو کچھ چاہتے تھے وہ ہو گیا تو یہ حسینؓ نکلے جاتے ہیں اور تمہیں اور حجاز کو چھوڑے جاتے ہیں پھر آپنے یہ شعر پڑھا (ترجمہ شعر) اے قنبرہ جانور اب میدان خالی ہے جس جگہ چاہے دانہ چر اور جہاں چاہے انڈا دے اور آواز کر آخر اہل عراق کے لکھنے کے بموجب آپ ۱۰ ذوالحجہ کو مع اہل بیت جسمیں مرد اور عورتیں اور بچے شامل تھے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف چلدئے۔ ادہر یزید نے والی عراق عبید اللہ بن زیاد کو آپ سے لڑنے کو لکھا اور اس نے چار ہزار لشکر عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں آپ کی طرف روانہ کیا اہل کوفہ اپنی عادت قدیمہ کے موافق جو انھوں نے حضرت علیؓ وغیرہ کیساتھ کیا تھا آپ کو اکیلا چھوڑ کر چلدئے۔ جب آپ پر لشکر مخالف غالب آ گیا تو آپنے صلح اور واپسی اور یزید کے پاس چلا جانا پیش کیا مگر انھوں نے ان تینوں باتوں سے انکار کر کے آپکو شہید کر دیا

رویانی نے اپنی مسند میں ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اول وہ شخص جو میری سنت کو تبدیل کریگا وہ بنو امیہ میں سے ہو گا اور اس کو یزید کے نام سے پکارا جایا کریگا۔ نوفل بن ابو الفرات کہتے ہیں کہ میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے پاس اکثر و بیشتر بیٹھا ہوا تھا کچھ یزید کا ذکر آ گیا اور ایک شخص نے یزید کا امیر المومنین یزید بن معاویہ کہکر نام لیا عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے یہ کہکر آپ نے حکم دیا کہ اس جرم میں اسکے بیس درّے لگائے جائیں۔

۶۳ھ میں یزید کو خبر پہونچی کہ اہل مدینہ اس پر خروج کیا چاہتے ہیں اور اسکی بیعت سے انکار کرتے ہیں یہ سنکر اس نے ایک بہت بڑا لشکر ان کی طرف روانہ کیا اور مدینہ والوں سے اعلان جنگ کر دیا پھر مکہ معظمہ میں حضرت ابن زبیر پر لشکر کشی کا حکم دیا چنانچہ یہ لشکر یہاں پہونچا اور واقعہ حرّہ باب طیبہ پر واقع ہوا اور واقعہ حرّہ جانتے ہو کیا تھا اس کی کیفیت حسن اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو ہزار ہا صحابہؓ شہید ہوئے مدینہ شریف لوٹ لیا گیا ہزار لڑکیوں کی کمبخت لشکریوں نے بکارت زائل کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائیگا خداوند تعالیٰ اس کو ڈرائینگے اور اُسکے اوپر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو گی (مسلم)

اہل مدینہ کے خلع بیعت کرنیکا یہ سبب ہوا کہ یزید گناہوں میں بہت زیادہ پھنس گیا تھا چنانچہ واقدی نے عبد اللہ بن حنظلۃ الغسیل سے روایت کی ہے کہ واللہ ہم نے یزید پر جب تک خروج نہیں کیا جبتک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے اب پتھر برس جاوینگے سخت تعجب ہے کہ لوگ ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پئیں اور نماز چھوڑ دیں۔

ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا اور شراب اور دیگر منکرات پہلے ہی سے کرتا تھا تو تمام آدمی اس سے برافروختہ ہو گئے اور چاروں طرف سے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ادھر اللہ تبارک تعالیٰ نے اسکی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے بھی جنگ کے لئے بھیجدیا تاکہ وہاں ابن زبیر سے مقاتلہ کرنے۔ راستہ میں لشکر کا سپہ سالار مر گیا تو اسکی بجائے دوسرا سپہ سالار مقرر کیا گیا جب یہ لشکر مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا ابن زبیر نے بھی ان سے مقابلہ کیا چونکہ آپ محاصرہ میں تھے

اس لئے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے گئے جن کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ اور اسکی چھت اور اس دنبہ کے سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے لئے بھیجا گیا تھا اور جس کے سینگ اب تک خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے سب جل گئے اور یہ واقعہ صفر ۶۴ھ میں واقع ہوا۔ آخر نصف ربیع الاول ۶۴ھ میں ملک الموت نے اسے آدبایا اور اس دنیا سے ہمیشہ کیواسطے رخصت کردیا۔ یہ خبر یہاں حالت جنگ میں مکہ معظمہ میں پہونچی اور حضرت عبد اللہ ابن زبیر نے پکار کر کہا اے شام کے لوگو! تمہارا گمراہ کرنیوالا مرچکا۔ یہ سنتے ہی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور نہایت ذلت اٹھائی لوگوں نے اسکا تعاقب کیا اسکے بعد ابن زبیر نے لوگوں سے بیعت لی اور خلیفہ کے نام سے موسوم ہوئے اور اہل شام نے معاویہ بن یزید سے بیعت لی مگر معاویہ بن یزید کا زمانہ خلافت بہت ہی کم ہوا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

یزید کو شاعری سے بھی شوق تھا اور اسکے اکثر اشعار لوگوں کی زبانوں پر عام طریقے سے جاری تھے ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیقؓ ہیں کا نام تو تم نے ٹھیک رکھا عمر فاروقؓ مثل لوہے کے سینگ کے تھے انکا نام بھی ٹھیک رکھا۔ عثمانؓ ابن عفان ذوالنورین مظلوم شہید ہوئے اور باری تعالیٰ کی رحمت سے دوگنا حصہ پایا۔ معاویہ اور ان کا بیٹا ارض مقدس کے بادشاہ ہوئے اور پھر سفاح اور سلام اور منصور جابر مہدی۔ امین۔ امیر الغضب کل کے کل اولاد کعب بن لوی کی تمام صالح بادشاہ ہونگے اور انکی مثال نہ ملیگی (ذہبی کہتے ہیں کہ اس کے ابن عمر سے کئی طریق ہیں مگر کسی نے اسکو ان تک مرفوع نہیں کیا۔

واقدی نے ابو جعفر الباقر سے روایت کی ہے کہ اول شخص جس نے کعبہ شریف پر دیباج کا پردہ ڈالا وہ یزید بن معاویہ ہے۔

یزید کے زمانہ خلافت میں سوائے شہدائے کربلا اور واقعہ حرۃ کے حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا ام المومنین ام سلمہؓ۔ خالد بن عرفطہ۔ جرہد الاسلمی۔ جابر بن عتیک۔ بریدہ بن الحصیب مسلمہ ابن مخلد۔ علقمہ بن قیس نخعی الفقیہ۔ مسروق۔ مسور بن مخرمہ وغیرہ اور واقعہ حرۃ یعنی واقعہ مدینہ میں تین سو ساٹھ قریش و مہاجرین و انصار شہید ہوئے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ؁

معاویہ بن یزید

معاویہ بن یزید بن معاویہ۔ ابو عبدالرحمٰن۔ نیز ابو یزید و ابو لیلیٰ۔ یہ بھی اپنے باپ کی زندگی میں ولیعہد ہوچکا تھا۔ ربیع الاول ۶۴ھ میں اپنے باپ کے بجائے تخت خلافت پر بیٹھا یہ شخص نہایت جوان صالح تھا حالت بیماری میں تخت خلافت پر متمکن ہوا اور اسی بیماری میں انتقال کرگیا اس نے کسی طرف فوج کشی نہیں کی نہ امور سلطنت میں کوئی کام کیا نہ لوگوں کو نماز پڑھائی اسکی مدت خلافت کل چالیس روز ہیں اور بعض کے قول مطابق دو مہینے اور بقول بعض تین ماہ ہیں۔ جس وقت اسکا انتقال ہوا اسکی عمر اکیس سال کی تھی بلکہ بعض بیس ہی سال بتلاتے ہیں۔ جب اس پر حالت نزع طاری ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر جایئے اسنے کہا کہ جب میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا تو اسکی تلخی میں کیوں پھنسوں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبداللہ بن زبیر بن العلوم بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی الاسدی۔ آپکی کنیت ابوبکر و ابو خبیب آپ خود صحابی اور صحابی کے صاحبزادے تھے آپکے والد ماجد عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپکی دادی صفیہ رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی ہوتی تھیں۔

آپ مدینہ شریف میں بیس ماہ کے بعد ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ سنہ ہجرت کے پہلے ہی سال پیدا ہوئے۔ آپ ہجرت کے بعد سب سے پہلی مہاجرین کی اولاد ہیں آپکی ولادت سے تمام مسلمانوں میں نہایت خوشی ہوئی تھی کیونکہ یہودیوں نے یہ مشہور کردیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کردیا ہے کہ ان کے اولاد نہ ہو۔ جسوقت آپ پیدا ہوئے تو آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور اپنے دہن مبارک میں چبا کر ان کو چٹا دی اور ان کی کنیت آپکے نانا ابوبکر صدیق رضہ کی کنیت پر ابوبکر مقرر فرمائی۔

آپ کثیر الصوم اور بڑی طویل قرارت کی نماز پڑھتے تھے صلہ رحمی بہت زیادہ کرتے تھے

نہایت بہادر اور دلیر تھے آپ نے راتوں کو اسطرح تقسیم کیا تھا کہ ایک دن تمام رات صبح تک نماز پڑھتے تھے اور ایک دن تمام رات صبح تک رکوع میں رہتے تھے اور ایک رات سجدہ میں گذارتے تھے۔ آپ سے تینتیس احادیث مروی ہیں آپ سے آپ کے بھائی عروہ اور ابن ابی ملیکہ عباس بن سہل ثابت البنانی اور عطا اور عبیدۃ السلمانی اور بہت سے اشخاص روایت کرتے ہیں۔

آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور مکہ معظمہ میں چلے آئے نہ خود کسی سے بیعت کی نہ اپنے لئے دوسروں سے چاہی یزید بن معاویہ انسے سخت ناراض ہو گیا تھا جسوقت یزید کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے اپنے لئے بیعت کرائی اور اہل حجاز اور اہل یمن اور اہل عراق اور اہل خراسان نے آپ سے بیعت کر لی۔ آپ نے کعبہ شریف کی عمارت کی تجدید کی اور جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اسیطرح آپ نے دو دروازے بنا دیئے اور اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی کی روایت کے موافق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ گز زمین اور داخل کرنیکی خواہش تھی آپ نے چھ گز زمین اور داخل کر دی۔

اہل مصر اور شام نے آپ سے بیعت نہیں کی تھی مگر معاویہ بن یزید کے انتقال کے بعد انھوں نے بھی آپ سے بیعت کر لی۔ پھر مروان بن حکم نے خروج کیا اور شام اور مصر کو دبا لیا اور ۶۵ھ یعنی اپنے مرتے وقت تک قابض رہا اور اپنا ولیعہد اپنے بیٹے عبد الملک کو کر گیا۔

ذہبی سچ کہتے ہیں کہ مروان کو خلیفہ شمار نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس نے عبد اللہ بن زبیر پر خروج کیا۔ بلکہ وہ اس لحاظ سے باغی ہے اور نہ اسکا اپنے بیٹے کو ولیعہد مقرر کرنا صحیح ہے البتہ اس کے بیٹے عبد الملک کی خلافت ابن زبیر کے قتل کے بعد صحیح ہوتی ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی بن زبیر مکہ پر برابر خلیفہ رہے حتی کہ عبد الملک بن مروان نے غلبہ پایا حجاج کو چالیس ہزار فوج دیکر حضرت ابن زبیر کے قتل کیلئے روانہ کیا اسنے آکر مکہ معظمہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ رکھا اور منجنیق لگا دی اور حضرت ابن زبیر کو بہت تنگ کیا آپکے ساتھی آپکا ساتھ چھوڑ کر خفیہ مخالف لشکر میں جا ملے اسوجہ سے آپ کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور حجاج کو فتح ہو گئی سترہ جمادی الاول ۷۳ھ میں آپ کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔

محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب حجاج نے منجنیق لگائی تو میں ابو قبیس پہاڑ پر تھا

میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا شعلہ منجنیق سے اٹھا اور وہ ایک سرخ گدھے کیطرح چکر لگاتا رہا آخر اسنے پچاس آدمیوں کے قریب منجنیق والوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر خاندان قریش میں ایک اعلیٰ درجہ کے شہسوار مشہور تھے آپکے بہت سے واقعات زبان زد عوام ہیں۔

ابو یعلی اپنی مسند میں ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوا کر خون نکلوایا اور مجھے دیکر فرمایا کہ عبداللہ تم اسے ایسی جگہ پھینک آؤ کہ کسی کی نظر نہ پڑے بن نے اسے علیحدہ لیجا کر پی لیا جب میں لوٹ کر آیا تو آپنے فرمایا کہ تونے اس خون کو کیا کیا میں نے عرض کیا کہ میں نے سے اپنے نزدیک ایسا چھپایا ہے کہ اسکو وہاں کوئی نہیں دیکھ سکتا آپنے فرمایا شاید تو نے سے پی لیا میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ یہ قوت و بازو اسی خون کی وجہ سے تھے۔

عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے آپکی برابر کسی شخص کو ایسا نمازی نہیں دیکھا آپ ارکان نہایت خوبی سے ادا کرتے تھے آپپر منجنیق لگی ہوئی تھی اور حرم شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے آپکے کپڑوں پر پتھر آ آ کر لگتے تھے مگر آپ بالکل پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ آپ عبادت میں ایسے تھے کہ اگر آپکے بجائے کوئی اور ہوتا تو عاجز ہو کر رہ جاتا ایک مرتبہ کعبہ شریف میں بے انتہا پانی پھر آیا مگر آپنے تیر تیر کر طواف فرمایا۔

عثمان بن طلحہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ تین باتوں میں کوئی نہیں کر سکتا اول شجاعت اور دلیری۔ دوسرے عبادت اور تیسرے بلاغت و فصاحت آپ ایسے بلند آواز شخص تھے کہ جب آپ خطبہ فرماتے تو آپ کی آواز پہاڑوں سے ٹکراتی تھی۔

ہشام بن عروہ اور خبیب کہتے ہیں کہ اول خانہ کعبہ پر دیباج کا پردہ حضرت عبداللہ ابن زبیر نے ڈالا آپ سے پہلے پلاس اور چمڑے کے چڑھائے جایا کرتے تھے۔

عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس سو غلام تھے اور ہر ایک کی زبان جدا جدا تھی آپ ہر غلام سے اس کی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے۔ میں جب آپکو کسی دنیا ہی کام میں مشغول دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ یہ شخص طرفۃ العین کیلئے بھی دنیا سے علیحدہ نہ ہوتا ہوگا اور جب میں آپکو امر آخرت میں منہمک پاتا تو خیال کرتا تھا کہ یہ کبھی بھی دنیا کی طرف مشغول نہ ہوتا ہوگا

ابو عبیدہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز عبد اللہ بن زبیر الاسدی آپکے پاس گئے اور کہا یا امیر المومنین میرے اور آپکے فلاں تعلق سے رشتہ داری ہے آپنے فرمایا کہ ہاں یہ صحیح ہے لیکن اگر تم سوچو اور غور کرو گے تو تمام آدمیوں کو ایک ماں باپ سے پاؤ گے۔ عبد اللہ بن زبیر الاسدی نے کہا کہ میرا نفقہ پورا ہو گیا ہے آپنے فرمایا کہ میں تمہارے نفقہ کا ضامن نہیں ہوا تھا بس بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ اسنے کہا یا امیر المومنین میرے اونٹ ایسے بید سردی اور بھوک کے مرے جاتے ہیں آپنے فرمایا کہ انھیں کسی مرغزار اور کشادہ جنگل میں چرنے کیلئے بھیجدو اور ان پر نمدہ کس دو عبد اللہ بن زبیر اسدی نے کہا کہ میں تو آپ سے کچھ لینے کی غرض سے آیا تھا نہ کہ علاج اور رائے پوچھنے کیلئے۔ لعنت ہے اس اونٹنی پر جسنے مجھے آپ تک پہونچایا آپنے فرمایا کہ اسکے سوار پر بھی۔

عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں زہری سے روایت کی ہے کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسامنے کسی دشمن کا سر پیش نہیں ہوا البتہ حضرت ابو بکر صدیق کیسامنے ایک شخص کا سر پیش مگر آپنے اسکو سخت مکروہ سمجھا۔ عبد اللہ بن زبیر کے دربار میں سر کاٹ کر پیش کئے گئے۔

آپ کے زمانہ میں مختار کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور خود عبد اللہ بن زبیر پر خروج کر دیا آپنے مقابلہ کیلئے ۶۶ھ میں لشکر تیار کر کے اسکو شکست دی اور اس ملعون کو قتل کرا

آپ کے زمانہ خلافت میں ان علماء نے وفات پائی۔ اسید بن ظہیر۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نعمان بن بشیر۔ سلیمان بن صرد۔ جابر بن سمرہ۔ زید بن ارقم۔ عدی بن حاتم۔ ابن عباس۔ ابو واقد اللیثی۔ زید بن خالد الجہنی۔ ابو الاسود دؤلی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

عبد الملک بن مروان

عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ابو الولید ۲۶ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کی حیات میں عبد اللہ بن زبیر کے زمانہ خلافت میں ولیعہد مقرر ہوا اسوجہ سے اسکی خلافت صحیح نہیں ہوئی۔ یہ مصر اور شام پر ظلم سے اول قابض رہا پھر عراق بھی اسکے قبضہ میں آگیا مگر شہادت ابن زبیر یعنی ۷۳ھ تک اس پر متصرف نہیں ہوا حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت یعنی ۷۳ھ سے اسکی خلافت صحیح ہوتی ہے اور اسی سال حجاج

کعبہ کو منہدم کراکر از سر نو اس صورت میں بنالیا جس صورت میں کہ اب موجود ہے۔ حجاج کے اشارے سے ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ کو ایک زہر میں بجھے ہوئے حربہ سے زخم پہونچایا جس سے آپ مریض ہوکر جاں بحق تسلیم ہوگئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مترجم)

۷۴ھ میں حجاج مدینہ شریف پہونچا اور وہاں اہل مدینہ کو تنگ کرنا شروع کیا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ باقی رہ گئے تھے ان پر نہایت سختیاں کیں اور بہت اہانت کرائی یہاں تک حضرت انسؓ اور جابرؓ بن عبد اللہ اور سہلؓ بن ساعدی وغیرہ کی مشکیں کس دیں اور انکو نہایت ذلیل کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۷۵ھ میں لوگوں کے ساتھ عبد الملک نے حج کیا اور حجاج عراق کا حاکم مقرر ہوا۔

۷۷ھ میں ہرقلہ فتح ہوا اور جامع مسجد مصر کو عبد العزیز بن مروان نے منہدم کراکر چاروں طرف سے اسے وسیع کرایا۔

۸۲ھ میں قلعہ سنان فتح ہوا اور ارمینیہ اور صنہاجہ کی جنگ ہوئی۔

۸۳ھ میں حجاج نے شہر واسط کی بنا ڈالی۔

۸۴ھ میں مصیصہ اور اودیہ مغرب کی طرف سے ہاتھ آئے۔

۸۵ھ میں عبد العزیز بن ابی حاتم بن النعمان الباہلی نے شہر اردبیل اور بردعہ کو بسایا۔

۸۶ھ میں قلعہ بولق اور اخرم فتح ہوئے اور اخرم میں ان دنوں طاعون پھیلا ہوا تھا جسمیں اکثر عورتیں مرتی تھیں اسی وجہ سے اسکا نام طاعون الفتیات رکھا گیا۔

اسی سال شوال میں عبد الملک بن مروان نے انتقال کیا اور سترہ لڑکے چھوڑے۔

احمد بن عبد اللہ العجلی کہتے ہیں کہ عبد الملک کو گندہ دہنی کا مرض تھا اور وہ اپنی جگہ پر مکھی کو بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان خلافت سے پہلے نہایت عابد و زاہد تھا۔

یحیٰ غسانی کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان حضرت ام درداءؓ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دن ام درداءؓ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین میں نے سنا ہے کہ تم اب عبادت گذار ہونے کے بعد شراب پینے لگے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں میں شراب پینے کے سوا خونخوار بھی ہو گیا ہوں۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں عبد الملک بن مروان جیسا چست چالاک اور فقیہ [illegible]

اور قرآن واحادیث کا جاننے والا نہیں دیکھا۔
ابو الزناد کہتے ہیں کہ مدینہ کے فقہاء یہ حضرات ہیں۔ سعید بن مسیب۔ عبدالملک بن مروان۔ عروہ بن زبیر۔ قبیصہ بن وذیب۔
حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کے تو بیٹے پیدا ہوا کرتے ہیں مگر مروان کے باپ پیدا ہوا۔ عبادہ بن لنبی کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ حضرات قریش تو بڈھے ہوگئے ہیں ہم آپ کے بعد کن سے مسائل دریافت کریں آپ نے فرمایا کہ مروان کا بیٹا فقیہ ہے اسے دریافت کیا کرنا۔
یحیٰ مولیٰ حضرت ابوہریرہؓ نے امام کہتے ہیں کہ جب عبدالملک جوان تھا تو ایک روز یہ حضرت ابوہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا یہ ایک دن عرب کا بادشاہ ہوجائیگا۔
عبیدہ بن ابارح الغسانی کہتے ہیں کہ جب عبدالملک خلیفہ ہوگئے تو ام الدرداء نے انسے کہا کہ میں نے جب سے تجھے دیکھا تھا میں جب ہی سے سمجھتی تھی کہ تو بادشاہ ہوجائیگا۔ انھوں نے پوچھا یہ کس طرح انھوں نے فرمایا کہ تجھ سے بہتر نہ میں نے کوئی بات کرنیوالا دیکھا نہ بات سننے والا۔
شعبی کہتے ہیں کہ میں جس شخص کے ہم صحبت رہا وہی میرے علم وفضل کا قائل ہوگیا مگر عبدالملک بن مروان کے علم وفضل کا میں خود قائل ہوگیا کیونکہ میں نے جب اسکے سامنے کوئی حدیث بیان کی تو ہمیں انھوں نے ضرور کچھ ایزاد بتلایا اور جب کبھی میں نے انکے سامنے کسی مضمون کا شعر پڑھا تو انھوں نے اس مضمون کے میرے سامنے کئی کئی اشعار پڑھ دیئے۔
ذہبی کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے ان حضرات سے حدیث کی سماعت کی۔ عثمان۔ ابوہریرہ۔ ابو سعید۔ ام سلمہ۔ بریرہ۔ ابن عمر اور معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور انسے ان حضرات نے روایت کی۔ عروہ۔ خالد بن معدان۔ رجاء بن حیوۃ۔ زہری۔ یونس بن میسرہ۔ ربیعہ بن یزید۔ اسماعیل بن عبیداللہ۔ جریر بن عثمان و دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
بکر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں کہ یوسف نامی ایک یہودی مسلمان ہوگیا اور تلاوت قرآن شریف کا بیحد شائق ہوا ایک روز مروان کے مکان کے قریب سے گزرا اور با آواز بلند یہ کہا کہ اس مکان کے مالک سے امت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سخت تکلیف اٹھاویگی یہ سنکر میں نے اس سے دریافت کیا کہ آخر کب تک

نے کہا کہ جب کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے والے نہ آویں یہ شخص عبدالملک کا دوست تھا
روز عبدالملک کے مونڈھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ جب تم بادشاہ ہو جاوے تو خدا سے ڈر کر کام کیا کرنا عبدالملک
کہا کہ میں ایسے کام ہرگز نہیں کر سکتا جو خلاف شرع ہوں کہتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ نے مکہ معظمہ پر
لشکر کشی کی تو عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں یہ شخص حرم محترم کی طرف
لشکر بھیج رہا ہے۔ یوسف نے کہا۔ جلدی مت کرو تمہارا لشکر اس سے بھی تیز ہوگا۔

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ جب مسلم بن عقبہ مدینہ میں داخل ہوا تو میں مسجد نبوی میں گیا اور عبدالملک بن
ان کے برابر جا بیٹھا عبدالملک نے مجھ سے دریافت کیا تم بھی اس لشکر میں شریک ہو میں نے کہا
عبدالملک نے کہا کہ بدبخت تو اتنا نہیں جانتا کہ تو ایسے کے مقابلہ کے لئے آیا ہے جو اسلام میں سب سے
پیدا ہونیوالا فرزند ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور ذات النطاقین کی اولاد سے
یہ وہ شخص ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی۔ واللہ جب کبھی میں دن میں ان کے پاس گیا تو
انہیں روزہ دار پایا اور جب کبھی راتکو ان کے پاس جانیکا اتفاق ہوا تو تہجد پڑھتے دیکھا۔ یاد رکھو جو شخص
ان کے قتل کی کوشش کریگا تو خداوند تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالیں گے جب عبدالملک کی خلافت ہوئی
اس نے حجاج کو ایک لشکر دے کر روانہ کر دیا اور ان کو قتل کر ڈالا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے فرمایا کہ خلافت عبدالملک کو پہنچ گئی پھر قرآن شریف کی طرف
اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تیرا آخری زمانہ ہے۔ تیرا عہد ختم ہو چکا۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان
عبدالملک بن مروان اور دو اور نوجوان مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے اور عصر تک برابر پڑھتے تھے۔ سعید
بن مسیب سے کسی نے دریافت کیا کہ جیسے یہ تینوں نماز پڑھتے ہیں اگر ہم بھی نماز پڑھا کریں تو کچھ حرج نہیں
انہوں نے فرمایا کہ عبادت زیادہ نماز پڑھنے اور اکثر روزہ رکھنے کا نام نہیں بلکہ عبادت ذات الٰہی کے متعلق
غور کرنے اور گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اول جس شخص کا نام اسلام میں عبدالملک رکھا گیا وہ عبدالملک بن مروان ہے

یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے آپ فرماتے
تھے کہ سب سے پہلے عبدالملک نے ہی دینار پر سکہ لگایا اور ان پر آیات کلام اللہ نقش کرائیں۔

مصعب کہتے ہیں کہ عبدالملک نے دیناروں پر قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ لکھوائی اور دوسری طرف ان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کندہ کرایا اس کے گرداگرد سونے کا حلقہ ہوتا تھا اور اس حلقہ پر ضرب فلاں اور حلقہ سے خارج محمد الرسول اللّٰہ ارسلہ بالہدیٰ و دین الحق لکھا ہوتا تھا۔

اوائل عسکری میں ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے خطوں کی پیشانی پر قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ لکھوایا کرتا تھا اور دینار اپنے خود کے رائج نہ تھے بلکہ بیبیائیوں کے دینار ہی اس سلطنت میں رائج تھے ایک مرتبہ بادشاہ روم نے آپکو لکھا کہ آپنے جو خطوں کی پیشانی پر اپنے نبی کا ذکر وغیرہ لکھنا جاری کیا ہے اسے چھوڑ دیجئے ورنہ ہم دیناروں پر ایسی چیز لکھنا شروع کرینگے کہ جس سے آپکی دل آزادی ہوگی کیونکہ آپکے اس فعل سے ہماری دل آزادی ہوتی ہے۔ آپنے خالد بن یزید بن معاویہ کو مشورہ کیلئے بلایا۔ خالد بن یزید بن معاویہ نے کہا کہ آپ انکے دینار اپنی سلطنت میں آنے بند کردیجئے اور خود اپنے دینار جن پر ذکر اللہ اور ذکر رسول ہو مسکوک کرالیجئے اور آپ اپنے خطوں پر انکے مکروہ سمجھنے سے کوئی اثر نہ آنے دیجئے بلکہ انکی پیشانی بدستور رہنے دیجئے آپنے اسی پر عمل کیا اور ۷۵ھ میں اپنے دینار مسکوک کرائے۔

عسکری کہتے ہیں کہ اول جس خلیفہ نے بخل کیا عبدالملک بن مروان ہے اسیوجہ سے اس کا نام رشح الحجارہ اور کنیت ابوالذبان مشہور ہوگئی جس خلیفہ کے عہد میں غدر ہوا جس خلیفہ کے سامنے کلام کرنا منع ہوا جسکے زمانہ میں امر بالمعروف سے رد کا گیا وہ عبدالملک بن مروان ہے۔ چنانچہ عسکری کلبی سے روایت کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے اپنے بیٹے کے بعد عمرو بن سعید بن عاص کو ولیعہد بنایا تھا مگر انکو عبدالملک قتل کرڈالا اور یہ قتل اسلام میں سب سے پہلا غدر ہے۔ اسی کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) اے قوم کے افراد وا اپنی راؤں پر مت چلو کیونکہ تم نے مروان کے بیٹو نکے غدر کا تجربہ کرلیا عمرو کی طرف چلے اور اسے قتل کردیا اور اس طرح اللہ کے عہد میں غدر کردیا۔ جوانان صاحب تجربہ کو قتل کرڈالا۔ تاکہ انکی اولاد لوگوں پر حکومت نہ کرسکے وہ قرآن شریف سے کھیل کرتے ہیں اور ایسی چیز اختیار کی کہ وہ گناہوں میں سب سے بدتر ہے۔

ابن جریج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے قتل کے بعد ۷۵ھ میں عبدالملک نے مدینہ طیبہ میں ایک تقریر کی۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد بیان کیا کہ میں خلیفہ ضعیف یعنی عثمان نہیں ہوں اور نہ میں خلیفہ سست یعنی معاویہ ہوں اور نہ میں خلیفہ ضعیف الرائے یعنی یزید ہوں

یاد رکھو جو مجھ سے پہلے خلفاء تھے وہ اسی مال سے کھاتے پیتے رہے خبردار! میں اس کی دوا سوائے تلوار
کے کچھ نہیں جانتا تمہیں چاہیئے کہ تم اپنے نیزے میری مدد کیلئے کھڑے کرو۔ تمہیں مہاجرین کے اعمال کا تکلف مجبور
کرتے ہیں اور خود وہ اعمال نہیں کرتے جان لو کہ میں تمہیں نہایت عذاب سے ہلاک کرونگا حتی کہ ہمارے اور
تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے۔ اے عمرو بن سعید یاد رکھ۔ قرابت اور رشتہ داری اور چیز ہے اور
ملوکیت اور عہدہ داری دوسری چیز ہے۔ تم ذرا سر اٹھا کر میری تلوار دیکھو کہ کیا حال کرتی ہے۔ یاد رکھو
میں تمہاری تمام باتیں برداشت کرونگا مگر کسی امیر پر خروج کرنا یا اس سے لڑنا کبھی نہیں دیکھ سکتا
تمہارے افعال مجھے معلوم ہیں واللہ میں ان تمام افعال کو تمہاری گردن میں ڈال دونگا۔ اور اگر
کوئی اسوقت مجھے خوف خدا کی یاد دلائیگا تو اسکی گردن میں اڑا دونگا یہ کہکر منبر سے اتر آیا۔ اسکا اوائل یعنی کہ یہی ہیں کہ سب سے پہلے
عسکری کہتے ہیں کہ عبدالملک نے ہی سب سے پہلے دفتر کو زبان فارسی سے عربی میں منتقل کیا اور
منبر پر سب سے پہلے ہاتھ بلند کئے۔

میں کہتا ہوں کہ عبدالملک کے دس اوائل ہوئے جنمیں پانچ مذموم اور پانچ احسن ہیں۔
ابن ابی شیبہ نے مصنف میں محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے عید الفطر اور
عید الضحی میں اذان دلوائی وہ اولاد مروان ہے خواہ عبدالملک ہو یا کوئی دوسرا لڑکا۔

عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ مجھے کئی آدمیوں سے یہ خبر پہونچی ہے۔ کہ اول جس
شخص نے کعبہ شریف پر دیباج کا کپڑا چڑھایا وہ عبدالملک بن مروان ہے اور فقہاء میں سے جسکو
اسبات کی خبر ہوتی گئی وہ کہتا رہا کہ فی الواقع کعبہ شریف کیلئے یہی کپڑا زیادہ موزوں اور مناسب تھا۔
یوسف بن ماجشون کہتے ہیں کہ عبدالملک جب انصاف کیلئے بیٹھتا تو اسکے سر پر تلواروں کا سایہ
کیا جاتا تھا۔ اصمعی کہتے ہیں کہ عبدالملک سے کسی نے دریافت کیا کہ یا امیر المومنین آپ پر بوڑھاپا بہت
جلد آگیا عبدالملک نے جواب دیا کہ کسطرح نہ آتا میں ہر جمعہ میں اپنی تمام عقل لوگوں پر خرچ کرتا ہوں۔
محمد بن حرب الزیادی کہتے ہیں کہ عبدالملک سے کسی نے دریافت کیا کہ آدمیوں میں سب سے بہتر کون
آدمی ہے جواب دیا کہ جو بلند مرتبہ ہو کر تواضع اور انکساری کرے اور بحالت قدرت زہد اختیار
کرے اور بحالت قوت عدل کرے۔
ابن عائشہ کہتے ہیں کہ عبدالملک کے پاس جب کوئی شخص کسی شہر یا گاؤں سے آتا تو عبدالملک اس سے

کہتا دیکھو مجھے چار باتوں سے معاف رکھنا اور ان چار کے بعد جو کچھ کہنا ہو کہو۔ ایک ۔ تو میرے سامنے جھوٹ نہ بولنا کیونکہ میرے یہاں جھوٹے کی کوئی قدر نہیں سو دوسرے جو کچھ میں پوچھوں محض اسی کا جواب دینا کیونکہ میری توجہ اسی میں لگی ہوئی ہوگی۔ تیسرے میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا کیونکہ اپنا حال میں خود ہی جانتا ہوں چوتھے مجھے میری رعیت پر برانگیختہ نہ کرنا کیونکہ انہیں میری عنایات کی زیادہ ضرورت ہے۔

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبدالملک کو اپنے مرنے کا کامل یقین ہوگیا تو اس نے کہا واللہ جس وقت سے مجھے میری ماں نے جنا ہے اسی وقت سے میری خواہش تھی کہ یہیں حمال ہوتا اس کے بعد اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ہمیشہ خدا سے ڈرنا اور اختلاف اور افتراق سے کوسوں دور بھاگنا اور نبی ام بربہ بن جانا اور لڑائی میں نہایت سرگرمی دکھلانا او ساحرا بن جانا اور امر بالمعروف میں ضرب المثل بن جانا کیونکہ لڑائی وقت سے پہلے موت کو نہیں بلاتی اور امر بالمعروف کا اجر اور ذکر باقی رہتا ہے۔ تلخی میں میٹھے ہو جاؤ اور سختی میں نرم بن جاؤ اور جیسا کہ ابن عبدالاعلی الشیبانی کہتا ہے ایسے ہو جاؤ (ترجمہ اشعار ابن عبدالاعلی) بہت سے تیر جب اکٹھے کرلئے جاویں تو پھر ان کو کوئی سخت گرفت کرنیوالا بھی نہیں توڑ سکتا اور ایک تیر کو ہر ایک کوئی توڑ سکتا ہے اور اے ولید خلافت کے معاملات میں خدا سے ڈر کر کام کرنا اور حجاج کا زیادہ خیال رکھنا اور اس کی ہمیشہ تعظیم کرنا کیونکہ اس نے تجھے خلافت تک پہنچایا ہے۔ اے ولید وہ تیرا بازو اور تیری تلوار ہے اس کے متعلق کسی کی شکایت نہ سننا۔ دیکھ تجھے اس کی زیادہ ضرورت ہے اور اسے تیری پرواہ بہت کم ہے جب میں انتقال کر جاؤں تو لوگوں سے اپنی بیعت لینا اگر کوئی انکار کرے تو اس کی گردن مار دینا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی وصیتیں کیں۔

جب عبدالملک پر نزع کا وقت ہوا تو ولید رو کر یہ شعر پڑھنے لگا (ترجمہ شعر) بہت سے عیادت کرنیوالے آتے ہیں مگر مرنیوالے کو لوٹا کر نہیں لاتے تاکہ اس سے معلوم ہو کہ مرتے وقت تجھ پر کیا گذری عبدالملک نے کہا کہ لڑکیوں کی طرح رونے سے کیا فائدہ جب میرا انتقال ہو جائے تو اپنے پیروں کے بل کھڑا ہو جا۔ اور جرأت کو کام میں لا اور شیر جیسا لباس پہن اور اپنی تلوار کندھے پر رکھ۔ جو شخص سرکش ہو اس کا سر کاٹ لے اور جو چپ ہو اُسے چھوڑ دے وہ اپنی بیماری سے آپ مر جائے گا۔

میں کہتا ہوں کہ عبدالملک اور حجاج دونوں مساوی ہیں کیونکہ حجاج کو مسلمانوں اور صحابہ پر
نے حاکم مقرر کیا تھا اور اس کمبخت نے ان کے قتل اور ضرب ذلت و دشنام دہی اور حبس میں کوئی دقیقہ
نہیں رکھا اور اکابر صحابہ اور تابعین کو لاتعداد میں شہید کرادیا اور حضرت انسؓ وغیرہ صحابہ کی مشکیں
طوادیں اور انہیں بہت ذلیل کیا۔ یقیناً باری تعالیٰ اسے عذاب سے معاف نہ فرمائیں گے۔
عبدالملک کو بھی شاعری کا شوق تھا اس کے چند اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) قسم ہے مجھے
عمر کی کہ میں دنیا میں بہت جیا اور میری تمام عمر کارزار میں گذری۔ بس جو چیز مجھے خوش معلوم
ئی وہ زمانہ سابق میں مثل لمحہ کے گذری۔ افسوس فروتنی نہ کی میں نے ایک گھڑی اور ملک
ی نہ کرتا میں لذات میں۔ اور کاش تازہ روٹیوں کے ساتھ زندگی بسر نہ کرتا اور اے کاش
ی زندگی کو عیش و عشرت میں نہ کھوتا۔
ابن عساکر کی تاریخ میں ابراہیم بن عدی سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو
ماکہ اسے ایک رات میں چار مشکلیں پیش آئیں مگر اس کے چہرے پر زوال نظر نہیں پڑی۔ عبیداللہ بن زیاد کا
حبش بن دلجہ کا حجاز میں قتل اور بادشاہ روم سے کشیدگی اور دمشق کی طرف عمرو بن سعید کا خروج۔
اصمعی کہتے ہیں کہ چار آدمیوں نے نیک کاموں اور بیہودہ باتوں میں کبھی خطا نہیں کی شعبی
الملک بن مروان۔ حجاج بن یوسف۔ ابن القریہ۔
طیہ روایت سلفی میں ہے کہ عبدالملک بن مروان ایک روز باہر نکلا تو ایک عورت کھڑی ہوئی
اس نے کہا کہ امیر المومنین! انہوں نے جواب دیا کیا ہے اس نے کہا کہ میرے بھائی کا انتقال ہوگیا
ر اس نے چھ سو دینار چھوڑے اس کی میراث میں سے مجھے ایک دینار دیتے ہیں اور کہتے ہیں
ترا حق اتنا ہی ہے۔ یہ مسئلہ عبدالملک کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے شعبی کو بلاکر دریافت کیا انہوں
نے کہا کہ ٹھیک ہے متوفی نے دو بیٹیاں چھوڑیں دو تہائی یعنی چار سو تو ان کے ہوئے اور
ماں کو چھٹا یعنی سو دینار پہونچے اور بیوی کو آٹھواں یعنی پچھتر دینار اور بارہ بھائی ان کو
چوبیس دینار پہونچے۔ اس حساب سے اس کے حصہ میں ایک ہی آیا۔
ابن ابی شیبہ مصنف میں خالد بن محمد قرشی سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کا
مقولہ کہ جو شخص لذت اور خواہش نفس کے لئے باندی خریدے تو بربری خریدے اور اگر اولاد کے واسطے

چاہے تو فارسی اور اگر خدمت کے لئے چاہے تو رومی خریدے۔
ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ جسوقت عبد الملک کیسامنے اخطل شاعر نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ شعر) ایک عداوت کا آفتاب ہے حتی کہ اس سے فائدہ اٹھایا گیا اور جب اسے قدرت حاصل ہو گئی تو لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم بن گیا۔ یہ سنکر عبد الملک نے اپنے غلام سے کہا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کر لیجا اور جتنا اس سے چل سکے اتنا مال اسے دیدے۔ پھر کہا کہ ہر قوم میں شاعر ہوتا ہے اور بنی امیہ کا شاعر اخطل ہے
اصمعی کہتے ہیں کہ ایک روز اخطل عبد الملک کے پاس آیا عبد الملک نے اس سے کہا کہ آج شراب کا کچھ وصف بیان کرو اخطل نے کہا کہ اسکی ابتدا میں لذت ہوتی ہے اور انتہا میں درد اور درمیانی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جسکو میں بیان نہیں کر سکتا عبد الملک نے کہا آخر کچھ تو کہو اس نے کہا امیر المومنین اسوقت آپکا تمام ملک میرے جوتے کے تلے سے بھی ذلیل ہوتا ہے پھر اسنے یہ دو شعر پڑھے (ترجمہ اشعار) جسوقت مجھے میرے ہمنشین نے جام پر جام دیا۔ پھر تین جام ایسے دئے کہ انکی آواز مثل کبوتر کی آواز کے تھی۔ لیں تفاخر و مباہات سے میں آپے سے باہر ہو گیا اور اس طرح کپڑے سمیٹنے لگا گویا میں امیر المومنین کا بھی امیر ہوں۔
ثعالبی کہتے ہیں کہ عبد الملک کہا کرتا تھا کہ میں رمضان میں پیدا ہوا اور رمضان ہی میں ماں کا دودھ چھوڑا اور رمضان میں قرآن مجید ختم کیا اور رمضان میں ہی بالغ ہوا۔ رمضان میں ولیعہد بنا رمضان میں ہی خلیفہ بنا اب مجھے خوف ہے کہ کہیں رمضان میں ہی مر و نگا۔ جب رمضان ختم ہو گیا تو عبد الملک مطمئن ہو گیا مگر شوال میں مر گیا۔
ان اصحاب کی فہرست جو عبد الملک کے زمانہ میں انتقال کر گئے۔ ابن عمر۔ اسمار بنت ابو بکر صدیق۔ ابو سعید بن معلی۔ ابو سعید خدری۔ رافع بن خدیج۔ سلمہ بن اکوع۔ عرباض بن ساریہ۔ جابر بن عبد اللہ۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب۔ سائب بن یزید۔ اسلم مولی عمر۔ ابو ادریس الخولانی۔ شریح قاضی۔ ابان بن عثمان بن عفان۔ اخطل شاعر۔ ایوب بن قریہ جو فصاحت میں ضرب المثل تھے خالد بن یزید بن معاویہ۔ زر بن حبیش۔ سنان بن سلمہ بن محبق۔ سوید بن غفلہ۔ ابو وائل طارق بن شہاب۔ محمد بن حنفیہ۔ عبد اللہ بن شداد بن ہاد۔ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود۔ عمرو بن حریث عمرو بن سلمہ جرمی و دیگر حضرات رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

ولید بن عبدالملک

ولید بن عبدالملک - ابوالعباس -

شعبی کہتے ہیں کہ چونکہ ولید کو اس کے والدین نے نہایت نازونعمت سے پالا تھا اس لیے
ن پڑھ رہ گیا - روح بن زنباع کہتے ہیں کہ میں ایک روز عبدالملک کے پاس گیا تو اسے غمگین
داس پایا میں نے کہا کہ مغموم ہو شکی آج کیا وجہ ہے - عبدالملک نے کہا کہ میں یہ سوچ رہا ہوں
ں کو ولیعہد بناؤں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا میں نے کہا کہ ولید کو آخر کیا ہوا عبدالملک نے کہا کہ
ے نحو نہیں آتی یہ ہماری گفتگو ولید نے بھی سن لی اور اسی وقت نحویوں کو جمع کر کے ان سے
مہینے استفادہ کرتا رہا اور جیسا جاہل تھا پھر بھی ویسا ہی جاہل رہا - عبدالملک نے کہا کہ یہ
ہ معذور ہے - ابوالزناد کہتے ہیں کہ ولید اعراب میں بہت غلطیاں کرتا تھا چنانچہ اس نے
ے مرتبہ مسجد نبوی میں برسر منبر کہا یَا اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ابو عکرمہ الضبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ولید نے
ر پر اس طرح آیت پڑھی یَالَیْتَہَا کَانَتِ الْقَاضِیَۃُ اور منبر کے پاس عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان
عبدالملک بھی بیٹھے ہوئے تھے - سلیمان نے کہا واللہ خوب پڑھا -

ولید سخت جابر اور ظالم تھا چنانچہ ابونعیم نے حلیہ میں ابن شوذب سے روایت کی ہے
ضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ ولید شام میں حجاج عراق میں - عثمان بن حیارہ حجاز میں
ہ بن شریک مصر میں - واللہ تمام روئے زمین ظلم سے بھر گئی -

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں ابراہیم بن زرعہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید نے مجھے (ابراہیم
ن زرعہ سے) کہا کہ تم مجھے کیسا خیال کرتے ہو میں نے کہا کہ آپ ہی فرمائیے کہ آپ افضل ہیں یا داؤد
یہ السلام ولید نے کہا کہ داؤد علیہ السلام کے اندر خداوند تعالے نے خلافت اور نبوت دونوں کو
ع کر دیا تھا اور قرآن شریف میں فرمایا ہے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً اور انہوں نے جہاد بھی کیا تھا
ور میں نے بھی اپنی خلافت میں بہت سی فتوحات کیں اور اسی کے ساتھ یتیموں کے ختنہ کرائیں اور ان کیلئے
علموں کا انتظام کیا اور دیکھئے اپاہجوں کے لئے خدمت گار رکھا کرتا ہوں - اندھوں کے لئے بھی
ن کے مصالح کا انتظام کرتا ہوں - مسجد نبوی کو میں نے تعمیر کرایا اور اسے وسعت دی فقہاء اور ضعفاء

اور فقراء کے روزینے مقرر کر دیئے کہ ان پر سوال کرنا حرام ہو گیا تمام امور کے قواعد و ضابطے مقرر کر دیئے
ابن ابی عیلہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ ولید پر رحم فرمائیں۔ اب کہاں ولید جیسے بادشاہ پیدا
ہوتے ہیں۔ اس کے زمانہ میں ہندوستان اور اندلس فتح ہوئے۔ مسجد دمشق بنوائی۔ بیت المقدس
کی مسجد کے فقراء کو زر سرخ دیا کرتا تھا۔

ولید کو عبدالملک نے اپنی حیات میں شوال ۸۶ھ میں ولی عہد مقرر کیا تھا۔

۸۷ھ میں ولید نے جامع مسجد دمشق کی بنا ڈالی اور اسی سال مسجد نبوی کی توسیع اور تعمیر
کے احکام جاری کئے اور اسی سال بیکند۔ بخارا۔ سردانیہ۔ مطمورہ۔ قمیم۔ بحیرۃ الفرسان لڑائی سے
فتح ہوئے۔ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے جو مدینہ کے حاکم تھے حج کیا اور قربانی کرنے کے
دن غلطی سے عرفہ میں وقوف کیا جس کا آپ کو بہت سخت رنج ہوا۔

۸۸ھ میں جرثومہ طوانہ فتح ہوئے۔

۸۹ھ میں جزیرہ منورقہ و میورقہ ہاتھ آئے۔

۹۱ھ میں نسف و کش۔ شربان۔ مدائن۔ بحر آذربائیجان کے قلعے قبضے میں آئے

۹۲ھ میں اقلیم اندلس۔ باسرہ۔ شہر ارمابیل۔ قرطبہ فتح ہوئے۔

۹۳ھ میں دیبل وغیرہ پھر کرخ (اکیرج) برہم و باجہ۔ بیضا۔ خوارزم۔ سمرقند۔ سندھ فتح ہوئے

۹۴ھ میں کابل۔ فرغانہ۔ شاش۔ سندرہ۔ وغیرہ فتح ہوئے۔

۹۵ھ میں موقان اور مدینۃ الباب ہاتھ آئے۔

۹۶ھ میں طوس (طوبس) وغیرہ فتح ہوئے اور اسی سال نصف جمادی الآخر کو بعمر اکیاون
سال ولید بن عبدالملک نے انتقال کیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ولید کے زمانہ میں برابر جہاد جاری رہا اور اس کے زمانہ میں فتوحات عظیم
جیسا کہ حضرت عمرؓ فاروق کے زمانہ میں ہوئی تھیں ایسی ہی ہوئیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ولید کو اس کی قبر میں
اُتارا تو اچانک میں نے دیکھا کہ ولید اپنے کفن میں زمین پر بار بار پاؤں مارتا ہے۔

ولید کے اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں آل لوط کا ذکر فرماتے تو میرے کبھی خیال تک میں بھی نہ آتا کہ لوگ ایسے شنیع افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔
ولید کے زمانہ میں مشہور علماء میں سے حسب ذیل نے انتقال فرمایا۔ عتبہ بن عبد السلمی مقدام بن معدیکرب۔ عبد بن بسر المازنی۔ عبد اللہ بن ابی اوفی۔ ابو العالیہ۔ جابر بن زید۔ انس بن مالک۔ سہل بن سعد۔ سائب بن یزید۔ سائب ابن خلاد۔ خبیب بن عبد اللہ بن زبیر۔ بلال بن ابی الدرداء۔ سعید بن مسیب۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن۔ ابو بکر بن عبد الرحمن۔ سعید بن جبیر جنکو حجاج علیہ اللعنۃ نے شہید کیا۔ ابراہیم نخعی۔ مطرف۔ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف۔ عجاج شاعر و دیگر حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سلیمان بن عبد الملک

سلیمان بن عبد الملک ابو ایوب۔ یہ شخص بنو امیہ میں سب سے بہتر بادشاہ سمجھا جاتا ہے، اسکو اسکے باپ عبد الملک نے ہی ولید کے بعد ولیعہد بنایا تھا۔ یہ جمادی الاخر ۹۶ھ میں اپنے بھائی کے تخت خلافت پر بیٹھا۔ اسنے اپنے باپ عبد الملک اور عبد الرحمن بن ہبیرہ سے حدیث روایت کی اور اس سے اسکے بیٹے عبد الواحد اور زہری نے روایت کی ہے۔
یہ شخص نہایت فصیح البیان اور عدل کا ترجیح دینے والا اور جہاد کا شوقین تھا اور ۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔
اسکے محاسن میں یہی بہت ہے کہ اسکا وزیر عمر بن عبد العزیز جیسا آدمی تھا جو ہمیشہ اسکو خیر کی مثالیں سناتا اور نیکی کی طرف مائل کرتے رہتا تھا چنانچہ انھوں نے حجاج کے تمام عاملوں کو بلکلیہ موقوف کر دیا اور عراق کے قید خانوں میں جو مقید تھے انکو رہا کر دیا۔ سلاطین بنو امیہ ہمیشہ تاخیر سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ عمر بن عبد العزیز نے اول وقت پڑھانا شروع کیا۔
ابن سیرین کہتے ہیں کہ سلیمان پر ارحم الراحمین رحم فرمائیں کہ اسنے اپنی خلافت کا افتتاح نماز کے اول وقت پڑھنے سے کیا۔ اور اسکا خاتمہ عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ مقرر کرنے میں کیا۔ بعد سلیمان بن عبد الملک راگ گانے کو منع کیا کرتا تھا۔ کھانیوالا بڑا بھاری تھا ایک دفعہ ایک مجلس میں ستر انار ایک چھ مہینہ کا بکرا چھ مرغ اور ایک مکوک بھرا ہوا کشمش کا کھا گیا۔ مکوک ایک پیمانہ ہوتا ہے جسمیں

بھائی کیل وزن آتا ہے۔ مترجم)

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ ایک روز سلیمان بن عبد الملک نے آئینہ میں اپنی صورت جو دیکھی تو اپنی جوانی اور خوبصورتی پر متعجب اور متحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے اور جناب حضرت ابو بکر صدیق تھے اور حضرت عمر فاروق تھے اور حضرت عثمانؓ باحیا تھے اور حضرت معاویہ حلیم الطبع تھے اور یزید صبور تھا اور عبد الملک سیاسی آدمی تھا اور ولید جبار تھے اور میں ایک نوجوان بادشاہ ہوں اس تقریر کو ایک مہینہ بھی گذرنے نہیں پایا تھا کہ سلیمان کا انتقال ہو گیا اور اس نے بروز جمعہ دس صفر ۹۹ھ میں وفات پائی۔

سلیمان کے زمانہ میں جرجان۔ قلعہ عدید۔ سروا۔ شقا۔ طبرستان۔ شہر سقالبہ فتح ہوئے اور حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ قیس بن ابی حازم۔ محمود بن لبید۔ حسن بن حسین بن علی۔ کریب مولی ابن عباس۔ عبد الرحمن بن الاسود۔ نخعی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

عبد الرحمن بن حسان کنانی فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک میدان جنگ میں وابق کے مقام پر فوت ہوا۔ جب مرض نے غلبہ کیا تو رجاء بن حیوۃ سے دریافت کیا کہ میرے بعد تخت خلافت پر کون بیٹھنا چاہیے کیا میں اپنے بیٹے کو ولیعہد کر جاؤں۔ رجاء نے کہا کہ آپکا بیٹا یہاں نہیں ہے سلیمان نے کہا کہ دوسرے بیٹے کو کر دوں۔ رجاء نے کہا کہ وہ بہت صغیر سن ہے۔ سلیمان نے کہا کہ پھر تمہارے نزدیک کون بہتر ہے۔ رجاء نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز سے بہتر کوئی شخص نہیں انھیں خلیفہ کر دیجئے اسپر سلیمان نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میرے بھائی خلافت عمر بن عبد العزیز پر کبھی راضی نہ ہونگے رجاء نے کہا اسکی ترکیب یہ ہے کہ عمر بن عبد العزیز اپنے بعد یزید بن الملک کو ولیعہد کر دیں۔ آپ وصیت نامہ میں لکھدیجے کہ عمر بن عبد العزیز کے بعد یزید بن عبد الملک ولیعہد ہو اور اس وصیت نامہ پر مہر کر دیجئے اور لوگوں کو بلا کر ان سے کہئے کہ تم اس سے بیعت کرو جسکا نام اس وصیت نامہ میں ہے سلیمان نے اس رائے کو پسند کر کے فوراً کاغذ قلم و دوات منگا کر ایک وصیت نامہ لکھکر رجاء کے حوالہ کیا اور کہا کہ فوراً باہر جا کر اس شخص کی جسکا نام اسمیں درج ہے لوگوں سے بیعت لیلو۔ رجاء باہر آیا اور اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ میں اس شخص کی بیعت لوں جسکا نام اسمیں لکھا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس شخص کا کیا نام ہے رجاء نے جواب دیا

اس پر مہر لگی ہوئی ہے اس شخص کا نام خلیفہ کے انتقال کے بعد معلوم ہوگا لوگوں نے کہا کہ ہم اس طرح
بیعت نہیں کرتے۔ رجاء نے سلیمان سے جاکر اس کی اطلاع دی۔ سلیمان نے کہا کہ ابھی تم کوتوال
اور چوکیدار وں کو لیکر لوگوں کو جمع کر کے ان سے بیعت لو اور جو شخص انکار کرے اسکی گردن اڑا دو چنانچہ اسی طرح
بیعت لی گئی۔ رجاء کہتے ہیں کہ میں جسوقت بیعت سے فارغ ہو کر آرہا تھا تو اچانک مجھے ہشام ملگیا
اور کہنے لگا کہ رجاء! امیر المومنین نے میرے واسطے بھی کچھ کیا ہے یا نہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں محروم
نکر دیا گیا ہوں اگر واقعی میں محروم ہو گیا ہوں تو مجھے بتلا دے تاکہ میں اپنا انتظام کروں میں نے کہا
سبحان اللہ مجھے خود معلوم نہیں جو میں تمہیں اطلاع کروں امیر المومنین نے تو اس کام کو بہت ہی پوشیدہ رکھا ہے۔
پھر راستہ میں عمر بن عبد العزیز ملگئے اور انھوں نے دریافت کیا کہ رجاء مجھے سلیمان سے
ڈر معلوم ہوتا ہے اور میرے دلمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں اسنے مجھے خلیفہ نہ کر دیا ہو اور
مجھ میں اسکی قابلیت اور اہلیت نہیں ہے لہذا اگر تمہیں خبر ہو تو بتلا دو تاکہ میں کسی تدبیر سے کوشش
کر کے اس بلا کو سر سے ٹال دوں میں نے انسے بھی یہی کہا کہ مجھے کچھ خبر نہیں اور انھیں اسطرح ٹال دیا۔
پھر جسوقت سلیمان کا انتقال ہو گیا اور وصیت نامہ کھولا گیا تو اسمیں حضرت عمر بن عبد العزیز
کا نام لکھا ہوا تھا یہ دیکھکر عبد الملک کی اولاد کا منہ فق ہو گیا اور چہرہ پر مردنی چھا گئی مگر جب آگے
اسمیں یزید بن عبد الملک کا نام سنا تو کچھ مطمئن سے ہوئے اور عمر بن عبد العزیز کے پاس آکر خلافت انہیں
سپرد کر دی۔ عمر بن عبد العزیز ششدر اور حیران سے ہو کر وہیں کے وہیں بیٹھے رہ گئے اٹھنے تک کی
طاقت نہ رہی حتی کہ لوگوں نے انکے بازو پکڑ کر انکو منبر پر چڑھا دیا منبر پر بھی بہت دیر تک خاموش بیٹھے
رہے رجاء نے لوگوں سے کہا کہ تم کیوں کھڑے ہو کر امیر المومنین سے بیعت نہیں کرتے۔ یہ سنکر لوگوں نے بیعت کی،
اور رجاء نے آپکا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کی طرف کر دیا اسکے بعد آپ کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا
لوگو! میں اس امر کو شروع کرنیوالا نہیں ہوں بلکہ ختم کرنیوالا ہوں میں کسی چیز کا ایجاد کرنیوالا نہیں
ہوں بلکہ پہلوں کی تابعداری کرنیوالا ہوں دوسرے شہر اور ملک والوں نے بھی اگر تمہاری طرح میری اطاعت
کر لی تو میں تمہارا خلیفہ ہوں اور اگر انھوں نے انکار کر دیا تو میں خلیفہ نہیں ہوں۔ یہ کہکر آپ نیچے اتر
آئے۔ داروغہ اصطبل خاصے کا گھوڑا لایا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے کہا کہ خلیفہ کی سواری کا گھوڑا ہے
آپنے فرمایا مجھے اسکی حاجت نہیں ہے میرا ہی گھوڑا لاؤ۔ چنانچہ آپکا گھوڑا پیش کیا گیا اور اسی پر سوار ہو کر

اپنے مکان پر تشریف لے گئے پھر آپ نے دوات منگائی اور اپنے ہاتھ سے تمام بیرونجات کے عمال کے نام فرمان لکھے۔ رجاء کہتے ہیں کہ مجھے خیال تھا کہ کہیں آپ اپنا ضعف نہ لکھدیں مگر جب آپ لکھ چکے تو میں نے دیکھا تو انسے انکی قوت کا اظہار ہوتا تھا۔

روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مروان بن الملک اور سلیمان بن عبد الملک میں خلافتی نسبت کے معاملات پر کچھ رنجش ہو گئی اور کلام نے طول پکڑ لیا سلیمان نے مروان کو کچھ سخت لفظ (یا ابن اللخناء) کہدیا مروان نے چاہا ہی تھا کہ میں اسکا جواب دوں مگر عمر بن عبد العزیز نے اسکا منہ اپنا ہاتھ رکھکر بند کر دیا اور کہا بھلے مانس وہ خلیفہ ہے اور تیرا بھائی ہے اور تجھسے بڑا ہے چپ رہ مروان چپکا تو ہو گیا مگر عمر بن عبد العزیز سے کہنے لگا کہ واللہ تم نے مجھے قتل کر دیا میرے تن بدن میں آگ لگ رہی ہے اور زیادہ ہی زیادہ ہوتی جاتی ہے چنانچہ اسی رات مروان مر گیا۔

ابن ابی الدنیا زیاد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ جب سلیمان کا بیٹا ایوب مر گیا تو میں سلیمان کے پاس گیا اور کہا کہ یا امیر المومنین عبد الرحمن بن ابی بکر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہے کہ میرا نام قیامت تک باقی رہے تو اسے چاہئے کہ مصائب پر صبر کرے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عمر بن عبد العزیز بن مروان۔ خلیفہ صالح ابو حفص۔ خلفاء راشدین کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین پانچ ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (ابوداؤد) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ ۶۱ھ یا ۶۳ھ میں مقام حلوان مضافات مصر میں پیدا ہوئے ان دنوں آپکے والد مصر کے حاکم تھے آپکی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں آپکے زمانہ بچپن میں گھوڑے نے منہ پر لات ماردی تھی جسکی وجہ سے چہرہ پر چوٹ کا داغ آگیا تھا اسوقت آپکے والد آپکے چہرہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ تو اگر بنو امیہ کا داغدار ہے تو سعادتمند ہے (ابن عساکر)

حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے کہ میری اولاد میں سے ایک ایسا شخص ہوگا کہ جسکے چہرہ پر داغ

ہو گا وہ زمین کو عدل سے بھر دیگا (ترمذی) آپکا یہ فرمانا بالکل سچ ہوا۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ
اس میں اپنے واعذار بیٹے کا زمانہ پاتا جو دنیا کو عدل سے بھر دیگا جیسا کہ اس وقت
دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی (ابن سعد)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ قیامت اس وقت تک
نہ ہوگی جبتک کہ حضرت عمر بن خطاب کی اولاد سے آپ ہی کے مثل نہ خلیفہ پیدا ہولے۔

بلال بن عبداللہ بن عمر کے چہرہ پر بھی داغ تھا لوگ خیال کیا کرتے تھے کہ شاید یہ حضرت عمر بن
خطاب کی پیشنگوئی کا مصداق ہوں حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو بھیجدیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے والد و حضرت انس اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب و ابن
قارظ، یوسف بن عبداللہ بن سلام و عامر بن سعد و سعید بن مسیب۔ عروہ بن زبیر ابی بکر بن عبدالرحمن
ربیع بن سبرہ اور بہت سے علماء سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے زہری۔ محمد بن منکدر۔ یحییٰ بن سعید انصاری
مسلمہ بن عبدالملک۔ رجاء بن حیات اور بہت سے حضرات نے کی ہے۔ جب قرآن شریف جمع ہوا تو
آپکا بچپن تھا آپکے والد نے آپکو تحصیل علم کی غرض سے مدینہ شریف میں عبیداللہ بن عبداللہ کے
پاس بھیجدیا اور آپ انسے تحصیل کرتے رہے جسوقت آپکے والد کا انتقال ہوگیا تو عبدالملک نے اپنے پاس
دمشق میں بلا لیا اور آپکا نکاح اپنی بیٹی فاطمہ سے کردیا۔ آپ خلافت سے قبل ہی نہایت صالح تھے مگر
آپ نعم میں بہت زیادہ مبالغہ کیا کرتے تھے چنانچہ آپکے عیب جویاں آپ پر ہمیشہ یہ الزام لگایا
کرتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز کی چال بہت مغرورانہ متکبرانہ ہے۔

جب ولید خلیفہ ہوئے تو انھوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا حاکم مقرر کردیا اور آپ
۸۶ھ سے تا ۹۳ھ وہاں حاکم رہے پھر آپکو معزول کردیا گیا اور آپ شام تشریف لے آئے۔

جسوقت ولید نے چاہا کہ میں اپنے بھائی سلیمان کو ولیعہدی سے معزول کرکے اسکی جگہ اپنے
بیٹے کو ولیعہد کروں تو اسکو بہت سے معززین عرب نے طوعاً و کرہاً منظور کرلیا مگر حضرت عمر بن
عبدالعزیز نے انکار کیا اور سلیمان سے کہا کہ میں تمہاری بیعت کبھی خلع نہیں کرسکتا کیونکہ میں بیعت کرچکا
ہوں اسپر ولید نے آپکو قید کردیا تین سال آپ مقید رہے اسکے بعد کسی کی سفارش سے ولید نے آپکو رہا
کردیا اور تین دن کے بعد بھی قید سے ہی ارادہ لیکر نکلے جو لیکر گئے تھے سلیمان نے آپکے اس احسان اور وفاداری کو

یاد رکھا اور اپنے بعد آپ کو ولیعہد مقرر کر دیا۔

زید بن اسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نماز سوائے عمر بن عبد العزیز کے نہیں پڑھی۔ آپ اس وقت چونکہ مدینہ کے حاکم تھے آپ مدینہ طیبہ میں نماز پڑھاتے تھے زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رکوع اور سجود میں تو دیر لگاتے تھے مگر قیام اور قعود میں تخفیف کرتے تھے۔ (بیہقی)

محمد بن علی بن حسین سے کسی نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ وہ بنو امیہ کے نجیب ہیں اور قیامت میں امت واحدہ کی شکل میں اٹھینگے۔ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہمراہ بہت سے علماء دین بطور شاگرد و نکے رہا کرتے تھے۔

ابو نعیم نے بسند صحیح رباح بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایکروز حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور ایک بوڑھا آدمی آپکے ہاتھ کا سہارا لئے آپکے ساتھ جا رہا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بوڑھا بڑا ستم کنندہ ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ آپکو خدا انکی دست آپکے ساتھ یہ بوڑھا شخص جو آپکے ہاتھ کا سہارا لئے جاتا تھا کون تھا حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ تم نے انھیں دیکھا ہے میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ تم بھی ایک صالح آدمی ہو وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو مجھ سے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال پوچھنے اور مجھے عدل و انصاف کی تلقین کرنے تشریف لائے تھے۔

ابو ہاشم کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اور اس نے اپنا خواب بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکے دائیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں تشریف رکھتے ہیں اور آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بیٹھے ہیں کہ دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جسوقت تم خلیفہ ہو جاؤ تو ان دو شخصوں (یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق) کے قدم بقدم چلنا یہ سنکر حضرت عمر فاروق نے قسم کھا کر گذارش کی کہ حضور یہ ایسا ہی کرتے ہیں جب راوی نے اپنے اس خواب پر قسم کھائی تو حضرت عمر بن عبد العزیز بہت روئے۔

ہم جیسا اوپر بیان کر چکے ہیں کہ سلیمان نے اپنی زندگی میں لوگوں سے آپکی بیعت صفر سنہ ۹۹ھ میں لی تھی آپ کی مدت خلافت مثل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کل دو سال پانچ مہینہ رہی اس اثنا میں آپنے زمین کو عدل سے بھر دیا اور ظالموں کو موقوف کر دیا اور بہت سے طریقہ حسنہ جاری فرمائے۔ جب سلیمان کا وصیت نامہ کھولا گیا اور اسمیں آپکا نام نکلا تو آپ بھوچکے سے رہ گئے پھر آپنے فرمایا واللہ میں نے کبھی خداوند تعالیٰ سے اسکی درخواست نہیں کی تھی جب داروغہ اصطبل خاص خلیفہ کی سواری کا گھوڑا لایا تو آپنے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور یہ فرمایا کہ میرا ہی خچر لے آؤ وہی میرے لئے کافی ہے۔ حکیم بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک مرتبہ داروغہ اصطبل گھوڑوں کی گھاس دانہ کیواسطے خرچ لینے آیا آپنے کہا کہ ان تمام گھوڑوں کو ملک شام میں بھیجدو اور جس قیمت پر وہاں بک سکیں بکوادو اور انکی قیمت فی سبیل اللہ دیدو۔ مجھے میرا شہبا خچر ہی کافی ہے۔

عمر بن ذر کہتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے جنازے سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو آپ کے غلام نے عرض کیا کہ حضور! آج آپ رنجیدہ کیوں ہیں آپنے فرمایا اس دنیا میں اگر آج کوئی رنجیدہ اور فکرمند ہو سکتا ہے تو وہ میں ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ کوئی حقدار مجھ سے اپنا حق طلب کرے میں اسکا حق اسکو پہنچا دوں۔

عروہ بن مہاجر سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپنے کھڑے ہو کر حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا لوگو! قرآن شریف کے بعد کوئی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میں قاضی (قاضی جو لوگوں پر حکومت کرے اور لوگوں پر اسکا حکم ماننا واجب ہو۔ مترجم) نہیں ہوں بلکہ منفذ (منفذ جو قاضی کے احکام لوگوں پر صادر کرے۔ مترجم) ہوں میں موجد نہیں ہوں بلکہ دوسروں کا متبع ہوں میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن میرا بوجھ البتہ زیادہ ہے جو لوگ ظالم امام سے بھاگ جائیں وہ ظالم نہیں ہیں خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سالم بن عبداللہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ صدقات کے متعلق لکھکر پوچھا آپنے جواب میں انکے سوال کا جواب لکھکر آخر یہ لکھا کہ اگر تم لوگوں سے وہ ہی عمل اور برتاؤ کروگے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھے تو اللہ

تبارک و تعالیٰ کے نزدیک حضرت عمرؓ سے زیادہ مرتبہ پاؤ گے۔

حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو آپ روئے اور فرمایا کہ اے حماد مجھے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے میں نے کہا کہ آپکو درہم کی کتنی محبت ہے آپنے فرمایا مجھے بالکل نہیں میں نے کہا کہ پھر آپکو کیا ڈر آپ بالکل خوف نہ کیجیے خداوند تعالیٰ آپکی مدد فرماوینگے۔

مغیرہ سے مروی ہے کہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپنے اپنے بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باغ فدک تھا جسکی آمدنی سے آپ بنی ہاشم کے صغیر سن بچوں کی پرورش فرمایا کرتے تھے اور انکی بیواؤں کا نکاح ثانی بھی اسی خرچ سے کر دیا کرتے تھے ایکدفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس باغ کو لینا چاہا مگر آپنے انکار کر دیا اسیطرح یہ باغ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں پھر عمرؓ کے زمانہ میں رہا مگر آخر میں کراسکو ہمارے باپ مروان نے قبضہ لیا اب وہ ترکہ میں مجھے پہنچا ہے مگر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو نہیں دی تھی وہ مجھ پر کیسے حلال ہو سکتی ہے۔ لہذا میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکو اسی حالت میں چھوڑتا ہوں جسمیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا۔ لیث کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو آپنے اول اپنی اہلبیت اور رشتہ داروں کا جائزہ لیا اور جو کچھ مال انکے پاس نکلا آپنے ضبط کر لیا اور اسکو بال ظلم قرار دیا۔

اسماء بن عبیدہ کہتے ہیں کہ آپکے پاس عنبسہ بن سعید بن عاص نے آکر شکایت کی کہ یا امیرالمومنین جو آپ سے پہلے خلفاء تھے وہ ہمیں عطایا دیا کرتے تھے مگر آپنے انھیں روک لیا میرے پاس کچھ جاگیر ہے اگر آپ حکم دیں تو میں اسمیں سے اتنا لے لیا کروں کہ میرے اہل و عیال کو کافی ہو آپنے فرمایا کہ جو تم محنت مشقت سے پیدا کرو وہ تمہارا ہے پھر آپنے فرمایا کہ تم موت کو زیادہ یاد کیا کرو اگر تم تنگی میں ہو تو وسعت ہوگی اور اگر تم وسعت اور فراخدستی میں ہو تو تنگی معلوم ہوگی۔

فرات بن سائب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک بیش قیمت گوہر تھا جو انکو انکے والد عبدالملک نے دیا تھا ایکروز عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنا تمام زیور یا تو بیت المال میں دیدو اور یا مجھے ناپسند کرو کہ میں تمہیں علحدہ کر دوں کیونکہ مجھسے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میں اور تم اور تمہارا زیور ایک گھر میں ہوں آپکی زوجہ محترمہ نے کہا کہ میں آپکو ترجیح دیتی ہوں آپ میرا تمام زیور بیت المال میں داخل کر دیجیے آپنے اسکو بیت المال میں داخل کر دیا

جب آپکا انتقال ہو گیا اور یزید بن عبد الملک تخت پر بیٹھا تو اسنے آپکی حرم محترم سے کہا کہ اگر آپ چاہو تو وہ زیور بیت المال سے واپس کر لو مگر انھوں نے جواب دیا کہ جو چیز میں بطیب خاطر انکی حیات میں دیچکی ہوں وہ انکے انتقال کے بعد کبھی واپس نہیں لے سکتی کہتے ہیں کہ بعض عمال نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس خط لکھے کہ ہمارے شہر خراب ہو گئے ہیں اگر امیر المومنین حکم فرمائیں تو ہم کچھ مال علحدہ کر کے انکی تعمیر کرا دیں آپنے جواب میں لکھا کہ جسوقت سے تم میرا یہ خط پڑھو تو اُن شہروں کے قلعے عدل سے بناؤ اور اسکے راستے ظلم سے صاف کر دو بس یہی انکی مرمت ہے۔ والسلام

ابراہیم سکونی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا ہے کہ جسوقت سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ ایک عیب ہے مینے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

قیس بن جبیر کہتے ہیں کہ بنو امیہ میں عمر بن عبد العزیز کی مثال ایسی ہے جیسے خاندان فرعون میں مومن کی میمون بن مہران کہتے ہیں کہ جسطرح خداوند تعالیٰ نے ایک نبی کیلئے دوسرے نبی سے عہد لیا ہے اسی طرح عمر بن عبد العزیز کے لئے خداوند تعالیٰ نے لوگوں سے عہد لیا ہے وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اگر اس امت میں کوئی مہدی ہے تو وہ عمر بن عبد العزیز ہے۔

محمد بن فضالہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز ایک جزیرہ میں کسی راہب کے پاس سے گذرے۔ راہب نے آپکی طرف دیکھا اور آپکے پاس آیا حالانکہ کبھی وہ کسی کے پاس نہیں آیا کرتا تھا اسنے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں آپکے پاس کیوں آیا ہوں آپنے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں اسنے کہا کہ محض اسلیے کہ آپ ایک امام عادل کے صاحبزادہ ہیں۔

آپ ائمہ عدل میں ایسے ہیں جیسے اشہر حرام میں رجب المرجب ایوب بن سوید اسکی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تین ماہ متوالیہ اشہر حرام کے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ ہیں اور رجب جو اشہر حرام میں اکیلا ہے تو وہ عمر و بن عبد العزیزؒ ہے۔

حسن قصاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں مینے بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ چرتا ہوا دیکھا ہے مینے کہا سبحان اللہ بھیڑیا اور بکریوں کے پاس اور پھر نقصان نہ دے یہ سنکر چرواہے نے کہا کہ جب سر اصلاح پر ہوتا ہے تو پھر بدن پر کچھ نقصان نہیں پہونچتا۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو چرواہے نہایت تعجب

کہنے لگے کہ لوگوں پر کون خلیفہ مقرر ہوا ہے جو ہماری بکریوں کو بھیڑئیے کچھ نہیں کہتے۔

موسیٰ بن اعین کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانہ میں کرمان بکریاں چرایا کرتا تھا بکریاں اور بھیڑئیے ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے مگر بھیڑیا کبھی بکری کو نہیں چھیڑتا تھا اچانک ایک روز ایک بھیڑیا بکری کو لے کر چلدیا میں نے کہا آج معلوم ہوتا ہے کہ آج وہ مرد صالح دنیا سے کوچ کر گیا چنانچہ تحقیق کیا گیا تو واقعی اسی روز انتقال ہوا تھا۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک شخص خراساں میں تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ جب بنو امیہ کا ایک داغدار خلیفہ ہو تو اسکی فوراً جا کر بیعت کر لینا کیونکہ وہ ایک عادل امام ہوگا وہ ہر خلیفہ کا حلیہ دریافت کرتا رہا آخر جب حضرت عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تو اس نے متواتر تین روز خواب دیکھا کہ وہی شخص اسکو بیعت کے لئے کہتا ہے اس پر اس نے فوراً خراساں سے آکر بیعت کر لی۔

حبیب بن ہند الاسلمی کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے ایک روز یہ کہا کہ خلفاء تین ہیں ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عمر بن عبدالعزیزؒ میں نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو تو ہم جانتے ہیں مگر عمر بن عبدالعزیز کون صاحب ہیں آپ نے کہا کہ اگر تم ان کی خلافت تک زندہ رہے تو معلوم کر لو گے اور اگر مر گئے تو بعد میں ہونگے۔ میں کہتا ہوں کہ سعید بن مسیب کا انتقال آپکی خلافت سے قبل ہی ہو چکا تھا۔

ابن عون کہتے ہیں کہ سیرین سے جب طلاء (قسم از شراب) کے متعلق مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ امام مہدی یعنی عمر بن عبدالعزیزؒ منع فرمایا کرتے تھے۔ حسن کہتے ہیں کہ اگر کوئی مہدی ہے تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہیں ورنہ سوائے عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کے کوئی مہدی نہیں۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اب کوئی زاہد نہیں زاہد عمر بن عبدالعزیز تھے کہ ان کے پاس دنیا آئی اور انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

یونس بن ابو شبیب کہتے ہیں کہ میں نے جب عمر بن عبدالعزیز کو خلافت سے پہلے دیکھا تھا تو ان کے پائجامہ کا نیفہ ان کے موٹاپے کیوجہ سے ان کے پیٹ کی شکن میں گھسا ہوا تھا مگر جب بایام خلافت میں دیکھا تو آپکا یہ حال تھا کہ آپکی ہر ہر پسلی کی ہڈی بغیر ہاتھ لگائے گنی جا سکتی تھی۔

عمر بن عبدالعزیز کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ ابو جعفر منصور نے مجھ سے سوال کیا کہ جب تمہارے

والد خلیفہ ہوئے تو کیا آمدنی تھی میں نے کہا چالیس ہزار دینار انہوں نے کہا جب انکا انتقال ہوا تو اس وقت کیا آمدنی تھی بیٹے کہا کہ چار سو دینار اور اگر آپ اور زندہ رہتے تو اس میں سے بھی کم ہوجاتی۔

مسلمہ بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کی عیادت کیلئے گیا تو آپکا کرتا نہایت میلا دیکھا میں نے آپکی حرم محترم فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا کہ تم یہ کرتا دھو یا کیوں نہیں جاتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپکے پاس بدلنے کو دوسرا کرتا نہیں ہے جو اسے نکالکر دوسرا پہن لیں۔

ابو امیہ خصی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے غلام کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز اپنے آقا کی حرم محترم سے شکایت کی کہ یہ روز کے روز مسور کی دال نہیں کھائی جاتی انہوں نے جواب دیا کہ بیٹا تمہارے آقا کی خوراک بھی یہی مسور کی دال ہے۔

یہی کہتے ہیں کہ جس وقت آپکے نزع کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے ایک دینار دیکر بھیجا کہ اگر اس گاؤں کے آدمی قبر کی زمین بیع کریں تو میں خرید لونگا جس وقت میں گاؤں والوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپکی خاطر سے قیمت منظور کئے لیتے ہیں۔

عمران بن محمر کہتے ہیں کہ ایک روز آپ اپنی بیوی سے فرمانے لگے کہ فاطمہ تمہارے پاس ایک درہم بھی رکھا ہے آج انگوروں کو طبیعت چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میرے پاس کہاں سے آیا۔ آپ تو امیر المومنین ہیں اور ایک درہم کی بھی حیثیت نہیں رکھتے کہ انگور ہی خرید لیں آپ نے فرمایا کہ انگور نہ کھانے مجھ پر زیادہ آسان ہیں بہ نسبت اس کے کہ کل جہنم میں زنجیریں پہنوں آپکی حرم محترم فاطمہ کہتی ہیں کہ جس وقت سے آپ خلیفہ ہوئے اور رجب تک آپ نے انتقال فرمایا ہے اس درمیان میں کبھی آپکے غسل جنابت یا احتلام کیوجہ سے نہاتے نہیں دیکھا

سہل بن صدقہ کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو آپکے گھر میں سے رونے کی آواز سنائی دی تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی باندیوں کو اختیار دیدیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ میرے اوپر بہت بوجھ آپڑا ہے کہ جس کی وجہ سے میں تم سے بے پرواہ ہوگیا ہوں لہذا جو تم میں سے آزاد ہونا چاہتی ہے وہ آزاد ہے اور جو رہنا چاہے وہ اس شرط سے رہے کہ مجھے ان سے کچھ سروکار نہ ہوگا یہ سنکر تمام باندیاں مایوس ہوکر رو رہی ہیں۔

آپکی حرم محترم فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب گھر میں تشریف لاتے تو سجدہ میں اپنے سر کو

ڈالدیتے اور برابر روتے رہتے اور مناجات کرتے اور اسی طرح آنکھ لگجاتی پھر جسوقت آپ جاگتے تو اسی طرح کرتے۔ ولید بن ابی سائب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ خوف خدا والا نہیں پایا۔

سعید بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایکدفعہ جمعہ کی نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو آپکے کرتے میں آگے اور پیچھے کی طرف چند پیوند لگے ہوئے تھے ایک آدمی نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپکو خداوند تعالی نے سب کچھ دے رکھا ہے پھر آپ کپڑے کیوں نہیں بنواتے آپنے بہت دیر تک گردن جھکائے رکھی اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ تونگری میں میانہ روی اور قدرت کے وقت قصور معاف کرنا زیادہ افضل ہے۔

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں تم میں پچاس سال بھی خلیفہ رہوں تو میں عدل کے مراتب کو تکمیل تک نہیں پہونچا سکتا میں تمہارے قلوب سے طمع دنیاوی کو نکالڈالنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر مجھے خوف ہے کہ تمہارے دل متحمل نہ ہو سکیں گے۔

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ مینے طاؤس سے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز مہدی ہے انھوں نے جوابدیا کہ فقط مہدی ہی نہیں بلکہ عادل کامل بھی ہیں۔

عمر بن اسد کہتے ہیں کہ لوگ آپکے پاس بہت سا مال لائے مگر آپنے فرمایا لیجاؤ۔ آپ تمام لوگوں سے بے پرواہ تھے۔

جویریہ کہتی ہیں کہ میں ایک روز فاطمہ بنت علی بن ابی طالب کے پاس گئی تو انھوں نے عمر بن عبدالعزیز کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہمیں پھر کسی شخص کی احتیاج نہ رہتی۔

عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھ سے آپکی حرم محترم فاطمہ بنت عبدالملک نے بیان کیا کہ جب عمر بن عبدالعزیز کو خلافت سپرد ہوئی تو آپ گھر میں آکر مصلے پر بیٹھکر رونے لگے حتی کہ آپکی تمام ڈاڑھی آنسوں سے تر ہوگئی مینے عرض کیا امیرالمومنین آپ روتے کیوں ہیں آپنے فرمایا فاطمہ میری گردن میں امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کل بوجھ ڈالدیا گیا ہے میں بھوکے فقیر اور ضائع ہونیوالے مریض اور ننگے اور مظلوم۔ قیدی مسافر بوڑھے اور بچے عیالدار غرض تمام دنیا کے مصیبت زدہ کی خبر گیری کے متعلق غور کرتا ہوں کہ کہیں انکے متعلق خداوند تعالی نہ باز پرس کر بیٹھیں اور مجھسے جواب بن نہ آئے

اسی فکر میں رو رہا ہوں۔

اوزاعی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک روز اعیان اور معززین بنو امیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم میں سے میں ہر ایک کو ایک لشکر کا سردار مقرر کردوں ایک آدمی نے انہیں سے جواب دیا کہ آپ ہم سے وہ بات کہتے ہیں جو آپ کر نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس میرے فرش کو جس پر تم بیٹھے ہو نہیں دیکھتے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ فرش بلا اور فنا میں ضرور گرفتار ہونے والا ہے لیکن باوجود اسکے میں یہ نہیں چاہتا کہ تم اسکو اپنے پیروں سے ناپاک کرو پھر میں یکسطرح گوارا کر سکتا ہوں کہ تمہیں اپنے دین اور مسلمانوں کے اغراض کا مالک کردوں میں تمہیں کہتا ہوں کہ تمہاری حالت بہت ابتر ہے انھوں نے کہا کہ کیا ہمیں آپکے قرابتدار ہونے کی وجہ سے حق نہیں پہونچتا آپ نے فرمایا اس معاملہ میں میرے نزدیک تم اور ایک بہت ادنیٰ مسلمان دونوں برابر ہیں

حمید کہتے ہیں کہ ایکدفعہ حسن نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس میری معرفت ایک خط لکھا جسمیں اپنی حاجت اور کثرت عیال کی شکایت لکھی تھی آپ نے انھیں کچھ عطا کرنیکا حکم فرمادیا۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب کسی شخص کو سزا دینے کا ارادہ فرماتے تھے تو اول اسکو تین دن تک قید رکھتے تھے تاکہ غصہ میں اسکو سزا نہ دیدیں۔

جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ہے کہ میں نے جب اپنے نفس کو اسکی خواہش کے مطابق کچھ دیا تو اس نے اس سے افضل چیز کی خواہش کی اور جب میں نے اسکو وہ چیز بھی دیدی تو اس نے اس سے بھی برتر شے یعنی جنت کی آرزو کی

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں کہ بیت المال سے آپکی تنخواہ دو درہم روزانہ مقرر تھی۔ یوسف بن یعقوب کاہلی کہتے ہیں کہ آپ رات کولوٹا اوڑھا کرتے تھے اور آپکا چراغدان تین لکڑیوں کا بنا ہوا تھا اور اسکی وہ جگہ جہاں چراغ رکھتے ہیں مٹی کی تھی۔

عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام کو پانی گرم کرنیکو فرمایا وہ شاہی مطبخ خانہ سے گرم کرلایا جب آپکو خبر ہوئی تو آپنے مطبخ خانہ میں ایک درہم کی اسکی عوض لکڑیاں بھجوادیں

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں کہ آپ کی عادت شریف تھی کہ آپ جبتک امر خلافت کے کام میں منہمک رہتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو اسے فوراً گل کرکے اپنا چراغ روشن کرلیتے

حکم بن عمر کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے چلا آتا تھا کہ خلفاء بنو امیہ کے اردلی میں تین سو چوکیدار تین سو کوتوال رہا کرتے تھے مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپنے اون سے کہا کہ مجھے تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے پاس قضا و قدر جیسا نگہبان اور موت جیسا چوکیدار موجود ہے اور اگر باوجود اس کے تم میں سے کوئی میرے پاس رہنا چاہے تو اس کو دس دینار تنخواہ ملیگی اور اگر کوئی نہ رہنا چاہے تو وہ اپنے گھر چلا جاوے۔

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپکی طبیعت سیب کھانیکو چاہی اور ایک شخص نے آپکے اہل بیت میں سے ہدیہ کے طور پر سیب بھیجدیا۔ آپنے اوسکی بہت تعریف کی کہ اس کی خوشبو کیا ہی اچھی اور اس کی رنگت کیا ہی خوب ہے پھر آپنے اپنے غلام سے کہا کہ جس شخص نے یہ سیب بھیجا ہی اس سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تمہارا ہدیہ ہمارے سر اور آنکھوں پر ہے کیونکہ تم ہمارے عزیز ہو اور سیب واپس کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہدیہ بھیجنے والا آپکے چچا کا بیٹا اور آپکے اہلبیت سے ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدیہ قبول فرمالیا کرتے تھے آپنے فرمایا تم پر افسوس ہے ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی ہدیہ تھا ہمارے واسطے رشوت ہے۔

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالے نے اپنی خلافت میں سوائے ایک شخص کے جس نے حضرت معاویہ رضی کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے تھے کسی کے درّے نہیں لگوائے

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے اہل وعیال کے نفقہ میں کمی کی تو انہوں نے اسکی آپسے شکایت کی آپنے فرمایا کہ اب میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ تمہیں کچھ اس سے زیادہ دوں باقی رہا بیت المال سو اس میں تمہارا حق ایسا ہی ہے جیسے دوسرے مسلمانوں کا۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے عمال کو حجاج کے حکم کے خلاف فرمان لکھے

یحیی غسانی کہتے ہیں کہ جب مجھے حضرت عمر بن عبد العزیز نے موصل کا حاکم بنایا تو وہاں جاکر میں نے دیکھا کہ وہاں چوری کی وارداتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں میں نے اس حال کی آپکو رپورٹ کردی اور دریافت کیا کہ میں ان مقدمات میں اپنے ظن اور لوگوں کی تہمت پر سزا دوں یا شہادت پر فیصلہ کروں اور ایسے مقدمات کبھی پہلے خلفاء میں موجود نہیں تھے آپنے لکھا کہ شہادت پر فیصلے کرو حق نے انکی اصلاح نہ کی تو خداوند تعالیٰ کبھی ان کی اصلاح نہ فرماویگے یحیی کہتے ہیں کہ جب میں نے آپکے

حکم کی تعمیل کی تو موصل اس کی برکت سے تمام بلادِ محروسہ سے زیادہ اصلاح پذیر ہوگیا اور بہت ہی شاذو نادر چوری کی وارداتیں رہ گئیں۔

رجاء بن حیات کہتے ہیں کہ ایک رات کچھ باتیں کرتا ہوا میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس رہ گیا اتنے میں چراغ گل ہوگیا اور آپ کا خادم آپکے برابر میں سو رہا تھا میں نے کہا کہ میں اسے جگادوں آپنے کہا کوئی ضرورت نہیں میں نے کہا اچھا میں جلادوں آپنے فرمایا مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے چنانچہ آپ خود اُٹھے اور چراغ میں تیل ڈالکر اس کو روشن کر دیا پھر آپ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ میں خود اٹھا اور چراغ جلا لیا اور وہی عمر بن عبدالعزیز باقی رہا جو پہلے تھا۔

مکحول کہتے ہیں کہ اگر میں حلف کھاکر بیان کروں کہ عمر بن عبدالعزیز بہت بڑے زاہد اور دل میں خوف خدا رکھنے والے تھے تو واللہ میرا حلف بالکل سچا ہے۔ سعید بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب موت کا ذکر کیا کرتے تو آپ کے مفاصل مضطرب ہو جاتے تھے۔

عطاء کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز روزانہ رات کو فقہا کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے پھر اسقدر روتے تھے کہ گویا آپ کے سامنے جنازہ رکھا ہوا ہے۔

عبیداللہ بن عیزار کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شام میں ایک مٹی کے منبر پر آپنے خطبہ فرمایا لوگو اپنے باطن کی اصلاح کرو ظاہر کی خود ہو جائیگی۔ آخرت کے لئے کماؤ دنیا خود کمائی جائے گی یاد رکھو کہ تمہارے ماں باپ کو موت کھا چکی۔ والسلام علیکم۔

وہیب بن ورد کہتے ہیں کہ ایکدن بنو مروان آپ کے دروازے پر جمع ہوئے اور انہوں نے آپکے صاحبزادہ عبدالملک سے کہا کہ اپنے والد ماجد سے جاکر کہو کہ جتنے خلفا گذرے ہیں وہ تمام ہمارے لئے کچھ عطایا دیا کرتے تھے مگر آپ نے تمام بند کردیں اس نے آپسے آکر کہا آپنے فرمایا کہ ان یہ کہدو کہ میرے والد کہتے ہیں اِنِّی اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّی عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ اگر میں خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کروں گا تو قیامت کو عذاب ہوگا۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے سے پہلوں کی رائے پر عمل کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم اور دیندار تھے۔

ایکدفعہ جریر آئے اور بہت دیر تک آپکے دروازہ پر بیٹھے رہے مگر آپنے انکی طرف بالکل التفات نہ فرمایا آخر جریر نے عون بن عبداللہ کو جو آپکے خاص مصاحب تھے یہ اشعار لکھے (ترجمہ اشعار) اے قاری پیچے عمامہ لٹکانے والے یہ تمہارا زمانہ ہے اور میرا زمانہ ختم ہو چکا اگر تم خلیفہ سے ملاقات کرو تو یہ کہدینا کہ میں تمہارے دروازہ پر ایسا ہوں جیسا قیدی۔

جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو آپکے پاس بلال بن ابی بردہ آئے اور آپکو مبارکباد دی اور یہ کہا کہ خلافت کو شرافت کی ضرورت تھی آپنے اس کی کو پورا کردیا اور اس میں زینت کی ضرورت تھی آپنے اسکو زینت بخشی پھر یہ شعر پڑھا ترجمہ شعر تونے خوشبو کی خوشبو کو بڑھادیا کیونکہ تیرے مثل کوئی نہیں ہے اگرچہ گوہر سے زینت حسن ہوتا ہے مگر آپنے گوہر کو زینت بخشی۔ جعونہ کہتے ہیں کہ جب آپکے صاحبزادہ عبدالملکؒ انتقال ہو گیا تو آپ انکی تعریف فرمانے لگے۔ مسلمہ نے کہا یا امیر المومنین اگر یہ زندہ رہتے تو کیا آپ انکو ولیعہد کردیتے آپنے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ مسلمہ نے کہا کہ کیوں حالانکہ انکی تو آپ تعریف کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ مرحوم میری ہی نظروں میں قابل تعریف تھا یا دوسرے لوگ بھی اسے قابل تعریف سمجھتے ہیں کیونکہ باپ کی نظروں میں قدرتاً بیٹا قابل تعریف ہوتا ہے۔

غسان کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپنے فرمایا بس میں تجھے یہی نصیحت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ سے ڈرا کر اور اپنے اوپر سے سختی دور کیا کر خداوند تعالیٰ بھی تیری سختی کو دور کردیگا ابو عمر کہتے ہیں کہ آپکے پاس اسامہ بن زید کی صاحبزادی آئیں آپنے تعظیماً انکا استقبال کیا اور انکو اپنے سامنے بٹھلایا اور جو کچھ انھوں نے طلب کیا آپنے انکو عطا فرمایا

حجاج بن عنبسہ کہتے ہیں کہ بنو مروان نے مجتمع ہو کر آپسمیں کہا کہ اب ہم امیر المومنین کو مذاق کے ذریعہ متوجہ کرینگے چنانچہ چند آدمی جمع ہو کر آپکے پاس آئے اور ایک نے کچھ مذاقیہ بات کہی اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسکی طرف دیکھا کہ دوسرے نے بھی اسکی تائید میں کچھ مذاقیہ گفتگو کی آپنے فرمایا کہ تم ایک رذیل بات پر مجتمع ہوئے جو دلوں میں کینہ پیدا کردیتی ہے (یعنی مذاقیہ کینہ پیدا کرتا ہے اور اس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے اسلئے مذاق سے احتراز واجب ہے جو آجکل ہندوستان میں مفقود ہے مترجم) بہتر یہ ہے کہ تم قرآن شریف مجتمع ہو کر پڑھو اور جب اس سے فارغ ہو تو احادیث شریف سیکھو اور جب

اس میں دسترس پیدا ہو جائے تو احادیث کے معنی پر غور کرو۔

ایاس بن معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بہت بڑے ہوشیار کاریگر کی کہ جسکے پاس مشین نہ ہو اور بغیر مشین ہی کے اپنی کاریگری دکھلائے۔ عمرو بن حفص کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جب تو کسی مسلمان کی زبان سے کوئی کلمہ سنے تو جبتک اسمیں ایک شمہ بھی خیر کا معلوم ہوتا ہو اسکو شر پر نہ محمول کر۔

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سلیمان بن عبدالملک کو ایک خارجی کے قتل سے روکا اور یہ رائے دی کہ جبتک یہ شخص توبہ نہ کرلے تب تک اسکو قید میں رکھا جائے سلیمان نے خارجی کو بلا کر یہ کہا کہ کہو اب کیا کہتے ہو اسنے جواب میں کہا کہ اے فاسق ابن فاسق کیا پوچھتا ہے یہ سنکر سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اب آپ اسکے متعلق کیا کہتے ہیں انہوں نے اسکی گفتگو ملاحظہ کرلی خارجی نے پھر مکرر یہی کہا کہ اے فاسق بن فاسق کیا کہتا ہے یہ دیکھ کر آپ خاموش ہو گئے سلیمان نے کہا کہ میں نے آپ ہی پر منحصر رکھا اب فرمائیے کیا کروں آپنے فرمایا کہ میری رائے میں جسطرح اسنے آپکو گالی دی آپ بھی اسکو دے لیجئے سلیمان نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں اور اسکے قتل کا حکم دیدیا عمر بن عبدالعزیز وہاں سے نکلے تو راستہ میں خالد کوتوال آپ سے ملا اور اسنے آپسے کہا کہ آپنے خلیفہ کو یہ کیا رائے دی تھی کہ آپ بھی اسے گالی دے لیجئے مجھے تو یہ ڈر ہو گیا تھا کہ کہیں خلیفہ آپکے قتل کا نہ مجھے حکم دیدیں آپنے فرمایا کہ اگر خلیفہ تجھے میرے قتل کا حکم دیدیتے تو کیا تو مجھے قتل کر دیتا اسنے کہا واللہ فوراً میں قتل کر ڈالتا۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو حسب معمول خالد کوتوال اپنی جگہ آکر کھڑا ہوا آپنے فرمایا خالد تلوار یہاں رکھدو اور اسکو موقوف کر دیا اور دعا کی۔ الہٰی! خالد سے محض تیری خوشنودی کو میں نے تلوار رکھوا دی ہے۔ اب کبھی اسکے ہاتھ میں تلوار نہ دینا پھر پولیس پر نظر ڈالی اور عمرو بن مہاجر انصاری کو بلا کر انسے کہا کہ اے عمرو! اللہ تم جانتے ہو کہ میرے اور تمہارے سوائے اسلام کے کوئی قرابت نہیں ہے مگر میں نے سنا ہے کہ تم تلاوت قرآن بہت زیادہ کرتے ہو اور میں نے تو تمہیں ایسی جگہ نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ جہاں یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں کوئی شخص ہوگا اور نماز بھی باخشوع وخضوع پڑھتے دیکھا ہے نیز تم انصار ہو لہٰذا یہ تلوار لو اور میں تمہیں آج کوتوال مقرر کرتا ہوں۔

شعیب کہتے ہیں کہ عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز آپ کے صاحبزادہ آپکے پاس آئے اور پوچھا کہ

اے امیر المومنین آپ اپنے رب کے قائل اور ماننے والے ہیں اگر کل کو اُسنے آپ سے سوال کیا کہ تم نے بدعت کرنے لوگونکو دیکھا اسکے مٹانیکی کوشش اور سنت کے احیا کی جدوجہد کیوں نہیں کی تو آپ کیا جواب دینگے آپ اس سوال سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ تجھپر رحم فرماویں اور اجر نیک دیں بیٹیا بات اصل یہ ہے کہ قوم میں بدعت کوٹ کوٹکر بھر دیگئی ہے اور لوگ خلاف سنت عمل کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اس کام کی انھوں نے گرہ در گرہ دے رکھی ہے اب ایسی صورت میں اگر میں انسے بدعت ترک کرا نہیں مکابرہ کروں تو پوری خونریزی کا اندیشہ ہے اور واللہ میں ایک چلو خون بھی بہانا اپنے لئے درست نہیں سمجھتا ورنہ خدا نکرے کہ تیرے باپ پر کوئی ایسا دن آئے کہ اسکی خواہش بدعت کی بیخکنی اور احیاء سنت کی نہ ہو۔ معمر کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جو شخص لڑائی جھگڑے اور غصہ اور طمع سے علیحدہ رہا وہ فلاح کو پہونچ گیا۔ ارطاۃ بن منذر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کسی نے کہا کہ اگر آپ اپنی حفاظت کے لئے کوئی کوتوال رکھ لیں اور اپنے کھانے پینے میں احتیاط برتیں تو بہت مناسب ہے آپ نے فرمایا کہ الٰہی! آپ خوب جانتے ہیں اگر میں سوائے قیامت کے کسی چیز سے ڈرتا ہوں تو مجھے اس خوف سے امن نہ رکھنا

عدی بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خطبہ میں فرماتے سنا ہے کہ لوگو خداوند تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں مارے مارے نہ پھرو اگر تمہاری قسمت میں رزق مقسوم ہے تو اگر وہ پہاڑ کی چوٹی یا زمین کی تہ میں بھی ہوگا تو تمہارے پاس ضرور آویگا۔ ازہر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ایکروز خطبہ فرماتے دیکھا کہ آپ پیوندوں کا کُرتا پہنے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن علاء کہتے ہیں کہ آپ اکثر جمعہ میں ان الفاظ سے پہلا خطبہ شروع فرمایا کرتے تھے۔

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوی پھر خداوند تعالیٰ سے ڈرنیکی تلقین اور دیگر نصائح فرماتے اور خطبہ آخر اس آیت پر ختم کرتے یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الخ

حاجب بن خلیفہ برجمی کہتے ہیں کہ میں جب آپ خلیفہ تھے آپکے ایک خطبہ میں شریک ہوا ہوں آپنے اسمیں فرمایا کہ جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے جاری فرمایا وہ عین دین ہے اسی

ہم کو چلنا چاہئے اور جو انکے خلاف ہو اسکو ترک کر دینا چاہئے۔ (ابو نعیم فی الحلیۃ)

ابن عساکر نے ابراہیم بن ابی علیہ سے روایت کی ہے کہ عید کے روز لوگ آپکے پاس آتے تھے اور سلام کرکے کہتے تھے کہ خداوند تعالیٰ آپ سے اور ہم سے قبول فرماویں۔ آپ انہیں الفاظ کو دوہرا دیتے تھے اور کچھ انکار نہ فرماتے تھے میں کہتا ہوں کہ عید، سال، ماہ کیلئے اس سے بہتر تہنیت یا مبارکباد نہیں ہو سکتی۔

جعونہ کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت عمر بن عبد العزیز نے عمرو بن قیس سکونی کو خلافت کا حاکم بنا کر روانہ کیا تو آپنے بطور نصیحت کے انسے فرمایا کہ وہاں کے نیک لوگوں کی بات سننا اور بد معاشوں سے احتراز کرنا اور انکی خطاؤں سے درگذر کرنا ایسا نہ ہو کہ اول تو تم جاتے ہی انکا قتل شروع کر دو اور آخر میں انسے ڈرنے لگو بلکہ پہلے ہی سے میانہ روی اختیار کرو تاکہ وہ تمہارا مرتبہ معلوم کریں اور تمہاری بات برکات دہ ہیں۔

سائب بن محمد کہتے ہیں کہ جراح بن عبد اللہ نے آپ کو رپوٹ دی کہ اہل خراسان نہایت بگڑے ہوئے ہیں انکی اصلاح بغیر تلوار اور دُرّوں کے نہیں ہو سکتی امیر المومنین مجھے اپنی رائے سے مطلع فرمادیں آپنے جواب میں لکھا اما بعد تم نے جھوٹ لکھا ہے کہ اہل خراسان بغیر تلوار کے درست نہیں ہو سکتے عدل اور حق ایسی چیزیں ہیں کہ وہ خود درست ہو جاوینگے لہذا انمیں عدل انصاف اور حق رسانی کی اشاعت کیجائے۔ والسلام

امیہ بن زید قرشی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب کوئی خط مجھسے لکھواتے تو آپ پہلے یہ دعا کیا کرتے تھے الٰہی! میں اپنی زبان کی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

صالح بن جبیر کہتے ہیں کہ بسا اوقات کسی بات میں حضرت عمر بن عبد العزیز مجھپر غصہ ہو جاتے ایکروز میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ نوجوان بادشاہ ہو نکے غصہ سے ڈرنا چاہیے اور جب انکا غصہ ٹھنڈا ہو جاوے تو انکے پاس حاضر ہو کر معافی مانگنی چاہیے۔ آپنے فرمایا اے صالح میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم اسکی پابندی نکرنا۔

عبد الحکیم بن محمد مخزومی کہتے ہیں کہ ایکروز جریر بن خطفی عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اسنے چاہا کہ میں کچھ بات کروں مگر آپنے انکار کر دیا اسنے کہا کہ میں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتا ہوں آپنے فرمایا کہ اچھا کہو اس نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) وہ ذات جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور خلافت امیر عادل کے سپرد کی جسنے یقیناً مظالم کو رد کیا اور حق و انصاف لوگوں میں پھیلایا۔ میں تجھسے خیر عاجل کا طلبگار ہوں کیونکہ نفس جب عاجل پر عاشق ہے

آپنے فرمایا کہ کہیں قرآن شریف میں تمہارا کوئی حق بیت المال کے اندر نہیں دیکھا اسنے عرض کیا کہ نہیں امیر المومنین قرآن شریف میں حق موجود ہے کیونکہ میں مسافر ہوں اور مسافر کا حق موجود ہے آپنے اسکو اپنی جیب خاص سے پچاس دینار عطا فرمائے۔

طیوریات میں ہے کہ حریز بن عثمان رحبی اپنے باپ کیساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے آپنے انسے انکے بیٹے کا حال دریافت کیا اور پھر فرمایا کہ تم اس کو فقہ اکبر کی تعلیم دو انھوں نے دریافت کیا کہ فقہ اکبر کیا ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ قناعت اور مسلمانوں کو تکلیف نہ پہونچانا۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ایکروز آپنے بلاکر فرمایا کہ عدل کی تعریف کرو میں نے کہا کہ او فوہ آپنے بہت بڑی چیز کی تعریف دریافت کی چھوٹوں سے باپ کی طرح اور بڑوں سے بیٹے کی طرح اور اپنے برابری سے بھائی کی طرح اور اسی طرح عورتوں سے سلوک کرنا اور لوگوں کو انکے جرائم اور جسم کے موافق سزائیں اور اپنے غصہ کیوجہ سے کسی کو نہ ستانا بس یہی عدل ہے اور ان سے تجاوز کرنا ظلم ہے۔

عبدالرزاق اپنے مصنف میں زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اگر آگ کی پکی ہوئی چیز کھلیتے حتی کہ شکر بھی تو وضو فرمایا کرتے تھے۔

وہب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالی کا قول ہے کہ جس شخص کا کلام اس شخص کے عمل سے بڑھ گیا تو گویا اسکا کلام کم ہو گیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ آپکے زمانہ خلافت میں غیلان نے قدر کا عقیدہ (یعنی تقدیر سے انکار کیا) ظاہر کیا آپنے اسکو توبہ کرنیکو فرمایا اسنے کہا کہ اگر میں گمراہ ہوتا تو آپکا ہدایت کرنا بھلا معلوم ہوتا آپنے دعا کی الہی اگر یہ سچا ہے تو خیر ورنہ اسکے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی پر چڑھوا لیجئے۔ یہ دعا کرکے اسکو چھوڑ دیا اور اس نے اپنے عقائد کی خوب اشاعت کی مگر جسوقت ہشام بن عبدالملک تخت پر بیٹھے تو انھوں نے اسکو پکڑا اور اسکے چاروں ہاتھ پیر کاٹ کروا کر چڑھا دیا۔

خلفاء بنوامیہ کا قاعدہ تھا کہ وہ خطبوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہا کرتے تھے آپنے اپنی خلافت میں اسکی سختی سے ممانعت کی اور اپنے عمال کو لکھا کہ ایسا نہ کیا جائے اور بجائے ان الفاظ کے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ الآخر تک کے پڑھنے کی ترویج کی چنانچہ

یہ آیت خطبوں میں ابتک پڑھی جاتی ہے۔

آپ قبل خلافت اشعار بھی کہا کرتے تھے اور بہت سے آپکے اشعار متضمن بہ پند و نصائح مشہور ہیں فائدہ۔ ثعالبی لطائف المعارف میں کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ و حضرت عثمان غنی رضؓ و حضرت علی شیر خدا اور مروان بن حکم و عمر بن عبدالعزیز کے سروں پر بال نہ تھے اسکے بعد خلفاء میں یہ بات نہ رہی (چونکہ اس زمانہ میں سر پر خود لگاتے تھے اسکی وجہ سے بال سر کے اڑجاتے تھے اور اسی وجہ سے اس شخص کو جسکے بال اڑجاتے تھے عرب میں اصلع یعنی بہادر اور شجاع کہتے تھے (مترجم)

فائدہ۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ ایک شاعر نے فاطمہ بنت عبدالملک آپکی زوجہ کی شان میں یہ شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) خلیفہ کی بیٹی اور خلیفہ کی پوتی۔ خلفاء کی بہن اور خلیفہ کی بیوی ہیں زبیر کہتے ہیں آجتک کوئی عورت سوائے آپکی بیوی کے ایسی نہیں گذری جسپر یہ شعر صادق آسکے۔

میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ تک بھی ایسی نہیں ہوئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا مرض اور وفات

ایوب کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اگر آپ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوتے اور آپکا وہاں انتقال ہوتا تو آپکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے پاس جو چوتھی جگہ پڑی ہے دفن کیا جاتا آپنے فرمایا واللہ اگر مجھے خداوند تعالیٰ سوائے عذاب دوزخ کے تمام عذاب دیدیتے تو مجھے منظور تھا بشرطیکہ خداوند تعالیٰ مجھے بتلا دیتے کہ آیا میں اس جگہ کے قابل اور اہل بھی ہوں یا نہیں

ولید بن ہشام کہتے ہیں کہ کسی نے آپ سے مرض کی حالت میں عرض کیا کہ آپ دوا کیوں نہیں کرتے آپنے فرمایا کہ جسوقت مجھے زہر دیا گیا اگر مجھسے اسوقت کہا جاتا کہ تم اپنے کان کی لو کو ہاتھ لگاؤ یا فلاں خوشبو سونگھو اسمیں تمہاری شفا ہے تو میں ایسا کبھی نہ کرتا کیونکہ اگر میں مر گیا تو زہر کی وجہ سے شہید ہوں۔ یا یہ کہ دوا کرنا منافی توکل ہے آپکو بنو امیہ کے اشارے سے آپکے غلام سقاہ نے زہر دیدیا تھا (مترجم)

عبید بن حسان کہتے ہیں کہ جب آپکا آخر وقت ہوا تو آپنے فرمایا کہ مجھے اکیلا چھوڑ دو اور چلے جاؤ

چنانچہ سب چلے گئے اور مسلمہ اور فاطمہ دروازہ پر بیٹھ گئیں۔ انھوں نے سنا آپ فرماتے تھے مرحبا بسم اللہ تشریف لائیے یہ صورتیں آدمیوں کی ہیں نہ جنوں کی پھر آپنے یہ آیت پڑھی تلک الدار الاخرۃ نجعلہا پھر چونکہ کوئی آواز نہ آئی اسلئے یہ اندر گئیں تو آپکو دیکھا کہ بیجان پڑے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون الخ) چنانکہ ہشام کہتے ہیں کہ جب آپکے انتقال کی خبر حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ دنیا کا سب سے بہتر آدمی چل بسا۔

خالد ربعی کہتے ہیں کہ مجھے تورات میں معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز پر زمین و آسمان چالیس روز تک روئیں گے۔

یوسف بن مالک کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے تو اچانک ہمارے پاس آسمان سے ایک کاغذ گرا جسمیں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خداوند تعالیٰ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کو دوزخ سے امان ہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولیعہد خلافت یعنی یزید بن عبدالملک کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط عبداللہ عمر کی طرف سے یزید بن عبدالملک کیطرف ہے السلام علیکم۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ اسکے بغیر کوئی خدا نہیں ہے اما بعد میں تمہیں یہ خط اپنی کرب و بیکلی کی حالت میں لکھ رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ مجھسے میرے خلافت کے زمانہ کے متعلق مالک دنیا اور آخرت سوال کرینگے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ میں کوئی بھی کام انسے چھپا سکوں اگر وہ مجھ سے راضی ہوگئے تو میں فلاح کو پہونچ گیا اور ذلت و رسوائی سے نجات پالی اور اگر مجھ پر غصہ ہو گئے تو میں کہیں کا نہ رہونگا اور تباہ ہو جاونگا میں خداوند تبارک تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی رحمت کی وجہ سے عذاب دوزخ سے بچاویں اور مجھ سے خوش ہوکر اور احسان عظیم کر کے مجھے جنت عنایت کردیں تم خدا سے ڈرنے کو اپنے اوپر لازم کرلو اور رعیت کی رعایت کرو میرے بعد تم بھی بہت کم دنیا میں رہو گے۔ والسلام (ابونعیم فی الحلیہ)

آپ نے مقام دیر سمعان (بکسر السین) مضافات حمص میں بتاریخ بیس یا پچیس رجب المرجب سنہ ۱۰۱ھ میں بعمر انتالیس سال چھ ماہ انتقال فرمایا آپکو بنو امیہ نے زہر دلوا دیا تھا کیونکہ آپنے

انپر سختی کی تھی اور جو مال انھوں نے غصب سے جمع کیا تھا تمام ضبط کر لیا تھا اور چونکہ آپنے اپنی حفاظت کرنی چھوڑ دی تھی اسلئے بنوامیہ کو آسانی بھی ہو گئی تھی۔

مجاہد کہتے ہیں کہ مجھے بلا کر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ میرے متعلق لوگ کیا گمان کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ مسحور ہیں آپنے فرمایا یہ غلط ہے کہ مجھپر جادو کر دیا گیا ہے بلکہ مجھے زہر دیا گیا ہے اور جسوقت دیا گیا تھا مجھے اسیوقت معلوم ہو گیا تھا پھر آپنے اس غلام کو بلایا جس نے آپکو زہر دیا تھا اور فرمایا کہ تجھپر افسوس ہے تجھے اس امر پر کس نے برانگیختہ کیا تھا کہ مجھے زہر پلا دے اس نے کہا کہ مجھے اس کی عوض میں ہزار دینار دئے گئے ہیں اور مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ میں آزاد کر دیا جاؤنگا۔ آپنے فرمایا ان دیناروں کو میرے پاس لا چنانچہ وہ لایا آپنے ان کو بیت المال میں داخل کر دئے اور اس سے کہا کہ تو یہاں سے اسطرح بھاگ کہ پھر تجھے یہاں کوئی نہ دیکھے۔

آپ کی خلافت میں ان حضرات علماء کا انتقال ہوا۔ ابوامامہ بن سہل بن حنیف خارجہ بن زید بن ثابت۔ سالم بن ابی الجعد۔ بسر بن سعید۔ ابوعثمان نہدی۔ ابوالضحی۔

یزید بن عبدالملک بن مروان

یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم ابوخالد اموی دمشقی ۷۱ھ میں پیدا ہوا اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اپنے بھائی سلیمان بن عبدالملک کی وصیت کے بموجب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

عبدالرحمن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ جسوقت یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اسنے حکم دیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے طریقہ پر کاربند رہو چنانچہ چندروز وہ ہی طریقہ معمل رہا مگر بعد میں چالیس بوڑھوں نے آکر شہادت دی کہ خلفاء پر نہ عذاب ہے نہ حساب وہ جو کچھ چاہیں کریں۔

ابن ماجشون کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا تو یزید بن عبدالملک نے کہا کہ واللہ جتنے حضرت عمر بن عبدالعزیز خداوند تعالیٰ کے محتاج تھے انسے زیادہ میں ہوں

اور ان کے قدم بقدم چالیس روز رہا مگر پھر اس طریقہ سے روگرداں ہوگیا۔
سلیم بن بشیر کہتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ وصیت نامہ لکھا تھا کہ السلام علیکم اما بعد جیسا میں ہوں میں خود ہی جانتا ہوں۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خداوند تعالی سے ڈرتے رہنا تو دنیا ایسے شخص کیواسطے چھوڑنیوالا ہے جو تیری تعریف نہیں کریگا اور ایسے شخص کے سپرد کرنیوالا ہے جو تیرا عذر نہیں سنیگا۔ والسلام
سنہ ۱۰۲ھ میں یزید بن مہلب نے خلافت پر خروج کیا مسلمہ بن عبد الملک بن مروان اس کے مقابلہ کیلئے متعین ہوا حتی کہ یزید بن مہلب کو شکست دی اور کربلا کے قریب مقام عقیر میں اس کو قتل کر دیا گیا۔
کلبی کہتے ہیں کہ لوگوں کے زبان زد تھا کہ بنو امیہ نے کربلا میں دین اور عقیر میں کرم (یزید بن مہلب کا لقب) کو ذبح کر ڈالا۔
یزید بن عبد الملک شعبان ۱۰۵ھ میں انتقال کر گیا اور اسکے عہد میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ ضحاک بن مزاحم۔ عدی بن ارطاۃ۔ ابو المتوکل ناجی۔ عطاء بن یسار۔ مجاہد یحیی ابن وثاب مقری الکوفہ۔ خالد بن معدان۔ شعبی عالم عراق۔ عبد الرحمن بن حسان بن ثابت۔ ابو قلابہ الجرمی ابو بردہ بن ابی موسی الاشعری و دیگر علماء رحم اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

ہشام بن عبد الملک

ہشام بن عبد الملک ابو الولید کچھ اوپر ۷۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے بھائی یزید بن عبد الملک کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔
مصعب زبیری کہتے ہیں کہ عبد الملک نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں نے چار دفعہ محراب میں پیشاب کیا ہے۔ جب اسکی تعبیر حضرت سعید بن مسیب سے دریافت کی گئی تو آپنے فرمایا تھا کہ تیرے صلبی بیٹوں میں سے چار بیٹے بادشاہ ہونگے چنانچہ یہ ہشام آخری بادشاہ تھا۔
ہشام بن عبد الملک نہایت ہوشیار اور عقلمند شخص تھا۔ بیت المال میں مال جبتک داخل نہیں ہونے دیتا تھا جب تک چالیس آدمی یہ نہ گواہی دیں کہ فلاں کے حق میں سے لیا ہے اور جتنے

ذی حق تھے ان کا حق پہونچا دیا گیا ہے۔
اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے ہشام کو ہمکلام ہوتے ہوئے سنا ہشام اس شخص سے
کہہ رہا تھا کہ اسمیں کچھ حرج نہیں ہے کہ تم اپنے خلیفہ کی سن لو۔ نیز ایک مرتبہ ایک شخص پر غصہ ہوا
تو اس سے کہا واللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیرے کوڑے ماروں۔
سحبل بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے خلفاء میں ہشام سے زیادہ خونریزی کو مکروہ سمجھنے والا نہیں
دیکھا ہشام کا مقولہ ہے کہ مجھے دنیا کی تمام لذتیں میسر ہیں مگر ایک ایسا بھائی نہیں کہ میرے
اسکے درمیان میں جو تحفظ کا پردہ ہوتا ہے وہ حائل نہ ہوتا۔
شافعی کہتے ہیں کہ جب موضع رصافہ مضافات قنسرین میں ہشام نے مکان بنوایا تو اسنے چاہا
کہ میں اس مکان میں ایکدن اسطرح بسر کروں کہ اسمیں مجھے کسیطرح کا غم و فکر نہ ہو۔ چنانچہ جب یہ
وہاں گیا تو دوپہر بھی ہونے نہ پائی تھی کہ سرحد سے ایک متوحش خبر پہونچی یہ سنکر کہنے لگا کہ ایک دن
بھی ایسا نہ ملا۔ کہتے ہیں کہ یہ شعر ہشام کا ہے اور اس شعر کے سوا اسکا کوئی کلام محفوظ نہیں (ترجمہ شعر)
جب تو خواہشات نفسانی کی نافرمانی نہیں کریگا تو تجھے خواہشات ایسی طرف کھینچ کر لیجائینگی کہ جہاں تجھ پر حرف آجائیگا۔
ہشام بن عبدالملک ربیع الاخر ۱۲۵ھ میں انتقال کر گیا۔
اسکے تخت خلافت کے ساتویں برس قیصریہ روم تلوار سے فتح ہوا اور آٹھویں سال خنجرہ
بطال مشہور شجاع کے ہاتھ سے فتح ہوا اور بارھویں سال خرسنہ ہاتھ آیا جو ملطیہ کے اطراف میں بادی ہے۔
اسکے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا۔ سالم بن عبداللہ بن عمر۔ طاؤس۔ سلیمان بن
یسار۔ عکرمہ غلام ابن عباس۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق۔ کثیر عزۃ الشاعر۔ محمد بن کعب القرظی۔ حسن
بصری۔ محمد بن سیرین۔ ابوالطفیل عامر بن واثلہ صحابی (انکی موت نے صحابہ کا خاتمہ کر دیا) جریر۔ فرزدق۔ عطیہ العوفی
معاویہ بن مرۃ۔ مکحول۔ عطاء بن ابی رباح۔ ابو جعفر الباقر۔ وہب ابن منبہ۔ سکینہ بنت حسین۔ اعرج۔ قتادہ۔ نافع
غلام ابن عمر۔ ابن عامر خوانندہ شام۔ ابن کثیر خوانندہ مکہ۔ ثابت البنانی۔ مالک بن دینار۔ ابن محیصن
المقری۔ ابن شہاب زہری و دیگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
اخبار ہشام ابن عساکر ابراہیم بن ابی عبلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک نے ارادہ
کیا کہ مجھے خراج مصر کی وصول یابی پر مقرر کرے مگر میں نے انکار کر دیا اسپر ہشام اتنا غصہ ہوا کہ اسکا

چہرہ سرخ ہو گیا اور چونکہ اسکی دونوں آنکھوں میں کسی قدر حول پن تھا مجھے تیز تیز دیکھنے لگا اور کہنے لگا کہ تجھے طوعاً و کرہاً یہ عہدہ منظور کرنا ہوگا میں دیکھکر چپکا ہو گیا۔ مگر جب اسکا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین اگر اجازت دیں تو کچھ عرض کروں ہشام نے اجازت دیدی میں نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالی نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہم نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو اپنی امانت دینا چاہی مگر انھوں نے اس سے انکار کر دیا۔ جب انکے انکار پر خداوند تعالی انسے ناراض نہیں ہوئے تو آپ اس انکار پر مجھسے کیوں ناخوش ہوتے ہیں یہ سنکر وہ ہنس پڑا اور مجھے معافی دیدی۔

خالد بن صفوان کہتے ہیں کہ میں ایکروز ہشام بن عبد الملک کے یہاں مہمان ہوا ہشام نے مجھسے کہا کہ کوئی قصہ سناؤ میں نے کہا کہ ایک بادشاہ ذی علم صاحب اقبال خورنق کی طرف سیر کیلئے نکلا اسنے راستہ میں اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ قصر کسکا ہے لوگوں نے کہا کہ بادشاہ کا پھر کہنے لگا کہ اچھا بتلاؤ جس قدر مال و متاع میرے پاس ہے اُتنا کبھی کسی بادشاہ کے پاس ہوا ہے ایک پورانے زمانہ کا بوڑھا بھی اتفاق سے ساتھ تھا اس نے کہا کہ جو بات آپنے دریافت کی وہ بہتر ہو کہ اسکا جواب اگر آنجناب فرمادیں تو میں دوں۔ بادشاہ نے کہا بہتر ہے فرمائیے اسنے کہا کہ یہ بتلائیے کہ جو کچھ آپکے پاس ہے اسمیں آیا کمی نہ آویگی۔ کیا یہ مال و متاع آپکے پاس بطور میراث کے نہیں پہونچا اور کیا آپکے جانشین کو بطور میراث کے نہیں پہونچیگا۔ بادشاہ نے کہا تینوں باتیں ہونگی اسنے کہا تو سخت تعجب ہے کہ آپکو ایسی چیز نے غرور میں ڈالدیا جو کم ہونیوالی ہے اور جسکا زیادہ حصہ آپکے پاس نہیں دوسرے کے پاس منتقل ہونیوالا ہے اور جو کچھ آپنے خرچ کر لیا ہے اسکا حساب ہونے والا ہے، بادشاہ یہ سنکر کانپ اٹھا اور کہا کہ کہاں چلا جاؤں اور کہاں مطلب کی بات پاؤں بوڑھے نے کہا کہ اگر بادشاہی کرنا چاہتا ہے تو اپنے ظاہر و باطن میں اللہ تبارک و تعالی کی طاعت اور فرمانبرداری کرورنہ اپنا تخت چھوڑ اور تاج رکھ اور گدڑی پہن اور اپنے رب کی عبادت کر بادشاہ نے کہا کہ میں اسکے متعلق رات کو غور و فکر کرونگا اور صبح کو جو کچھ رائے ہوگی بتلاؤنگا چنانچہ جب صباح ہوئی تو اس نے کہا کہ میں بادشاہت چھوڑکر پہاڑ اور چٹیل میدان اختیار کرتا ہوں اور بجائے پوشاک کے گدڑی پہنتا ہوں اگر تو میرے ساتھ رہے تو یہ سب سے ہی بہتر ہے چنانچہ ان دونوں نے ایک پہاڑ کو اپنا مسکن بنالیا اور مرتے دم تک وہیں رہے

یہ قصہ سنکر ہشام بن عبدالملک اتنا رویا کہ اسکی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اپنے دونوں بیٹوں کے کام سپرد کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور محل سے برآمد نہ ہوا۔ یہ دیکھکر اراکین سلطنت خالد بن صفوان کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تونے امیر المومنین پر کیا کرد یا کہ اسکا آرام اور لذت بھی جاتی رہی۔ خالد بن صفوان نے کہا کہ میں معذور ہوں میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے معاہدہ کیا ہے کہ جب میں کسی بادشاہ کے پاس جاؤنگا تو اسکو خداوند تعالیٰ سے ضرور ڈراؤنگا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم خلیفہ فاسق ابو العباس ۹۰ھ میں پیدا ہوا چونکہ اپنے باپ یزید بن عبدالملک کے مرتے وقت بہت کم سن تھا اسلئے خلیفہ نہ ہو سکا اور ہشام خلیفہ ہوا مگر چونکہ یزید بن عبدالملک نے اسے ہشام کے بعد ولیعہد مقرر کیا تھا اسلئے ہشام کے انتقال کے بعد ربیع الآخر ۱۲۵ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

ولید بن یزید نہایت فاجر فاسق شرابی اور منہیات کا مرتکب تھا اسنے ارادہ کیا تھا کہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب نوشی کروں۔ لوگ اسکے فسق و فجور سے چونکہ تنگ آ گئے تھے اسلئے اس پر خروج کر کے جمادی الآخر ۱۲۶ھ میں قتل کر ڈالا۔

جسوقت اس پر محاصرہ کیا گیا تو اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کیا میں نے تمہارے عطیات میں اضافہ نہیں کیا اور کیا تم پر سے سختیاں نہیں اٹھائیں کیا میں نے غربا کی خبر گیری نہیں کی۔ آخر مجھپر ظلم کیوں کیا جا رہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگرچہ تونے سب کچھ کیا مگر ہم تجھے اسوجہ سے قتل کرتے ہیں کہ تو نے شراب نوشی کی۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی اسکو تونے حلال کیا۔ محرمات سے نکاح کرائے۔ خداوند تعالیٰ کے احکام کی حقارت کی۔

جسوقت یہ قتل کر دیا گیا تو اسکا سر یزید ناقص کے پاس بھیجدیا گیا اور اس سر کو نیزہ پر لٹکا یا گیا۔ جب اس سر کو اسکے بھائی سلیمان بن یزید نے دیکھا تو اسنے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص بہت بڑا شرابی اور سخت بے شرم اور نہایت فاسق تھا بلکہ مجھ بھی اپنے جیسا کرنا چاہتا تھا معافی جریری کہتے ہیں کہ میں نے کچھ ولید کے حالات اور اسکے اشعار جمع کئے تھے جو تمام کا تمام

فسق و فجور اور کفر و الحاد کا بے سر و پا مجموعہ تھا۔
ذہبی کہتے ہیں کہ ولید کا کفر اور زندقہ تو صحیح ثابت نہیں ہوتا البتہ وہ مے نوش اور لواطت میں ضرور مشہور تھا۔ اسواسطے لوگوں نے اسپر خروج کر کے قتل کر دیا۔ ولید کا کسی نے ایکمرتبہ مہدی کیسامنے ذکر کیا اور اثنائے گفتگو میں اسکو زندیق کہدیا مہدی نے کہا کہ چپ رہو یہ نہیں ہو سکتا کہ خداوند تعالیٰ خلافت مقدسہ کو کسی زندیق کے سپرد کر دیں۔
مروان بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ ولید نہایت حسین اور سب سے زیادہ شاعر تھا۔ ابو الزناد کہتے ہیں کہ زہری ہشام کیسامنے ہمیشہ ولید کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ولید کو ولیعہد نہ کرنا چاہئے بلکہ اسکا خلع کر دینا چاہئے مگر ہشام اسکا خلع نہ کر سکا اور زہری کا انتقال بھی ولید کی خلافت سے پہلے ہو چکا ورنہ ولید اس پر بہت ظلم کرتا۔
ضحاک بن عثمان کہتے ہیں کہ ہشام نے ولید کی ولیعہدی کا خلع کرنے اور اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنیکا جب ارادہ کیا تو ولید نے یہ اشعار ہشام کے پاس لکھکر بھیجدئے (ترجمہ اشعار) تونے خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کیا۔ اگر تو انکا شکر کرتا تو خداوند تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے تجھے انکی جزا دیتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو میری تولیت کو قطع کرنا چاہ رہا ہے۔ اگر تو صاحب اختیار ہوتا تو جو چیز مینے بنائی ہے اسکے خراب کرنیمیں کوشش نہ کرتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو کینہ کیوجہ سے ایسا کر رہا ہے۔ افسوس ہے کہ تو ان لوگوں میں داخل ہے جو میری کینہ کشی سے انتقال کرینگے
حماد ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں ایکروز ولید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دو منجم آئے اور انھوں نے آکر عرض کیا کہ جس چیز کے متعلق آپنے ارشاد فرمایا تھا ہمنے اسکے متعلق آپکا زائچہ دیکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سات سال اور زندہ رہیں گے۔ حماد کہتے ہیں کہ مینے اپنے دل میں کہا کہ اگر ولید دھوکے میں رہے تو بہتر ہے مینے کہا کہ یہ دونو منجم جھوٹ بکتے ہیں میں انسے زیادہ علم نجوم کا ماہر ہوں۔ مینے زائچہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی چالیس سال آپ زندہ رہیں گے۔ یہ سنکر ولید نے کہا کہ نہ مجھے انکے کہنے سے کچھ رنج ہوا اور نہ تمہارے بتانے سے خوشی ہوئی واللہ میں جس شخص کو ہمیشہ زندگی کی خواہش ہو اسکی طرح مال جمع کرنا نہیں چاہتا بلکہ جس شخص کو یہ خبر ہو کہ میں کل مر جاؤنگا۔ اس طرح اسکو خرچ کرنا چاہتا ہوں۔

مسند امام احمد میں ایک حدیث ہے کہ اس امت میں ایک شخص ولید نامی ہوگا جو اس امت پر فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔
مسالک میں ابن فضل اللہ لکھتے ہیں کہ ولید بن یزید جبار۔ حاسد۔ بے راہ چھوٹے وعدے کرنیوالا اپنے زمانہ کا فرعون۔ زمانہ بھر کا عیب دار۔ قیامت میں اپنی قوم کیساتھ جہنم میں جانیوالا۔ ہلاک ہونیوالا قرآن شریف کو نیزہ سے چھید نیوالا فاسق و فاجر تھا۔
علولی کہتے ہیں کہ ابن میادہ نے ولید بن یزید کے سامنے اپنا یہ شعر پڑھا (ترجمہ شعر) تم نے فضیلت دی قریش کو سوائے آل محمد اور سوائے بنی مروان کے اہل فضائل کی۔ یہ سنکر ولید نے کہا کہ تو نے ہم پر آل محمد کو مقدم کردیا ابن میادہ نے کہا کہ میں اسے ہی جائز سمجھتا ہوں۔

یزید الناقص ابو خالد بن ولید

یزید الناقص ابو خالد بن ولید بن عبد الملک یہ چونکہ اس شخص نے لشکر کی تنخواہوں میں سے کمی کی تھی اسلئے اسکا لقب ناقص پڑ گیا اپنے چچا کے بیٹے ولید کو قتل کر کے خود تخت خلافت پر بیٹھا اسکی ماں بنام شاہ فرند بنت فیروز بن یزدجرد تھی اور فیروز کی ماں شیرویہ بن کسریٰ کی بیٹی تھی اور شیرویہ کی ماں خاقان بادشاہ ترک کی بیٹی تھی اور فیروز کی نانی قیصر روم کی لڑکی تھی اسیوجہ سے ایک جگہ یزید ناقص نے فخریہ یہ شعر کہا تھا (ترجمہ شعر) میں کسریٰ کا نواسا اور مروان کا بیٹا ہوں میرا نانا قیصر روم اور خاقان ہے۔
ثعالبی کہتے ہیں کہ یزید ناقص وادھیال اور ننھیال دونوں طرف سے شاہزادہ تھا۔ ولید کے قتل کے بعد یزید نے خطبہ پڑھا۔ اما بعد اللہ میں مغرور اور مبطور ہو کر نہیں آیا ہوں اور مجھے دنیا کی حرص اور نہ ملک کی رغبت ہے اگر خداوند تبارک تعالیٰ مجھ پر اپنا رحم نہ فرما دیں تو میں سخت گنہگار اور اپنے نفس پر ظالم ہوں بلکہ میں نے خلافت کا قصد اور ارادہ خداوند تعالیٰ اور اسکے دین سے دور کر کیا ہے اور میں تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف یہ دیکھکر بلاتا ہوں کہ ہدایت کے نشان پرانے ہو گئے اور اہل تقویٰ کے انوار بجھ گئے جب حرام کو حلال کرنیوالے اور بدعت کے حامی پیدا ہو گئے یہ دیکھکر مجھے تمپر رحم آیا کہ تمہیں درست قلب فسا اور ظلمت نفس سے نکالدوں

میں چاہتا ہوں کہ تمہیں راہ مستقیم کیطرف لاؤں میں نے اس امر میں خداوند تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے میں اپنے اہل اور اہل ولایت کو جو مجھے قبول کریں اپنی طرف بلاتا ہوں۔ خداوند تبارک تعالیٰ بلاؤں اور عباد کو برائیوں سے محفوظ رکھیں بس خداوند تعالیٰ کے سوا کسی میں قدرت و قوت نہیں ہے۔ لوگو! میں تمہارے اوپر اسواسطے حاکم مقرر کیا گیا ہوں کہ تمہاری ایک اینٹ اور ایک پتھر بھی ضائع اور بیکار نہ ہونے دوں میں کسی شہر اور کسی جگہ سے جبتک مال نہ لونگا تاوقتیکہ ہر حد کی پورے طور پر ناکہ بندی نکروں اور صالح امور سوچکر ہر حد کو مضبوط نکر دوں گا خداوند تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو جتنا کچھ کسی شہر سے وصول کرونگا وہ اسی کی بہبودگی میں خرچ کر دونگا تاکہ تم سب مساوی ہو جاؤ اگر تمنے میری بیعت کر لی تو میں تمہارا ہوں اور مجھپر تمہارے ساتھ احسان کرنا فرض ہو جائیگا۔ اور اگر تم میری بیعت سے ناخوش اور روگرداں ہو تو پھر میری کوئی بیعت نہیں ہے ایک اور بات یہ ہے کہ اگر مجھسے بہتر اور قوی تر تم کسی کو دیکھو تو اس سے بیعت کرو میں تم سب سے پہلے اس شخص سے بیعت کرونگا اور اسکی اطاعت میں سرمو فرق نکرونگا۔ میں خداوند تعالیٰ سے تمہارے اور اپنے لئے مغفرت چاہتا ہوں

عثمان ابن ابی العاتکہ کہتے ہیں کہ اول وہ خلیفہ جو عیدین میں ہتھیار نکالکر نکلا یزید ناقص ہے اس روز قلعہ کے دروازہ سے عیدگاہ تک دورویہ ہتھیار بند سوار کھڑے ہو جاتے تھے۔ ابی عثمان لیثی سے مروی ہے کہ یزید ناقص نے بنو امیہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تم غنا سے پرہیز کرو کیونکہ غنا یعنی گانا بجانا حیا کو کم کرتا ہے اور خواہشات انسانیہ کو بڑھاتا ہے اور مروت کو زائل کرتا ہے مے نوشی کی رغبت دلاتا ہے اور بدمستوں اور نشیباز وں کے سے کام کراتا ہے اگر تم گانا بجانا کروگے تو زنا کے ضرور مرتکب ہوگے کیونکہ غنا زنا کا پیش خیمہ ہے۔

ابن عبد الحکم کہتے ہیں کہ میںنے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ جب یزید ناقص خلیفہ ہوا تو اس نے لوگوں کو عقیدہ قدریہ کیطرف دعوت دی اور انکو اسپر مستحکم کر دیا۔

یزید ناقص زیادہ خلافت کرنے نہیں پایا بلکہ سال خلافت میں ہی ۷ ذالحجہ کو انتقال کر گیا اسکی کل مدت خلافت چھ ماہ ہوئی۔ اسکی عمر پینتیس سال اور بقول بعض چھیالیس سال کی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکی موت مرض طاعون سے ہوئی۔

ابراہیم بن ولید عبد الملک

ابراہیم بن ولید بن عبد الملک ابو اسحاق اپنے بھائی یزید ناقص کے مرنیکے بعد تخت خلافت

پر بیٹھا اسکے ولیعہد ہونے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ولیعہد ہوا تھا بعض کہتے ہیں کہ نہیں
بروہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نزع کی حالت میں یزید ناقص کے پاس گیا تھے میں قطن بھی آگئے
اور کہا کہ یہ سمجھو کہ میں تمہارے باپ کا ایلچی ہوں خداوند تعالیٰ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ تمنے
اپنے بھائی ابراہیم کو کیوں ولیعہد مقرر کر دیا یہ سنکر یزید کو غصہ آیا اور کہا کہ میں ابراہیم کو ولیعہد
بنا چکا ہوں پھر کہا اے ابو العلاء آپ ہی فرمایئے کہ کسے ولیعہد بناؤں انھوں نے کہا کہ اگر آپ
مجھسے مشورہ کرتے ہیں تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ پھر میرے بعد آخر تک کسی سے مشورہ
نہ لیں قطن یہی کہتے پائے تھے کہ خلیفہ بیہوش ہو گیا میں سمجھا کہ خلیفہ کا انتقال ہو گیا قطن
وہیں بیٹھ گئے اور انھوں نے یزید کیطرف سے ایک زبانی تحریر ولیعہدی کے متعلق لکھ لی اور اسپر
لوگوں کو بلا کر شہادتیں کرالیں مگر واللہ حقیقت الامر اسکے خلاف ہے خلیفہ نے کسی کو ولیعہد نہیں بنایا
ابراہیم محض ستر روز تخت خلافت پر رہا اس پر مروان بن محمد نے خروج کر دیا اور
لوگوں سے اپنی بیعت لیلی اور ابراہیم وہاں سے بھاگ گیا۔ کچھ دنوں کے بعد آکر خلع
بیعت کر لی اور تمام سلطنت کا کاروبار مروان بن محمد کے سپرد کر دیا اور خود بھی مروان سے بخوشی بیعت کر لی
ابراہیم اس قصہ کے بعد ۱۳۲ھ تک زندہ رہا اور واقعہ سفاح میں بنی امیہ کے ساتھ سلطنت
گردی کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ابراہیم نے زہری سے حدیث سنی اور اپنے چچا ہشام سے
حکایت کی اور اس سے اس کے بیٹے یعقوب نے روایت کی ہے۔

اس کی ماں ام ولد تھی اور یہ ... بن محمد ملقب بہ حمار کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔
اس نے دوشنبہ کے دن ۲۴ صفر ۱۲۷ھ میں خروج کیا تھا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ابراہیم کا عجیب قصہ ہے کہ احمق اسے خلیفہ تسلیم کرتے ہیں کیونکہ وہ
ولیعہد ہوا تھا اور بعض بادشاہ مانتے ہیں کیونکہ ولیعہد نہیں ہوا تھا اور بعض بالکل ہی انکار
کرتے ہیں ایک شاعر نے اسکی نسبت یہ شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) ہم ابراہیم سے ہر جمعہ میں
بیعت کرتے ہیں مگر جسے تم امیر بناتے ہو وہ ضائع ہونیوالا ہے۔
کہتے ہیں کہ ابراہیم کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔ ثقتی باللہ

مروان الحمار

ابو عبد الملک ابن محمد بن مروان بن حکیم۔ یہ بنی امیہ کا آخری بادشاہ ہے چونکہ یہ شخص جعد بن درہم کا شاگرد ہے اس لئے جعدی بھی اسکا لقب ہے اور حمار کے لقب کی دو وجہ ہیں اوّل تو یہ ہے کہ اس کے گھوڑے کا خوگیر (نمدہ۔ تبرو) دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی نہیں سوکھا اور مدتوں مقابلہ کیلئے تیار رہا اور لڑائی کے مکروہات سے کبھی نہیں گھبرایا بلکہ ان پر صبر کرتا رہا اور یہ بھی محاورہ اور مثل مشہور ہے کہ فلاں شخص لڑائی میں گدھے سے بھی زیادہ صابر ہے اسلئے اسکا یہ لقب ہی مشہور ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ عرب میں دستور تھا کہ ہر سو سال کے بادشاہ کو حمار کہا کرتے تھے اور چونکہ بنی امیہ کی خلافت کو سو سال کے قریب ہو چکا تھا اسلئے عرب نے اس کا نام حمار رکھ دیا۔

مروان بن محمد جزیرہ میں جہاں اسکا باپ امیر تھا ۷۲ھ میں پیدا ہوا اسکی ماں ام ولد تھی اور خلافت سے پہلے ولایات جلیلہ کا متولی یا امیر رہ چکا تھا۔ ۱۰۵ھ میں قونیہ فتح کیا یہ شخص شہسواری مردانگی اور سختی اٹھانے اور ہوشیاری میں مشہور تھا۔

جب ولید قتل ہوا تو یہ شخص ارمینیہ میں تھا جب اسکو ارمینیہ میں یہ خبر پہونچی تو جو مسلمان اس سے راضی ہوئے انسے بیعت لے لی جسوقت اسکو یزید ناقص کی موت کی اطلاع ہوئی تو بیحد خزانہ خرچ کر ڈالا اور ابراہیم پر خروج کر کے اسکو ہزیمت دیکر اپنی بیعت کرالی اور خود نصف صفر ۱۲۷ھ میں بادشاہ ہو گیا اور اپنے لئے خلافت کو مستحکم کر لیا۔

خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلے اس نے یزید ناقص کی قبر کھدوا کر نعش نکلوائی اور اس جرم میں کہ اسنے ولید کو قتل کرایا تھا اس نعش کو سولی چڑھوا دیا۔ اسکے بعد اسکو تخت خلافت پر ایک گھڑی کو چین نہیں آیا چونکہ ہر چہار طرف سے اس پر دشمنوں نے خروج کر دیا تھا اور ۱۳۱ھ تک یہی رہا پھر بنو عباس نے خروج کیا اور عبد اللہ بن علی سفاح کے چچا نے اسپر فوج کشی کر دی موصل کے قریب دونوں لشکروں میں نبرد آزمائی ہوئی اور آخر کار عبد اللہ نے اس کو شکست دیدی۔ مروان شام کیطرف لوٹا تو عبد اللہ نے اسکا تعاقب کیا۔ مروان مصر کی طرف بھاگا تو وہاں صالح عبد اللہ کے بھائی نے قصبہ بوصیر کے قریب مقابلہ کر کے مروان کو ذی الحجہ ۱۳۲ھ میں قتل کر ڈالا

علماء حسب ذیل نے اسکے زمانہ میں انتقال فرمایا۔ سدی الکبیر۔ مالک بن دینار الزاہد۔ عاصم بن ابی النجود المقری۔ یزید بن ابی حبیب۔ شعیب بن نصاح المقری۔ محمد بن منکدر۔ ابوجعفر یزید بن قعقاع المقری المدینہ۔ ابو ایوب سختیانی۔ ابو الزناد۔ ہمام بن منبہ۔ واصل بن عطاء معتزلی۔

صولی محمد ابن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ جب مروان قتل ہوا تو اسکا سر کاٹکر عبداللہ بن علی کے روبرو پیش کیا گیا۔ عبداللہ نے اسے دیکھکر ایک جگہ رکھ دینے کو کہا جب وہ رکھا گیا تو ایک بلی نے آکر اسکی زبان نکالی اور چبا کر کھا گئی۔ عبداللہ بن علی نے کہا کہ زمانہ کے تمام عبرتناک اور عجائب روزگار میں مروان کی زبان کو بلی کا کھا جانا زیادہ عبرتناک ہے اور ہمیں ایک یہی عبرت کافی ہے۔

(۱) سفاح اوّل خلفائے بنی عباس

عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ ابو العباس سفاح بنو عباس میں سب سے پہلا تاجدار ہے۔ یہ ۱۰۸ھ اور بقول بعض ۱۰۴ھ میں مقام حمیمہ مضافات بلقاء میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس سے کوفہ میں بیعت ہوئی اسکی ماں کا نام رائطہ الحارثیہ تھا۔ اپنے بھائی ابراہیم بن محمد سے حدیث سماعت کی اور اس سے اسکے چچا عیسیٰ بن علی نے روایت کی ہے یہ عمر میں اپنے بھائی منصور سے چھوٹا تھا۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب فتنوں کا زمانہ ہوگا تو میری اہل بیعت میں سے ایک شخص جسکا نام سفاح ہوگا ظاہر ہوگا مال کو مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کو دیا کریگا۔ عبیداللہ عیشی کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کرتے تھے جب خلافت بنی عباس میں پہونچی تو اس زمانے کے مشائخ کہتے تھے کہ واللہ آل بنی عباس سے بڑھکر روئے زمین پر کوئی قاری قرآن ہے اور نہ کوئی افضل عابد و زاہد۔ ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ جس وقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ خلافت آپکی اولاد میں منتقل ہوگی اس وقت سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد خلافت کی امیدوار چلی آتی تھی۔ رشید بن کریب سے مروی ہے کہ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنیفہ نے جب شام کیطرف خروج کیا تھا تو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ملاقات کی اور اثنائے ملاقات میں کہا تھا کہ اے میرے بھائی مجھے ایک بات معلوم کرانی ہے میں تمہیں بتلانا چاہتا ہوں تم اسکو کسی سے ظاہر نکرنا وہ یہ ہے کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ خلافت اگر کسیکو ملیگی تو آپ

لوگو نہیں منتقل ہو گی یہ سنکر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ یہ بات آپ بھی سوائے کسی کے ظاہر نہ کریں ـــ مدائنی کہتے ہیں کہ میں نے ایک کثیر جماعت سے سنا ہے کہ امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ہم سے تین دفعہ یعنی یزید بن معاویہ کی موت کیوقت اور پہلی صدی کے شروع میں اور افریقہ کی بد نظمی کے دوران میں یہ کہا کہ ہمیں امید ہے کہ ہمکو لوگ بلانے آئینگے اور ہمارے انصار مشرق سے ہماری مدد کیلئے آئینگے حتی کہ انکے گھوڑے مغرب تک ہماری مدد کو پہونچینگے ـــ جب یزید بن ابو مسلم افریقہ میں شہید کر دئے گئے اور بربر بھی کامیاب ہوئے تو حضرت امام محمد نے ایک شخص کو خراسان کیطرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف لوگو کو بلائے اور کسی کا نام خلافت کیلئے خاص طور پر نہیں لیا پھر ابو مسلم خراسانی کو اسطرف روانہ کیا اور انکو ایک خط بھی دیا گیا انکی کل کوشش بیکار ہو گئی تھی انکا امام محمد نے انتقال فرمایا لوگوں نے انکے صاحبزادے ابراہیم سے بیعت کر لی جب اسکی خبر مروان کو پہنچی تو ابراہیم کو مروان نے قتل کرا دیا اسکے بعد لوگوں نے ابراہیم کے بھائی سفاح سے رجوع کیا اور لوگ جماعت در جماعت سفاح کے پاس پہونچے اور آخر ۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو کوفہ میں لوگوں نے انسے بیعت کر لی سفاح نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا اور خطبہ میں اسطرح رطب اللسان ہوئے کہ سب تعریفیں اس خداوند تعالیٰ کیلئے ہیں جسنے اسلام کو اپنا دین منتخب فرمایا اور اسکو کرامت اور شرافت اور عظمت بخشی اور ہمیں اس دین کیلئے اختیار کیا اور ہمارے ساتھ اسکی تائید کی اور ہمیں اسکا اہل بنایا اور قلعہ قرار دیا اور ہمیں اس سے مکروہات کو علیحدہ پھینکنے کی طاقت عطا فرمائی پھر قرآن شریف کی آیت سے اپنی قرابت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب خداوند جل وعلی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا تو تمام امور اسلام صحابہ کے سپرد ہو گئے مگر انکے بعد بنو حرب اور مروان اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ظلم شروع کر دیا اور وراثتوں پر قبضہ کر لیا خداوند تعالیٰ انپر غضبناک ہو گئے اور ہمارے ہاتھوں انتقام لیا اور جو ہمارا حق تھا ہمکو دلا دیا تاکہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں جو انکے زمانہ میں ضعیف اور کمزور ہو گئے تھے اور جس چیز کو ہمارے خاندان کیساتھ شروع کیا تھا اسکو ہمارے ہی خاندان کے ساتھ ختم کر دیا ہمیں اور ہمارے اہل بیت کو کسی طرح کی توفیق نہیں مگر جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتے ہیں اے کوفہ والو! تم ہماری محبت کے محل اور مودت کے منزل ہو اب اس سے نہ پھرنا اور ظالموں سے بدلہ لینے میں تم سے علیحدہ نہ رہنا کیونکہ تم لوگوں میں ہمارے ساتھ اسعد اور نیک ہو ہمارے اوپر اکرم ہو میں نے تمہارے عطیات میں سو سو کا اضافہ کر دیا ہے اب یا مستعد ہو جاؤ میں سفاح ہوں جو تم کو نیکیوں کا مباح کرنیوالا ہوں ـ

جب عیسیٰ بن علی (عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی حجازی ثم بغدادی مترجم) نے حیرہ میں

کوفہ کا ارادہ کیا تھا کہتے ہیں کہ انکے ساتھ چودہ آدمی نہایت باہمت اور دلیر تھے انکی حمایت کو انکے ساتھ
ہو لئے جسوقت یہ خبر یعنی سفاح کی بیعت کی مروان کو پہنچی تو مقابلہ کیلئے وہ بھی نکل کھڑا ہوا اور جیسا
کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اسے شکست ہوئی اور آخر کار قتل ہو گیا اور اسکے ساتھ بنو امیہ کے بے تعداد آدمی
اور بیشتر لشکر بھی مارا گیا اور سفاح اسکے علاقے مغرب تک پوری طرح قابض ہو گیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ سفاح کیوقت میں چونکہ
جماعت کے اندر تفرقہ پڑ گیا تھا اسلئے اسکے قبضہ سے طاہرہ اور طنجہ سے لیکر سوڈان تک اور تمام اندلس نکل گیا تھا
نیز دیگر شہر بھی اسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے اور پھر اسکے قبضہ میں نہیں آئے سفاح نے مرض چیچک میں ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں
انتقال کیا اور اپنے بھائی ابو جعفر کو ولیعہد نامزد کیا سفاح نے ۱۳۲ھ میں اپنا دار الخلافہ کوفہ سے انبار میں منتقل کر دیا تھا

صولی کہتے ہیں کہ سفاح کا قول ہے کہ جب قدرت بڑھ جاتی ہے تو شہوت کم ہو جاتی ہے اور کوئی نیکی
نہیں جو ضائع ہو۔ نیز دنیا میں کمینہ وہ لوگ ہیں جو بخل کو انتظام اور بربادی کو ذلت شمار کرتے ہیں
اگر حلم اور بردباری مفسدہ ہیں تو عفو معاف کرنا گویا عجز و عاجزی ہے صبر بہتر ہے [illegible]
تک جنگ و دین میں کوئی خلل واقع ہو اور بادشاہ کو سستی کرنے سے بخشش بہتر ہے محمود ذنب [illegible]

صولی کہتے ہیں کہ سفاح لوگوں میں نہایت سخی آدمی تھا جب کسی سے وعدہ کر لیتا تھا تو تا وقتیکہ اسکو
پورا نہ کر دے اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تھا۔ چنانچہ ایکمرتبہ عبد اللہ بن حسن اموی سے کہا کہ میں نے ایک لاکھ درہم
کا نام ہی نام سنا ہے دیکھے کبھی نہیں سفاح نے اسوقت ایک لاکھ درہم منگوا کر انکو دیدئے اور انکے گھر پہونچا
دیئے اسکی انگوٹھی کا نقش یہ تھا اللہ ثقۃ عبد اللہ وبہ یؤمن اسکا کوئی شعر نہیں معلوم ہوا۔

سعید بن مسلم باہلی کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ عبد اللہ بن حسن سفاح کے پاس آئے اور اسوقت سفاح کے
پاس مجلس بنی ہاشم اور معززین بیٹھے ہوئے تھے اور سفاح کے ہاتھ میں قرآن شریف تھا عبد اللہ بن حسن نے
کہا اے امیر المومنین جو کچھ قرآن شریف میں خداوند تعالی نے ہمارا حق مقرر کیا ہے وہ ہمیں عطا کیجئے۔
سفاح نے اسکے جواب میں کہا کہ آپکے جد امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو بہتر تھے مجھ سے لاکھ درجہ اچھے تھے اور
ان سے زیادہ عادل اور حلیم بھی بہت کم نظر آتے تھے انہوں نے آپکے دادا حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہما کو جو آپسے ہزار درجہ بہتر تھے بہت ہی کچھ
قلیل عطا فرمایا تھا اسلئے مجھکو بھی یہی واجب ہے کہ میں بھی تم کو اتنا ہی دوں جتنا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے
صاحبزادوں کو عطا فرمایا تھا بس اگر بدل اتنا ہی دوں تو انصاف ہے اور اگر زیادہ دوں تو آپ زیادہ کے مستحق نہیں
ہیں۔ عبد اللہ بن حسن یہ سنکر کچھ جواب نہیں دیا مگر لوگ سفاح کی اس حاضر جوابی سے دنگ رہ گئے۔

مورخین کہتے ہیں کہ دولت بنی عباس میں عرب اور انکا نام فرقہ سے کٹ گیا اور انکی جگہ دفتروں میں ترک داخل ہوگئے حتیٰ کہ دیلم پر ترکوں کا قبضہ ہوگیا اور انکی دولت عظیمہ قائم ہوگئی ممالک بہت حصوں پر تقسیم ہوگئے اور ہر ایک ایک حاکم مقرر ہوگیا لوگ بے راہ چلنے لگے، قہر و غضب سے ملک بھر گیا کہتے ہیں کہ سفاح خونریزی بہت جلدی کیا کرتا اسکے عمال نے مشرق و مغرب میں اسکا اتباع کرکے یہی حالت کر رکھی تھی مگر باوجود اسکے سخی بہت زیادہ کرتا تھا۔

اسکے عہد خلافت میں ان علماء نے انتقال کیا زید بن اسلم۔ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم۔ ربیعۃ الرائے فقیہ مدینہ عبدالملک بن عمیر یحییٰ ابن ابی اسحاق حضرمی عبدالحمید شہید کاتب جو بوصیر [illegible] کیساتھ قتل ہوا منصور بن معتمر ہمام بن منبہ۔

(۲) منصور ابو جعفر عبداللہ

المنصور ابو جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ انکی ماں سلامہ بربریہ ام ولد تھی۔ منصور ۹۵ھ میں پیدا ہوا اس نے اپنے دادا کو دیکھا ہے مگر ان سے روایت نہیں کی بلکہ اس نے اپنے باپ اور عطاء بن یسار سے روایت کی ہے اور اس سے اسکے بیٹے مہدی نے۔

اس سے اسکے بھائی کی خلافت میں ولیعہدی پر لوگوں نے بیعت کی یہ شخص بنی عباس میں سب سے زیادہ ہیبت دار اور بہادر اور مستقل مزاج اور جبروت و استقلال میں سب سے بہتر تھا۔ مال جمع کرنیکا بہت شائق لہو و لعب کا تارک کامل العقل ادب و فقہ کا پورا ماہر تھا اسنے ایک خلق کثیر کو قتل کرکے اپنا تسلط جمایا تھا اسی نے حضرت امام الاعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible] کو [illegible] اور

ف چونکہ ہمارے امام ہمام مقتداء و مولانا حضرت امام الاعظم [illegible] امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible] یہ گامزن ہیں ذکر آگیا ہے اسلئے [illegible] مناسب سمجھتا ہوں کہ [illegible] کسی قدر تفصیل کیا [illegible] داخل کرنیوالے اور آپکے شاگرد [illegible] کی تعداد [illegible] آپکا نام نامی و اسم گرامی نعمان بن ثابت [illegible] کی کنیت ابو حنیفہ ہے آپ ائمہ اربعہ میں ایک جلیل القدر امام ہیں [illegible] تو بقول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible] باب ہیں جس وقت منصور نے آپکو بلوا کر عہدہ قضا سپرد کرنا چاہا تو آپنے اس حدیث کو ملحوظ رکھکر جو شخص لوگوں میں قاضی مقرر ہوا [illegible] چھری [illegible] انکار کردیا اور فرمایا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ منصور نے کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں آپ نے فرمایا تو [illegible] نہ مقرر کرنا چاہیے یہ جواب سنکر منصور [illegible] اور نہایت شرمندہ ہوا۔ مگر [illegible] آپ نے قسم کھا کر فرمایا میں ہرگز [illegible] نہ کرونگا آپ کی اس جرأت پر تمام [illegible] امیر المومنین کے مقابلہ میں قسم [illegible] فرمایا [illegible] کہتے ہیں کہ جب منصور نے بہت جبر کیا تو آپ [illegible] میں [illegible] گواہ [illegible] اور [illegible] کہ حضرت امام صاحب نے گھبرا کر روک دیا [illegible] پھر اگر منصور سے انکار کردیا کہ مجھ سے یہ [illegible] منصور نے آپکو قید کردیا [illegible] قید خانہ میں [illegible] ہم [illegible]

ہیں اوپر گیا تو وہاں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا اور اپنی امت کیواسطے وصیت فرمائی اور میرے سر پر ایک عمامہ باندھا جسکے پیچ میرے سر پر تیئیس آئے اور پھر فرمایا کہ اے ابو الخلفا (خلفائے کے باپ) اسکو قیامت تک کے لئے لیجا۔

منصور شروع ۱۳۷ھ میں خلیفہ ہوا اور اسنے خلیفہ ہوتے ہی اول ابو مسلم خراسانی کو جسنے بنی عباس کیطرف لوگوں کو مائل کیا تھا اور اصل بانی مبانی انکی مملکت اور خلافت کا تھا قتل کر دیا۔ ۱۳۸ھ میں عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان اموی اندلس پر قابض ہو کر وہاں کا بادشاہ ہو گیا اور اسکی اولاد میں نسلاً بعد نسل چار سو برس اندلس کی سلطنت رہی یہ عبد الرحمن صاحب علم اور اہل عدل تھا اسکی ماں بربریہ تھی اسلئے لوگ بقول ابو المظفر ابیوردی کہا کرتے تھے کہ دنیائے اسلام دو بربریوں کے بیٹوں منصور و عبد الرحمن بن معاویہ پر تقسیم ہو گئی ۱۴۰ھ میں منصور نے شہر بغداد کی بنا ڈالی ۱۴۱ھ میں راوندیہ فرقہ جو تناسخ کا قائل تھا پیدا ہو گیا جنکو منصور نے قتل کرادیا اور اسی سال طبرستان فتح ہوا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ۱۴۳ھ میں علمائے اہل مصر نے تدوین حدیث فقہ تفسیر کیطرف توجہ فرمائی چنانچہ احادیث کی کتابیں ابن جریج نے مکہ معظمہ میں اور امام مالک نے اپنی موطا مدینہ طیبہ میں اور امام اوزاعی نے شام میں اور ابن ابی عروبہ اور حماد بن سلمہ نے بصرہ میں اور معمر نے یمن میں اور حضرت سفیان ثوری نے کوفہ میں تصنیف فرمائیں اور ابن اسحاق نے مغازی کی تصنیف کی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فقہ اور قیاس (جو مستنبط من القرآن و الحدیث ہے) پر تصانیف فرمائیں پھر کچھ دنوں بعد ہشیم، لیث، ابن لہیعہ کے پھر ابن مبارک امام ابو یوسف ابن وہب نے تصانیف کیں غرض مختلف مضامین پر مختلف کتابیں لکھی گئیں اور تدوین علم کی کثرت ہو گئی اور کتب عربیہ، لغت، تاریخ، رجال، سیر پر کتابیں لکھی گئیں اس سے قبل ائمہ اپنے حافظہ سے حدیث کا درس دیا کرتے تھے یا [illegible] ان لوگوں کے پاس مختلف غیر مرتب نسخے تھے جن سے تعلیم دیا کرتے تھے۔

۱۴۵ھ میں محمد و ابراہیم پسران عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے منصور پر خروج کیا۔ مگر منصور نے [illegible] دونوں کو شکست دے کر دونوں کو قتل کرادیا اور انکے ساتھ بہت سے اہل بیت جیسی سیدوں کی [illegible] انا للہ و انا الیہ راجعون [illegible] عباسیوں و علویوں کے درمیان [illegible]

اور اس سے پہلے یہ دونوں ایک تھے۔

منصور نے ان علماء کو بھی سخت اذیت دینا شروع کی جنہوں نے محمد اور ابراہیم [illegible] خروج کہا تھا
اخروج پر [illegible] یا تھا چنانچہ کسی کو قتل کرادیا اور کسی کو مار پیٹ کی تکلیف دی اور انہیں علماء میں حضرت امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور عبدالحمید بن جعفر۔ اور ابن عجلانؒ بھی شامل تھے جنہوں نے منصور پر محمد کے خروج کا
فتویٰ دیا تھا ان میں امام مالک بن انس بھی شامل تھے انہوں نے بعد میں کہا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی
بیعت ہے مگر منصور نے جواب دیا کہ تم نے بخوشی بیعت نہیں کی بلکہ دباؤ سے بیعت کی ہے اس لئے تمہیں بھی امن نہیں مل سکتا۔

۱۴۶ھ میں غزوہ قبرس واقع ہوا۔

۱۴۷ھ میں منصور نے اپنے چچا عیسیٰ ابن موسیٰ کو جسکو سفاح نے منصور کے بعد ولیعہد قرار دیا تھا
ولیعہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے مہدی کو ولیعہد بنایا حالانکہ عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور کی
طرف سے ابراہیم کا مقابلہ کر کے فتح پائی تھی جس کا اس بیچارہ کو یہ معاوضہ دیا۔

۱۴۸ھ میں تمام ممالک منصور کے قبضہ اور تصرف میں آگئے اور اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں
جاگزین ہو گئی اور تمام ممالک اس سے ڈرنے اور کانپنے لگے اور کوئی ملک سوائے اندلس کے
ایسا نہ رہا جہاں اس کا قبضہ نہ ہو۔ اندلس بھی قبضہ سے اس واسطے علیحدہ رہا کہ وہاں عبدالرحمن بن
معاویہ موسی مروانی نے سلطنت قائم کر لی تھی اگرچہ اسنے امیرالمومنین کا لقب اختیار نہیں کیا تھا بلکہ
محض امیر پر اکتفا کیا تھا اور اسی طرح عبدالرحمن کے لڑکوں نے بھی اسی پر اکتفا کیا۔

۱۴۹ھ میں بغداد کی تعمیر سے فارغ ہوا۔

۱۵۰ھ میں خراسانی فوج باغی ہو کر امیر استادسیس کی سرکردگی میں آمادہ پیکار ہو گئی اور
خراسان کے اکثر حصہ پر قابض ہو گئی اور ایک امر عظیم اور شر مستطیل پیدا ہو گیا منصور کو اسکا بہت بڑا [illegible]
ہو گیا اور اسنے اسکی سرکوبی کیلئے تین ہزار لشکر روانہ کیا فارس اور [illegible] تک درمیان میں دونوں لشکر [illegible]
ہو گیا منصور کا افسر [illegible] اجثم نامی دل کھول کر لڑا مگر آخر قتل ہو گیا اور لشکر منصور [illegible] کر دیا [illegible]
ان منصور کو خبر پہنچی تو اس نے ایک لا تعداد لشکر جرار کے خازم بن خزیمہ کو سپہ سالار بنا کر [illegible]
[illegible] پھر لڑائی شروع ہوئی اور فریقین نے جان توڑ کر کوشش کی اور یہ جنگ چونکہ [illegible]
ہزار [illegible] قتل ہوئی [illegible] آخر استادسیس کو شکست ہوئی اور اسکے لشکر نے ایک پہاڑ پر پناہ لی

حازم نے تعاقب کر کے چودہ ہزار لشکر گرفتار کر کے تمام قتل کر ڈالا اور استاد سیس ایک مدت تک قلعہ بند رہا آخر اپنے خود مع تیس ہزار لشکر کے اپنے آپکو منصور کے سپرد کر دیا۔

سنہ ۱۵۱ھ میں شہر رصافہ کو بنایا اور اسکی دیوار و نمیں مضبوطی کیواسطے چونہ گچ وغیرہ لگایا۔

سنہ ۱۵۳ھ میں منصور نے اپنی رعایا کیواسطے احکام جاری کئے کہ تمام رعایا لمبی لمبی ٹوپیاں جو بانس اور پتوں سے بنی جاتی تھیں اور جنکو حبش اوڑھا کرتے تھے اوڑھیں پس ابو دلامہ شاعر نے یہ اشعار کئے (ترجمہ اشعار) ہم امام سے ترقی کی امید رکھتے تھے۔ سو امام نے ٹوپیوں میں ترقی کر دی۔ یہ سر پر کیسی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہے۔ گویا یہود کی ٹوپی کمر پر جھول پہنا دیگئی ہے۔

سنہ ۱۵۸ھ میں منصور نے نائب مکہ کو حکم بھیجا کہ سفیان ثوری اور عباد بن کثیر کو قید کر کے رکھ چھوڑیا۔ پس اسنے ان دونوں حضرات کو قید کر دیا۔ لوگونکو نہایت تشویش ہوئی کہیں ان دونوں کو قتل نہ کر دے۔ اس اثنا میں حج کے ایام آگئے اور خداوند تعالی نے منصور کو مکہ معظمہ میں صحیح و سالم نہ پہنچایا بلکہ بطن سوکرہ پہنچا اور وہیں مر گیا اور اسکے شر سے خداوند تعالی نے لوگونکو بچالیا اسکا انتقال ماہ ذالحجہ میں مقام بطن میں واقع ہوا اور حجون اور بیر میموں کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ سلم الخاسر شاعر کہتا ہے (ترجمہ اشعار) تجاج واپس آگئے اور ابن محمد کو چھوڑ آئے قبر کی لحد میں اور اسکو مکہ میں رہن رکھدیا اور وہ شمار ہوئے اور ارکان حج ادا کئے اور انکا امام پتھر کی سلوں کے نیچے حالت احرام میں ہی چھپا ہوا ہے۔

ابن عساکر میں ہے کہ جب ابو جعفر منصور خلافت سے پہلے طلب علم میں مسافرت کرتا تھا تو ایک منزل میں اسکو ایک چوکیدار نے کہا کہ تا وقتیکہ تم دو درہم نہ ادا کر دیاں نہیں ٹھیر سکتے منصور نے کہا مجھے معاف رکھ میں تو بنی ہاشم میں سے ہوں اسنے کہا دو درہم دو جب ٹھیر سکتے ہو منصور نے کہا مجھے چھوڑ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد ہوں۔ مگر چوکیدار نے نہ مانا منصور نے کہا کہ میں قرآن شریف کا قاری ہوں چوکیدار نے کچھ نہ سنا اور اصرار کیا منصور نے کہا کہ میں فقہ اور فرائض کا عالم ہوں مگر چوکیدار نے پھر بھی نہ مانا۔ منصور تنگ آگیا اور اسنے دو درہم نکالکر حوالے کئے جب یہ حال ہے تو اسنے مال جمع کرنے اور اسکی حفاظت کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا اور اسنے مال جمع کرنے میں اتنا مبالغہ کیا کہ اسکا لقب ابو الدوانیق اور مٹی کا باپ پڑ گیا۔

خطیب حاجب کہتے ہیں کہ منصور کا قول ہے کہ خلفاء چار ہیں حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم اور بادشاہ بھی چار ہیں معاویہ۔ عبد الملک ہشام اور میں

صلاحیت بغیر تقویٰ کے نہیں ٹھہرتا اور کوئی بادشاہ بغیر اطاعت رعایا قائم نہیں رہ سکتا اور کوئی رعایا بغیر
عدل کے اطاعت نہیں کرتی۔ سب سے بہتر اولیٰ وہ شخص ہے جو باوجود قدرت کے معاف کرے اور سب سے بیوقوف وہ ہے جو ظالم
ہو کوئی مریبا بلا غور و فکر پکا ارادہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ غور و فکر آدمی کیلئے بمنزلہ آئینہ کے ہے اور اسمیں اپنا حسن
و قبح معلوم ہو جاتا ہے سپاہیا ہمیشہ نعمت کا شکر کرنا قدرت کیوقت معاف کرنا۔ یاد رکھو اطاعت تالیف قلوب
کے ساتھ ہے فتحیابی کے بعد ہمیشہ تواضع اور رحمت اختیار کرنا۔

یاسر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ ایکروز میں منصور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اسنے ایک شخص کو قتل کرنیکا حکم دیا
جسنے کہا یا امیر المؤمنین میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خداوند تعالیٰ کیطرف سے ایک منادی ندا کریگا کہ جن لوگوں کا کوئی اجر خداوند تعالیٰ کے
اوپر ہو وہ کھڑا ہوجائے۔ کوئی کھڑا نہیں ہوگا مگر وہ شخص جسنے کسی کو معاف کیا ہو یہ سنکر منصور نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔

اصمعی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک شخص کو دو ہزار دینے کے لئے بلایا اسنے آکر عرض کیا۔ امیر المؤمنین! انتقام
عدل ہے اور معاف کرنا افضل ہے ہم خداوند تعالیٰ سے امیر المؤمنین کیلئے دعا کرتے ہیں کہ
مجیب الدعوات ان کو کبھی ادنیٰ سے ادنیٰ مصیبت میں بھی گرفتار نہ کریں۔ بلکہ دن دوگنی رات
چوگنی انکے مرتبہ میں ترقی کردے یہ سنکر منصور نے اسکو معافی نامہ دیدیا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک مرتبہ شام میں ایک بدوی سے کہا کہ مقام شکر ہے کہ خداوند تعالیٰ
نے تمہارے اوپر سے طاعون جیسی وبا کو اٹھالیا کہ تم ہمارے زیر حکومت ہو بدوی نے جواب دیا کہ تیری
حکومت اور طاعون دونوں برابر ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ دونوں کو اکٹھا ہمارے اوپر مسلط نہیں کیا۔

محمد بن منصور بغدادی کہتے ہیں کہ چند زاہد منصور کے پاس آئے اور نصیحت کی کہ تجھے خداوند تعالیٰ نے
دنیا کی تمام نعمتیں عطا کی ہیں کچھ اپنی آسایش کے لئے حصہ زمین بھی خریدلے اور اس رات کو بھی
یاد کر لیا کر کہ جس رات تو سب سے پہلے قبر میں سوئیگا اور اس دن کو بھی یاد کر لیا کر جسکے بعد پھر رات نہ
آویگی یہ سنکر منصور نے حکم دیا کہ انکو نکال دیا جائے اور خاموش ہو گیا انمیں سے ایک نے کہا کہ اگر
ہمیں تیرے مال کی احتیاج ہوتی تو ہم تجھے نصیحت کرنیکی جرات نہ کرتے۔

عبدالسلام بن حرب کہتے ہیں کہ ایکروز منصور نے حضرت عمرو بن عبید کو بلا کر بھیجا جب وہ تشریف لے آئے
تو انکے سامنے کچھ مال پیش کیا انھوں نے اسکے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ منصور نے کہا واللہ آپکو قبول کرنا ہوگا

حضرت عمر بن عبید نے بھی فرمایا واللہ میں ہرگز قبول نہ کرونگا مہدی نے آپ سے کہا کہ امیر المومنین نے قسم کھائی ہے آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین کو نسبت میرے کفارہ ادا کرنا زیادہ آسان ہے۔ منصور نے کہا اچھا آپ کوئی اپنی حاجت اگر ہو تو بیان کیجیے آپ نے فرمایا کہ مجھے اتنی حاجت ہے کہ جبتک میں خود نہ آؤں مجھے نہ بلوایا جائے اور جبتک میں خود نہ طلب کروں مجھے نہ دیا جائے منصور نے کہا آیا آپ نے سنا نہیں کہ میں نے مہدی کو ولیعہد کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں موت آئیگی تو تم دوسری ہی باتوں میں مشغول ہوگے اور تمہیں یہ خیال بھی نہ آئیگا۔ عبداللہ بن صالح کہتے ہیں کہ منصور نے سوار بن عبداللہ قاضی بصرہ کو لکھا کہ جو مقدمہ تمہارے یہاں زمین کے متعلق سائیں اور سوداگر کا پیش ہے اسکو سائیں کے حق میں فیصلہ کر دینا سوار بن عبداللہ نے جواب لکھا کہ میرے یہاں گواہ جو گذرے ہیں وہ تاجر کی تائید میں ہیں اور میں شہادت کے خلاف کسطرح فیصلہ کر سکتا ہوں اس پر منصور نے لکھا کہ واللہ تمہیں فیصلہ سائیں کے حق میں کرنا ہوگا اسکے جواب میں قاضی نے لکھا کہ واللہ میں فیصلہ سوداگر کے حق میں دونگا جب یہ آخری جواب منصور کے پاس آیا تو منصور نے کہا واللہ میں نے زمین کو عدل سے بھر دیا اور خود میرے ہی قاضی مجھے عدالت میں مخالفت کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کسی نے منصور سے قاضی سوار کی شکایت کر دی اور منصور نے انہیں بلا بھیجا یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ منصور کو چھینک آئی اور قاضی صاحب نے اسکے جواب میں یرحمک اللہ نہ کہا منصور نے کہا کہ آپ نے یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا آپ نے کہا چونکہ آپ نے الحمد للہ نہیں کہا۔ منصور نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہہ لیا تھا۔ قاضی نے کہا کہ میں نے بھی اپنے دل میں کہہ لیا تھا۔ منصور نے کہا آپ اپنے عہدہ پر واپس جائیے جب آپ نے میری ہی رعایت نہیں کی تو پھر کسی کی نہیں کی ہوگی۔

نمیر مدنی کہتے ہیں کہ منصور جب مدینہ طیبہ میں آیا تو اسوقت وہاں کے محمد بن عمران طلحی قاضی تھے اور میں انکا کاتب تھا۔ چند شتربانوں نے کسی معاملہ میں منصور پر نالش کر دی قاضی صاحب نے مجھے سمن جاری کرنیکا حکم صادر فرمایا میں نے عذر کیا تو بتاکید مجھے کہا آخر میں نے باضابطہ لکھکر اس پر مہر کر دی اور محمد بن عمران نے کہا کہ اسکو لیکر تم ہی جاؤ چنانچہ میں اسکو ربیع کے پاس لیکر گیا اور ربیع نے منصور کے پاس جاکر امر واقعہ کی اطلاع دی جب ربیع خلیفہ کے پاس سے واپس آیا تو ربیع نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں عدالت میں طلب کیا گیا ہوں میرے ساتھ کوئی شخص نہ جائے یار نہ ... منصور اور ربیع دونوں عدالت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کی تعظیم کو ہم میں سے کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ منصور کی چادر

گرگڑی تو وہ بھی اسے خود ہی اٹھانی۔ آخر مقدمہ کی سماعت ہے پر منصور کے خلاف مقدمہ فیصل کر دیا گیا جب مقدمہ سے فارغ ہو گئے تو منصور نے کہا کہ خداوند تعالیٰ تجھے جزائے خیر دیں میں تجھے اس انصاف کی عوض میں دس ہزار دینار دیتا ہوں۔

محمد بن حفص العجلی کہتے ہیں کہ ابو دلامہ کے لڑکا ہوا تو اسے منصور کو اسکی اطلاع دی اور یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) اگر کوئی شخص کرامت و بزرگی کیوجہ سے آفتاب پر بیٹھ سکتا ہے تو وہ اے آل عباس تم ہیں ہو پھر شعاع شمس سے بھی ترقی کرو اور آسمان پر بیٹھ جاؤ کیونکہ تم اکرم الناس ہو۔ پڑھکر ابو دلامہ نے ایک تھیلی نکال کر منصور کے سامنے رکھدی منصور نے کہا یہ کیا ہے ابو دلامہ نے کہا کہ جو کچھ آپکو دینا ہے مجھے اسمیں دیدیجئے منصور نے حکم دیا کہ اس تھیلی کو درہموں سے بھر دیا جائے چنانچہ اسمیں دو ہزار درہم آئے

محمد بن سلام حجی کہتے ہیں کہ کسی شخص نے منصور سے دریافت کیا کہ کیا آپکی کوئی تمنا باقی رہگئی ہے منصور نے کہا کہ یہ تمنا باقی ہے کہ میرا ایک چبوترے پر بیٹھوں اور اصحاب حدیث میرے گرداگرد ہوں۔ دوسرے دن حیث زراد اور اسکا رقلمدان اور مثلیں لیکر اسکے پاس آئے تو اسی شخص نے کہا لیجئے یہ مراد بھی آپکی پوری ہوگئی منصور نے کہا کہ یہ لوگ وہ نہیں ہیں انکے تو کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں انکے پیر ننگے سر کے بال بڑھے ہوئے خود مسافر اور انکا کام نقل حدیث ہوتا ہے۔

عبد الصمد بن علی نے منصور سے کہا کہ آپنے سزا دینے پر ایسی کمر باندھی ہے گویا معاف کا نام بھی کبھی نہیں سنا منصور نے کہا کہ بنی مروان کا ابتک خون نہیں سوکھا اور آل ابی طالب کی تلواریں ابھی تک میانوں میں نہیں پھر ہم ابھی تک ایسی قوم میں ہیں کہ جنکے دلوں میں ابتک خلفاء کا رعب واثر نہیں بیٹھا اور تاوقتیکہ لوگ عفو کو نہ بھولجائیں اور سزا کیلئے ہر وقت آمادہ نہ رہیں ایسا ہی رہیگا۔

یونس بن حبیب کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ زیاد بن عبد اللہ حارثی نے منصور کو لکھا کہ میرے عطیات اور وظائف میں ترقی کیجائے اور اپنی اس عرضی میں تمام بلاغت ختم کردی منصور نے جواب میں لکھا تونگری اور بلاغت جب کسی میں مجتمع ہو جاتی ہے تو اس شخص میں تکبر اور ریا پیدا ہو جاتا ہے لہذا امیر المومنین تمہاری طرف سے یہی اندیشہ کرتے ہیں۔ اس بلاغت کو ختم کرو۔

محمد بن سلام کہتے ہیں کہ ایکروز منصور کو ایک لونڈی نے دیکھا کہ وہ پیوند لگا کرتا پہنے ہوئے ہے لونڈی نے کہا کہ خلیفہ ہیں کہ پھٹا کرتا تک نہیں پہنتے منصور نے کہا افسوس کیا تم نے ابن ہرمہ کا یہ شعر

نہیں سنا (ترجمہ شعر) شرف اسی شخص کو حاصل ہوگا کہ جسکی ردا پرانی ہو اور اسکے کرتے میں پیوند لگا ہوا ہو
عسکری اوائل میں کہتے ہیں کہ منصور بنی عباس میں ایسا ہی بخیل تھا جیسا کہ بنو امیہ میں عبدالملک۔ ایک
شخص نے اسکا کرتا پھٹا ہوا اور پیوند زدہ دیکھ کر کہا کہ خدا کی قدرت ہے کہ اسنے منصور کو باوجود بادشاہت
کے مفلسی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ مسلم الحادی نے اس مضمون کو گانے میں ادا کیا۔ منصور نے بھی سن پایا
اور اتنا محظوظ ہوا کہ قریب تھا کہ گھوڑے سے گر پڑے اور آدھا درہم انعام کیا۔ مسلم الحادی نے کہا کہ
میں ایک مرتبہ ہشام کے سامنے گایا تھا اس نے خوش ہو کر مجھے دس ہزار انعام دئے تھے۔ منصور نے
کہا کہ اس نے بیت المال سے نہیں دئے ہونگے بلکہ اپنے پاس سے دئے ہونگے اور اگر اب بھی
اس سے لینے کی ہوس ہے تو کسی کو مقرر کر دے وہ ہشام سے وصول کر لیا کریگا۔ ان انعام
دالوں نے اصرار کیا اور جبتک پیچھا نہ چھوڑا جبتک وہ بغیر دئے خود ہی نہ چلدیا۔

عسکری کی اوائل میں لکھا ہے کہ ابن ہرمہ بہت بڑا شرابی تھا ایکدفعہ منصور کے پاس آکر اسنے
اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) آپ جس شخص کو امن دیتے ہیں اسکی ماں ہلاکی سے مامون ہوتی ہے اور
جس شخص کو ہلاک کرتے ہیں اسکی ماں روتی پھرتی ہے۔ یہ سنکر منصور بہت خوش ہوا اور کہا کہ
کیا مطلب ہے اسنے کہا کہ آپ عامل مدینہ کو لکھ دیجئے کہ جب وہ مجھے نشہ میں دیکھے تو مجھ پر حد نہ لگائے
منصور نے کہا کہ میں خداوند تعالی کے حدود میں خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ اسنے کہا تو پھر کوئی حیلہ
ہی میرے لئے کر دیجئے۔ منصور نے عامل مدینہ کو لکھا کہ جب کوئی شخص ابن ہرمہ کو نشہ کی حالت میں
پکڑ کر لائے تو اس لانے والے کے سو درے اور ابن ہرمہ کے اسی درے لگنے چاہئیں۔ اس حکم کے بعد گو عامل
مدینہ (عون) خود بھی اسکو نشہ کی حالت میں دیکھتا کہ کون اسی درے لگوا کر اسکے بدلے میں سو درے
کھائے سب کہتے ہیں کہ منصور نے یہ اشعار سنکر ابن ہرمہ کو ہزار درہم بھی عطا کئے تھے اور کہا تھا کہ
اے ابراہیم (ابن ہرمہ) انکو احتیاط سے صرف کرنا تمہارے واسطے میرے پاس دوبارہ نہیں ہیں۔
منصور کے بہت کم اشعار ہیں چنانچہ یہ دو اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔ (ترجمہ اشعار) جبکہ تو صاحب
الرائے ہے تو ارادہ کا پختہ بھی ہو جا۔ کیونکہ تمہاری رائے آدمی کو متردد بنا دیتی ہے۔ جب دشمن پر
قابو حاصل کر لے تو پھر جلدی کر کہ بدلہ لینے کے قابل نہ رہ جائے۔
عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی کہتے ہیں کہ میں منصور قبل از خلافت کے ہمراہ طلب علم کرتا

تھے ایکروز منصور مجھے اپنے حجرہ میں لے گیا اور میرے واسطے کھانا لایا جسمیں گوشت نہیں تھا اور میرے منصور نے کہا کہ کچھ مٹھائی بھی ہے میں نے کہا کہ نہیں منصور نے کہا کہ کچھ کھجوریں بھی نہیں اس نے انکا بھی انکار کیا یہ سنکر منصور لیٹ گیا اور یہ آیت پڑھی عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ الخ جب منصور تخت خلافت پر بیٹھا تو میں اسکے پاس گیا مجھ سے دریافت کرنے لگا کہ بنو امیہ کے مقابلہ میں ہماری بادشاہت کیسی ہے میں نے کہا کہ اتنا ظلم کسی بادشاہ کے زمانہ میں نہیں ہوا جتنا اب ہے منصور نے کہا کہ مجھے مددگار نہیں ملتے میں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ بادشاہ بمنزلہ بازار کے ہے جس چیز کی نکاسی زیادہ ہوتی ہے وہی بازار میں زیادہ آتی ہے اگر بادشاہ زاہد و عابد ہے تو اس کے پاس ایسے ہی لوگ آتے ہیں اور اگر فاسق و فاجر ہے تو ایسے ہی شخص ملتے جلتے ہیں۔

منصور کا قول ہے کہ ان تین باتوں کے علاوہ بادشاہ تمام باتیں برداشت کر لیتے ہیں اول افشاء راز دوم حرم میں تعرض سوم ملک میں بغاوت پھیلانا (صولی) نیز اسکا قول جب دشمن تیری طرف ہاتھ بڑھائے تو اگر تجھ میں طاقت ہے تو تو اسکا ہاتھ کاٹ ڈال ورنہ اسے چوم لے۔

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ منصور کی ذکاوت کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ وہ مدینہ طیبہ میں آیا اور ربیع سے کہا کہ مجھے ایک ایسا آدمی تلاش کر کے دو جو تمام مشہور مقامات کی مجھے سیر کرا دے چنانچہ ایک ایسا آدمی آیا اور اس نے تمام جگہ کی سیر کرائی اور مشہور مقامات بتلائے مگر از خود کچھ نہیں بتلایا تھا جبتک کہ خود منصور نہ دریافت کرے۔ جب وہ جدا ہونے لگا تو منصور نے ایک ہزار درہم اسکو انعام میں عطا کئے اس نے ربیع سے ان ہزار درہم کا مطالبہ کیا تو ربیع نے یہ کہکر ٹالدیا کہ امیر المومنین نے ہمیں کوئی حکم نہیں دیا اب تم امیر المومنین کو دوبارہ جاکر یاد دلا دو تاکہ وہ ہمیں حکم دیدیں یہ شخص گیا اور گفتگو کا موقعہ نہ ملا جب منصور علیحدہ ہونے لگا تو اب اسنے از خود کہا کہ یا امیر المومنین مکان عاتکہ کا ہے کہ جسمیں احوص نے یہ شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) اے عاتکہ کے گھر تجھ سے میں بہت ہی جدا ہوتا ہوں مگر دل میرا تیرے ہی پاس رہیگا منصور نے اسے از خود پڑھنے سے منع کیا مگر جب منصور نے بعد میں غور کیا تو اس قصیدہ میں یہ شعر بھی تھا (ترجمہ شعر) میں تجھے دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہ ہی کرتا ہے بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کرتے نہیں یہ پڑھکر منصور خوب ہنسا اور کہا ربیع اسے ہزار درہم دیدو۔

اسحاق موصلی بیان کرتے ہیں کہ کھانا پینا اور گانا وغیرہ میں منصور اپنے ہم جلیسوں کیساتھ نہیں بیٹھتا تھا

تھا اسکے اور ہمنشینوں کے درمیان ایک پردہ پڑا رہتا تھا اور پردہ ہم جلیس سے بیس گز کے فاصلہ پر بیٹھا کرتے تھے اور اسی طرح منصور بھی پردہ سے ہٹ کر بیٹھا تھا اور ہم جلیسوں کے پاس بیٹھنے والا خلفاء بنی عباس میں سب سے پہلا بادشاہ مہدی ہے (صولی)

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ ایک روز منصور نے قثم میں سے جو یمامہ کا عامل تھا عبداللہ بن عباس عامل بحرین کے سامنے دریافت کیا کہ تمہیں اپنے نام قثم کے معنی اور وہ ہیں یہ لفظ قثم ہے جس کی بھی خبر ہے اسنے کہا مجھے معلوم نہیں منصور نے کہا کہ نام ترا شمول جیسا ہے اور نہ خاک بھی نہیں للہ تو تو بابل ہو اسنے کہا امیر المؤمنین آپ بتلا دیجئے منصور نے کہا کہ قثم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھانا کھانے کے بعد کچھ سخاوت کرے اور لوگوں کو از خود چیزیں دے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور کو مکھیوں نے بہت دق کیا منصور نے مقاتل بن سلیمان کو بلاکر دریافت کیا کہ خداوند تعالیٰ نے مکھیوں کو کیوں پیدا کیا ہے انھوں نے کہا تاکہ ظالموں کو ذلیل کریں۔

محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خلیفہ منصور ہی نے نجومیوں کو مقرب بنایا اور نجوم کے احکام پر عمل کیا اور سب سے پہلے اسی خلیفہ کے واسطے سریانی اور عجمی زبان سے عربی میں کتابیں ترجمہ ہوئیں جیسے کتاب کلیلہ و دمنہ۔ اقلیدس۔ سب سے پہلے منصور نے غلاموں کو عرب پر حاکم مقرر کیا حتیٰ کہ ایک زمانہ میں عرب لوگ حاکم ہونا ہی بند ہو گئے اور انکی قیادت جاتی رہی اور اسی کے زمانہ میں علویوں اور عباسیوں کے درمیان تفرقہ پڑا اور نہ پہلے باہم متحد و شیر و شکر تھے۔

احادیث جو منصور سے مروی ہیں

صولی کہتے ہیں کہ منصور اپنے زمانہ میں سب سے بڑا محدث اور نسابہ تھا اور اسنے ان دو علموں کے حاصل کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ خلیفہ منصور نے بروایت اپنے باپ و جد اور ابن عباس کے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

صولی نے منصور سے بروایت حضرت ابن عباس روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے جو شخص اس میں سوار ہو گیا بچ گیا اور جو کھڑا رہ گیا ہلاک ہو گیا

ذہبی کہتے ہیں کہ مہدی کی روایت میں کسی شخص نے جرح و تعدیل نہیں کی۔
جب مہدی سن بلوغت کو پہونچگیا تو اسکو منصور نے طبرستان کا حاکم مقرر کر دیا۔ اسکو علم پڑھایا اور علماء کی صحبت میں رکھا پھر اپنا ولیعہد مقرر کر دیا۔ جب منصور کے انتقال کی خبر بغداد میں پہونچی تو لوگوں نے یہاں مہدی سے بیعت کر لی۔ اسنے منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا کہ امیر المومنین بھی ایک خدا کا بندہ ہوتا ہے جب آپسے پکارتے ہیں تو جواب دیتا ہے اور جب اسکو کوئی حکم دیا جاتا ہے تو وہ اسکو پورا کرتا ہے وہ یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آگئے اور ضبط نہ کر سکا اور کہنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوستوں کے فراق میں روئے ہیں اور مجھ پر تو ایک باپ کا صدمہ اور دوسرے خلافت کا بوجھ پڑگیا ہے امیر المومنین کو خداوند تعالیٰ ہی کافی وافی ہیں اور اسی واسطے میں مسلمانوں کی خلافت پر خداوند تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔ حاضرین! جسطرح تم ہماری اطاعت کا ظاہری اعلان کرتے ہو اسی طرح باطن میں بھی ہماری اطاعت رکھو تاکہ عاقبت کے امیدوار اور عاقبت کے سچے طلبگار بن سکو جو شخص تمہارے اندر معدلت اور انصاف کو پھیلانا چاہے اس کی محافظت کرو جو تمہارے اوپر سختی اور گرانی ہو اسکے دفع کرنے میں کوشش کروں میں تمہارے اوپر ہمیشہ سلامتی کو فائض کرتا رہونگا اور جتنی مجھ میں طاقت ہے حتی المقدور اپنی عمر کا حصہ تم کو عقوبت سے بچانے اور احسان کرنے میں صرف کرونگا۔
لفظویہ کہتے ہیں کہ جب مہدی کو خزانے حاصل ہو گئے تو انکو مظالم کی روک تھام میں خرچ کیا اور بہت سا ذخیرہ اسی کام میں خرچ کر ڈالا اور محتاجوں کی حاجت روائی کی اور حکام کو عطیات بخشیں کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے اول مہدی کو خلافت کی مبارکباد اور اسکے باپ کی تعریف کی وہ ابو دلامہ ہیں چنانچہ یہ اشعار تہنیت اور تعزیت کے ابو دلامہ نے مہدی کے سامنے پڑھے تھے (ترجمہ اشعار)
میری آنکھیں عجیب تماشا دیکھ رہی ہیں ایک تو خوشی کرتی ہے اور دوسری سے آنسو بہتے ہیں۔
باری باری ایک آنکھ روتی ہے اور ایک ہنستی ہے ایک صدمہ کو برا سمجھتی ہے دوسری خوشی کو مقدم رکھتی ہے ایک خلیفہ کی موت کو بحالت احرام صدمہ جانتی ہے دوسری مہربان خلیفہ کا تخت پر بیٹھنا مبارک اور خوشی سمجھتی ہے۔ ایک خلیفہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر انتقال کیا اور تمہارے پاس انکا نائب آیا اسکو خداوند تعالیٰ ہدایت کریں اور فضل خلافت عطا فرمائیں اور دوسرے کیواسطے جنات النعیم آراستہ کریں۔
سنہ ۱۵۵ھ میں مہدی نے اپنا موسیٰ ہادی کو ہادی کا ہارون رشید کو ولیعہد بنایا۔

سنہ ۱۶۰ھ میں ہندوستان میں سے اربد لڑائی سے فتح ہوا اور مہدی نے اسی سال حج کیا اور اس خوف سے کہ کہیں پردوں کے بوجھ سے عمارت خانہ کعبہ منہدم نہ ہو جائے کعبہ پر زیادہ پردہ ڈالنے کو منع کر دیا اور تمام پردے سوائے ان پردوں کے جو مہدی نے مقرر کئے تھے اتروا ڈالے مہدی کے لئے یہاں برف مہیا کیا گیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ سوائے مہدی کے کسی خلیفہ کیلئے اس سے پہلے برف نہیں مہیا کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۶۱ھ میں مہدی نے مکہ معظمہ کی سڑک اور منزلیں بنوائے اور حوض بنوائے اور جامع مسجد وغیرہ میں مقصورہ بنوانے کو متروک کیا اور ممبروں کو جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تھے اتنا ہی چھوٹا کرایا۔

سنہ ۱۶۳ھ اور اس کے مابعد میں ملک روم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا۔

سنہ ۱۶۶ھ میں مہدی نے دار السلام کو دار السلطنت قرار دیا اور یہاں سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور یمن میں اونٹوں اور خچروں کی ڈاک مقرر کی

ذہبی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مہدی ہی نے حجاز سے عراق تک ڈاک قائم کی۔ اسی سال سے مہدی زندیقوں کے پیچھے پڑ گیا اور بہت سی جگہ ایسے بحث مباحثہ کیا کرایا اور کسی نہ کسی تہمت لگا کر انکو جہاں پایا قتل کرا دیا۔

سنہ ۱۶۷ھ میں توسیع مسجد حرام کے متعلق حکم دیا اور اسمیں بہت سا رقبہ شامل کر دیا۔

سنہ ۱۶۹ھ میں مہدی نے ایک مرتبہ شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا شکار ایک پرانے گھر میں جا گھسا گھوڑا بھی بے تحاشا دوڑتا ہوا مکان میں گھس گیا اور مہدی کی کمر میں دروازے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ایسی چوٹ لگی کہ مہدی اسی وقت بحق تسلیم ہو گیا۔ اسوقت ۲۲۔ محرم الحرام سنہ ۱۶۹ھ تھا بعض کہتے ہیں کہ مہدی کی موت زہر سے واقع ہوئی۔ سلم الخاسر نے اسکا ایک مرثیہ لکھا ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ ایک عورت مہدی کے پاس آئی اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار میری حاجت بھی پوری کر۔ مہدی نے کہا کہ میں نے یہ الفاظ آجتک کسی کی زبان سے نہیں سنے لہٰذا اسکو دس ہزار درہم انعام میں دیدو۔

قریش ختلی کہتے ہیں کہ صالح بن عبد القدوس بصری زندقہ کے جرم میں مہدی کے سامنے حاضر کیا گیا مہدی نے اسکے قتل کا ارادہ کیا تو اسنے کہا کہ میں اس عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں اور یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) نہیں باز آتے دشمن جہالت سے اور نہیں باز آتا جاہل اپنے نفس سے، اور بڑھاپے میں کوئی شخص اپنی عادت نہیں چھوڑ سکتا حتی کہ قبر میں نہ چھپا دیا جاوے۔ مہدی نے اسکا قصور معاف کر دیا مگر جب وہ جانے لگا تو اس نے صالح بن عبد اللہ سے کہا کہ کیا تو نے یہ مصرعہ نہیں پڑھا کہ بوڑھاپے میں کوئی شخص اپنے عادات نہیں چھوڑ سکتا اس نے کہا کہ ہاں مہدی نے کہا کہ پھر تو اس سے

کس طرح مستثنیٰ ہو سکتا ہے پھر اسکے قتل کا حکم دیدیا۔
زبیر کہتے ہیں کہ مہدی کے پاس دس محدث آئے جنمیں فرج بن فضالہ اور غیاث بن ابراہیم بھی شامل تھے اور مہدی کو کبوتر بازی کا شوق تھا۔ غیاث بن ابراہیم سے کہا گیا کہ تم کوئی حدیث سناؤ اسنے کہا کہ فلاں شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نہیں سبقت ہے مگر گھوڑوں اور تیر اندازی (اور مہدی کی وجہ سے اسنے اور حدیث میں بڑھا دیا کہ) اور پرندوں میں۔ مہدی نے یہ سنکر دس ہزار درہم اسے عطا کئے جب غیاث چلنے لگا تو مہدی کو خیال آیا کہ حدیث میں پرندوں کا لفظ نہیں ہے اور اسنے میری خوشنودی کی وجہ سے یہ بڑھا دیا ہے اسنے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم بہت جھوٹے ہو اور اپنے اعطاء پر بہت شرمندہ ہوا اور (چونکہ یہ کبوتر ایک محدث کے جھوٹے کے باعث ہوئے تھے اسلئے) کبوتروں کے ذبح کا حکم دیا۔
کہتے ہیں کہ ایکدفعہ مہدی کے پاس شریک آئے مہدی نے انسے کہا کہ تمہیں ان تین باتوں میں سے ایک ضرور قبول کرنا ہوگی یا تو عہدہ قضا کو قبول کیجیے یا میرے لڑکوں کو تعلیم دیجئے یا میرے ساتھ کھانا کھانا قبول فرمایئے شریک نے تھوڑی دیر سوچکر کہا کہ کھانا کھانا سب سے آسان کام ہے۔ مہدی نے دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانے اور مٹھائیاں لگانے کا حکم دیا جب کھا چکے تو شاہی باورچی کہا کہ اب آپ پھنس گئے چنانچہ کہتے ہیں کہ انھوں نے تعلیم دینا بھی شروع کر دی اور عہدہ قضا بھی قبول کر لیا۔ بغوی نے جعدیات میں حمدان اصفہانی سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز شریک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مہدی کا لڑکا آیا اور تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ شریک سے ایک حدیث دریافت کی مگر شریک نے اسکی طرف توجہ نہ کی اس نے دوبارہ پوچھا پھر بھی شریک نے کوئی التفات نہ کیا۔ شاہزادہ نے کہا آپ خلفاء کی اولاد کی حقارت کرتے ہیں، شریک نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک شاہزادگی بہ نسبت علم کی زیادہ قدر ہے۔ یہ دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور پھر سوال کیا شریک نے کہا ہاں طلب علم کا طریقہ یہ ہے۔
مہدی کے بہت اشعار ہیں منجملہ ان کے ہم کچھ نقل کرتے ہیں۔ مولی محمد بن عمارہ سے نقل کرتے ہیں کہ مہدی ایک لونڈی پر عاشق تھا اور وہ اسپر بھی اور اسیواسطے وہ اپنے آپکو ہر شخص سے بچائے رکھتی تھی۔ مہدی نے ایک شخص سے کہا کہ تو اپنے طور پر اسکا عندیہ دریافت کر کہ اسکا دل کس پر مائل ہے۔ کنیز نے اس شخص کو جواب دیا کہ مجھے خوف ہے، کہ وہ مجھے ملول کر دیگا اور مجھے چھوڑ دیگا جس کا انجام میری موت ہوگی اسکے متعلق مہدی کے یہ اشعار ہیں (ترجمہ اشعار) میرے دل پر فتح پائی ایک ہلال سے زیادہ نازک معشوقہ نے جب اس پر میری محبت صحیح ہو گئی تو وہ بیماری کا عذر کرنے لگی۔ نہ اسے میرا ہجر گوارا ہے نہ وصال سے علحدگی بلکہ میری محبت پردہ بوجہ خوف ملال کے باقی رہے گی۔

عمر بن بزیع جو اسکا ندیم تھا اسکے حق میں یہ اشعار لکھے تھے۔ (ترجمہ اشعار) الٰہی میری تمنا کو پورا کردے بطفیل میرے ندیم ابوحفص کے۔ میری زندگانی کا لطف منحصر ہے غنا و جود میں اور عطر میں بسی ہوئی باندیوں پر اور سماع اور نعمتوں پر۔

میرے نزدیک مہدی کے اشعار اسکے باپ منصور اور اسکے دونوں بیٹوں سے زیادہ لطیف اور بہت زیادہ بحر قصیر کے ہوتے تھے جو شاعر کے لئے ایک اعلیٰ صفت ہے چنانچہ صولی ابوکریمہ سے نقل کرتے ہیں کہ مہدی ایک کنیز کے کمرہ میں اچانک چلا گیا کنیز کہ اتفاق سے اپنے کپڑے اتارے ہوئے دوسرے کپڑے پہننے کی تیاری کر رہی تھی اچانک مہدی کو آتا ہوا دیکھکر اپنے ہاتھ سے ستر کو چھپایا مگر ہتھیلی چھوٹی ہونے کی وجہ سے پوری طرح نہ چھپ سکا مہدی نے ہنسکر فی البدیہہ شعر کہا (ترجمہ شعر) میری آنکھ نے میری ملامت کو میرا عیب کہلا دیا جب یہاں سے نکلا تو سامنے بشار شاعر دکھائی دیا اس سے کہا کہ اسپر اور اشعار چسپاں کرو چنانچہ اس نے یہ اشعار لگائے (ترجمہ اشعار) اس نے مجھے دیکھکر اپنے ستر کو اپنے شکم کی سلوٹوں میں چھپا لیا مجھے اس سے خوشی ہوئی جو میرے دونوں ہاتھوں میں نہیں سما سکتی۔

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ مہدی اوائل خلافت میں ایک سال تک پردہ کے پیچھے اپنے ندیموں سے پوشیدہ بیٹھا کرتا تھا پھر پردہ موقوف کرکے ان کے پاس بیٹھنے لگا۔ کسی نے کہا آپکے لئے پردہ ہی بہتر ہے۔ مہدی نے جواب دیا کہ جو لذت مشاہدہ میں ہے وہ مغائبت میں نہیں۔

مہدی بن سابق کہتے ہیں کہ مہدی ایکمرتبہ ایک سنہ سواروں کے درمیان جارہا تھا کہ ایک آدمی نے چلا کر یہ شعر پڑھے (ترجمہ اشعار) خلیفہ سے کہدو کہ تیرا حاتم خائن ہے تو خداوند تعالیٰ سے ڈر اور ہم کو حاتم سے بچالے اگر نیکبخت خائن کی مدد کرے تو وہ نیک بھی گناہوں میں شامل ہے۔ یہ اشعار سنکر مہدی نے حکم دیا کہ ہماری قلمرو میں جو حاتم ہیں انکو معزول کر دیا جائے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ مہدی جب بصرہ میں آیا کرتا تھا تو پانچوں وقت کی نماز جامع مسجد بصرہ میں پڑھا کرتا تھا ایکروز حسب عادت آیا اور نماز کے لئے لوگ تیار ہی تھے کہ ایک اعرابی نے کہا کہ مجھے تیرے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے میں نے ظہر کی نماز پڑھنی چاہی تھی مگر شامل نہ ہو سکا۔ مہدی نے کہا کہ اس شخص کا انتظار کیا کرو دوسرے وقت اسکے انتظار میں مہدی محراب میں کھڑا ہو گیا اور جبتک لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ ہم آگیا ہے اسوقت تک تکبیر نہیں کہنے دی لوگونکو اسکے اس وسیع اخلاق پر بڑا تعجب ہوا۔

ابراہیم بن نافع کہتے ہیں کہ اہل بصرہ کے درمیان دو گروہوں میں ایک نہر کے متعلق جھگڑا ہو گیا ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ یہ زمین تمام مسلمانوں کے قبضہ میں خداوند تعالیٰ نے عنایت کی ہے لہذا کسی ایک شخص

تو اسکی ملکیت کا حق نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی فرد واحد اسکو فروخت کر سکتا ہے اور اگر کوئی اسکو فروخت کرے تو اسکا زر ثمن تمام مسلمانوں کو تقسیم ہونا چاہیئے یا تمام مسلمانوں کے مصالح میں خرچ ہونا چاہیے دوسرے فریق کا مطالبہ تھا کہ یہ نہر ہمارے قبضہ میں ہی ہونی چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو نہر زمین مردہ کو زندہ کرے وہ اسی زمین والے کا حق ہوتی ہے اور چونکہ ہماری زمین مردہ ہے اسلئے محض ہمارا ہی حق ہے۔ مہدی آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک سنکر اس قدر تعظیم کو جھکا کہ اس کا منہ زمین سے مل گیا اور کہا کہ جو حدیث شریف تم نے بیان کی ہے وہ ہمارے لئے قابل اتباع ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا زمین فی الواقع مردہ تھی یا نہیں رہیں اسکو تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ اس زمین کے گرد قدرتی طور پر پانی محیط ہے پھر یہ کس طرح مردہ ہو سکتی ہے ہاں اگر اس پر تم گواہ قائم کردو تو میں تسلیم کر لونگا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے خود مہدی سے بصرہ میں منبر پر ایک خطبہ سنا ہے کہ آپ نے اسمیں بیان کیا تھا کہ خداوند تعالیٰ اجل شانہ نے تمہیں اس کام کیلئے حکم فرمایا ہے جو انہوں نے خود اپنی ذات اور ملائکہ کیلئے پسند فرمایا ہے یعنی قرآن شریف میں ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جس طرح خداوند تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دیگر رسولوں میں فضیلت دی ہے اسی طرح تمکو تمام امتوں میں افضل بنایا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ سب سے اول مہدی ہی نے اس آیت کو خطبہ میں بیان کیا تھا اسکے بعد تمام خطیبوں نے اسے اپنے خطبوں میں جزو لاینفک قرار دے لیا۔

ان احادیث کا ذکر جو مہدی سے مروی ہیں

صولی نے احمد بن محمد اور انھوں نے عبدالرحمٰن ابن مسلم مدائنی سے روایت کی ہے کہ مہدی نے اپنے خطبہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کا ذکر کیا جو ابی سعید خدری سے وقت غروب آفتاب کے متعلق مروی ہے

صولی کہتے ہیں کہ ابو یعقوب بن حفص خطابی نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے کہا کہ ایک فرد مجوسیوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت قدس میں حاضر ہوا جنکی ڈاڑھیاں کٹی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کے خلاف ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کتروا دو کہ وہ ہونٹوں پر نہ گریں مہدی نے اپنا ہاتھ اپنے ہونٹ پر رکھکر بتلایا تھا

یحییٰ بن حمزہ کہتے ہیں کہ مہدی نے جب ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی تو اسمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھی میں نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ کیا کیا۔ مہدی نے جواب دیا کہ مجھ سے میرے باپ اور میرے باپ

میرے دادا اور میرے دادا سے حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا جیسا کیا تو پھر ہیں آپ کے اعتبار پر اس حدیث کی روایت کروں۔ مہدی نے کہا کہ ہاں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اسناد متصل ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ کسی نے مہدی اور اسکے باپ سے احکام میں دلیل اور حجت لی ہو اس روایت میں محمد ابن عبد الہاشمی منفرد ہے اور اسکے متعلق ابن عدی کہتے ہیں کہ وہ حدیث وضع کیا کرتا تھا مگر میں کہتا ہوں کہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ میں نے اور لوگوں کو بھی اسکی متابعت میں دیکھا ہے۔

جن حضرات علماء کرام کا مہدی کے عہد حکومت میں انتقال ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔ شعبہ ابن ابی ذئب سفیان ثوری۔ ابراہیم بن ادہم زاہد۔ داؤد طائی زاہد۔ بشار بن برد اول شعراء محدثین۔ حماد بن سلمہ۔ ابراہیم بن طہمان۔ محمد خلیل بن احمد صاحب عروض۔

(۴) ابو محمد ہادی

ہادی ابو محمد موسیٰ بن مہدی ابن منصور اس کی ماں کا نام خیزران تھا جو بربریہ اور ام ولد تھی یہ ۱۴۷ھ میں بمقام رے پیدا ہوا اور اپنے باپ کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

خطیب کہتے ہیں کہ جس عمر میں ہادی تخت پر بیٹھا کوئی خلیفہ نہیں بیٹھا اسکی عمر نے زیادہ وفا نہیں کی یہ شخص محض تخت خلافت پر ایک سال اور چند ماہ متمکن رہا اسکے باپ مہدی نے اسکو زنادیقوں کے قتل کی وصیت کی تھی اسنے اپنے باپ کی وصیت کے متعلق بہت کوشش کی اور بہت زندیقوں کو تہ تیغ کیا۔

اسکا لقب موسیٰ اطبق بھی تھا کیونکہ یہ اوپر کے ہونٹ کو اٹھائے رکھتا تھا جس سے اسکا منہ کھلا رہتا تھا اسوجہ سے بچپنے میں اسکے باپ نے ایک خادم مقرر کر دیا تھا کہ یہ جسوقت اسکا منہ کھلا ہوا دیکھتا تھا تو کہدیتا تھا کہ موسیٰ اطبق (یعنی موسیٰ منہ بند کر) جسکے سبب یہ فوراً منہ بند کر لیتا تھا اور اسی سبب سے اس کا نام موسیٰ اطبق پڑ گیا تھا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ہادی شراب پیا کرتا تھا اور لہو ولعب میں مشغول رہتا تھا اور ایک نفیس گدھے پر سواری کرتا تھا۔ امر خلافت پر بہت بھول چوک کرتا تھا مگر باوجود اسکے نہایت فصیح وقادر الکلام اور اعلیٰ درجہ کا ادیب تھا۔ ہیبت۔ رعب داب سطوت وشہامت بہت زیادہ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ظالم تھا سب سے اول ہادی کے سامنے سوار ننگی تلواریں اور نیزے لے کر چلو میں چڑھے ہوئے تیر لیکر چلتے تھے اور اسکی اتباع میں اسکے عمال بھی ایسا ہی کرتے تھے اسکے زمانہ میں ہتھیاروں کی بہت زیادہ کثرت ہو گئی تھی۔

ربیع الاخر ۱۷۰ھ میں ہادی نے انتقال کیا۔ موت کے سبب میں راویوں کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اسنے اپنے ندیم کو بانسوں کے جنگل میں دھکا دیدیا تھا اس نے گرتے ہوئے اس کا سہارا لینا چاہا اور اس کے پکڑنے میں یہ بھی گرا ندیم کے پیٹ میں اور اسکی ناک میں بانس گھس گیا جس کی وجہ سے دونوں اسیوقت مر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسکے پیٹ میں زخم ہو گیا تھا جسکی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب اسنے ولیعہد ہارون رشید کو قتل کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنا چاہا تو خود اسکی ماں خیزران نے اسکو زہر دیدیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ اسکی ماں خیزران امور سلطنت میں دخیل ہو گئی تھی اور اسکے دروازہ پر سواروں کا پہرہ رہا کرتا تھا یہ دیکھ کر ہادی نے اپنی ماں کو زجر و توبیخ کی اور ناشائستہ گفتگو کیساتھ کلام کیا اور کہا کہ آج سے اگر میں نے کسی امیر کو تمہارے دروازہ پر دیکھا تو میں اسے قتل کر دونگا تمہارا کام چرخہ کاتنا یا قرآن شریف کی تلاوت کرنا اور تسبیح و مصلے سے شغل رکھنا ہے نہ کہ امور سلطنت میں دخل دینا۔ اسکی ماں سخت غصہ میں آ کر کھڑی ہو گئی اور واپس چلی گئی کہتے ہیں کہ اسی روز ہادی نے اپنی ماں کے پاس زہر آلود کھانا بھیجا جس کو اسنے کتے کو ڈالدیا اور کتا مر گیا یہ دیکھکر اسکی ماں نے اسکے قتل کا ارادہ کر لیا ایکروز ہادی کو سخت بخار ہوا اور وہ بخار کی تیزی میں منہ ڈھکے ہوئے لیٹا ہوا تھا کہ چند لوگوں نے اس کی ماں کے اشارے سے اس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔

ہادی نے اپنی موت کے وقت سات بیٹے چھوڑے۔

ہادی کے اشعار جو اسنے اپنے بھائی ہارون کے متعلق کہے تھے یہ ہیں (ترجمہ اشعار) میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اسنے اسکو رد کر دی۔ اور جو آدمی نصیحت کو قبول نہیں کرتا وہ شرمندگی اٹھاتا ہے میں نے اسکو ایسے کام کیطرف بلایا تھا جس سے ہم دونوں میں دوستی قائم رہتی۔ مگر اسنے اسکو نہ مانا اور وہ اس کام میں ظالم ہے اگر میں اگلے دن تک انتظار نہ کرتا تو اس کو وہی کرنا ہوتا جو میں کہتا تھا اور وہ اس وقت ذلیل ہوتا۔ خطیب فضل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص پر ہادی بہت زیادہ غصہ ہوا اور کسی نے سفارش کی تو اس سے خوش ہو گیا وہ معذرت کرنے لگا تو ہادی نے اس سے کہا کہ تو کیوں خواہ مخواہ معذرت کرتا ہے۔ میری خوشنودی اب کافی ہے۔

عبید اللہ بن مصعب کہتے ہیں کہ مروان ابن ابی حفصہ ہادی کے پاس آیا اور اسکی شان میں ایک قصیدہ پڑھنے لگا جب وہ اپنے اس شعر پر پہونچا (ترجمہ شعر) ایکدن میں نے اسکی اور اس کی بخشش کی تشبیہہ دی تو کسی نے مجھے یہ نہ بتلایا کہ کسکو ترجیح دیجائے۔ ہادی نے اس سے کہا کہ تو زیادہ

کے اندر اکس چیز کو ترجیح دیتا ہے تیس ہزار درہم فوراً ابھی لیتا ہے یا ایک لاکھ کا حکم لکھوانا ہے کہ پھر خزانہ سے وصول کرتا پھرے۔ مروان بن حفصہ نے کہا کہ تیس ہزار فوری اور ایک لاکھ مابعد کو۔ ہادی نے کہا اچھا تو سب ہی لینا چاہتا ہے اور اسی وقت اسکو ایک لاکھ تیس ہزار درہم عطا کر دئے۔

صولی کہتے ہیں کہ ان عورتوں کے بطن سے دو دو خلیفہ ہوئے ہیں خیزران جو ہادی اور ہارون رشید کی ماں تھی اور وہ ولادہ بنت عباس العبسیہ زوجہ عبد الملک بن مروان جسکے بطن سے ولید اور سلیمان خلیفہ پیدا ہوئے اور شاہین بنت فیروز بن یزدجرد بن کسریٰ زوجہ ولید جسکے شکم سے یزید ناقص اور ابراہیم معرض وجود میں آئے اور تخت خلافت پر بیٹھے میں کہتا ہوں کہ ان میں اور یہ نام بھی ابزاد کرنے چاہئیں۔ بائی خاتون متوکل اخیر کی کنیزک جو عباس اور حمزہ کی ماں تھی اور یہ دونوں خلیفہ ہوئے نیز اسی خلیفہ یعنی متوکل اخیر کی دوسری کنیزک جس کا نام کزل تھا جس کے بطن سے داؤد اور سلیمان پیدا ہوئے اور دونوں نے خلافت کی۔

اس کے بعد صولی کہتے ہیں کہ کسی خلیفہ نے سوائے ہادی کے جرجان سے بغداد تک ڈاک جاری نہیں کی۔ اس کی مہر پر منقوش تھا۔ اللہ ثقۃ موسیٰ و بہ یؤمن

صولی کہتے ہیں کہ سلم الخاسر نے ہادی کی شان میں ایک قصیدہ جو نہایت لاجواب ہے بحر مستفعلن مستفعلن میں علیحدہ علیحدہ جز جز کر کے لکھا ہے یہ بحر اسی شاعر کی ایجاد ہے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی۔

صولی سعید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے خداوند تعالیٰ ارحم الراحمین کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہادی کے تمام گناہ ایک بات کی عوض میں جو میں نے اس سے سنی ہے بخش دینگے اور وہ یہ ہے کہ ابو الخطاب سعدی ایک مرتبہ اپنا قصیدہ اس کو سنا رہا تھا حتی کہ جب وہ اس شعر پر پہونچا کہ (ترجمہ شعر) اے دنیا کے بہترین آدمی اور ان لوگوں کے بہترین جنہوں نے دنیا پر حکومت کی تو یہ سنکر ہادی نے کہا کہ چپ رہ کیا بکتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین اس سے اس زمانہ کے لوگ مراد ہیں شاعر نے کہا کہ دوسرا شعر سنئے خود معلوم ہو جائے گا چنانچہ دوسرا شعر پڑھا (ترجمہ شعر) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان کے لئے تمام دنیا کی فضیلتیں ہیں اور تو انہی فضیلتوں کی وجہ سے فخر کرتا ہے۔ یہ سنکر ہادی نے کہا کہ تو نے اب ٹھیک کہا پھر اسکو پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ہادی نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اپنا بھید کسی پر ظاہر نکرنا ورنہ فتنہ اور بلا میں گھر جائیگا اور غم کھانا پڑیگا کیونکہ یہ ثواب اور رحمت ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ سلم الخاسر شاعر نے ہادی کی شان میں ایک قصیدہ جو متضمن بہ تہنیت و تعزیت ہے لکھا ہے اسکے دو اشعار حسب ذیل ہیں (ترجمہ اشعار) خلافت و ہدایت موسیٰ کو پہنچ گئی۔

امیر المومنین محمد کا انتقال ہو گیا وہ شخص جو زمانہ کے غموں کو دور کرتا ہے مر گیا اور وہ شخص جو لطف و عنایت کیلئے اکیلا کافی ہے اس کے بجائے تخت نشین ہو گیا۔

ایسا ہی ایک قصیدہ مروان بن ابی حفصہ نے بھی کہا ہے (ترجمہ اشعار) تو صبح کو فخر کرتا ہوا اٹھا ہے اور فخر قبروں میں امیر المومنین کی قبر پر کرتا ہے اگر اسکے بیٹوں کو اسکی موت کے بعد نہ تسکین دیتا تو منبروں پر روتے روتے وہ ہمیشگی کر دیتے۔ اگر موسیٰ اس کی بجائے نہ قائم ہوتا تو میں ایک آواز شوق مثل بیچے دوستوں کی آواز کے لگاتا۔

احادیث جو ہادی سے مروی ہیں

صولی کہتے ہیں کہ مطلب بن عکاشہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قریش کی توہین کی اور یہاں تک تجاوز کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ کہے۔ میں اس معاملہ میں ہادی کے سامنے بطور گواہ کے پیش ہوا۔ ہادی نے اس مجلس فقہاء زمانہ اور نیز مدعا علیہ کو بلایا اور ہم نے اس کی گواہی دی۔ ہادی کا چہرہ ایک دم متغیر ہو گیا اور وہ سرنگوں کر کے چپ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ میں نے اپنے باپ مہدی اور اس نے اپنے باپ منصور اور اس نے اپنے باپ محمد اور اس نے اپنے باپ علی اور اس نے اپنے باپ عبداللہ ابن عباس سے سنا ہے کہ جس شخص نے قریش کی توہین کی اسنے خدا کی توہین کی اور پھر مدعا علیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے خدا کے دشمن کیا تو قریش کی توہین سے راضی نہیں ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کی توہین کی اور وہاں تک بات پہونچائی۔ پھر اسکی گردن مار دینے کا حکم دیا (خطیب) یہ حدیث اسی طرح اس روایت میں موقوف ہے اور دوسرے طریقوں سے مرفوع بھی آئی ہے۔

ہادی کے زمانہ میں نافع قاری اہل مدینہ وغیرہ کا انتقال ہوا ہے۔

(۵) الرشید ہارون ابو جعفر

ابو جعفر ہارون رشید بن مہدی محمد بن منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اسکو اسکے باپ مہدی نے ہادی کے بعد ولیعہد مقرر کیا تھا اپنے بھائی کے انتقال کے بعد

شب یکشنبہ ۱۶ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔
صولی کہتے ہیں کہ اسی رات ہارون رشید کے اسکا بیٹا عبداللہ مامون پیدا ہوا اور ایسا اتفاق سوائے اس واقعہ کے کبھی نہیں ہوا کہ ایک ہی رات میں ایک خلیفہ کا انتقال ہوا ہو اور دوسرا اسکی جگہ قائم مقام ہوا ہو اور تیسرا عالم وجود میں آیا ہو۔

اول اسکی کنیت ابو موسیٰ تھی مگر بعد میں ابو جعفر ہو گئی۔

اس نے اپنے باپ اور دادے اور مبارک بن فضالہ سے حدیث سماعت کی ہے اور اس سے اس کے بیٹے مامون نے روایت کی ہے۔

یہ شخص نہایت اولوالعظم خلیفہ اور دنیا کے بادشاہوں میں بہت بڑا جلیل القدر بادشاہ گذرا ہے اسے بہت غزوے اور کثیر حج ادا کئے ہیں جیسا کہ ابوالعلاء کلابی اسکی شان میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) جو شخص تجھ سے ملاقات کرنا چاہے وہ تجھے حرمین شریفین یا انتہائے سرحد پر تلاش کرے تو دشمنوں کے ملک میں گھوڑے کی زین پر ارض مقدس میں اونٹ کے کوہان پر ملیگا۔

یہ خلیفہ اپنے باپ کے عہد حکومت میں بمقام رے ۱۴۸ھ میں اپنی ماں خیزران کے بطن سے پیدا ہوا جسکے بطن سے ہادی پیدا ہوا تھا اس کے متعلق مروان بن ابی حفصہ نے یہ شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) اے خیزران تو آنکھ ہے پھر آنکھ ہے۔ اور تیرے دونوں بیٹے دنیا کی سیاست داری کرتے ہیں۔

ہارون رشید گورا اچھا طویل القامت خوبصورت اور ملیح شخص تھا یہ فصاحت و بلاغت کا ماہر اور علم و ادب کا پورا عالم تھا اپنے زمانہ خلافت میں جبتک زندہ رہا سوائے بیماری کے روزانہ سو رکعت نماز پڑھتا رہا اور ہمیشہ اپنے مال سے ایک ہزار درہم روزانہ صدقہ کرتا تھا۔ علم اور اہل علم کا دوست تھا۔ حرمات اسلام کی تعظیم و تکریم کرتا اور دین میں فتنہ انداز لوگوں و بحث کے معارض کا سخت دشمن تھا۔ چنانچہ جب اسے بشر مریسی کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ خلق قرآن کا قائل ہے تو کہا کہ اگر میں اس پر فتحیاب ہو گیا تو اسکو قتل کر دونگا اپنے نفس کے اسراف اور اپنے گناہوں پر بہت رویا کرتا تھا خصوصاً جب یہ وعظ کہتا تھا تو اپنے گناہوں کو یاد کر کرکے اسکی بہت بری حالت ہو جاتی تھی۔ اپنی مدح کرنیوالوں کو بہت انعام و اکرام دیا کرتا تھا اور خود شاعر بھی تھا۔

مرہ بن سماک واعظ ایکروز ہارون کے پاس آئے اسنے انکی بہت تعظیم و تکریم کی اور احترام کیا یہ دیکھ کر ابن سماک نے کہا کہ باوجود اس بادشاہت کے تمہاری تواضع تمہارے شرف سے بھی زیادہ ہے پھر ابن سماک نے وعظ کہا اور ہارون رشید کو بہت رلایا۔ یہ خود فضیل بن عیاض کے مکان پر جایا کرتا تھا چنانچہ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں ایک دن مکہ معظمہ میں حضرت فضیل بن عیاض کی خدمت میں حاضر تھا

کہ ہارون رشید سامنے سے گزرا فضیل بن عیاض نے اسے دیکھ کر کہا کہ لوگ ہارون کو اچھا نہیں سمجھتے حالانکہ میرے نزدیک زمین پر اس سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے جب یہ شخص مر جائیگا تب تم کو سخت مصائب نازل ہونگے

ابو معاویہ ضریر کہتے ہیں کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہارون کے سامنے لیا جاتا تو وہ کہا کرتا تھا صلی اللہ علی سیدی میں نے ایک مرتبہ اسکے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ میں چاہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہو جاؤں اور پھر زندہ ہوں اور پھر قتل ہو جاؤں یہ سنکر ہارون رشید بے اختیار رو پڑا اور اسکی چیخ نکل گئی۔ ایکروز میں نے اسکو یہ حدیث سنائی کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی بحث ہوئی ہارون رشید کے پاس اتفاق سے ایک شخص قریش بھی بیٹھا ہوا تھا اسنے یہ سنکر کہا کہ ان دونوں پیغمبروں میں ملاقات کہاں ہو گئی تھی۔ ہارون رشید کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ فوراً حکم دیا کہ ایسے شخص کی سزا تلوار ہے زندیق (معاذ اللہ منہ) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنہ کرتا ہے۔ میں نے یہ کہکر کہ امیر المومنین اس سے نادانستگی میں ایسا ہو گیا ہارون کے غصہ کو بمشکل تمام ٹھنڈا کیا۔

یہی ابو معاویہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز ہارون رشید کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھا جب ہم کھانا کھا چکے تو (چونکہ ابو معاویہ نابینا تھے) معمول کے موافق ایک شخص نے میرے ہاتھ دھلائے جب میں ہاتھ دھو چکا تو ہارون رشید نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپکے ہاتھ کس نے دھلائے ہیں میں نے کہا مجھے خبر نہیں ہارون رشید نے کہا کہ محض تعظیم علم کے لئے میں نے خود آپ کے ہاتھ دھولائے ہیں۔

منصور بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے ان تین شخصوں سے زیادہ وعظ میں کسی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا فضیل بن عیاض۔ ہارون رشید اور ایک اور شخص۔

عبید القواریری کہتے ہیں کہ جب ہارون نے فضیل بن عیاض سے ملاقات کی تو فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ اے خوبصورت شخص تو قیامت میں امت کے متعلق پوچھا جاویگا۔ ہارون نے آیت وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ کے معنی دریافت کئے تو فضیل بن عیاض نے کہا کہ قیامت میں وہ اسباب و وسائل جو دنیا میں تھے منقطع ہو جاوینگے یہ سنکر ہارون رشید دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

اس کے محاسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جسوقت اسکے پاس ابن مبارک کے انتقال کی خبر پہونچی تو اپنے آپ تعزیت میں بیٹھ گیا اور اعیان سلطنت کو بھی تعزیت میں بیٹھنے کے لئے حکم دیا۔

نفطویہ کہتے ہیں کہ ہارون رشید اپنے دادا ابو جعفر منصور کے قدم بقدم چلتا تھا مگر فرق یہ تھا کہ منصور بخیل اور حریص تھا اور یہ نہیں تھا بلکہ شاید اسکے بڑھکر سخاوت اور جود و عطا میں کوئی خلیفہ اسکا ہمعصر گزرا ہو حتیٰ کہ ایک مرتبہ اسنے سفیان بن عیینہ کو ایک لاکھ روپیہ عطا کر دیا تھا اور اسحاق موصلی کو ایک دفعہ دو لاکھ

روپیہ دینے کا حکم دیدیا تھا اور مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ کے عوض میں پانچہزار دینار دیئے تھے اور اسی کے ساتھ خلعت اور اپنا خاص گھوڑا اور دس رومی غلام بھی عنایت کئے تھے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ رشید نے کہا کہ اے اصمعی آپ ہمپر کیوں جفا کرتے ہیں اور ہمسے کیوں غفلت کرتے ہیں میں نے کہا کہ واللہ امیرالمومنین میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونیکی جلدی میں کسی شہر میں بھی نہیں ٹھیرا ہوں یہ سنکر ہارون خاموش ہوگیا اور جب لوگ اٹھکر چلے گئے تو میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ شعر) اسکی ایک ہتھیلی عطا کیوجہ سے درہموں سے بھری رہتی ہے اور دوسری میں تلوار اور خون رہتا ہے۔ ہارون نے یہ سنکر مجھے داد دی اور کہا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے، آپ مجھے لوگوں کے سامنے کچھ نہ کہیں اور تخلیہ میں نصیحتیں کیا کریں پھر مجھے پانچہزار دینار انعام میں دیئے۔ مروج المسعودی میں لکھا ہے کہ ہارون رشید کا ارادہ تھا کہ بحر روم اور بحر قلزم کو موضع فرما کے قریب ملا دے مگر اسکو یحییٰ بن خالد برمکی نے صلاح دی کہ اگر آپنے ایسا کیا تو رومی مسلمانوں کو مسجد حرام سے چھپٹ لیجایا کرینگے اور رومیوں کے جہاز حجاز تک آجایا کرینگے یہ سنکر اسنے ارادہ ملتوی کردیا۔

حافظ کہتے ہیں کہ جیسے آدمی ہارون رشید کو میسر آئے تھے کسی خلیفہ کو میسر نہیں آئے۔ برامکہ اسکے وزراء تھے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ اسکے قاضی تھے۔ مروان بن ابی حفصہ اسکا شاعر تھا۔ عباس بن محمد اسکے باپ کا چچا اسکا ندیم تھا فضل بن ربیع جیسا نامور عظیم الشان اسکا حاجب تھا ابراہیم موصلی اس کا گویا تھا اور زبیدہ اسکی بیوی غرضیکہ ہارون رشید کا زمانہ ایک قابل رشک زمانہ تھا جو بمنزلہ ایک دلہن کے سمجھنا چاہئے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ہارون رشید کے حالات اتنے زیادہ ہیں کہ انکی شرح بہت طویل ہے اور اسکے محاسن بھی بہت زیادہ ہیں اور اسی کیساتھ لہو و لعب اور لذات ممنوعہ اور گانا سننا بھی کچھ کم نہیں خداوند تعالیٰ اسکی مغفرت فرمادیں۔

اسکے عہد میں حسب ذیل علماء کرام نے انتقال فرمایا۔ مالک بن انس۔ لیث بن سعد۔ قاضی ابو یوسف امام حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خاص شاگرد رشید قاسم بن معن۔ مسلم بن خالد الزنجی۔ نوح الجامع۔ حافظ ابو عوانہ یشکری ابراہیم بن سعد زہری۔ ابو اسحاق فزاری۔ ابراہیم بن ابی یحییٰ (استاد امام شافعی) اسد الکوفی امام ابو حنیفہ کے بہت بڑے شاگرد اسمٰعیل بن عیاش۔ بشر بن مفضل۔ جریر بن عبد الحمید۔ زیاد البکائی۔ سلیم المقری شاگرد حمزہ سیبویہ امام النحو۔ ضیغم الزاہد۔ عبیداللہ عمری زاہد۔ عبداللہ بن مبارک۔ عبداللہ بن ادریس کوفی۔ عبدالعزیز بن ابی حازم دراوردی۔ کسائی قاریوں اور نحویوں کے استاد۔ محمد بن حسن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ان دونوں نے ایک ہی دن انتقال کیا۔ علی بن مسہر۔ غنجار۔ عیسیٰ بن یونس سبیعی فضیل بن عیاض۔ ابن سماک واعظ مروان بن ابی حفصہ شاعر۔ معافی بن عمران موصلی معتمر بن سلیمان مفضل بن فضالہ قاضی مصر۔ موسیٰ کاظم۔ موسیٰ ابن ربیعہ ابوالحاکم مصری (اپنے زمانہ کے ولی) نعمان بن عبدالسلام الاصفہانی ہشیم یحییٰ بن ابی زائدہ۔

یزید بن زریع۔ یونس بن حبیب نحوی۔ یعقوب بن عبدالرحمن قاری مدینہ صعصعہ بن سلام عالم اندلس شاگرد امام مالکؒ عبدالرحمن بن قاسم امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت بڑے شاگرد۔ عباس ابن احنف مشہور شاعر ابوبکر بن عیاش مقری۔ یوسف بن ماجشون و دیگر حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔

۱۷۵ھ میں اسکے زمانہ کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ عبداللہ بن مصعب بیری نے یحیٰی بن عبد بن حسن علوی پر یہ افترا کیا کہ اسنے ایک جمعیت قائم کی ہے اور عنقریب یہ ہارون رشید پر خروج کرنیوالا ہے یحیٰی بن عبداللہ نے ہارون رشید کے سامنے اسے مباہلہ کیلئے بلایا اور اسکے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر یہ دعا کرنے کو کہا۔ یارب العالمین! اگر آپ جانتے ہیں کہ یحیٰی نے مجھے امیر المومنین کے خلاف بغاوت کرنیکا اغوا نہیں کیا تو مجھے آپ اپنی قوت اور عذاب میں گرفتار کر لیجئے۔ آمین یارب العالمین! عبداللہ بن مصعب یہ کہتے ہوئے متردد اور مضطرب ہوا مگر اسنے یہ دعا کی اسکے بعد یحیٰی نے بھی دعا کی اور دونوں چپ کھڑے ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن مصعب اسی روز مر گیا۔

۱۷۶ھ میں شہر دبسہ امیر عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح عباسی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

۱۷۹ھ میں ہارون رشید نے رمضان شریف میں عمرہ کیا اور حالت احرام میں ہی رہا حتی کہ اسی احرام سے حج کیا اور مکہ معظمہ سے عرفات تک پیدل سفر کیا۔

۱۸۰ھ میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکے صدمہ سے اسکندریہ کے منارہ نکلے اوپر کا حصہ گر پڑا۔

۱۸۱ھ میں قلعہ صفصاف لڑائی سے خود امیر المومنین ہارون رشید کے ہاتھ پر فتح ہوا۔

۱۸۳ھ میں ارمینیہ میں غدر ہو گیا اور وہاں قوم خزرج (خزر) نے خروج کر دیا اسمیں بہت مسلمان ہلاک ہوئے اور خزرج نے مسلمانوں کی بہت زیادہ خونریزی کی حتی کہ انھوں نے ایک لاکھ سے زیادہ کو قید کر لیا اور اسلام پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی جو اس سے پہلے کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔

۱۸۷ھ میں بادشاہ روم یقفور نامی نے ایک خط ہارون رشید کے پاس نقض عہد کا جو عہد مسلمانوں اور ملکہ زینی ملکہ روم کے درمیان تھا روانہ کیا اس میں لکھا تھا کہ یہ خط یقفور بادشاہ روم کی طرف سے ہارون بادشاہ عرب کی طرف ہے واضح ہو کہ جو ملکہ مجھسے پہلے روم پر قابض تھی اسکے زمانہ میں تمہاری وہی حیثیت تھی جو شطرنج میں رخ کی ہوتی ہے اور اسکی حیثیت بوجہ ضعیف الرائے اور حماقت کے بمنزلہ پیدل کے تھی اسیواسطے اسنے تجھے بہت سا مال دیا اور صلح کر لی لیکن اب جبکہ تمہارے پاس میرا خط پہونچے تو وہ مال جو تمنے اس سے حاصل کیا تھا فوراً واپس کر دو ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان اب تلوار فیصلہ کریگی فقط یہ پڑھکر ہارون رشید کو اتنا غصہ آیا کہ غصہ کیوجہ سے برافروختہ ہو گیا حتی کہ اسکے چہرے کیطرف دیکھنے کی کسی کو تاب نہ رہی چہ جائیکہ کوئی بات کر سکتا اسکے ہم جلیس اور وزیر

وزراء اسکے سامنے سے اٹھکر چلے آئے ہارون رشید نے بغیر کسی وزیر سے مشورہ کئے ہوئے دوات قلم منگا کر اسکی پشت پر لکھدیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ ہارون امیر المومنین کیطرف سے یقفور روم کے کتے کو معلوم ہو کہ او کافر کے بچے میں نے تیرا خط پڑھا جس کا جواب تو عنقریب آنکھوں سے دیکھ لیگا سننے کی ضرورت نہیں فقط اور خود بنفس نفیس لشکر کو لیکر اسی روز روانہ ہو گیا۔ جب شہر ہرقل میں پہونچا تو وہ معرکہ آرائی کی جو آجتک مشہور چلی آتی ہے اور فتح حاصل کی مجبوری یقفور نے صلح کی درخواست کی اور ہر سال خراج دینا منظور کیا جسکو ہارون رشید نے قبول کر لیا اور واپسی کا حکم دیدیا مگر ابھی ہارون مقام رقہ تک ہی واپس آیا تھا کہ پھر کتیا کے بچے نے نقض عہد کیا اور یہ سمجھا کہ سردی کیوجہ سے اب ہارون رشید حملہ نہیں کریگا۔ نقض عہد کی خبر امیر المومنین کے گوش گذار کرنیکی کسی کو جرئت نہ ہوئی آخر عبداللہ بن یوسف تیمی نے ان اشعار میں خبر پہونچائی (ترجمہ اشعار) جو کچھ یقفور کو آپنے عطا کیا تھا اسنے پھر اسکا نقض عہد کیا۔ شاید ابھی اسکی گردش کے ایام باقی ہیں میں امیر المومنین کو خوشخبری دیتا ہوں کہ بکر یاں خداوند تعالیٰ نے آپکو اور عنایت کی ہیں۔ ابو عتاہیہ نے بھی اسی قسم کے اشعار پڑھے ہارون رشید اطلاع پاتے ہی فوراً پھر لوٹ پڑا اور نہایت مشقت کے بعد وہاں پہونچا اور جبتک لڑتا رہا جبتک کہ اپنی مراد کو نہ پہونچ سکا۔ اور یقفور کو تباہ نہ کردیا۔ ابو العتاہیہ اسی کے متعلق کہتا ہے (ترجمہ اشعار) خبردار ہرقلعہ جنگ سے تباہ ہو گیا۔ بادشاہ جو موافق ثواب کے تھا اسنے فتح کر لیا۔ ہارون بجلی کیطرح وہاں شمشیر براں اور چمکاتے ہوئے پہونچا اور وہ روایات جن کیلئے رفع ہلال ہے اسطرح وہاں پہونچ رہے تھے جیسے بادلوں کے ٹکڑے۔

سنہ ۱۸۹ھ میں رومیوں نے اپنے یہاں سے مسلمانوں کو نکال دیا۔ اور وہاں کوئی بھی مسلمان باقی نہ رہا۔

سنہ ۱۹۰ھ میں ارض روم میں پھر فوج شراحیل بن معن ابن زائدہ کی سرکردگی میں بھیجی گئی۔ جس نے روم کے لشکر کو پراگندہ کر ہر قلعہ اور قلعہ صقالبہ فتح ہو گیا نیز یزید بن مخلد نے فلقونیہ فتح کیا اور حمید بن معیوف قبرس کیطرف روانہ کیا گیا جس نے اہل قبرس کو ہزیمت دیکر وہاں آگ دیدی اور انکے سولہ ہزار آدمی گرفتار کر لایا۔

سنہ ۱۹۲ھ میں خراسان کیطرف ہارون نے توجہ کی اور وہاں خود گیا۔ محمد بن صباح طبری کہتے ہیں کہ میرے والد ماجد نہروان تک ہارون کیساتھ رہے اثنائے سفر میں ایکروز کچھ گفتگو ہوئی تو ہارون نے کہا کہ صباح شاید تم اسکے بعد مجھسے نہ مل سکو انھوں نے کہا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو بسلامتی پھر لائے ہارون نے پھر کہا کہ شاید پھر اسکے بعد تم مجھے نہ دیکھ سکو انھوں نے پھر ایسا ہی جواب دیا۔

ہارون نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ تم یہاں آؤ میں تمہیں بتلاؤں راز کی بات ہے کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ پھر اپنا پیٹ کھول کر دکھلایا۔ پیٹ کے گرد ایک حریر کی پٹی بندھی ہوئی تھی اسے دکھلا کر کہا کہ مجھے یہ مرض ہے۔ جسے میں لوگوں سے چھپاتا ہوں۔ اسپر بھی میرے بیٹوں کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک کا ایک ایک نگاہبان اور حمایتی میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ مامون کا حمایتی مسرور ہے اور امین کا حمایتی جبرئیل بن بختیشوع اور تیسرے کا نام بھول گیا کہ کیا بتایا تھا انمیں سے ہر ایک میرے سانس گن رہا ہے اور میری زندگی کے ایام ایک ایک شمار کرتا ہے مگر میری عمر بڑھتی جاتی ہے اگر تم سے ہو سکے تو حکیم یزید کو بلا لاؤ تاکہ میں اس سے اپنا معالجہ کراؤں پھر اس نے ایک دبلا پتلا گھوڑا منگایا اور میری طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھکر اس پر سوار ہو کر جرجان کیطرف چلدیا اور میرے والد بھی یزید کے پاس سے اسیوقت روانہ ہوگئے مگر ہارون رشید بیماری کی حالت میں طوس پہونچا اور وہاں ۱۹۳ھ میں انتقال کر گیا۔

۱۷۵ھ میں ہارون رشید نے اپنی بیوی زبیدہ کی خواہش کے موافق اپنے بیٹے امین کو ولیعہد بنایا تھا حالانکہ ابھی امین کی عمر کل پانچ سال ہی کی تھی (امین کا نام محمد اور لقب امین رکھا تھا) ذہبی کہتے ہیں کہ دولت اسلام میں من حیث الامامت یہ سب سے پہلا ضعف تھا جو جاری ہوا۔ پھر ہارون نے اپنے بیٹے عبداللہ کو امین کے بعد کا ولیعہد ۱۸۲ھ میں کیا تھا اور اسکا لقب مامون رکھا تھا اور اسکو تمام خراسان کی حکومت دیکر وہاں بھیجدیا تھا پھر مامون کے بعد کیلئے اپنے بیٹے قاسم کو جو نہایت خورد سال موتمن کا لقب دیکر ۱۸۶ھ میں ولیعہد کیا تھا اور اس کو جزیرہ اور سرحد کی حکومت دیدی تھی اور اس طرح دنیائے اسلام کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ بعض عقلمندوں نے اسی وقت کہا تھا کہ ہارون نے انکے درمیان میں ایک بہت بڑی لڑائی کا بیج بو دیا ہے اور ایک شر کے اندر رعیت کو ڈالدیا ہے شعراء نے بھی ان تینوں کی تقرری کے قصائد مداحیہ لکھے تھے اور اس عہدنامہ یادستاویز کو کعبہ شریف میں آویزاں کر دیا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے معتصم کو خلافت سے اسلئے محروم رکھا تھا کہ وہ بالکل ان پڑھ اور جاہل تھا مگر خداوند تعالیٰ نے اسی کی اولاد میں خلافت کو منتقل کر دیا اور تمام خلفاء پھر اسی کی اولاد سے پیدا ہوئے اور ہارون رشید کی دوسری اولاد سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا

ہارون رشید کے بعض حالات

سلفی نے طیوریات میں ابن مبارک کی سند سے لکھا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا

تو اسکا دل ایک مہدی کی کنیزک پر آگیا جب ہارون نے اسے طلب کیا تو اسنے کہکر میں تمہارے والد کی ہمبستر رہ چکی ہوں انکار کر دیا لیکن ہارون رشید محبت کے ہاتھوں سے لاچار تھا اسنے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اسکے متعلق دریافت کیا تو قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ امیر المومنین اگر کنیزک کوئی بات کہے تو کیا ضرور ہے کہ وہ سچ ہی بولتی ہے کیونکہ کنیزکیں کچھ پارسا نہیں ہے ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں کن کن باتوں پر تعجب اور افسوس کروں آیا اس بادشاہ اور خلیفہ پر کہ جس کے ہاتھ میں مسلمانوں کا خون اور اموال ہے اور اس نے اپنے باپ کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا یا اس کنیزک پر جسنے امیر المومنین جیسے عظیم الشان خلیفہ تک سے بھی کنارہ کشی اختیار کی یا اس فقیہہ زمانہ اور قاضی اسلام پر جسنے خلیفہ کو اس کے بات کی توہین اور اسکے باپ کی منکوحہ سے ہمبستری کرنیکا مشورہ دیا اور اپنی گردن پر گناہوں کا (معاذ اللہ منہ۔ مترجم) بوجھ رکھا۔

عبداللہ ابن یوسف کہتے ہیں کہ رشید نے ایک مرتبہ قاضی ابو یوسف سے کہا کہ میں نے ایک باندی خریدی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے قبل از استبراء صحبت کروں۔ لہذا آپکو کوئی حیلہ شرعی یاد ہو تو بتلایئے قاضی ابو یوسف نے کہا کہ ہاں آپ اول اپنے لڑکے کو بطور ہبہ کے دیدیجئے اور پھر خود اس سے نکاح کر لیجئے

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ایک دن رات کو ہارون نے قاضی ابو یوسف کو بلا کر کوئی مسئلہ دریافت کیا جب انھوں نے مسئلہ بتا دیا تو ہارون نے انکے واسطے پھر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر امیر المومنین مجھے یہ درہم صبح ہونے سے پہلے عطا کر دیں تو اچھا ہو ہارون نے صبح سے پہلے دیدینے کا حکم دیا مگر ایک شخص نے کہا کہ خزانچی اپنے گھر ہے اور خزانہ بند ہے قاضی ابو یوسف نے کہا کہ جب مجھے بلایا تھا تب بھی دروازہ بند تھا یہ سنکر دروازہ خزانہ کا کھلوا دیا گیا۔

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جس سال ہارون رشید خلیفہ ہوا اسی سال اُسنے اطراف روم پر چڑھائی کی تھی اور وہاں سے شعبان میں واپس آکر فریضہ حج ادا کیا تھا جب حرمین شریفین میں پہونچا تو بے انتہا مال خرچ کیا۔ انھیں ایام میں سرور کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسی مہینہ میں تجھے امر خلافت سپرد ہو جاویگا تجھے چاہیے کہ غزوہ اور جہاد کرے اور حج ادا کرے اور اہل حرمین پر بہت سا مال خرچ کرے ہارون رشید نے خلافت کے بعد حضور کے ہر ہر حکم کی تعمیل کی۔

معاویہ بن صالح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہارون رشید نے جو سب سے پہلا شعر اپنے پہلے حج میں کہا تھا اسکا قصہ یہ ہوا تھا کہ وہ ایک مکان میں گیا تو اسنے مکان کی دیوار پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا کہ (ترجمہ)

(شعر) اے امیر المومنین کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بیٹے تیرا فدیہ ہجران کو بنایا ہے۔ ہارون نے فوراً دوات قلم منگا کر اسکے نیچے لکھدیا
کہ (ترجمہ شعر) ہاں وہ ہدایا جو حرم میں فرج کرنے کے لئے تیار کئے جائیں وہ مکہ میں پہونچنے سے عاجز رہ گئے ہیں۔
سعید بن مسلم کہتے ہیں کہ ہارون رشید کا فہم علماء کا سا فہم تھا۔ اکثر شعراء کے کلام میں بہت اچھی اصلاح کردیتا تھا چنانچہ
ایکمرتبہ نعمانی شاعر کے اس شعر میں جو اس نے گھوڑے کی صفت میں لکھا تھا بہت اچھی اصلاح کی تھی — عبداللہ ابن عباس
بن فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ ہارون نے قسم کھائی کہ فلاں کنیزک کے پاس جو اسے بہت محبوب تھی اتنے دنوں تک
نہیں جائیگا جب وہ دن گذر گئے تو وہ کنیزک نہ راضی ہوئی اسپر ہارون نے کہا (ترجمہ اشعار) جب مجھے فریفتہ دیکھا تو مجھ
سے روگردانی کی۔ اور جب مجھ پر شق آیا تو صبر دراز ہو گیا وہ میری مملوکہ تھی مگر مالکہ بنگئی۔ یہ زمانہ کی عجیب باتوں میں سے ہے
اتنے میں ابو العتاہیہ شاعر آگیا اس سے کہا کہ تم بھی اس پر کچھ نظم کرو اسنے اسپر ایزاد کیا کہ (ترجمہ اشعار) زیادتی محبت نے مجھے اسکی
نظروں میں ذلیل کردیا اور اسکی محبت سے کیونکر نہ ہو وہ حسین ہی ایسی ہے اسی واسطے میں اسکا مملوک ہوگیا اور اسلوجہ سے
لوگوں پر میری حالت ظاہر ہوگئی — ابن عساکر ابن علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہارون رشید نے ایک زندیق کو گرفتار
کر کے اسکے قتل کا حکم دیا اسنے کہا آپ مجھے کس گناہ میں قتل کراتے ہیں، ہارون نے کہا تاکہ تیرے فتنہ سے خلق خدا محفوظ رہے
اسنے کہا آپ ان ایکہزار احادیث کو جو خود میں نے وضع کی ہیں اور جنمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لفظ بھی موجود نہیں اور
جو تمام جگہ شائع کردی ہیں انکے متعلق کیا کرینگے ہارون رشید نے کہا اے خدا کے دشمن کس خیال میں ہے، ابو اسحاق فزاری
و عبداللہ بن مبارک خوب تنقید کرکے انکا ایک ایک حرف نکال کر پھینکدینگے — صولی اسحق ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ
ہم ایکروز رشید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رشید نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی ہے۔ عوام الناس کا میری طرف یہ خیال ہے
کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغض و عداوت ہے اور واللہ میں کسی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا
اصل یہ ہے کہ جو لوگ ہمسے بغض رکھتے ہیں اور ہمسے طعنہ زنی کرتے ہیں اور ہماری سلطنت میں فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ
لوگ ایسی باتیں مشہور کرتے پھرتے ہیں اور محض اس لئے کہ میں انکو سزائیں دیتا ہوں اور وہ لوگ بنو امیہ کیطرف مائل ہیں۔
رہے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادگان تو وہ اہل سادات اور فضیلت میں سب سے مقدم ہیں۔ مجھسے
میرے باپ مہدی نے بوساطت اپنے آباؤ اجداد کے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن و حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا ہے کہ جسنے ان دونوں سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جسنے ان
دونوں سے بغض رکھا مجھسے بغض رکھا اور نیز فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوائے حضرت مریم بنت عمران اور
آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون کے تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں — روایت کرتے ہیں کہ ابن سماک ایک روز ہارون رشید
کے پاس آیا ہارون رشید کو پیاس لگی ہوئی تھی اسنے پانی مانگا کسی نے پانی لاکر دیا تو ابن سماک نے کہا ذرا ٹھہر جائیے
اگر آپکو شدت کی پیاس ہو اور کہیں پانی نہ دستیاب ہو تو آپ ایک پیالہ پانی کتنے میں خرید سکتے ہیں، ہارون نے

نے جواب دیا کہ نصف سلطنت میں ابن سماک نے کہا اچھا اب پانی پی لیجئے جب ہارون پانی پی چکا تو ابن سماک نے پھر پوچھا کہ اگر یہ پانی جو آپنے پیا ہے پیٹ میں ہی رہ جاوے تو اسکے خارج کروانے میں کیا خرچ کر سکتے ہو ہارون نے کہا کہ باقی تمام بادشاہت دیدوں ابن سماک نے کہا کہ بس آپ یاد رکھیئے کہ آپکی تمام بادشاہت ایک پیالہ پانی اور پیشاب کی قیمت رکھتی ہے ایک لائق شخص کیلئے اسکی طرف رغبت کرنا محض حماقت ہے یہ سنکر ہارون رشید بہت رویا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے ایکمرتبہ شیبان سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے انھوں نے کہا کہ تمہارا وہ مصاحب جو تمہیں خوف دلاتا ہے اور اس خوف کا انجام امن ہو اس مصاحب سے بہتر ہے جو تمہیں خوف سے نڈر کر دے اور نڈر پنے کا انجام برا ہو رشید نے یہ سنکر کہا کہ ذرا کھول کر بیان کیجئے کہ آپکا کیا مطلب ہے، انھوں نے کہا جو شخص تمسے یہ کہے کہ قیامت میں کل کو تم سے رعیت کے متعلق سوال ہونیوالا ہے خدا سے ڈرتے رہو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو تمہیں یہ بتلاوے کہ تم اہل بیت ہو تمہارے گناہ معاف ہیں کیونکہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی عزیز ہو یہ سنکر رشید اتنا رویا کہ اسکے پاس بیٹھنے والونکو اسپر رحم آگیا۔ صولی کی کتاب الاوراق میں لکھا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا اور اسنے یحیٰی بن خالد برمکی کو اپنا وزیر بنایا تو ابراہیم موصلی نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) اے مخاطب کیا تو نہیں دیکھتا کہ آفتاب مریض تھا یعنی بے نور) جب ہارون کو خلافت پہونچی تو اسکا نور چمکنے لگا۔ دنیا اس کے جمال سے ملبس ہوگئی کیونکہ ہارون بادشاہ ہے اور یحیٰی اسکا وزیر۔ یہ سنکر ہارون نے اسکو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے۔ داؤد بن زرین واسطی نے بھی اس قسم کے اشعار موزوں کیے تھے (ترجمہ اشعار) ہارون سے ہر شہر میں نور چمک گیا اور اسکے سبب سے عدل قائم ہوگیا وہ لوگوں کا امام ہے اور اسکا شغل۔ حج کرنا اور غزووں میں جانا ہے اسکے چہرہ کے نور سے دنیا کا نور ماند پڑگیا۔ جسوقت وہ لوگوں کے سامنے آیا اسکی بخشش کی ہتیلی جو کشادہ ہوئی تو جتنا لوگ اس سے امید کرتے تھے اس سے زیادہ پایا۔ قاضی فاضل اپنے بعض رسائل میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک سوائے دو بادشاہوں کے طلب علم میں کسی نے سفر نہیں کیا ایک تو ہارون رشید کہ اپنے دونوں بیٹوں امین اور مامون کو لیکر موطا امام مالک کی سماعت کے لئے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور جس نسخہ موطا امام مالک پر ان تینوں نے سماعت کی تھی وہ شاہان مصر کے کتب خانہ میں موجود تھا اور دوسرے سلطان صلاح الدین بن ایوب نے اسی موطا امام مالک کی سماعت کی غرض سے اسکندریہ کیطرف سفر کیا تھا اور وہاں علی بن طاہر بن عوف نے انکو موطا پڑھایا تھا۔ منصور نمری نے اسی کے متعلق کہا ہے (ترجمہ شعر) اسنے قرآن شریف کو اپنا امام اور دلیل بنا رکھا ہے کیونکہ قرآن شریف اسکے نزدیک واجب الحرمت ہے۔ اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ میں نے ایکمرتبہ ہارون رشید کے پاس آکر یہ قصیدہ پیش کیا (ترجمہ) جب اس عورت نے بخل کا حکم دیا تو میں نے کہا بخل کم کر کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جو آتی جاتی ہے۔ میں لوگوں کو تنگی کا دوست دیکھتا ہوں۔ اور بخیل

کا دنیا میں کوئی دوست نظر نہیں آتا۔ بخل بخیل کو عیب دار بناتا ہے۔ میرا نفس اس سے بری ہے کہ مجھے کوئی بخیل کہے۔ اس
جوان کے اچھے حالات میں سے ایک یہ ہے کہ جب اسکے پاس کچھ ہوتا ہے۔ تو ہمیشہ عطا کرتا رہتا ہے۔ میں فقر سے خوف اور تو
نگری کی حرمت کیوں کروں جبکہ امیر المومنین کا میری طرف بہت اچھا خیال ہے یہ سنکر ہارون رشید نے کہا ہاں ہاں کبھی
خوف کرنے ہوائے فضل اسکو ایک لاکھ درہم دیدو واللہ اسکے اشعار بہت ہی اچھے ہیں اور اسکے اصول اور فصول بہت
ہی پاکیزہ ہیں۔ بیٹے عرض کیا یا امیر المومنین میرے اشعار سے تو یہ آپکا فرمان ہی بہت اچھا ہے (جسکی وجہ سے طبیعت
ملجاویگی) ہارون نے کہا فضل اسکو ایک لاکھ اور دیدو۔ محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں کہ خلفاء میں سب سے اول ہارون رشید
نے ہی چوگان کھیلی اور نشانہ بازی کی اور خلفاء بنی عباس میں سب سے پہلے شطرنج ہارون نے ہی کھیلی ہے۔ صولی کہتے
ہیں کہ اول ہارون نے ہی گویوں کے مراتب مقرر کئے۔ جسوقت ہیلانہ اسکی لونڈی (باندی) کا انتقال ہوا تو
اس نے یہ مرثیہ کہا (ترجمہ شعر) بیٹے بڑا درد اور رنج کھینچا۔ جب ہیلانہ کو موت آگئی۔ جب وہ میرے سے جدا ہوگئی
تو میرا عیش جاتا رہا میں جیسا تھا ویسا ہی نہ رہا۔ یہی دنیا تھی مگر جب وہ قبر میں چلی گئی۔ تو دنیا ہی جاتی رہی ہاں بہت
سے دنیا میں انسان ہیں مگر تیری موت کے بعد میں نے کوئی انسان ہی نہ دیکھا واللہ میں تجھے جبتک نہیں بھولونگا
جبتک ٹہنیوں کو ہوا حرکت دیتی رہے۔ ہارون رشید نے ملک خراسان کے مقام طوس میں جہاں وہ غزوہ کیلئے گیا
ہوا تھا انتقال کیا اور وہیں ۳ جمادی الاخر ۱۹۳ھ میں بعمر پینتالیس سال مدفون ہوا۔ اسکے جنازہ کی نماز اسکے
بیٹے صالح نے پڑھائی۔ صولی کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے دس کروڑ دینار نقد اور اسباب جواہر اور چاندی اور
گھوڑے ایک لاکھ پچاس ہزار کی ملکیت کے چھوڑے۔ کہتے ہیں کہ حکیم جبرئیل بن بختیشوع نے ہارون رشید کے
علاج میں غلطی کھائی اور اسکی موت کا سبب ہوگیا اس نے ہارون رشید کے ایک عضو کاٹ ڈالنے کا ارادہ کیا
تھا مگر پھر اس نے کہا کہ کل تک انتظار کیجئے۔ صباح کو آپ عافیت سے اٹھیں گے مگر وہ اسی روز مر گیا۔ کہتے
ہیں کہ رشید نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں طوس کا حاکم مقرر ہوگیا ہوں صبح اٹھ کر وہ بہت رویا اور کہا کہ میری
قبر کھودو چنانچہ کھودی گئی اور خود اونٹ پر سوار ہو کر اسے دیکھنے گیا قبر کی طرف دیکھکر کہنے لگا اے ابن آدم
اب اسے اختیار کر پھر چند لوگوں کو قبر میں اترنے کا حکم دیا اور اس میں ان سے ختم قرآن شریف کرایا اور خود
قبر کے کنارے بیٹھا رہا۔ جسوقت اس کا انتقال ہوگیا تو لشکر میں بہت بے چینی ہوگئی اور امین اسوقت بغداد
میں موجود تھا جب بغداد میں یہ خبر پہنچی تو امین نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا اور لوگوں کو ہارون رشید
کے انتقال کی خبر سنائی اور لوگوں سے اس روز بیعت لی بیعت عام کی ہارون رشید کا غلام رجاء خادم ہارون کی
چادر چھڑی مہر لیکر چلا اور بارہ روز میں ۱۵ جمادی الآخر کو بغداد میں پہنچکر امین کے سپرد کر دیں۔
ابو الشیص نے ہارون کا خوب مرثیہ کہا (ترجمہ) غروب آفتاب مشرق میں ہو گیا اسی واسطے میری

آنکھیں روتی ہیں ہمنے آفتاب کو کبھی اس سمت غروب ہوتے نہیں دیکھا تھا جدھر سے وہ طلوع ہوتا ہے۔ ابونواس نے ایک قصیدہ متضمن بہ مرثیہ و تہنیت لکھا ہے (ترجمہ) سعد و نحس کی دنیا پر حکومت ہو گئی ہم ماتم میں بھی ہیں اور مجلس شادی میں بھی دل روتا ہے آنکھیں ہنستی ہیں۔ ہم پر وحشت بھی طاری ہے اور انس بھی ہم امین کی خلافت قائم ہونے پر خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں اور امام کی جو کل وفات ہوئی ہے وہ ہمیں رلاتی ہے ایک بدر بغداد میں طلوع ہوا اور دوسرا طوس کی زمین میں غروب ہوا ہے۔ صولی کہتے ہیں کہ یہ دو حدیثیں ہارون رشید سے مروی ہیں۔ اول بحوالہ حضرت انسؓ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم آتش دوزخ سے بچو خواہ وہ کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر ہو۔ دوسری بحوالہ حضرت ابن عباسؓ عن علی بن ابی طالبؓ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اپنے منہ پاک و صاف کرو کیونکہ وہ قرآن شریف کا راستہ ہے۔

۶ (۶) امین محمد ابو عبداللہ

امین محمد ابو عبداللہ بن رشید۔ اس کو اسکے باپ نے اپنی زندگی میں ولیعہد مقرر کیا تھا لہٰذا اسی کے موافق اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ شخص جوانمرد گورا چٹا طویل القامت جمیل نہایت زور آور حملہ کرنیوالا صاحب شجاعت تھا کہتے ہیں کہ اسنے ایکمرتبہ اپنے ہاتھ سے شیر مار دیا تھا فصیح و بلیغ و ادیب اور با فضیلت آدمی تھا مگر اسی کیساتھ ادنیٰ رائے رکھنے والا فضول خرچ ضعیف الرائے اور احمق بھی تھا خلافت کی صلاحیت اور قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ جس روز خلیفہ ہوا اسکے اگلے ہی روز قصر منصور کے پاس چوگان کھیلنے کے لئے میدان بنانے کا حکم دیا۔ سنہ ۱۹۴ھ میں اپنے بھائی قاسم کو جسے ہارون نے اسکے بعد ولیعہد بنایا تھا اور ملقب مامون مقرر کیا تھا معزول کر دیا جسکی وجہ سے اس کے اور مامون کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ فضل بن ربیع نے سوچا کہ جب مامون خلیفہ ہو جاویگا تو پھر میں اس عہدہ پر باقی نہیں رہونگا یہ سوچکر امین کو برانگیختہ کر کے مامون کی خلع بیعت کرا دی اور موسیٰ بن امین کو ولیعہد مقرر کرا دیا جب یہ خبر مامون کو پہونچی تو اسنے امین سے قطع تعلق کر لیا اور اسکا نام فرامین اور سکوں سے نکلوا ڈالا۔

پھر امین نے مامون کے پاس قاصد بھیجا کہ میں نے تمہاری بجائے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کر دیا ہے اور موسیٰ کے بعد تم ولیعہد ہو موسیٰ کا نام ناطق بالحق رکھدیا ہے مامون نے اس حکم کو رد کر دیا اور اس کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا۔ مامون نے یہ چال کی کہ امین کے ایلچی کو اپنے ساتھ بٹھا کر شراب پلائی ایلچی نے یہ مراحم خسروانہ دیکھکر خفیہ طور پر مامون سے بیعت کر لی اور دار الخلافہ میں جاکر وہاں کے حالات سے مامون کو خفیہ طور پر مطلع کرتا رہا اور عراق کے متعلق رائے دیتا رہا۔ جب ایلچی نے مامون کے انتباع کی خبر سنائی۔ تو امین نے اسکا نام ولایت عہد سے نکال ڈالا اور جس کتبہ ہارون رشید نے کعبہ شریف

میں آویزاں کرایا تھا اسکو اتروا کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جسکی قیمتی گلاس میں اسکی ٹھوکر لگی جسکی وجہ سے وہ ٹوٹ گیا
امین کو اکثر اہل الرائے نے سمجھایا اور خازم بن خزیمہ نے لاکھ کہا کہ امیر عمر قریب آگیا ہے۔ امین نے کہا خداوند تو
ہیں وہ نصیحت نہیں کرتے اور جو سچ بولتے ہیں وہ ہلاکت میں نہیں ڈالتے آپ رہنمائی دی کہ جسوا مر کے
آپ سے ہی خلع کرینگے اور لوگوں کو نقض عہد پر نہ برانگیختہ کیجئے ورنہ وہ آپ ہی سے نقض عہد کر بیٹھینگے یہ دن کے
کہ غدر کرنیوالے سے لوگ کینہ رکھنے لگتے ہیں اور نقض عہد کرنیوالے سے آدمی ترک صحبت کر لیتے ہیں مگر امین
نے کسی کی ایک نہ سنی اور لوگوں کا دل عطیات سے اپنی طرف مائل کر لیا اور اپنے بیٹے موسیٰ کی بیعت کرالی اور اسکا لقب
ناطق بالحق رکھدیا حالانکہ ناطق بالحق صاحب ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے بعض شعراء نے اسپر نظمیں لکھیں
(ترجمہ اشعار) خلافت کو یہ باتیں ضائع کردیتی ہیں۔ وزیر کی بد دیانتی امیر کا فسق اور مشیروں کا جہل۔ فضل
وزیر اور بکر مشیر وہی کام کرتے ہیں جس میں امیر کی ہلاکت ہو۔ خلیفہ کی لواطت ایک امر تعجب ہے اور اس سے زیادہ تعجب
کی بات وزیر کا خلق ہے وہ کرتا ہے اور کراتا ہے۔ واللہ یہ خلافت امور ہیں۔ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات
یہ ہے کہ ہم ایک لڑکے سے بیعت کرتے ہیں جو ابھی اپنی آب دست بھی نہیں کر سکتا اور آگی دایہ اسکے پیشاب سے فراغت
نہیں پاتی یہ سب باتیں فضل و بکر کی وجہ سے ہیں وہ دونوں قرآن شریف پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں اگر انقلاب
زمانہ ہوتا تو یہ دونوں یا تو کسی سوداگر کا غلہ بیچتے یا کسی کے آگے محنت کرتے۔ جب مامون کو اپنی خلافت
کی خلع کا یقین ہوگیا تو اسنے اپنا نام امام المؤمنین رکھ لیا اور یہی لکھوانا شروع کر دیا۔ ادھر امین نے علی بن
عیسیٰ بن ماہان کو بلاد جبل۔ ہمدان۔ نہاوند۔ قم۔ اصفہان پر جو مامون کی جاگیر میں تھے حاکم مقرر کر کے
سنہ ۱۹۵ھ میں ادھر بھیجدیا۔ علی بن عیسیٰ نصف جمادی الآخر کو چالیس ہزار لشکر لیکر نہایت طمطراق سے مامون
کی طرف چلا اور ایک سونے کی بیڑی مامون کو قید کرنیکے لئے ساتھ لی۔ مامون نے اسکے مقابلے کیلئے طاہر بن
حسین کو چار ہزار لشکر سے کچھ کم دیکر روانہ کیا مگر خدا کی شان طاہر کو فتح ہوئی اور علی بن عیسیٰ میدان جنگ
میں قتل ہوگیا اور اسکا لشکر منتشر ہوگیا طاہر نے علی بن عیسیٰ کا سر کاٹکر مامون کے پاس بھیجدیا مامون نے حکم دیا
کہ تمام خراسان میں یہ سر گھمایا جائے۔ جب یہ خبر امین کو پہنچی تو یہ اس وقت مچھلی کا شکار کھیل رہا
تھا اسنے ایلچی سے کہا کمبخت مجھے اتنی تو مہلت دی ہوتی کہ اس حوض میں سے دو مچھلیاں مار لیتا۔ ادھر یہ کیفیت
تھی اور ادھر مامون نے تخت خلافت پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ بن صالح جرمی کہتے ہیں کہ جب علی بن عیسیٰ میدان جنگ
میں قتل ہوگیا تو بغداد میں بھی لوگوں میں سخت فتنہ و فساد برپا ہوگیا۔ اب امین کی آنکھیں کھلیں اور یہ اپنے بھائی
مامون کی خلع بیعت سے نہایت شرمندہ ہوا امراء کی طمع کا حال اس پر کھل گیا۔ ادھر یہ غضب ہوگیا
کہ فوج کو تنخواہ چونکہ تقسیم نہیں ہوئی تھی اسنے شور و غوغا مچا دیا۔ جنگ نے طول کھینچا اور اسی کے ساتھ

اسکے منہ سے خون پونچھتے ہوئے کہا (ترجمہ) میرے قرۃ العین کو محض میرے سبب سے انھوں نے مارا۔ خداوند تعالیٰ انسے میرا بدلہ لیں جھفوں نے اسکا منہ جھلس دیا۔ اس سے آگے کہنے پر قادر نہ ہو سکا۔ اتنے میں عبداللہ بن تیمی شاعر آگیا اس سے کہا کچھ اسپر تم ایزاد کرو اسنے کہا (ترجمہ اشعار) میرے محبوب کا کوئی شبیہ نہیں۔ اسپر تمام دنیا حیران ہے اسکا وصل میٹھا ہے لیکن اسکا ہجر سخت کڑوا ہے جس کو لوگ سب سے زیادہ افضل دیکھتے تھے اس پر حسد کیا اور اس حسد کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ کے ساتھ اس کے بھائی نے کیا۔ امین نے ہکو تین بیس ہزار درہم عطا کئے۔ جب امین قتل ہو گیا تو تیمی مامون کے پاس آیا اور اسکی مدح سرائی کی مگر باریاب نہ ہو سکا فضل بن سہل نے اسکی سفارش کی اسنے مامون تک رسائی کرادی۔ جب تیمی باریاب ہوا تو مامون نے دیکھتے ہی کہا ہاں تیمی وہ شعر کسطرح ہے جیسے ایک بادشاہ کیساتھ اسکے بھائی نے کیا۔ تیمی نے فی البدیہہ کہا (ترجمہ) مامون عبداللہ جس پر ظلم نقض عہد کیوجہ سے ہوا تھا۔ فتح پا گیا وہ عہد جو اسکے باپ نے موکد کر دیا تھا اور اس پر اسکے بھائی نے عمل نہیں کیا تھا یہ سنکر مامون نے اسکی خطا معاف کر دی اور اسکو دس ہزار درہم عطا کئے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ امین کو محض اسوجہ سے بخشدیں گے کہ اس نے اسماعیل بن علیہ کو جبکہ وہ اس کے پاس آیا تھا نہایت سخت الفاظ میں کہا تھا کہ حرام زادہ تو ہی قرآن شریف کو مخلوق بتاتا پھرتا ہے۔ مسعودی کہتے ہیں کہ ہمارے وقت تک کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے بطن سے سوائے علی بن ابی طالب اور امام حسن اور امین کے تخت خلافت پر نہیں بیٹھا۔ امین کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور تھی جس کا اصل نام امۃ العزیز اور لقب زبیدہ تھا۔ اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ امین میں بعض خصائل ایسے تھے جو کسی خلیفہ میں نہیں ہوئے۔ نہایت حسین بڑا سخی۔ نجیب الطرفین یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے شریف تھا قابل ادیب اور اچھا شاعر تھا۔ لیکن افسوس لہو لعب اسپر غالب آگیا تھا اور حالانکہ مال خرچ کرنے میں بہت بڑا حاتم وقت تھا مگر اسی کیساتھ کھانا دینے میں بڑا بخیل تھا۔
ابوالحسن احمر کہتے ہیں کہ میں اگر کبھی استشہاد کے وقت نحو میں بھول جاتا تو امین مجھے فوراً ایسا شعر سنا دیتا تھا میں نے بادشاہوں کی اولاد میں امین اور مامون سے زیادہ ذکی نہیں دیکھا۔ امین کا قتل محرم ۱۹۸ھ میں بعمر ستائیس سال واقع ہوا۔ امین کے عہد خلافت میں ان علماء نے انتقال کیا۔ اسماعیل بن علیہ۔ غندر۔ شقیق بلخی زاہد۔ ابومعاویہ ضریر۔ مورخ سدوسی۔ عبداللہ بن کثیر۔ ابونواس شاعر۔ عبداللہ بن وہب شاگرد امام مالک۔ ورش مقری۔ وکیع و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔ علی بن محمد نوفلی وغیرہ کہتے ہیں کہ سفاح منصور مہدی ہادی رشید کوئی بھی برسر منبر اپنے اوصاف کے ساتھ نہیں پکارا گیا تھا کہ امین جب خلیفہ ہوا تو منبر پر امین اوصاف کیساتھ یاد کیا گیا اور خط و کتابت میں اس طرح لکھا جانے لگا۔ منجانب

عبداللہ محمد امین امیر المومنین۔ عسکری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ امین کے اشعار نہایت پاکیزہ ہوتے تھے چنانچہ جب اسے خبر ملی کہ مامون نے اسکے حکم کی تعمیل نہیں کی تو امین نے ایک نظم لکھی جس میں اسنے اپنی فضیلت اور مامون کے ام ولد کے بطن سے ہونے کی وجہ سے اس کی ذلت ظاہر کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے (ترجمہ اشعار) تو اپنے اوپر ہرگز فخر نہ کر فخر تو نجیب الطرفین کے واسطے ہے۔ جب لوگ فخر کرنے لگیں تو تو الگ بیٹھ جا کیونکہ تو اس قابل نہیں۔ تو منبر پر روزانہ بڑائی مارتا ہے مگر میرے بعد تخت خلافت پر نہیں آئیگا۔ جو تیری فضیلت بیان کرتا ہے وہ تجھے عیب لگاتا ہے اور تو میرے حق میں مقال باطل کرتا ہے — میں کہتا ہوں کہ یہ نظم نہایت عالی ہے اور اسکے بھائی اور باپ کی نظموں سے ہزار درجہ بہتر اور پاکیزہ ہے۔ اس نے اپنے خادم کوثر کے متعلق بہت ہی اچھا کلام کہا ہے جو قابل تعریف ہے چنانچہ کہتا ہے (ترجمہ اشعار) لوگ نہیں ارادہ کرتے ہیں عاشق سے۔ محبت میں اندوہگین کا۔ کوثر میری دنیا اور دین ہے اور بیماری میں طبیب۔ لوگ ملامت کرنیوالے عاجز آ گئے۔ میری محبوب کی محبت سے — جب امین پر طاہر نے قبضہ پالیا اور امین کو خلافت سے ناامیدی ہوگئی تو اس نے کہا (ترجمہ اشعار) اے نفس حق کا خوف ہے قضا وقدر سے مفر نہیں جوڑتا ہے وہ خطرے میں گرفتار ہوتا ہے جو دنیا کے مزے چکھتا ہے۔ ایکدن اس کے دانت زمانہ ضرور رکھتے کرتا ہے — صولی کہتے ہیں کہ امین نے ایک خط طاہر کے نام اپنے کاتب سے لکھوایا جسکا مضمون اس نے یہ بتلایا تھا کہ من جانب عبداللہ محمد امیر المومنین بنام طاہر بن حسین السلام علیکم امابعد جو میرے اور میرے بھائی کے درمیان ہو رہا ہے وہ لوگوں پر خوب ظاہر ہوچکا ہے۔ قسمت میں جو لکھا ہے ہوکر رہیگا مگر میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے پروانہ راہداری دیدے تاکہ میں اپنے بھائی کے پاس چلا جاؤں اگر وہ میری تعظیم و تکریم کرے تو یہ اسکی لائقی ہے اور اگر قتل کردے تو ہمیشہ ہوتا آیا ہے مروت کو مروت قطع کرتی ہے اور تلوار کو تلوار کاٹتی ہے اگر مجھے کوئی درندہ پھاڑ دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مجھے کوئی کتا بھونکتا رہے مگر طاہر نے انکار کر دیا۔

اسماعیل بن ابی محمد زبیری کہتے ہیں کہ میرے سوا لوگ بارہا امین اور مامون سے گفتگوئیں کی ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے ان دونوں کو نہایت فصیح و بلیغ پایا حالانکہ اولاد خلفاء بنو امیہ کی فصاحت سیکھنے کے لئے بدیوں کے پاس جایا کرتی تھی مگر باوجود اس کے بنو عباس زیادہ فصیح تھے —

صولی کہتے ہیں کہ ہم امین سے سوائے ایک حدیث روایت کرنیکے کوئی حدیث نہیں جانتے۔ مغیرہ بن محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسین بن ضحاک کے پاس ایک جماعت بنی ہاشم کی بیٹھی ہوئی تھی اور ان

میں متوکل کی اولاد بھی شامل تھی کہ کسی نے حسین بن ضحاک سے دریافت کیا کہ امین کی ادب میں کیا حالت تھی انھوں نے کہا کہ وہ بہت بڑا ادیب تھا کہا فقہ میں کیا حال تھا حسین نے کہا کہ ماموں اس سے زیادہ فقیہ تھا کہا حدیث شریف میں کیسی دسترس تھی انھوں نے کہا کہ میں نے اسکی زبان سے صرف ایک حدیث سنی ہے اس کا ایک غلام حج کرنے گیا تھا جب اسکے انتقال کی خبر آئی تو امین نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حالت احرام میں مر گیا تو وہ قیامت کے دن تکبیر کہتا ہوا اٹھایا جائیگا — ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں کہ ابوالعیناء کہا کرتے تھے کہ اگر زبیدہ اپنی چوٹی کے بال کھولے اُسکی ہر لٹ میں سے ایک نہ ایک خلیفہ نکلے یا ولیعہد نظر آئے کیونکہ منصور اسکا دادا سفاح دادا کا بھائی۔ مہدی اسکا چچا رشید اس کا شوہر تھا۔ امین اسکا بیٹا۔ ماموں اور معتصم اسکے سوتیلے فرزند واثق اور متوکل سوتیلے بیٹوں کے بیٹے تھے اور ولیعہد تو بہت سے ہیں اسکی نظر دنیا میں اگر ہو سکتی ہے تو بنو امیہ یا عاتکہ بنت یزید بن معاویہ ہو سکتی ہے کیونکہ یزید اسکا باپ حضرت معاویہ اسکے دادا معاویہ بن یزید اسکا بھائی مروان بن حکم اسکا سسر عبدالملک اسکا شوہر تھا۔ یزید اسکا بیٹا ولید اسکا پوتا۔ ہشام سلیمان اسکے سوتیلے بیٹے یزید۔ ابراہیم اسکے سوتیلے پوتے تھے۔

(۷) المامون عبداللہ ابوالعباس

ماموں عبداللہ ابوالعباس بن ہارون رشید نصف ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ بروز جمعہ جس رات ہادی کا انتقال ہوا تھا پیدا ہوا اسکو اسکے باپ نے امین کے بعد ولیعہد مقرر کیا تھا اسکی ماں کا نام مراجل تھا جو ام ولد تھی اور اس کے چلہ ہی میں مر گئی تھی — اس خلیفہ نے بچپن ہی میں تحصیل علم کیا تھا۔ اسنے حدیث شریف اپنے باپ اور ہشیم اور عباد بن عوام یوسف بن عطیہ۔ ابومعاویۃ الضریر۔ اسماعیل بن علیہ و حجاج سے سماعت کی۔ علم ادب یزید سے حاصل کیا۔ فقہاء کو دور دور سے بلا کر جمع کیا اور فقہ۔ عربیت اور ایام الناس میں کمال حاصل کیا جب جوان ہوا تو فلسفہ اور علوم الاوائل اسقدر حاصل کیے کہ انکے توغل کی وجہ سے خلق قرآن کا قائل ہو گیا اس سے اسکے بیٹے فضل اور یحیٰی بن اکثم۔ جعفر بن ابی عثمان الطیالسی امیر عبداللہ بن طاہر۔ احمد بن حارث شیعی۔ دعبل خزاعی اور بہت سے لوگوں نے حدیث کی روایت کی۔ یہ شخص تمام خاندان بنو عباس میں حزم۔ عزم۔ حلم۔ علم۔ رائے۔ ذکاوت۔ ہیبت۔ شجاعت۔ سرداری۔ جوانمردی کے اعتبار سے بڑھا ہوا تھا۔ اس میں بہت سے محاسن اور نیک خصلتیں موجود تھیں اگر یہ مسئلہ خلق قرآن کا قائل نہ ہوتا اور اس کی لوگوں میں اشاعت نہ کرتا تو یہ اپنی نظیر آپ ہی ہوتا اس میں کوئی شک نہیں کہ خاندان بنو عباس میں یہ شخص سب سے زیادہ عالم تھا اور اسی کیساتھ فصیح بلیغ قادر الکلام بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اس کا قول ہے کہ معاویہ کو عمر کی اور عبدالملک کو حجاج کی ضرورت

تی مگر مجھے کسی کی ضرورت نہیں کہتے ہیں کہ خلفاء بنی عباس میں ابتدائی۔ متوسط اور آخری خلیفہ گزرے
یں چنانچہ سفاح ابتدائی ۔ مامون متوسط۔ اور معتضد آخری خلیفہ ہے — کہتے ہیں کہ اس نے بعض
مضان شریف میں تینتیس ۳۳ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا ہے اسکے متعلق مشہور تھا کہ وہ شیعہ ہے۔
ہنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اس نے اپنے بھائی موتمن کو معزول کرکے اپنا ولیعہد علی رضی کو بنایا تھا اس
ذکر ہم آگے کریں گے — ابو معشر المنجم کہتے ہیں کہ مامون بہت بڑا عادل اور حاکموں کو عدل کی تاکید
رنیوالا تھا۔ فقیہہ النفس، ایسا تھا کہ بڑے عالموں میں شمار ہوتا تھا — رشید سے مروی ہے کہ عبداللہ
اموں میں منصور جیسا عزم مہدی جیسا زہد اور ہادی جیسی عزت موجود تھی اگر میں کسی کو نسبت دیتا تو
مامون ہی سے نسبت دیسکتا تھا میں نے امین کو باوجود اسکے کہ وہ خواہشات کا بندہ فضول خرچ
لونڈیوں اور عورتوں کی رائے پر کاربند تھا اسوجہ سے مقدم رکھا ہے کہ وہ ہاشمیہ کا بیٹا تھا اگر وہ ہاشمیہ
کا بیٹا نہ ہوتا تو مامون کو ہر طرح اس پر ترجیح حاصل تھی — امین کے قتل کے بعد ۱۹۸ھ میں مامون
خراسان میں مستقل خلیفہ ہوا اور ابو جعفر کنیت مقرر کی — صولی کہتے ہیں کہ مامون کو یہ کنیت
بہت زیادہ پسند تھی کیونکہ یہ کنیت منصور کی تھی جو نہایت رعب و داب کا بادشاہ تھا نیز اسکا یہ بھی
خیال تھا کہ جس خلیفہ کی کنیت یہی ہو اُسکی بہت زیادہ عمر ہوئی ہے جیسے منصور اور رشید — ۲۰۱ھ میں
اسنے اپنے بھائی موتمن کو ولیعہدی سے معزول کرکے اسکی بجائے علی رضی بن موسیٰ الکاظم بن جعفر صادق کو
ولیعہد مقرر کیا اور لوگوں نے اسکے فعل کو اسکے تشیع ہونے پر محمول کیا حتی کہ یہانتک لوگوں نے کہا کہ مامون نے
اپنا خلع کرکے امر خلافت علی رضی کو تفویض کرنیکا ارادہ کر لیا تھا۔ اسی لئے انکو رضی کا خطاب دیا تھا اور
ان کے نام سے سکوں پر ضرب کرائی تھی اور اپنی لڑکی سے انکی شادی کر دی تھی اور اسکی تمام ممالک محروسہ
میں منادی کرا دی تھی اس نے سیاہ کپڑے پہننے کی ممانعت کرکے سبز کپڑے پہننے کا حکم دیا تھا یہ حرکتیں
بنی عباس پر نہایت ناگوار گذریں اور ابراہیم بن مہدی سے بیعت کرکے اسپر خروج کر دیا ابراہیم
بن مہدی کو مبارک کا خطاب بھی دیدیا تھا۔ مامون نے ان کا مقابلہ کیا اور لڑائی اور حرب و ضرب
ہوتی رہی حتی کہ مامون کو عراق کی طرف جانا پڑا مگر اسی اثناء میں علی رضی نے ۲۰۳ھ میں انتقال کیا
مامون نے اہل بغداد کو لکھا کہ جب علی رضی ہی کا انتقال ہو گیا تو اب شور و فساد کیا مگر ان لوگوں نے مامون
کو سخت جواب لکھا۔ آخر ابراہیم بن مہدی کو سستی کے ساتھ مدد دینے لگے جس کی وجہ سے ابراہیم ماہ
ذالحجہ میں دو سال سے کچھ کم لڑائی کے بعد کہیں جا چھپا اور آٹھ سال تک چھپا رہا صفر ۲۰۴ھ
میں جب مامون بغداد آیا تو بنی عباس اور دوسرے لوگوں نے وہاں اس کو سیاہ لباس پہننے اور

سبز کو چھوڑ دینے پر زور دیا اول تو مامون نے توقف کیا مگر آخر اسکو مان لیا۔ صولی کہتے ہیں کہ مامون کے بعض گھر والوں نے کہا کہ خلافت کا امر اولاد حضرت علی کے متعلق نہ کرو ورنہ یادرکھ کہ کان کے نیک لوگوں پر بھی تیرا قابو نہ رہیگا اس نے جواب دیا کہ میں یہ اسلئے کر رہا ہوں کہ جسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تھے تو انھوں نے کسی ہاشمی کو وليعہد نہیں کیا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی کسی ہاشمی کو کوئی امر تفویض نہیں فرمایا تھا مگر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے عبداللہ بن عباس کو بصرہ میں عبیداللہ کو یمن میں معبد کو مکہ میں اور قثم کو بحرین میں حاکم مقرر کیا تھا بلکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات میں وليعہد مقرر کر دیا تھا انکا یہ احسان اب تک ہماری گردن پر برابر چلا آرہا ہے لہذا میں اس کا بدلہ ان کی اولاد کو دینا چاہتا ہوں۔ سنہ ۲۱۰ھ میں مامون نے پوران بنت حسین ابن سہل سے نکاح کیا اور ہزاروں کا مال اس کے مہر میں دیدیا پوران کے والد نے بھی بے انتہا فیاضی کی چنانچہ تمام فوج کو خلعتیں دیں اور سترہ روز تک دعوت رکھی بہت سے رقعے لکھے جن میں کسی نہ کسی جاگیر کا نام تھا وہ لشکر اور بنی عباس پر تقسیم کردیں اور جو رقعہ جس کے پاس آیا وہ جاگیر اسی کو ملی۔ اور صینیاں زروجواہر کی بھری ہوئی لوگوں کے سامنے لٹا دیں۔

سنہ ۲۱۱ھ میں مامون نے حکم دیا کہ منادی کرا دیجائے کہ جو شخص (حضرت) معاویہ کا ذکر بخیر کریگا میں اس کی حفاظت سے بری ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الخلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

سنہ ۲۱۲ھ میں مامون نے مسئلہ خلق قرآن کا اعلان کیا اور اسی کیساتھ فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اوپر کی اشاعت کی جس سے لوگوں میں اسکی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی بلکہ اکثر شہروں میں لوگوں نے فساد شروع کر دیا اور اس عقیدہ میں کسی نے اسکا ساتھ نہ دیا بالآخر سنہ ۲۱۴ھ تک مامون کو لاچار اپنے ان عقائد کے اظہار پر صبر کرنا پڑا۔ سنہ ۲۱۵ھ میں غزوہ روم کی طرف چلا اور وہاں قلعہ قرہ اور ماجد کو لڑائی سے فتح کر لیا پھر دمشق کی طرف گیا اور وہاں سے پھر روم میں سنہ ۲۱۶ھ میں واپس آیا اور یہاں کچھ قلعے فتح کرکے پھر دمشق چلا گیا دمشق سے مصر گیا اور عباسیوں میں یہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جو مصر میں داخل ہوا مصر سے سنہ ۲۱۷ھ میں پھر دمشق اور روم کیطرف لوٹا۔

سنہ ۲۱۸ھ میں مسئلہ خلق قرآن کے متعلق اس نے لوگوں کا امتحان لیا چنانچہ اس نے نائب السلطنت بغداد اسحاق بن ابراہیم خزاعی طاہر بن حسین کے چچیرے بھائی کی معرفت علماء بغداد کو لکھا کہ امیر المومنین کو خوب معلوم ہے کہ جمہور اعظم اور رعنوا اکبر حتیٰ کہ علماء سے لیکر ایک ادنیٰ جاہل تک جنکو نہ زین میں نظر ہے نہ دور بینی ہے ان کے دلوں میں علم کی روشنی ہے نہ برہان نیز معرفت خداوند تعالیٰ میں جو جاہل اور اندھے

ور گمراہ ہیں اور جو دین کی حقیقت نہیں جانتے اور خداوند جل وعلا کو اسکی قدر کے موافق نہیں پہچانتے اور حقیقت اسکی معرفت ہے نہ اسکی اور اسکی مخلوق کی تفریق کی شناخت۔ انھوں نے اللہ اور اسکی مخلوق اور جو کچھ قرآن شریف میں نازل ہوا ہے سب کو مساوی سمجھ رکھا ہے اسی وجہ سے ان لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن شریف قدیم ہے اسکو خداوند تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا نہ وہ اسکا اختراع کردہ ہے حالانکہ خود خداوند تعالیٰ اسنے فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (ہم نے قرآن شریف کو عربی بنایا) اور ظاہر ہے جس چیز کو بنایا ہے وہ مخلوق ہے جیساکہ دوسری جگہ فرمایا ہے وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ (ہم نے اندھیرے اور روشنی کو بنایا) اور نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ (ہم ان لوگوں کا حال بیان کرتے ہیں جو گزر چکے ہیں) اس سے صاف ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ امور محدثات کو بیان فرماتے ہیں اور فرمایا اُحْكِمَتْ اٰيَاتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ (اسکی آیتیں محکم ہوئیں اور اسکی تفصیل بیان کی) اس سے صاف روشن ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی کتاب کے محکم اور مفصل ہیں اور جو محکم و مفصل ہو خالق اور مبدع ہوا کرتا ہے یہ لوگ اپنے کو سنت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اہل حق والجماعت نام رکھتے ہیں اور جو شخص انکے عقیدہ کے خلاف ہے اسکو اہل باطل والکفر کہتے ہیں اسی پر انھوں نے اعتقاد کرکے غلو کر رکھا ہے۔ اور جہاں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے حتیٰ کہ لوگ انکی موافقت کیوجہ سے تخشع بغیر اللہ کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور حق سے باطل کیطرف چلے گئے ہیں انھوں نے سوا خداوند تعالیٰ کے سوا اپنی ضلالت کیوجہ سے اپنے من مانے خدا کو پکڑ رکھا ہے ایسے لوگ امیر المومنین کے نزدیک امت شریر بدترین خلائق توحید سے منحرف جہالت سے بھرے ہوئے جھوٹ کی اشاعت کرنیوالے شیطان انکی زبان بات کرتا خدا کے دشمن خدا کے صدق پر تہمت لگانیوالے اور اسکی شہادت سے طرح دینے والے ہیں جسنے صدق سے آنکھیں بند کر لیں ہمکو ایمان اور توحید سے کوئی حصہ نہیں ملیگا اور جو اسکے خلاف ہے وہ اندھا اور راستہ کا گمراہ کرنیوالا ہے امیر المومنین کی قسم سب سے جھوٹا آدمی وہ ہے جو اللہ اور اسکی وحی پر جھوٹ باندھے اور باطل کا راستہ دے ایسا شخص خداوند تعالیٰ کی معرفت تک کبھی نہیں پہنچ سکتا لہذا تمام قضاۃ کو جمع کرکے انکے سامنے یہ ہمارا خط پڑھا جائے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں انکا امتحان لیا جائے اور خلق وحدوث قرآن کے متعلق انکا کیا اعتقاد ہے انسے دریافت کیا جائے اور انسے کہدیا جائے جو شخص اپنے دین پر مستقل نہیں ہے ہم اسکی حفاظت سے بری الذمہ ہیں اور اگر وہ اس مسئلہ کا اقرار کریں اور اسکی موافقت کریں۔ تو قبہا ورنہ انسے کہا جائے کہ قرآن شریف اپنے مسئلہ اور اعتقاد کے متعلق ثبوت اور شہادت دکھلاؤ جو شخص اس مسئلہ کا قائل نہ ہو اسکی شہادت نہ قبول کیجائے اور جو کچھ وہ اس بارے میں کہیں ہمیں لکھدیا جائے اپنے ماتحت قاضیوں کو بھی یہی حکم دیدو اور ان سے تاکید کر دو۔ مامون نے اس مضمون کا خط سات شخصوں یعنی محمد بن سعد کاتب یحییٰ ابن معین۔ ابو خیثمہ۔ ابو مسلم یزید بن ہارون۔ اسماعیل بن داؤد اسماعیل بن مسعود۔ احمد بن دورقی کو بھی لکھے اور انکو بلا بھیجا اور خلق قرآن کے متعلق انکا امتحان لیا ادرا انھوں نے اقرار

کہا مگر اس نے رقہ سے بغداد نہ آنے دیا لہٰذا انھوں نے تقیہ کر کے اسکو قبول کر لیا۔ مامون نے پھر اسحاق بن ابراہیم کو لکھا کہ وہ فقہاء اور مشائخ کو جمع کر کے انھیں اطلاع دیدے کہ ان مفصلہ بالا سات اصحاب نے اس عقیدہ کو قبول کر لیا ہے۔ اسحاق نے اسکی تعمیل کی تو اگرچہ کچھ لوگوں نے اسکو تسلیم کر لیا مگر اکثر نے انکار کر دیا یحییٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ ہم نے اس عقیدہ کو تلوار کے زور سے قبول کر لیا ہے ــ مامون نے پھر اسی مضمون کا ایک خط اسحاق کو لکھا کہ جو لوگ اسکا انکار کرتے ہیں انکو جمع کر کے اچھی طرح دریافت کیا جائے چنانچہ اسحاق نے ان ان حضرات کو پکڑوا بلوایا۔ امام احمد بن حنبل رح بشر بن ولید کندی ابوحسان زیادی۔ علی بن ابی مقاتل۔ فضل بن غانم۔ عبید اللہ بن عمر قواریری۔ علی بن حجر۔ سجادہ۔ ذیال بن ہیثم۔ قتیبہ بن سعد۔ سعدویہ الواسطی۔ اسحاق بن ابی اسرائیل۔ ابن ہرش۔ ابن علیہ الاکبر۔ محمد بن نوح عجلی۔ یحییٰ ابن عبدالرحمٰن عمری۔ ابو نصر تمار۔ ابو معمر قطیعی۔ محمد بن حاتم بن میمون وغیرہم۔ انکو مامون کا خط سنایا گیا انھوں نے سنکر آپس میں سرگوشیاں شروع کیں اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا نہ انکار کیا آخر اسحاق بن ابراہیم نے بشر بن ولید سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا کہ مجھے تو امیر المومنین کا یہ عقیدہ بہت مدت سے معلوم ہے اس نے کہا کہ اب چونکہ امیر المومنین نے اسکی تجدید کی ہے اور انکے علمنامہ کی تعمیل ضروری ہے انھوں نے کہا میرا قول یہ ہے کہ قرآن شریف خداوند تعالیٰ کا کلام ہے۔ اسنے کہا کہ میں آپ سے یہ سوال نہیں کرتا بلکہ یہ پوچھتا ہوں کہ آپ اس کو مخلوق مانتے ہیں یا نہیں انھوں نے کہا کہ میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنا اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور میں تو خود امیر المومنین سے عہد کر چکا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق آئندہ کچھ نہیں کہونگا۔ پھر اسحاق نے علی بن ابی مقاتل سے مخاطب ہو کر پوچھا آپ کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین کچھ اور کہیں تو ہم سننے اور اطاعت کرنے کو تیار ہیں پھر ابوحسان زیادی نے بھی اسی قسم کا جواب دیا انکے بعد حضرت امام احمد بن حنبل رح سے دریافت کیا آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے بھی یہی فرمایا کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا کلام ہے اسنے کہا کہ آیا مخلوق ہے یا نہیں حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ وہ کلام اللہ ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہتا پھر باقیوں کا امتحان لیا اور انکا امتحان قلم بند کیا آخر میں ابن بکار الاکبر نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ قرآن شریف بنایا گیا ہے اور محدث ہے، کیونکہ اسپر نص وارد ہوئی ہے اسحاق نے کہا کہ جو چیز بنائی جاتی ہے وہ مخلوق ہوتی ہے ابن بکار الاکبر نے کہا کہ ہاں اسحاق نے کہا تو پھر قرآن شریف بھی مخلوق ہے انھوں نے کہا کہ میں قرآن شریف کو مخلوق نہیں کہہ سکتا۔ اسحاق نے یہ سب بیانات لکھ کر خلیفہ مامون کے پاس بھیجدیئے ــ مامون نے اسکے جواب میں لکھا کہ جو کچھ تم نے لکھا تھا ہماری نظر سے گذرا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ خود کو اہل قبلہ ظاہر کرتے ہیں اور ریاست کی تلاش کرتے ہیں وہ دراصل نہ اہل قبلہ ہیں نہ اہل ریاست جو شخص خلق قرآن کا قائل نہ ہو اس کو فتوی اور روایت اور درس قرآن شریف سے روک دیا جائے اور جو کچھ بشر نے کہا اس میں اسنے جھوٹ بولا

اس کے اور امیر المومنین کے مابین کسی قسم کا معاہدہ نہیں ہوا امیر المومنین کا اعتقاد اور اخلاص اور قول کہ قرآن شریف مخلوق ہے سب کو معلوم ہے۔ اسکو پھر بلاؤ اگر وہ توبہ کریں تو اسکا اعلان کر دیں اور اگر اپنے شرک پر ہی اصرار کریں اور اپنے کفر اور الحاد کیوجہ سے قرآن شریف کو قدیم ہی بتلادیں تو انکو قتل کر کے ان کا سر ہمارے پاس بھیجو اسطرح ابراہیم بن مہدی کا پھر امتحان کرو اگر وہ قبول کریں تو خیر ورنہ انکی بھی گردن اڑا دیجائے علی بن ابی مقاتل سے کہو کہ کیا تم نے امیر المومنین سے نہیں کہا کہ تم نے حلال و حرام کیا ہے۔ ذیال سے کہدو کہ تم جان رکھو کہ تم نے کھانے کے غلہ میں چوری کی ہے۔ احمد بن یزید ابو العوام اور انکا قول کہ وہ قرآن کے متعلق اس سے اچھا جواب نہیں دیسکتے سو وہ یاد رکھیں کہ وہ اگرچہ عمر میں بڑے ہیں مگر عقل میں بچے اور جاہل ہیں جب آدمی لکھ پڑھ لے تو پھر اسے اچھا جواب دینا چاہئے اگر اب بھی ایسا ہی کریں تو انکا علاج بھی تلوار سے ہونا چاہئے۔ احمد بن حنبلؒ سے کہدو کہ امیر المومنین نے تمہارا جواب معلوم کیا اور اس سے تمہارے جہل اور آفت پر استدلال کیا۔ فضل بن غانم سے کہدو کہ وہ یاد رکھیں کہ جو کچھ مصر میں کیا تھا کیا اس پر وہ امیر المومنین سے نہیں شرماتے یعنی جبکہ وہ مصر میں قاضی تھے تو انھوں نے اقل مدت میں بہت سا مال جمع کر لیا تھا۔ زیادی سے کہدو کہ تم بالکل جاہل ہو ایک چیز کا دعویٰ کر کے اسکا انکار کرتے ہو سہیے ابو نصر تمار کو ان سے کہو تمہاری خساست عقل کا امیر المومنین کو پہلے ہی سے شبہ تھا۔ ابن نوح اور ابن حاتم سے کہدو کہ سود کا مال کھاتے کھاتے تمہارے اندر جو توحید کے وقوف کا مادہ تھا وہ جاتا رہا اگر امیر المومنین اس سود خوری کے عوض میں تم سے قتال کریں تو جائز ہے جبکی قرآن شریف میں مثال موجود ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص سود لے وہ مشرک نہ ہو اور نصاریٰ کا پس خوردہ تو ایسا ہی ہوگا۔ ابن شجاع سے کہو کہ وہ یاد رکھیں کہ امیر کا مال علی بن ہشام پر حلال تھا اسکو تم طریقہ ناجائز سے کھا چکے ہو ایسے آدمی کی اگر عقل نہ جاتی رہے تو پھر کیا ہو سعدویہ الواسطی سے کہو کہ جس شخص نے احادیث بنائیں اور ریاست کی حرص رکھی خداوند تعالیٰ اسکو بھی فلاح کو نہ پہنچائینگے۔ سجادہ سے کہو کہ تمہارا انکار بھی معلوم ہوئی سو یاد رکھو کہ جو امانتیں علی بن یحییٰ نے تمہیں دی تھیں جب وہ کھا گئے تو توحید سے کیا واسطہ۔ قواریری کو معلوم ہو کہ تمہارا اصول اور رشوت ستانی ہمیں معلوم ہے اور تمہارا مذہب اور سود کے طریق اور کمی عقل و دین کا اسی سے پتہ چلتا ہے۔ یحییٰ العمری اگرچہ اولاد حضرت عمر بن خطاب سے ہیں مگر انکا جواب بھی معروف ہے۔ محمد بن حسن بن علی بن عاصم اگر وہ سلف صالحین کا مقتدی ہے تو وہ پرانی روایتوں سے ایک قدم بھی تجاوز نہ کریگا اور اس صورت میں اسکی حیثیت ایک بچہ سے کچھ بڑھ کر نہیں ہوگی وہ علم کے ابھی محتاج ہیں۔ امیر المومنین نے قرآن شریف کے حصول میں انکی محنت دیکھکر انکے روانہ ابو مسہر کی معرفت بڑی توجہ کی تھی مگر وہ باوجود اس کے فکر و تردد میں رہا کرتا تھا آخر امیر المومنین نے تلوار سے

ڈرا کر اس سے اقرار لیا تھا معلوم ہوا کہ اس نے جھوٹا اقرار دیا تھا اب تم اس سے دریافت کرو اگر وہ اپنے اقرار پر قائم ہے تو اس کا اعلان کردے نیز جن لوگوں کا نام میں نے لکھا ہے اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آویں تو سوائے بشر اور ابن مہدی کے سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ بیان کرتے ہیں کہ یہ حکمنامہ سنکر سوائے احمد بن حنبل اور سجادہ، محمد بن نوح اور قواریری کے سب نے عقیدہ خلق قرآن کو قبول کر لیا اسحاق نے ان چاروں کو قید کر دیا اور دوسرے روز قیدخانہ میں جا کر ان سے انکا عقیدہ دریافت کیا سجادہ نے اس عقیدہ کا اقرار کر لیا اور اسکے بعد زیادہ اصرار پر قواریری بھی قائل ہو گیا امام بن حنبل اور محمد بن نوح کو روم کیطرف روانہ کر دیا پھر مامون کو خبر پہونچی لوگ کہتے ہیں کہ اس گروہ نے جس نے اس عقیدہ کو قبول کیا ہے وہ دراصل جبر و تشدد کیوجہ سے، یہ سنکر مامون نہایت غصہ ہوا اور یہ حکم لکھا کہ ان دونوں شخصوں کیساتھ تمام گروہ کو روانہ کیا جائے اسحاق نے تمام کو روانہ کر دیا مگر یہ خبر سننا ہوئی کہ یہ لوگ ابھی مامون کے پاس پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ مامون کا انتقال ہو گیا اور خداوند تعالیٰ نے ان پر لطف و کرم فرما کر ان سے مصیبت دور فرمائی۔ مامون روم میں بیمار ہوا جسوقت مرض میں شدت ہوئی تو اپنے بیٹے عباس کو بلایا اسے یہ گمان تھا کہ عباس کے پہونچنے سے قبل شاید میں مر جاؤنگا مگر عباس جبکہ مامون حالت نزع میں تھا پہونچ گیا لیکن مفصلات و بلدان میں پہلے ہی خطوط روانہ ہو چکے تھے جنکی پیشانی پر اسطرح مرقوم تھا کہ یہ خط مامون اور اسکے بھائی ابو اسحاق کیطرف سے ہے جو مامون کے بعد میں خلیفہ اس لقب کیساتھ ہونیوالا ہے کہتے ہیں کہ یہ خط امیر المومنین کے حکم سے ہی لکھے گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب مامون کو غشی ہوئی اسوقت لکھے گئے مامون نے جمعرات ۱۸ رجب المرجب ۲۱۸ھ مقام بذندون ارض روم میں انتقال کیا اور طرطوس میں دفن کیا گیا مسعودی کہتے ہیں کہ چشمہ بذندون پر مامون نے خیمہ لگوایا اور وہاں کی ٹھنڈک صفائی، سرسبزی و شادابی بہت پسند کی اتفاقاً اس چشمہ میں ایک مچھلی چمکدار چاندی کی مانند دکھلائی دی جسکو دیکھکر مامون کو بہت تعجب ہوا اور اسکے پکڑنے کا حکم فرمایا مگر پانی کی خنکی کیوجہ سے اسمیں پیرنے (اترنے) کی کسی کو جرأت نہ ہوئی مامون نے اس مچھلی کے پکڑنے پر ایک تلوار کا انعام مقرر کیا آخر ایک شخص فراش نامی چشمہ میں اتر گیا اور اسکا شکار کرکے باہر لایا مگر ابھی کنارے پر ہی تھا کہ مچھلی نے ایک جست کی اور اسکے ہاتھ میں سے چھٹکر پھر دریا میں گر پڑی۔ مامون کے سینے پر چھینٹیں پڑیں اور کپڑے تر ہو گئے فراش دوبارہ دریا میں اترا اور آخر مچھلی کو پکڑ لایا۔ مامون نے اسکے کباب بنانے کا حکم دیا ابھی کباب بننے بھی نہ پائے تھے کہ مامون کو جاڑہ (لرزہ) چڑھ آیا لحاف ڈالا گیا مگر لرزہ میں کچھ کمی نہیں آئی مامون کو کپکپی برابر آرہی تھی اور دانت سے دانت بج رہا تھا آخر اسکے چاروں طرف آگ جلائی گئی اتنے میں مچھلی کے کباب بنکر آگئے مگر مامون نے انکو چکھا تک نہیں تھا کہ موت آکر ہمسایگی تھی۔ تھوڑی دیر کو کچھ افاقہ نظر آیا تھا اس میں اس نے بذندون کے معنی پوچھے کہ عربی میں

اسکو کہتے ہیں کسی نے جو دیدیا کہ پیر پھیلانے کے معنی ہیں اس سے مامون نے بدفالی کی پھر اس طرح اور جنگل کا نام دریافت کیا جواب دیا گیا کہ اسکو رقہ کہتے ہیں اور اسکی پیدائش کیوقت جو زائچہ بنایا گیا تھا اس میں لکھا تھا کہ یہ رقہ میں مریگا اور اسیواسطے رقہ جانے سے یہ احتراز کیا کرتا تھا مگر جب اس نے سنا کہ اس مقام کا نام رقہ ہے تو یہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا اور دعا کی کہ یا العالمین! اور اے وہ ذات جسکا ملک کبھی زائل نہیں ہوئیگا اس بندے پر بھی رحم فرما جسکا ملک زائل ہو جائیگا مگر موت کب ٹلنے والی ہے۔ ثعالبی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک جتنا بُعد مامون اور اسکے والد ہارون کی قبریں ہے دوسرے خلفا میں کسی باپ اور بیٹے میں نہیں۔ اسی طرح بنی عباس میں پانچ مخصوص کی قبروں میں بہت زیادہ بعد المشرقین ہے شاید کسی کی قبر میں ہو۔ عبد اللہ طائف میں۔ عبید اللہ مدینہ میں فضل شام میں۔ قثم سمرقند میں۔ معبد افریقہ میں۔

مامون کے بعض حالات

نفطویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حامد بن عباس بن وزیر نے بیان کیا کہ میں ایک روز مامون کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتفاقاً مامون کو چھینک آئی میں نے الحمد للہ کا جواب نہ دیا مامون نے اسکا سبب دریافت کیا تو میں نے کہا یا امیر المومنین آپکا جلال مانع آیا مامون نے کہا کہ میں ان بادشاہوں میں نہیں ہوں جو دعا سے مستغنی ہوں۔

ابن عساکر ابو محمد یزیدی سے روایت کرتے ہیں کہ مامون کو اسکے بچپن میں تعلیم دیا کرتا تھا ایکروز حسب معمول جو میں آیا تو مامون اسوقت زنانہ میں تھا میں نے خادم سے بلوا کر بھیجا تو اسنے آنے میں دیر کی میں نے دوسرے خادم کو پھر بھیجا مگر پھر بھی نہیں آیا میں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنا وقت بہت زیادہ ضائع کرتا ہے یہ سنکر خادموں نے بھی کہا کہ جب آپ چلے جاتے ہیں۔ تو شاہزادہ خادموں سے شوخی کرتا رہتا ہے اور انکو ستاتا رہتا ہے آج آپ ذرا اسکی گوشمالی کر دیجئے اتنے میں مامون باہر سے آگیا تو میں نے سات درے لگا دئے مامون اپنی آنکھوں کو ملتا تھا اور روتا چلا جاتا تھا۔ اتنے میں جعفر بن یحیی برمکی آگیا اسنے شاہزادہ کے آنسو رومال سے صاف کئے اور کپڑے ٹھیک کرکے فرش پر چار زانو ہوکر بیٹھ گیا پھر شاہزادہ کو بھی فرش پر بلا لیا۔ میں اٹھکر باہر چلا آیا میں ڈر رہا تھا کہ کہیں یہ لڑکا جعفر بن یحیی برمکی سے میری شکایت نہ کردے جعفر نے شاہزادہ سے متوجہ ہوکر کچھ بات چیت کی اور آخر اسے ہنسا کر چلا گیا جب میں اسکے پاس پھر گیا تو میں نے کہا مجھے ڈر تھا کہ تم میری شکایت نہ کردو یہ سنکر مامون نے کہا اے ابا محمد میں ہارون رشید سے بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ جعفر سے کہتا کیونکہ پڑھنے میں میرا ہی فائدہ ہے

عبد اللہ ابن تیمی کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ ہارون رشید نے دو سفر کا ارادہ کیا اور لشکر میں یہ حکم دیدیا کہ ایک ہفتہ کے بعد چلیں گے لہذا تمام تیار رہیں مگر ہفتہ گذرنے کے بعد ہارون نے نہ چلنے کا ارادہ کیا نہ کوئی دوسرا حکم دیا لوگ مامون کے پاس آئے اور کہا کہ آپ دریافت کیجئے ہارون کو ابتک یہ معلوم تھا کہ مامون

بھی شعر کہتا ہے مامون نے یہ اشعار لکھکر ہارون رشید کے پاس بھیجے (ترجمہ اشعار) اے ان شخصوں میں اچھے جس کے ساتھ چلنے والے چلتے ہیں اور جس کے گھوڑے پر ہر وقت زین کسا رہتا ہے کاش ہم سفر کی غایت کو معلوم کر لیتے یا ہمیں سفر کا حکم ہو جاتا۔ یہ سوائے بادشاہ کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ بادشاہ جس کے نور سے ظلمات بھی اقتباس نور کرتا ہے۔ اگر آپ سفر میں جائیں تو اقبال بھی سفر کریگا۔ ورنہ جہاں آپ ہونگے وہ بھی وہیں ہوگا ہارون رشید انکو پڑھکر بہت خوش ہوا اور کہا بیٹا تم اور شعر گوئی۔ شعر حقیر لوگوں کو آسمان پر چڑھا دیتے ہیں اور جلیل القدر لوگو نکو زمین پر گرا دیتے ہیں۔ اصمعی کہتے ہیں کہ مامون کی مہر پر یہ کندہ تھا عبداللہ ابن عبدالجبار۔ محمد بن عباد کہتے ہیں کہ خلفاء میں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مامون کے کوئی خلیفہ حافظ نہیں ہوا میں کہتا ہوں کہ اسکی تردید میں پہلے کر چکا ہوں۔ اب کہنا فضول ہے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایکروز مامون علماء کیساتھ دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ اے امیرالمومنین میرے بھائی نے انتقال کیا اور اس نے چھ سو دینار چھوڑے مجھے ایک دینار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرے حصہ میں یہی آتا ہے مامون نے تھوڑی دیر فرائض پر غور کر کے کہا کہ واقعی تیرا حصہ ایک ہی دینار بیٹھتا ہے۔ علماء نے کہا امیرالمومنین یہ کس طرح مامون نے کہا کہ متوفی نے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں عورت نے کہا ہاں کہا دو تہائی ٢/٣ یعنی چار سو دینار انکے ہوئے اور ایک والدہ چھوڑی چھٹا حصہ ١/٦ یعنی سو دینار اسکو پہنچے ایک بیوی بھی آٹھواں حصہ یعنی پچھتر دینار اسکو ملے اور تجھے اللہ کی قسم کیا اسنے بارہ بھائی بہنیں چھوڑے عورت نے کہا ہاں کہا تو دو دو دینار بھائیوں کو یعنی چوبیس انہیں پہنچے باقی رہا ایک سو وہ تجھے پہنچتا ہے۔

محمد بن حفص الانماطی نقل کرتے ہیں کہ عید کے دن میں نے مامون کیساتھ کھانا کھایا دستر خوان پر تین سو قسم کے کھانوں سے زیادہ کھانے چنے ہوئے تھے۔ مامون ہر ایک کیطرف دیکھکر کہتا جاتا تھا کہ یہ فلاں مرض میں نافع ہے اور یہ فلاں مرض میں مضر ہے جو شخص تم میں بلغمی مزاج ہو وہ اس کھانیکو نہ کھائے اور جو صفراوی مزاج ہو وہ اس کھانیکو تناول کرے اور جس شخص پر سودا غالب ہو وہ ایسے کھائے جو شخص کم کھانیکا قصد رکھتا ہو وہ یہ کھائے یحییٰ بن اکثم نے یہ دیکھکر کہا امیرالمومنین اگر آپکو طب میں دیکھیں تو آپ اسکی معرفت میں جالینوس ہیں نجوم میں غور کریں تو اسکے حساب میں آپ ہرمس ہیں فقہ میں دیکھیں تو اسکے علم میں علی بن ابی طالب ہیں سخاوت کا ذکر کریں تو اس صفت میں حاتم طائی ہیں صدق حدیث میں اگر ملاحظہ کریں تو اسکے لہجہ میں ابوذر ہیں کرم میں اگر نظر تعمیق سے دیکھیں تو اسکے افعال میں کعب بن امامہ ہیں وفا میں اگر تعمیل کریں تو اسکی وفا میں سموئل بن عادیا ہیں۔ مامون اس کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ انسان کو اسکی عقل کیوجہ سے فضیلت حاصل ہے ورنہ گوشت پوست سب کے ہوتا ہے۔ یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ

ں نے ماموں سے زیادہ باکمال شخص کسی کو نہیں دیکھا۔ ایکروز میں اسکے پاس کمرہ میں سو رہا تھا مجھے
ں نے جگا کر یہ کہا کہ دیکھنا یحییٰ میرے پیروں کے پاس کیا چیز ہے میں نے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا مگر اسے اطمینان
ہوا اس نے فراشوں کو پکارا تو فراش شمع لیکر حاضر ہوئے انسے کہا کہ دیکھو کیا چیز ہے انھوں نے دیکھا تو
علوم ہوا کہ بچھونے کے نیچے ایک سانپ بیٹھا ہوا ہے انھوں نے اس کو مار دیا میں نے کہا کہ امیر المومنین
اگر اس کے کمال کیساتھ عالم الغیب بھی کہا جائے تو کچھ حرج نہیں اسنے کہا معاذ اللہ کیا کہتے ہو البتہ میں
نے ابھی خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص میرے سامنے یہ اشعار پڑھتا ہے (ترجمہ اشعار) اے رات کے سونیوالے
لے اور اپنے آپکو ننگی تلوار سے بچا میں یہ سنکر جاگ گیا اور میں نے سوچا کہ کوئی نہ کوئی قریب یا بعید حادثہ گزرنے
والا ہے اور قریب بچھونے سے زیادہ کوئی چیز نہیں آخر اسی کے نیچے سے سانپ نکلا۔ عمارہ بن عقیل کہتے ہیں
مجھ سے ابو حفصہ شاعر نے بیان کیا کہ کیا تمنے بھی کبھی غور کیا ہے میرے نزدیک تو ماموں پوری طرح شعر کی قدر
ہیں سمجھتا میں نے کہا کہ اس سے کون شخص زیادہ سخن فہم ہو سکتا ہے واللہ میں نے تو اسے بہت اشعار سنائے
یں وہ پہلا ہی شعر سنکر بعض مرتبہ اچھل پڑا ہے اور تمام ان اشعار کو جو ابتک اسنے سنے بھی نہیں سب کا مطلب
گیا ہے ابو حفصہ نے کہا کہ میں نے اسے ایک ایسا عمدہ شعر سنایا جو میرے نزدیک نہایت قابل داد تھا مگر اس کو
سنکر ماموں میں ذرا بھی حرکت پیدا نہیں ہوئی اور وہ یہ شعر تھا (ترجمہ اشعار) امام الہدیٰ ماموں دین
یں مشغول ہے اور لوگ دنیا کے اشغال میں پھنسے ہوئے ہیں میں نے کہا کہ اثر کیا خاک ہوتا تم نے بڑھیا تو اسے
پہلے ہی بنا دیا جو مصلے پر بیٹھی ہوئی تسبیح ہلا رہی ہے اگر ماموں دین میں اسقدر منہمک ہو جائے تو پھر امور مملکت کا انتظام
اسکے ہاتھ میں جو تمنے وہ ہی مضمون جو تمہارے چچا نے ولید کی شان میں ادا کیا تھا کیوں نہ ادا کر دیا وہ یہ ہے
(ترجمہ شعر) وہ دنیوی حصہ بھی فارغ ہوتے نہیں دیتا۔ اور نہ دنیاوی اشغال دینی اشغال سے اسکو باز رکھتے
ہیں۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ میں ایکدن مقام مرو میں ماموں کے پاس گیا میں ایک پھٹی ہوئی چادر اوڑھے
ہوئے تھا مجھے دیکھکر ماموں نے کہا نضر کیا امیر المومنین سے ایسے کپڑوں میں ملنا چاہئے میں نے کہا یا امیر المومنین
گرمی کا یہی علاج ہے ماموں نے کہا نہیں یہ بات نہیں معلوم ہوتی بلکہ شاید تم اب غریب ہو گئے ہو آؤ حدیث شریف
کے متعلق کچھ غور و خوض اور مباحثہ کریں دیکھو یہ حدیث شریف مجھسے ہشیم بن بشیر نے بحوالہ مجاہد عن الشعبی
عن ابن عباس بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے بوجہ اسکے
دین اور جمال کے نکاح کرے گویا اسنے تنگدستی اور درویشی کا دروازہ بند کر دیا۔ میں نے کہا کہ امیر المومنین
کا قول ہشیم کی روایت کے مطابق صحیح ہو گیا مگر مجھ سے عوف الاعرابی نے بحوالہ الحسن روایت کیا ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے بوجہ اسکے دین اور جمال کے نکاح

کرے تو گویا اس نے علیش کا دروازہ بند کر دیا ماموں چونکہ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا تھا یہ سنکر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا حدیث اول میں لفظ سداد غلط ہے میں نے کہا ہاں ہشیم کی غلطی ہے وہ سمجھا نہیں ماموں نے کہا اچھا ان دونوں میں کیا فرق ہے میں نے فرق بیان کیا ماموں نے کہا اچھا تم عرب شاعر کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہو۔ میں نے عربی شاعر کا ایک شعر سنایا اسکو سنکر ماموں کہنے لگا کہ خداوند تعالی ایسے شاعروں کو خراب کریں جو علم ادب بھی اچھی طرح نہیں جانتے پھر اپنی تائید میں ابن بیض شاعر کے اشعار پیش کیے اور میں نے اپنی تائید میں ابن ابی عروبۃ المازنی شاعر کے اشعار پیش کیے آخر گفتگو شعراء عرب کے متعلق چل پڑی اور میں نے بہت سے اشعار اسے سنائے (انکو ہم نے ترجمہ کرنے سے ترک کر دیا ہے کیونکہ اردو خواں اصحاب بجائے لطف اٹھانے کے انسے بے لطفی اور الجھن حاصل کر سکتے ہیں مترجم) ماموں نے کہا نضر تم سچ کہتے ہو اور ایک کاغذ پر کچھ لکھنے لگا جس کو میں نہیں جانتا پھر درمیان میں لکھتے لکھتے کچھ علم ادب کے متعلق دریافت کرنے لگا میں نے اس کے جوابات دئے پھر میرے واسطے پچاس ہزار درہم لکھکر خادم سے کہا کہ انھیں فضل بن سہل کے پاس پہنچا دو میں انکے پاس گیا تو انھوں نے وہ رقعہ پڑھکر مجھے پچاس ہزار درہم لکھکر دئے تھے کہا کہ تمنے امیر المومنین کی خوب غلطیاں پکڑیں میں نے کہا معاذ اللہ البتہ ہشیم غلطی پر تھے اور انھیں کا اتباع امیر المومنین کئے بیٹھے تھے۔ فضل بن سہل نے بھی اپنی طرف سے مجھے تیس ہزار درہم دئے اور میں اسی ہزار درہم لیکر اپنے گھر آگیا۔ خطیب نے محمد بن زیاد اعرابی سے روایت کی ہے کہ میں ایکمرتبہ ماموں کے پاس گیا اسوقت ماموں یحیی بن اکثم کیساتھ باغ میں ٹہل رہا تھا میں نے چونکہ ان دونوں کو پیٹھ پھیرے ہوئے دیکھا اسلئے میں بیٹھ گیا جب وہ سامنے آئے تو میں نے اسکو کھڑے ہو کر خلیفہ کے ادب کے موافق سلام کیا میں نے سنا کہ وہ یحیی سے کہہ رہا تھا کہ ابو محمد ان لوگوں کا علم ادب کیا اچھا ہے یہ کہکر پیٹھ کرکے پھر آگے کو چلدیا میں پھر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں پھر میری طرف کو رخ کرکے آیا تو میں نے پھر کھڑے ہو کر سلام کیا مجھے سلام کا جواب دیکر کہنے لگا کہ اس شعر میں ہند بن عتبہ کے (ترجمہ شعر) ہم طارق کی بیٹیاں ہیں اور میدانوں میں زینتوں پر سوار پیدا کرتے ہیں طارق سے کیا مقصود ہے میں نے یہ سنکر اس کے نسب پر غور کیا تو ہند کے بزرگوں میں کوئی شخص اس نام کا نہیں معلوم ہوا آخر میں نے کہا کہ اسکے نسب میں تو کوئی شخص مجھے اس نام کا بھی معلوم نہیں ہوتا اسنے کہا کہ ہند نے طارق سے تارے مراد لئے ہیں اور انسے اپنے آپکو اپنے حسن کی وجہ سے منسوب کیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے والسماء والطارق میں نے کہا کہ واقعی یہی ہو سکتا ہے اسنے کہا کہ اگر تم اسکی تائید کرتے ہو تو انعام کے مستحق ہو یہ کہکر اسنے میری طرف عنبر کا گولہ جو اسوقت اسکے ہاتھ میں تھا پھینکدیا میں نے اسے پانچ ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔ ابو عبادہ کہتے ہیں کہ ماموں روئے زمین پر بادشاہوں میں ایک ہی نظر آیا ہے گزرا ہے اور اسکو یہ نام بھی زیبا تھا ابو داؤد کہتے ہیں کہ ماموں کے پاس ایک خارجی داخل ہوا اس سے

دن نے پوچھا کہ ہم سے خلاف ہونیکی تمہارے پاس کیا دلیل ہے اسنے کہا۔ قرآن شریف کی آیت کہا کونسی اسنے
او من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون ۔ مامون نے کہا کہ تمہیں یہ کسطرح معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف کی
یت ہے اسنے کہا اجماع امت سے مامون نے کہا کہ جب تم تنزیل آیت میں اجماع امت سے متفق ہو تو تاویل میں بھی ان کے
موافق ہونا چاہیے اسنے کہا آپنے سچ کہا۔ السلام علیک یا امیر المومنین ۔ ابن عساکر نے محمد بن منصور سے روایت
ہے کہ مامون کا قول ہے کہ شریف کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے سے برتر لوگوں کے ظلم سہے مگر اپنے سے کمتر
پر ظلم نہ کرے ۔ سعید بن سلم کہتے ہیں کہ مامون نے کہا کہ میں عفو کو اتنا محبوب رکھتا ہوں کہ مجرموں کو وہ معلوم ہو جائے تو
انکے دلوں سے خوف جاتا رہے اور اسمیں خوشی سما جائے ۔ ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں کہ ایک مجرم مامون کے
سامنے کھڑا تھا مامون نے اس سے کہا کہ واللہ میں تجھے قتل کر دونگا اسنے کہا کہ یا امیر المومنین ذرا تحمل فرمائیے اور
بردباری کام میں لائیے کیونکہ نرمی کرنا بھی نصف عفو ہے ۔ مامون نے کہا کہ اب تو میں قسم کھا چکا ہوں اسنے کہا کہ اگر
خداوند تعالیٰ کے سامنے آپ بحیثیت حانث ہونیکے پیش ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ قاتل ہو کر حاضر ہوں یہ سنکر مامون نے اسے
چھوڑ دیا ۔ خطیب ابو الصلت عبدالسلام ابن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات مامون کے کمرے میں سو گیا
اور مشعلچی کی آنکھ لگ گئی اور اتفاق سے چراغ گل ہو گیا مامون خود اٹھا اور چراغ درست کر دیا میری آنکھ جو
کھلی تو مامون کہہ رہا تھا کہ بسا اوقات میں غسل خانہ میں ہوتا ہوں اور یہ خدمتگار مجھ پر افترا کیا کرتے ہیں اور
میں سنتا ہوں لیکن میرے سننے کی خبر بھی نہیں ہوتی اور میں ہمیشہ معاف کر دیا کرتا ہوں ۔ صولی عبداللہ
البواب سے روایت کرتے ہیں کہ مامون نہایت بردبار شخص تھا حتی کہ ایسی باتوں پر حلم کرتا تھا کہ جنکو سنکر ہمیں
بھی غصہ آجاتا تھا ایک روز کشتی میں ہم دجلہ کی سیر کر رہے تھے کشتی کے بیچ میں پردہ تھا اور ہم پردہ کے
ایکطرف تھے اور ملاح دوسری طرف بیٹھے تھے ان میں سے ایک ملاح نے کہا کہ تم سمجھتے ہو گے کہ میرے دل میں
مامون کی کچھ قدر ہے یہ شخص میری آنکھ میں کانٹا سا کھٹکتا ہے کیونکہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے واللہ یہ سنکر
مامون ہنس پڑا اور ہم سے کہنے لگا کہ یارو کوئی حیلہ تم ہی بتاؤ کہ کسی طرح میں اس جلیل القدر شخص کی
آنکھ میں مقتدر ہو جاؤں ۔ خطیب یحییٰ بن اکثم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مامون سے زیادہ کریم کسی
شخص کو نہیں دیکھا میں ایک رات اسکے کمرے میں سو گیا ابھی میری پوری طرح آنکھ بھی لگنے نہ پائی تھی کہ اتفاق
سے مامون کو کھانسی اٹھ کھڑی ہوئی اسنے اس خیال سے کہ کسی کی آنکھ نہ کھل جائے اور نیند میں خلل پڑے
اپنی قمیص کی آستین سے منہ بند کر لیا اور کہنے لگا کہ عادل کی ابتدا یہ ہے کہ اول اپنے دلی دوست سے عدل کرے پھر اپنے
کم درجہ والوں سے حتی کہ ادنیٰ شخص سے بھی عدل کرنے لگے ۔ ابن عساکر نے یحییٰ ابن خالد برمکی سے روایت کی
ہے کہ ایکدفعہ مجھسے مامون نے کہا کہ یحییٰ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا بھی غنیمت جان کیونکہ فلک گردش

کرتا ہے اور زمانہ کسی شخص کو اسکی حالت پر باقی نہیں رکھتا اور نہ کسی شخص کی نعمتیں باقی رہتی ہیں۔ عبداللہ بن محمد زہری کہتے ہیں کہ مامون کا قول ہے کہ غلبہ محبت مجھے غلبہ قدرت سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ غلبہ قدرت بزوال قدرت خود زائل ہو جاویگا اور غلبہ محبت ہمیشہ باقی رہیگا۔ شعبی کہتے ہیں کہ مامون کا قول ہے کہ جو شخص تمہاری نیک نیتی کا مشکور نہ ہوگا وہ تمہاری نیکی کا بھی مشکور نہ ہوگا۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ میں نے مامون کو کہتے سنا ہے کہ سلطان کی خود پسندی اور لجاجت بہت بری چیز ہے اور اس سے زیادہ برائی از قبیل قاضیوں کی تنگ خیالی ہے اور اس سے بدتر فقہاء کی کم عقلی اور اس سے زیادہ قبیح اغنیاء کا بخل اور بوڑھوں سے مذاق کرنا اور جوانی میں سستی جنگ میں بزدلی ہے۔ علی بن عبدالرحیم المروزی کہتے ہیں کہ مامون کے اقوال میں سے ہے کہ وہ شخص اپنے نفس پر ظالم ہے جو ایسے شخص کی قربت چاہے جو اس سے دوری کا خواہشمند ہے اور ایسے شخص کی تواضع کرے جو اسکا اکرام نہ کرے اور ایسے شخص کی تعریف سے خوش ہو جو اسے جانتا بھی نہ ہو۔ مخارق کہتے ہیں کہ میں نے ایکمرتبہ مامون کے سامنے یہ شعر پڑھا (ترجمہ شعر) میں ایسے دوست کا خواہشمند ہوں کہ جب مجھے اس سے کدورت ہو تو وہ اور زیادہ مجھ پر عنایت کرے۔ مامون نے کہا کہ اسے پھر پڑھو اور بار بار پڑھنے کو کہا میں نے اسکو سات مرتبہ پڑھا پھر مجھ سے کہنے لگا کہ مخارق مجھ سے یہ تمام سلطنت لیلو اور اسکی عوض میں مجھے ایسا دوست لادو۔ ہدیہ بن خالد کہتے ہیں کہ میں ایکمرتبہ مامون کے پاس گیا اور کھانے میں شریک ہوا جب دسترخوان اٹھا لیا گیا تو میں جو زمین پر کھانے کے ریزے گر پڑے تھے اٹھا اٹھا کر کھانے لگا یہ دیکھکر مامون نے کہا کیا ابھی پیٹ نہیں بھرا میں نے کہا ہاں بھر چکا ہے مگر مجھ سے حماد بن سلمہ نے بحوالہ ثابت بنانی از انس روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص دسترخوان کے نیچے کے ریزے اٹھا کر کھائیگا وہ مفلسی سے امن میں رہیگا یہ سنکر مامون نے مجھے ایک ہزار درہم عطا کئے۔ حسن بن عبدوس صفار کہتے ہیں کہ جب مامون نے بوران بنت حسن بن سعد سے نکاح کیا تو لوگوں نے حسن کو بہت سے تحفہ جات دئے ایک فقیر نے بھی دو توشہ دان تحفہ میں بھیجے اور ایک میں نمک اور دوسرے میں اشنان (ایک گھاس ہے جو صفائی میں کام آتی ہے) رکھدیا اور لکھا کہ میں ایک حقیر ہدیہ جیسا کہ میں خود فقیر ہوں بھیجتا ہوں میں نے برا سمجھا کہ جلیل القدر لوگوں کی فہرست میں میرا نام نہ ہو اسلئے میں نے ایک میں نمک برکت کیلئے اور دوسرے میں اشنان خوشبو اور صفائی کیلئے روانہ کیا ہے حسن نے ان دونوں توشہ دانوں کو مامون کے سامنے پیش کر دیا۔ مامون نے اسے بہت پسند کیا اور انھیں خالی کرا کر دیناروں سے بھر کے اسی فقیر کے پاس بھیجدئے۔ صولی محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مامون کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ واللہ مجھے عفو میں اسقدر مزہ ملتا ہے کہ اگر لوگ اس کا اندازہ کرلیں تو میرے پاس جرم کر کے آیا کریں۔ خطیب منصور برمکی سے

روایت کرتے ہیں کہ ہارون رشید کی ایک باندی تھی جس پر مامون کا دل بھی مائل تھا ایک روز وہ ہارون رشید کو وضو کرا رہی تھی اور مامون اسکے پیچھے کھڑا ہوا تھا اسنے باندی کو بوسہ دینے کے متعلق اشارہ کیا باندی نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا اسمیں پانی ڈالنے میں دیر ہوگئی ہارون نے باندی کیطرف دیکھکر کہا کیا ہے۔ باندی خاموش ہوگئی ہارون کو اسپر غصہ آیا اور کہا اگر تو نے نہ بتلایا تو تجھے قتل کر دونگا اسنے صاف صاف کہدیا اور مامون حیا اور رعب کیوجہ سے گر گیا ہارون نے کہا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو اسنے کہا ہاں کہا اچھا اسکے ساتھ تم اس خیمہ میں چلے جاؤ اور آپ خود باہر چلے گئے جب مامون نکلا تو ہارون رشید نے کہا کہ واقعہ کو نظم کرکے سناؤ مامون نے فی البدیہہ پڑھنا شروع کیا (ترجمہ اشعار) میں نے دل سے اشارہ کرکے اسکو اپنی طرف بلایا۔ میں نے دور سے بوسہ مانگا مگر اس نے اپنے لبوں سے بہانہ کرکے ٹالدیا۔ اور ٹالنا بھی اچھا ٹالا کہ اپنے حاجبوں سے ارشارہ کر دیا۔ میں ابھی اپنی جگہ سے ہلنے بھی نہ پایا تھا کہ مجھے اس پر قابو حاصل ہوگیا — ابن عساکر ابو خلیفہ الفضل بن حباب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سوداگر خدام و جواری بیچتا تھا میں نے سنا کہ ایک نہایت فصیح ادیبہ ماہر شطرنج کنیزک فروخت کرنے کیلئے مامون کیسامنے پیش کی اور وہ ہزار دینار اسکی قیمت مانگی مامون نے کہا کہ اگر یہ کنیز کسی میرے اس شعر پر جو میں پڑھتا ہوں ایک اور شعر لگا دے تو میں تمہیں اس سے بھی زیادہ اسکی قیمت دونگا وہ شعر یہ ہے (ترجمہ شعر) تو اس شخص کے متعلق کیا کہتی ہے جو تیری محبت میں اسقدر شیفتہ ہے کہ بیخواب لاغر ہو کر حیران رہ گیا ہے کنیزک نے فوراً چسپاں کیا (ترجمہ شعر) ہم نے ایک دوست پایا کہ اسکو درد عشق کا صدمہ پہونچا تھا مگر ہم نے اسکو دوست جانکر اس پر احسان کیا — صولی حسین الخلیع سے روایت کرتے ہیں کہ ایکدفعہ مجھپر مامون بہت غصہ ہوا اور میرا وظیفہ بند کر دیا میں نے ایک قصیدہ ایک شخص کی معرفت لکھکر بھیجا جس میں مامون کی تعریف اور اپنی تنگدستی اور بحالی کے متعلق مرقوم تھا مامون نے کہا کہ قصیدہ بہت اچھا ہے مگر ہمارے یہاں اس شخص کے لئے کچھ نہیں یہ سنکر حاجب نے کہا امیر المومنین کی عادت عفو آج کہاں گئی یہ سنکر فوراً میرا وظیفہ بحال کر دیا — علیہ حماد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مامون جب بغداد میں آتا تو ظہر کے وقت تک عدالت میں بیٹھ کر لوگوں کا انصاف اور مظلوموں کی دادرسی کیا کرتا — محمد بن عباس کہتے ہیں کہ مامون رشید شطرنج کا بڑا شوقین تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ کھیل ذہن کو بہت تیز کرتا ہے آئین اسکے بہت سی باتیں ایجاد کی تھیں کہا کرتا تھا کہ جب مجھ سے کوئی شخص کھیلنے کو کہتا ہے تو گویا وہ ایکام کرنے کو کہتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ خود اچھا نہ کھیل سکتا تھا اور اسی وجہ سے کہا کرتا تھا کہ میں بساط دنیا کا انتظام کر سکتا ہوں مگر اس ذرا بالشت بساط پر بہت تنگ ہوجاتا ہوں — ابن سعد کہتے ہیں کہ دعلق شاعر نے مامون کی ہجو میں یہ اشعار لکھے (ترجمہ اشعار) میں اس قوم میں ہوں کہ جن

کی تلواروں نے تیرے بھائی کو قتل کر دیا اور تجھے تخت پر بٹھلا دیا۔ تجھے عدل گمنامی سے نکالکر تیرا مرتبہ بڑھا دیا۔ تجھ کو انتہا درجہ کی پستی سے بلندی پر بٹھا دیا۔ جب اس کو مامون نے سنا تو کہا کہ دعبل بہت بڑا بے حیا ہے اتنا نہیں سمجھتا کہ جو شخص بادشاہ کی گود میں پلا ہو وہ گمنام کبھی نہیں ہو سکتا سزا تو درکنار اس کے سوا دعبل کو اف تک نہیں کہا — بیان کرتے ہیں کہ مامون نبیذ پیا کرتا تھا — حافظ کہتے ہیں کہ مامون کے حاجب اس کا رنگ دیکھ کر کہتے تھے کہ اس کے چہرے اور تمام جسم کا رنگ یکساں ہے سوائے اس کی پنڈلیوں کے کہ وہ اتنی زرد تھیں کہ گویا زعفران سے رنگ دی گئی ہیں — اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ مامون کا مقولہ ہے کہ گانا وہی بہتر ہے جس سے گانا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں لطف اٹھائیں — علی بن حسین کہتے ہیں کہ محمد بن حامد ایک روز مامون کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور مامون پانی پی رہا تھا کہ ایک کنیزک غریب مدنی سامنے کھڑی ہوئی تھی اسنے یکایک جعفری شاعر کا شعر گانا شروع کر دیا مامون کو اس بے محل گانے پر غصہ آگیا اور کہا خبردار خود ہی خود یہ گانا کیسا اس پر تمام مجلس خاموش ہو گئی اور مامون کہنے لگا کہ اگر تو نے سچ نہ بتلایا کہ اس گانے کا محرک کون ہے تو میں مارے کوڑوں کے اقرار کرالونگا اور پھر اس سے زیادہ سزا دونگا ہاں اگر تو نے سچ بتلایا تو میں اس سچ کی عوض جو کچھ وہ محرک چاہیگا دونگا اور سزا سے درگذر کرونگا یہ سنکر محمد بن حامد نے کہا حضور والا یہ قصور اس فدوی سے سرزد ہوا ہے میں نے اسے اشارہ میں ایک بوسہ مانگا تھا مامون نے کہا ہاں اب سچ بات معلوم ہو گئی کیا تم اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو کہا ہاں مامون نے فوراً خطبہ پڑھ کے بعوض چارسو درہم دین مہر اس کنیزک کا نکاح اس سے کر دیا اور کہا کہ لو ہاتھ پکڑو اور دولت گھر لیجاؤ جب یہ لیکر چلے تو دہلیز میں منعم ملگئے انھوں نے کہا کہ میرا حصہ ابن حامد نے کہا کہ یہی آپکی نذر ہے منعم نے کہا نہیں بلکہ یہ ہے کہ رات بھر اس سے گانا سنا جائے چنانچہ اسنے صبح تک گایا اور پھر لان سے اسکو اپنے گھر لے گئے — ابن ابی داؤد کہتے ہیں کہ بادشاہ روم نے مامون کے پاس بطور ہدیہ اور تحفہ کے دو سو رطل مشک اور دو سو سمور بھیجے۔ مامون نے حکم دیا کہ تم اس سے دوگنا کر کے اسکے پاس بھیجدو تاکہ عزت اسلام اسکو معلوم ہو جائے ابراہیم بن حسین روایت کرتے ہیں کہ مائی نے مامون سے کہا کہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول تھا کہ بنی ہاشم سردار قوم اور سخت نرم تھے اور ہم تمام لوگوں کا سردار ہیں مامون نے کہا کہ انھوں نے انکو جاہے کا اقرار کیا ہے اور ایک بات کا دعوی اپنے دعوی میں تو وہ مدعی ہیں اقرار میں ملزم نہیں — اسلم کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض دوستوں نے بیان کیا کہ احمد ابن ابو خالد نے ایک روز مامون کے سامنے کوئی قصہ پڑھا اور کہا کہ ثرید کا مال اگر وہ لفظ بریدی تھا مامون یہ سنکر ہنس پڑا اور ملازم کو آواز دیکر کہا کہ یہ بھوکے ہیں کھانا لاؤ انھوں نے آج صبح سے کھانا نہیں کھایا احمد بہت شرمایا اور کہا کہ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے یہ فصاحت

نگار احمق ہے یا پر تین نقطہ لگا کر ثا بنا دیا ہے۔ مامون نے کہا نہیں تم کھانا ضرور کھاؤ۔ جب احمد کھانا کھا
چکا تو ایک قصہ شروع کیا اور اسی میں بجائے حمصی کے خبایصی کہہ گیا مامون کھلکھلا کر ہنس پڑا اور غلام سے کہا کہ ان
کے واسطے خبایص (حلوے کی ایک قسم) لے آؤ۔ احمد نے کہا کہ فسانہ نگار ہی احمق ہو تو میں کیا کروں کمبخت نے
ہم پر نقطہ لگا کر با بنا دیا ہے مامون نے کہا کہ اگر فسانہ نگار احمق نہ ہوتا تو تم ضرور آج بھوکے رہتے۔ ابو عباد
کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ خداوند تعالیٰ نے مامون سے زیادہ کسی کو سخی اور کریم النفس بنایا ہو۔ مامون
کو جس وقت معلوم ہوا کہ احمد بن ابو خالد بہت بڑا حریص ہے اور دنیا کی ہانڈی چاٹتا پھرتا ہے اور اسکا بھی یہ
حال تھا کہ جب ذرا ضرورت ہوتی تو بغیر بلائے آموجود ہوتا چنانچہ ایک روز آکر کہنے لگا کہ میرے یہاں خانداری
بہت رہتی ہے تو مامون نے ہزار درہم روزانہ اس کے دسترخوان کیلئے مقرر کر دئے مگر باوجود اسکے وہ دوسروں
کی ہانڈی برابر چاٹتا پھرتا رہا دعبل شاعر نے اسکی ہجو میں کہا ہے کہ (ترجمہ شعر) ہمیں خلیفہ کا شکر ادا کرنا چاہیے
کہ اپنے خالد کیواسطے تنخواہ مقرر کر دی اور مسلمانوں کی اسکی اذیت سے بچا لیا اور اسکو گھر کے شغل میں لگا دیا۔
ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں نے مامون سے سنا ہے وہ ایک شخص سے کہہ رہا تھا کہ چاہے یہ غدر ہو یا امن میں نے تجھے
بخش دیا میں چاہتا ہوں کہ تو برائی کرے اور میں تیرے ساتھ بھلائی تو گناہ کرے اور میں عفو حتیٰ کہ وہ
معافی تیری اصلاح کر دے۔ ثمامہ بن اشرس کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جعفر بن یحییٰ برمکی اور
مامون سے زیادہ بلیغ نہیں دیکھا۔ سلفی نے طیوریات میں حفص مدائنی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص عاشقی
نے مامون کے پاس آکر نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ مامون نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام ید بیضاء کا معجزہ رکھتے تھے اگر تو موسیٰ بن عمران ہے تو تو بھی یہ معجزہ دکھلا تاکہ ہم تجھ پر ایمان لے آئیں۔
اسنے کہا کہ موسیٰ بن عمران کیسامنے چونکہ فرعون انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا بڑا رب ہوں) کہتا تھا اسلئے یہ معجزہ
دکھلایا تھا آپ بھی یہ دعویٰ کیجئے تاکہ معجزہ دکھلاؤں ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔ مامون کا قول ہے کہ ہر فتنہ
وفساد حکاموں کی شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ابن عساکر یحییٰ بن اکثم سے روایت کرتے ہیں کہ مامون کا
ہمیشہ معمول تھا کہ وہ منگل کے دن فقہ کے متعلق بحث کرنے کیلئے علماء کی ایک مجلس منعقد کیا کرتا تھا ایک
مرتبہ ایک شخص اس میں ایک کپڑا اوڑھے ہوئے اور جوتا ہاتھ میں لئے ہوئے آیا اور مجلس کے کنارے پر
کھڑے ہو کر السلام علیکم کر کے پوچھنے لگا کہ یہ مجلس اجتماع امت کے لئے منعقد کی گئی ہے یا محض غلبہ و قہر
دکھلانے کیواسطے مامون نے وعلیکم السلام کے بعد کہا نہ اول غرض کیلئے اور نہ دوسرے مطلب کے واسطے بلکہ
اسلئے کہ اول میرے بھائی کے متعلق مسلمانوں کا امر سپرد ہوا تھا پھر میرے اور میرے بھائی کے درمیان کچھ

منا فتنہ رونما ہو گیا اور وہ امر مجھ تک پہونچ گیا۔ میں نے سوچا کہ اجتماع کلمۃ المسلمین کا زیادہ محتاج ہوں تاکہ مشرق و مغرب کے مسلمان مجھسے راضی ہو جاویں اور ساتھ ہی اسکے یہ خیال بھی کیا کہ خلافت اگر میں نے خالی کر دی تو اسلام کی بنیاد متزلزل ہو جاویگی اور مسلمانوں کا امر مختلط ہو جاویگا اور انمیں تنازعہ بڑھ جاویگا اور جہاد باطل ہو جاویگا اور مناسک حج جاتے رہینگے اور راستہ منقطع ہو جاویگا اسلئے احتیاطاً میں اس کیلئے کھڑا ہو گیا تاکہ مسلمانوں کو ایک شخص واحد کی خلافت پر راضی کر دوں اور اس شخص کو خلافت سپرد کر کے علیحدہ ہو جاؤں اس شخص نے کہا السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ اور چلا گیا۔ محمد بن منذر الکندی کہتے ہیں کہ ہارون رشید حج ادا کرنے کے بعد کوفہ آیا اور یہاں آکر محدثین کو طلب کیا عبداللہ بن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے علاوہ تمام محدثین آ گئے ہارون رشید نے انکے پاس امین اور مامون کو بھیجا ابن ادریس نے ان دونوں کے سامنے سو احادیث شریف پڑھیں جسوقت یہ ختم کر چکے تو مامون نے کہا اگر اجازت ہو تو میں ان سب احادیث کو جو آپنے ابھی پڑھی ہیں از بر حفظ سنا دوں کہا ہاں سناؤ مامون نے تمام متن و متن بیان کر دیں۔ عبداللہ ابن ادریس یہ دیکھکر اسکے حافظہ سے ششدر و حیران رہ گئے ۔۔۔ بعض علماء کا قول ہے کہ مامون کو بہت سی فلسفہ یونانی کی کتابیں جزیرہ قبرص سے ہاتھ لگ گئی تھیں ذہبی نے بھی مختصراً اسکو بیان کیا ہے) ۔۔۔ فاکہی کہتے ہیں کہ جس شخص نے اول کعبہ شریف پر سفید ریشم کے پردے چڑھائے وہ مامون ہے اور خلیفہ ناصر کے وقت تک سفید ہی چڑھتے رہے مگر سلطان محمود بن سبکتگین نے اس دوران کے اندر زرد ریشم کے پردے ڈلوائے تھے ۔۔۔ مامون کا مقولہ ہے کہ لوگوں کی عقول کے اندر نظر کرنے میں جتنی فرحت ہوتی ہے اتنی کسی سیر میں نہیں ہوتی دوسرا مقولہ ہے کہ جب کوئی مشکل آ پڑتی ہے تو اسکا ٹالنا مشکل ہو جاتا ہے جب کوئی چیز ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو اسی کا لوٹنا دشوار ہو جاتا ہے ۔۔ نیز کہتا ہے کہ سب سے اچھی مجلس یہ ہے کہ آدمی لوگوں کی حالت پر غور کرے۔ نیز آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں بعض مثل غذا کے ہیں جو ہر حالت میں کام آتے ہیں اور بعض مثل دوا کے ہیں جو بیماری کی حالت میں کام دیتے ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو بیماری کی مثل ہیں کہ ہر حالت میں مکروہ ہیں ۔۔۔ مامون نے ایک روز بیان کیا کہ میں ایسا کسی شخص سے لاجواب نہیں ہوا جتنا کہ اہل کوفہ کے ایک شخص سے ہوا تھا کہ وہ اپنے اہل کوفہ کو لیکر آیا اور اسنے عامل کوفہ کی شکایت کی میں نے کہا تو جھوٹا ہے وہ تو بڑا عادل شخص ہے اسنے کہا کہ امیر المومنین نے سچ فرمایا اور میں واقعی جھوٹا ہوں مگر اس عامل کو ہمارے شہر ہی کیواسطے کیوں مخصوص فرمایا کسی دوسرے شہر میں کیوں نہ متعین کیا گیا تاکہ دوسرے شہر والے کو بھی عدل و انصاف سے بھر دے جیسا کہ ہم کو انصاف سے بھر رکھا ہے۔ میں نے آخر مجبور ہو کر یہی کہا کہ اچھا جاؤ ہم نے اسے معزول کیا ۔۔ مامون بہت کم شعر کہتا تھا اسکے اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) میری زبان میں تمہارے

اسرار پوشیدہ ہیں مگر جس وقت میں گریہ کرتا ہوں تو میرے آنسو چغل خوری کر دیتے ہیں اور بھید ظاہر کر دیتے ہیں۔ اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپا لیتا مگر جو عشق نہ ہوتا تو آنسو خود نہ ہوتے۔ شطرنج کی تعریف میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) ایک مربع زمین ہے چمڑے سے سرخ۔ دو سنتوں کے درمیان میں ہے جو کرم میں مشہور ہیں۔ دونوں لڑائی کا ذکر کرتے ہیں اور حیلے سوچ رہے ہیں حالانکہ لڑائی ایسی ہے جس میں ایک قطرہ خون کا بھی زمین پر نہیں گرتا۔ یہ اس پر لوٹ مار کرتا ہے وہ اس پر کرتا ہے اور ہوشیار آدمی کی آنکھ کبھی نہیں سوتی۔ تم اس عقلمندی کو دیکھو کہ لڑائی ہو رہی ہے اور دونوں لشکروں میں نہ طبل ہے نہ علم۔

وہ احادیث جو ماموں سے مروی ہیں

بیہقی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ حاکم سے سنا ہے کہ وہ بروایت ابو احمد صیرفی از جعفر بن ابی عثمان طیالسی روایت کرتے ہیں کہ میں نے (ابو عثمان طیالسی نے) عصر کی نماز ماموں کے پیچھے مقصورہ میں عرفہ کے دن پڑھی جب سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی میں نے ماموں کو دیکھا تو وہ درابزین کے پیچھے کہتا ہے چپ رہو چپ رہو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کل کے روز تکبیر کہنا ہے۔ جب بقر عید کا دن ہوا تو میں نماز کیلئے گیا۔ ماموں نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد کہا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔ ہم سے ہشیم بن بشیر نے بروایت ابن شبرمہ عن الشعبی عن براء بن عازب عن ابی بردہ بن دینار روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے قبل از نماز بقر عید قربانی کی اس نے اپنے استعمال کیلئے گوشت کر لیا اور جس نے بعد از نماز قربانی کی وہ طریقہ سنت کو پہونچ گیا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا اللہ العالمین مجھے صلاحیت عنایت فرمائیے مجھ سے طلب صلاحیت کرئیے اور میرے ہاتھ سے صلاحیت پہنچائیے۔ حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے اس حدیث کو سوائے ابو احمد کے کسی سے نہیں لکھا اور وہ ہمارے نزدیک ثقہ ہے میرے دل میں اسکی طرف سے شبہہ تھا مگر میں نے ابوالحسن دار قطنی سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک جعفر سے بھی صحیح ہے میں نے دریافت کیا کہ شیخ ابو احمد کی اس روایت میں کسی اور نے بھی متابعت کی ہے کہا ہاں مجھ سے وزیر ابو الفضل جعفر بن فرات نے از ابوالحسین محمد بن عبدالرحمن رودباری از محمد بن عبدالملک تاریخی روایت کی ہے اور وہ کل ثقہ ہیں پھر کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر طیالسی نے اور انسے یحیٰی بن معین نے کہ ماموں نے اس خطبہ اور اس حدیث کو پڑھا۔ صولی کہتے ہیں کہ ہم سے جعفر طیالسی نے بحوالہ یحیٰی بن معین بیان کیا کہ بغداد میں جمعہ کے دن جو عرفہ کا روز بھی تھا خطبہ پڑھا اسلام کے بعد لوگوں نے تکبیر کہی ماموں نے تکبیر کا انکار کیا اور پھر ایک جست کر کے مقصورہ کی لکڑی پکڑ کر کھڑا ہوگیا۔

کہ کیا شور ہے غیر وقت کیوں تکبیر کہتے ہو مجھ سے ہشیم نے عن مجاہد عن الشعبی عن ابن عباس روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرۃ العقبہ تک تلبیہ کیا کرتے تھے اور دوسرے روز تلبیہ کے بعد ظہر کے وقت سے تکبیر کہا کرتے تھے ۔ صولی کہتے ہیں کہ ابو القاسم نے ہم سے بروایت احمد بن ابراہیم موصلی بیان کیا کہ ہم ایک روز مامون کے پاس حاضر تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خلقت خدا کی عیال ہے ۔ خداوند تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اسکی عیال کو بہت نفع پہونچائے ۔ مامون نے زور سے چیخ کر کہا کہ چپ رہ میں تجھ سے زیادہ عالم بالحدیث ہوں مجھ سے یوسف بن عطیہ صفار نے بروایت ثابت از انس رضی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خلقت خدا کی عیال ہے پس زیادہ محبوب ترین بندگان خدا میں خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو اسکی عیال کو سب سے زیادہ نفع پہونچائے ۔ ابن عساکر نے بھی اس حدیث کو اسی طریقہ سے بیان کیا ہے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں یوسف ابن عطیہ کے طریقہ سے بیان کیا ہے ۔ صولی کہتے ہیں کہ مجھ سے مسیح بن حاتم العکلی نے بیان کیا کہ عبد الجبار بن عبد اللہ کہتے تھے کہ میں نے مامون کا خطبہ سنا ہے آپ نے اس میں حیا کا بیان کیا تھا اور اسکی بہت تعریف و توصیف بیان کی تھی پھر کہا تھا کہ ہشیم نے بروایت منصور از حسن از ابو بکرہ و از عمران بن حصین نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بیہودہ گوئی جفا ہے اور جفا دوزخ میں ہے ۔ ابن عساکر نے اسکو یحییٰ بن اکثم عن مامون بیان کیا ہے ۔ حاکم کہتے ہیں کہ محمد بن احمد بن تمیم نے یحییٰ بن اکثم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ایک دن مامون نے کہا کہ اے یحییٰ میرا جی چاہتا ہے کہ میں حدیث بیان کروں میں نے کہا کہ امیر المومنین سے بڑھ کر اس کام کیلئے کون شخص موزوں ہو سکتا ہے کہا اچھا ممبر رکھوا دو مامون ممبر پر چڑھا اور سب سے پہلے یہ حدیث بیان کی کہ ہم سے ہشیم نے اور انسے ابو الجہم نے اور انسے زہری نے اور انسے ابی سلمہ نے اور انسے ابو ہریرہ رضی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں شعراء کا علمبردار امراء القیس ہو گا پھر تیس احادیث اور بیان کیں اور ممبر سے اتر آیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے یحییٰ تم نے ہماری اس مجلس کا رنگ کیسا دیکھا میں نے عرض کیا کہ آپکی مجلس یا امیر المومنین بہت اچھی تھی آپنے ماشاء اللہ خاص و عام کو خوب سمجھایا کہنے لگا تیری قسم نہیں میں نے اس مجلس میں لوگوں میں حلاوت نہیں دیکھی یہ مجلس تو پھٹے پرانے کپڑے والوں کی ہی ہے جو قلم دوات لئے ہوئے ہوں ۔ خطیب کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو الحسن علی بن قاسم نے بروایت ابراہیم بن سعید الجوہری روایت کیا ہے کہ جس وقت مامون نے مصر فتح کیا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے اے امیر المومنین آپکے دشمنوں کو شکست دی اور عراقین اور شام اور اہل مصر کو آپکا مطیع کر دیا آپ ماشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے چچا کے بیٹے ہیں۔ مامون نے کہا کہ مردک ابھی ایک آرزو باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھوں اور یحییٰ سے کچھ املا کراؤں وہ کہتے ہوں کہ خداوند تعالیٰ آپ سے راضی ہوں آپ نے کیا بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مجھ سے حماد بن سلمہ اور اور حماد بن زید نے حدیث بیان کی ہے کہ ہم سے ثابت بنانی نے اور انسے انس بن مالک رضی نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں کو یا اس سے زیادہ کو پرورش کیا ہو اور وہ دونوں بیٹیاں یا بہنیں اسکے سامنے یا اسکے سامنے مرگیا تو وہ شخص میرے ساتھ جنت میں اسطرح ہوگا (اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی دکھلاکر) خطیب کہتے ہیں کہ اس روایت میں غلط فاحش ہے اور شبہ یہ ہے کہ آمیں مامون نے حماد بن سلمہ اور حماد بن زید سے روایت کی ہے حالانکہ مامون کی پیدائش ۱۷۰ھ کی ہے اور ۱۶۷ھ میں حماد بن مسلم نے اور ۱۷۹ھ میں حماد بن زید نے انتقال ہی فرمالیا تھا۔ حاکم کہتے ہیں کہ مجھسے محمد بن یعقوب بن اسماعیل نے بروایت محمد بن سہل بن عسکر بیان کیا ہے کہ ایکروز مامون اذان دینے کیلئے کھڑا ہوا تھا اور ہم اسکے پاس ہی کھڑے تھے اتنے میں ایک شخص مسافر جس کے ہاتھ میں دوات تھی آیا اور کہنے لگا امیر المومنین! محدثین کا سلسلہ ختم ہوگیا مامون نے کہا کیس طرح سا کہتے ہو تمہیں فلاں باب یاد ہے (مگر اسے کچھ یاد نہ تھا) سنو مامون نے احادیث بیان کرنا شروع کیں اور کہا ہم سے ہشیم نے حدیث بیان کی اور انسے حجاج نے اور انسے فلاں نے اسیطرح تمام باب پڑھگیا پھر اس سے دوسرا باب پوچھا مگر اسنے پھر کچھ نہ بیان کیا آخر مامون نے ہی پھر دوسرا باب پڑھنا شروع کیا اور سب ختم کردیا اور اسکے بعد لوگوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اگر کوئی تم سے محدث کا پتہ پوچھے تو میرا پتہ بتلادینا اسکے بعد اس مسافر کو تین درہم دلوادئے۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم نے بروایت یحییٰ بن اکثم بیان کیا ہے کہ میں ایکروز مامون کے پاس رات کو سوگیا۔ نصف رات کے قریب میری آنکھ کھلی تو مجھے پیاس لگی میں کروٹیں بدلنے لگا مامون نے کہا یحییٰ کیا بات ہے میں نے کہا پیاس لگی ہے یہ سنکر اپنی جگہ سے جھپٹا اور فوراً ایک پیالہ پانی لاکر مجھے پلادیا۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین نہ آپنے خادم کو آواز دی نہ غلام کو پکارا مامون نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ اور انسے میرے دادا اور انھوں نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قوم کا سردار انکا خادم ہوتا ہے۔ خطیب نے اسی روایت کو مامون سے اسطرح بیان کیا ہے کہ مجھ سے ہارون رشید نے اور انسے مہدی نے اور انسے منصور نے اور انسے انکے والد نے اور انسے عکرمہ اور انسے ابن عباس نے اور انسے جریر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قوم کا سردار انکا خادم ہوتا ہے۔ ابن عساکر بروایت ابو حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مامون سے سنا ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی میرے باپ نے اور انسے میرے دادا نے بروایت ابن عباس کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم کا غلام انکی قوم میں سے ہوتا ہے۔

محمد بن قدامہ کہتے ہیں کہ جس وقت مامون کو یہ خبر ہوئی کہ مجھ سے ابو حذیفہ یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو انکو دس ہزار درہم عطا کیے ۔ مامون کے زمانہ ۲۰۰ھ میں جب بنو عباس کی مردم شماری کی گئی تو مرد عورت کل تینس ہزار آدمی تھے ۔ اسکے زمانہ میں حسب ذیل علماء کرام نے انتقال فرمایا سفیان بن عیینہ ۔ حضرت امام شافعیؒ ۔ عبدالرحمن بن مہدی یحییٰ بن سعید القطان ۔ یونس بکیر راوی مغازی ابو مطیع بلخی شاگرد رشید حضرت امام ابو حنیفہ ۔ معروف کرخی زاہد ۔ اسحاق بن بشیر مصنف کتاب المبتداء ۔ اسحاق بن فرات قاضی مصر امام مالکؒ کے جلیل القدر شاگرد ۔ ابو عمر شیبانی اللغوی ۔ اشہب حضرت امام مالکؒ کے شاگرد ۔ حسن بن زیاد لولوی شاگرد حضرت امام ابو حنیفہؒ حماد بن اسامہ الحافظ ۔ روح بن عبادہ ۔ شبابہ بن سوار ۔ ابو داؤد طیالسی ۔ غازی بن قیس شاگرد حضرت امام مالکؒ ۔ ابو سلیمان درانی مشہور زاہد ۔ علی رضا بن موسیٰ کاظمؒ ۔ فراء امام عربیہ قطبیہ بن مہران صاحب امالہ قطرب نحوی ۔ واقدی ۔ ابو عبیدہ معمر بن مثنی ۔ نضر بن شمیل ۔ سیدہ نفیسہ ۔ ہشام نحوی کوفہ ۔ یزیدی ۔ یزید بن ہارون ۔ یعقوب بن اسحاق حضرمی قاری بصرہ ۔ عبدالرزاق ۔ ابو العتاہیہ شاعر اسد السنہ ابو عاصم نبیل ۔ فریابی عبدالملک بن ماجشون ۔ عبداللہ بن حکم ابو زید انصاری صاحب العربیہ ۔ اصمعی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ ۔

(۸) المعتصم باللہ ابو اسحاق محمد بن ہارون رشید

المعتصم ابو اسحاق محمد بن رشید ۱۸۰ھ میں بقول ذہبی اور شعبان ۱۷۹ھ میں بقول صولی ایک ام ولد ماردہ نامی کے بطن سے پیدا ہوا کہ جو کوفہ کی پیدا شدہ تھی یہ ہارون رشید کے نزدیک سب سے زیادہ زن شوئی میں حقدار تھی معتصم نے اپنے والد اور اپنے بھائی مامون سے حدیث سماعت کی ہے اور اس سے اسحاق موصلی اور حمدون بن اسماعیل وغیرہ نے روایت کی ہے ۔ یہ شخص بڑا شجیع صاحب قوت و ہمت تھا مگر پڑھا لکھا نہیں تھا صولی کہتے ہیں کہ معتصم کیساتھ ہمیشہ ایک غلام رہا کرتا تھا جو اسے کتاب پڑھایا کرتا تھا جب اسکا انتقال ہو گیا تو معتصم سے ہارون نے کہا بیٹا تمہارا غلام مر گیا کہا بیشک ، یا حضرت غلام مر گیا اور کتاب کی بلا سے چھوٹ گیا اور کتاب تو ایسے ہی ہے سیکھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ کہتے ہیں کہ کچھ کچھ لکھ لیتا تھا اور تھوڑا بہت پڑھ بھی لیتا تھا ۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اگر معتصم خلق قرآن کے متعلق علماء کو تنگ نہ کرتا تو ایک اعظم الخلفاء اور سب سے بڑا خلیفہ ہوتا ۔ نفطویہ اور صولی کہتے ہیں کہ معتصم کے بہت مناقب ہیں اور چونکہ اکثر باتوں میں آٹھ کا عدد شامل اسلئے اسکو مثمن کہتے ہیں چنانچہ خلفاء بنی عباس میں وہ آٹھواں خلیفہ ہے ۔ حضرت عباس کی آٹھویں پشت سے تھا ۔ نیز ہارون رشید کی آٹھویں اولاد تھا ۔ آٹھ برس آٹھ ماہ آٹھ روز سلطنت کی ۱۸۰ھ میں تخت

لشین اور ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا اور اڑتالیس سال زندہ رہا اسکا طالع برج عقرب تھا جو آٹھویں برج ہے آٹھ فتوحات کیں آٹھ دشمنوں کو قتل کیا آٹھ لڑکیاں چھوڑیں آٹھ لڑکے چھوڑے اور جسوقت ربیع الاول کے آٹھ دن باقی تھے انتقال کر گیا — اس کے بعد بہت سے محاسن اور کلمات فصیحہ ہیں مگر جسوقت اسکو غصہ آجاتا تھا تو قتل سے دریغ نہ کرتا تھا — ابن ابو داؤد کہتے ہیں کہ معتصم اپنے بازو میری طرف پھیلا کر کہا کرتا کہ اے ابو عبداللہ میرے بازو میں خوب زور سے کاٹو میں کاٹتا تو کہا کرتا کہ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔ بہت زور سے کاٹو میں پھر کاٹتا بات یہ تھی کہ اسپر نیزہ تک کا بھی اثر نہیں ہوتا تھا چہ جائیکہ دانت کا اثر ہوتا نفطویہ کہتے ہیں کہ معتصم بہت زیادہ سخت گیر واقع ہوا تھا آدمی کے ہاتھ کی ہڈی دو انگلیوں سے دبا کر توڑ ڈالتا تھا — کہتے ہیں کہ سب سے اول خلفاء میں معتصم نے ہی ترکوں کو دفتر میں داخل کیا اور بادشاہان عجم کی مشابہت اختیار کی اور انکے قدم بقدم چلا اسکے ترک غلاموں کی تعداد دس ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی — ابن یونس کہتے ہیں کہ دعبل شاعر نے معتصم کی ہجو لکھی پھر اس سے ڈر کر بھاگتا پھرا آخر مصر چلا گیا پھر مغرب کیطرف بھاگ گیا۔ دعبل کے وہ اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) بادشاہان بنو عباس تو کتابوں میں سات ہی ہیں یہ آٹھواں ہمارے پاس کہاں سے آ دھمکا۔ اسی طرح اہل کہف سات ہیں البتہ آٹھواں انکا کتا ہے میں اس کتے کو تجھ سے زیادہ اچھا جانتا ہوں کیونکہ تو گنہگار ہے اور وہ بیگناہ جسوقت سے تو بادشاہ ہوا ہے بہت سے آدمی ضائع ہو گئے اور وصیف واشناس (دو شخصوں) کی شان بڑھ گئی۔ میں امید کرتا ہوں کہ قیامت قریب ہو گی توبہ کا دروازہ بند ہو جاویگا اور سورج کیوقت پانی تیرے لئے تلخ ہو جاویگا ترکی لوگ تیرے پاس برابر چلے آرہے ہیں تو ہی انکی ماں اور تو ہی انکا باپ ہے — مامون کے بعد رجب ۲۱۸ھ میں اس سے بیعت کی گئی یہ شخص مامون کے قدم بقدم چلا اس نے اپنی عمر مسئلہ خلق قرآن کے متعلق لوگوں کے امتحان میں ختم کر دی اور تمام بلاد محروسہ میں اس کے متعلق احکام نافذ کئے اور معلمین کو حکم لکھا کہ وہ لڑکوں کو اسی کی تعلیم دیں اسنے اس مسئلہ کیوجہ سے لوگوں کو بہت تکالیف دیں اور اکثر علماء کو قتل کرا دیا حضرت امام احمد بن حنبل رح کے منہ پر ۲۲۰ھ میں طمانچہ کھینچ مارا اسی سنہ ۲۲۰ھ میں معتصم نے بغداد سے دارالخلافہ سر من رائے میں منتقل کر لیا جسکی وجہ یہ تھی کہ اس نے ترکوں کو سمرقند فرغانہ وغیرہ سے خرید کرا کر انپر بہت سا مال خرچ کیا انکو ریشمی کپڑے پہنائے سونے کے طوق انکی گردنوں میں ڈالے چونکہ سر چڑھے غلام تھے بغداد میں گھوڑوں پر چڑھکر گھومتے اور لوگوں کو اذیت پہنچاتے جس سے شہر تنگ آ گیا تھا اہل بغداد جمع ہو کر آئے اور کہا کہ اگر آپ اپنی اس فوج کو منع نہ کرینگے تو ہم آپکے ساتھ لڑنے کو تیار رہیں۔ معتصم نے کہا کس طرح اور کن ہتھیاروں سے لڑو گے کہا جادو کے تیروں سے یہ سنکر معتصم نے کہا کہ ان تیروں سے لڑنے کی مجھ

میں طاقت نہیں ہے اور اپنا دارالخلافہ سرمن رائے میں منتقل کر لیا اور اسکو آباد کر لیا۔
۲۲۳ھ میں معتصم نے روم پر فوج کشی کی وہاں کے باشندوں کو ایسی ایسی تکالیف پہنچیں کہ بادشاہان پیشین میں اسکی مثال نہیں ملتی انکے شیرازہ کو منتشر کر دیا انکے ملکوں کو خراب کر دیا اور عموریہ تلوار کے زور سے فتح کر لیا۔ تیس ہزار آدمی تہ تیغ کئے اور اسی قدر قید کر لایا کہتے ہیں کہ جسوقت معتصم نے اس لڑائی کی تیاری کی تھی تو منجموں نے کہا تھا کہ طالع نحس ہے، اسمیں ہزیمت ہو گی مگر یہاں فتح ہوئی اس موقع پر ابو تمام شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جسمیں اس نے منجموں اور نجوم کی خوب گت بنائی ہے اور مذاق اڑایا ہے جسکا ایک شعر یہ ہے (ترجمہ شعر) کہاں ہے روایت اور کہاں ہے نجوم۔ سوائے اس کے کہ اس میں کنکریاں جھوٹ بھرا ہے — معتصم کا انتقال ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ھ بروز جمعرات واقع ہوا جبکہ وہ قرب وجوار کے دشمنوں کو تاخت وتاراج کر رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ مرض موت میں یہ آیت پڑھتا تھا حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً ۔ نزع کی حالت میں کہنے لگا تمام حیلے جاتے رہے اب کوئی حیلہ باقی نہیں رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ نزع کی حالت میں یہ کہتا تھا مجھے اس خلقت سے نکال لے چلو۔ بعض کہتے ہیں یہ کہتا تھا الہا العالمین! آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے نہیں بلکہ خود اپنے سے ڈرتا تھا اور آپ سے امید رکھتا تھا اپنے سے نہیں — معتصم کے اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) مرتبانی قریب ہو گئی اے غلام جلدی کر اور اس پر زین کس اور لگام دے ترکوں سے کہدو کہ میں موت کے گہرے پانی میں اترنے والا ہوں جس کا جی چاہے رہے اور جو چاہے چلا جائے۔
معتصم کے اقصائے مغرب تک جانے کا قصد کیا تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ جو ممالک اب تک بنوامیہ کے غلبہ کی وجہ سے بنوعباس کے قبضہ میں نہیں آئے انکو فتح کیا جائے — صولی احمد بن خطیب سے روایت کرتے ہیں کہ ایکروز معتصم نے مجھ سے کہا کہ جس وقت بنی امیہ بادشاہ ہوئے تھے تو ہم میں کوئی بادشاہ نہ تھا اور جسوقت ہم بادشاہ ہوئے تو امویوں کی حکومت اندلس میں موجود ہے اندلس کے لئے سامان جنگ مہیا کرنا شروع کیا تھا اور ابھی تیاری ہی کر رہا تھا کہ موت کے فرشتہ نے آدبایا — صولی کہتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن محمد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ جس قدر بادشاہان روئے زمین معتصم کے دروازے پر جمع ہوئے اتنے کسی بادشاہ کے پاس جمع نہیں ہوئے اور نہ اتنی مہتم بالشان فتوحات کسی بادشاہ کے زمانہ میں ہوئیں اس نے بادشاہان آذربائیجان طبرستان، سیستان، اشیانج، فرشانہ، طخارستان، صفد اور کابل کے بادشاہ کو قید کر لیا تھا۔
بقول صولی معتصم کی انگوٹھی پر یہ کندہ تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔

صولی کہتے ہیں کہ احمد یزیدی سے روایت ہے کہ جب معتصم اپنے اس قصر سے جو اسنے میدان میں بنوایا تھا
فارغ ہوا تو اسمیں جاکر بیٹھا لوگ سلام کیلئے حاضر ہوئے اسوقت اسحاق موصلی نے اپنا ایک قصیدہ جو معنوی لحاظ سے
جواب تھا پڑھا مگر شروع ہی قصیدہ میں اسحاق موصلی نے یہ شعر لکھا تھا (ترجمہ شعر) اے گھر تجھے بلا نے بدل
الیں گی۔ کاش کہ تو پرانا ہی ہوجاتا۔ معتصم نیز دوسرے لوگوں نے اس شعر سے بدشگونی لی اور ایک دوسرے
نے باہم اشارے کئے اور تعجب کیا کہ اسحاق نے باوجود فہیم ہونے اور بادشاہوں کی صحبت میں رہنے کے ایسی صریح
غلطی کسطرح کی۔ آخر معتصم نے اس قصر کو منہدم کرادیا۔ ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ معتصم جسوقت کسی سے
کلام کرتا تھا تو بلاغت ختم کردیتا تھا یہی پہلا بادشاہ ہے جسکے باورچیخانے کا خرچ دن دونا رات چوگنا ہوتا گیا
یہاں تک کہ ایکہزار دینار روزانہ کا خرچ ہوگیا۔ ابو العیناء کہتے ہیں کہ معتصم کا قول ہے جب خواہش اور طمع کو فتح
ہوجاتی ہے تو عقل باطل ہوجاتی ہے اسحاق کہتے ہیں کہ معتصم کہا کرتا تھا کہ جو شخص اپنے مال اور علم کیساتھ طلب حق
کریگا وہ ضرور حق کو پائیگا۔ محمد بن عمرو رومی کہتے ہیں کہ معتصم کا ایک غلام تھا جسکا نام عجیب تھا اور واقعی یہ
شخص اسم بامسمی تھا معتصم اسکو بہت زیادہ محبوب رکھتا تھا اسکی تعریف میں معتصم نے چند اشعار بھی مرتب کئے تھے ایک
دن مجھے بلاکر کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ میں باعتبار اپنے دوسرے بھائیوں کے بہت کم لکھا پڑھا ہوں کیونکہ مجھے امیر المومنین
ہارون رشید کو بہت زیادہ محبت تھی اور مجھے کھیل کود کا بہت شوق تھا مجھے جو کچھ لوگوں نے علم حاصل کرنیکے متعلق
سمجھایا میں نے کبھی کی ایک نہ سنی اب میں نے عجیب غلام کے متعلق چند اشعار لکھے ہیں تم انھیں سنکر مجھے سچ بتاؤ
اگر وہ اچھے ہیں تو میں انکی اشاعت کروں ورنہ ردی کی ٹوکری میں ڈالدوں یہ کہکر اسنے سنانے شروع کئے (ترجمہ
اشعار) میں نے عجیب کو دیکھا وہ آراستہ شدہ ہرن ہے اسکا چہرہ مثل بدر کے ہے اسکا قد سرو قد ہے۔ وہ میری
محبت کا طبیب ہے۔ یہ طبیب معدوم نہ ہو جیسے میں عجیب سے محبت رکھتا ہوں — میری خواہش نے اسکو
عجیب پایا ہے۔ میں نے یہ اشعار سنکر تخت خلافت کی قسم کھاکر عرض کیا کہ یہ اشعار ان خلفاء کی بہ نسبت جو شعراء
نہ تھے بہت اچھے ہیں یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجھے پچاس ہزار درہم عنایت کئے۔ صولی کہتے ہیں کہ عبد الواحد
بن العباس الریاشی فرماتے تھے کہ ایکمرتبہ بادشاہ روم نے ایک خط تہدید آمیز معتصم کے پاس بھیجا جب معتصم
نے اسکو پڑھا تو فوراً کاتب سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم امابعد میں نے تیرا خط پڑھا اور تیرا خطاب سنا جواب
تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیگا سننے کا نہیں اور کفار کو عنقریب معلوم ہوجائیگا کہ انکا ٹھکانا کہاں ہے (معتصم کی جو
گفتگو ایک مرتبہ شعراء سے ہوئی اسکو ہم نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ اردو خواں اصحاب کیلئے خلجان و بال جان ہے مترجم)

احادیث جو معتصم سے مروی ہیں

صولی کہتے ہیں کہ مجھ سے علائی نے اور ان سے عبد الملک بن ضحاک اور انسے ہشام بن محمد اور انسے

معتصم نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد ہارون رشید نے اور انسے مہدی نے اور انسے منصور نے اور انسے انکے والد نے اور انسے منصور کے دادا نے اور انسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بنی فلاں سے دیکھا کہ اترا کر چلتے ہیں آپکے چہرہ مبارک سے غضب کے آثار نمودار ہوئے پھر آپنے یہ آیت تلاوت کی والشجرة الملعونة فی القرآن۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسا درخت ہے ہمیں بتا دیجئے تاکہ ہم اس سے علیحدہ رہیں آپنے فرمایا وہ درخت نباتاتی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہی بنو امیہ ہیں جب یہ بادشاہ ہونگے ظلم کرینگے اگر انکو امانت دیجائیگی خیانت کرینگے اور پھر آپنے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ چچا خداوند تعالیٰ تمہاری پشت سے ایک آدمی پیدا کرینگے جسکے ہاتھ سے بنو امیہ ہلاک ہونگے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور حضرت علائی کی فرائی ہے — ابن عساکر کہتے ہیں کہ ابو القاسم علی بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ایک روز اسحاق بن یحیٰی بن معاذ معتصم کے پاس اسکی عیادت کو گئے اور کہا کہ آپکو انشاء اللہ صحت ہوگی۔ معتصم نے کہا کیونکر ہوسکتی ہے میں نے اپنے والد ہارون رشید سے سنا ہے وہ اپنے والد مہدی سے بروایت منصور عن ابیہ عن جدہ عن ابن عباس بیان کرتے تھے کہ جس شخص نے جمعرات کے روز پچھنے لگوائے وہ شخص بیمار ہوجاویگا اور اسی میں مریگا۔

اسکے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا۔ حمیدی استاد بخاری۔ ابونعیم الفضل بن دکین۔ ابو غسان النہدی۔ قالون المقری۔ خلاد مقری۔ آدم بن ابی ایاس۔ عفان۔ قعنبی۔ عبدالمروزی۔ عبداللہ بن صالح کاتب لیث۔ ابراہیم بن مہدی۔ سلیمان بن حرب۔ علی بن محمد مدائنی۔ ابوعبید القاسم بن سلام۔ قرہ بن حبیب عابد۔ محمد بن عیسیٰ الطباع الحافظ۔ اصبغ بن فرج فقیہ۔ سعدویہ الواسطی۔ ابوعمر الجرمی النحوی۔ محمد بن سلام بیکندی۔ سنید۔ سعید بن کثیر بن عفیر۔ یحیٰی بن یحیٰی تمیمی و دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۹) الواثق باللہ ہارون

الواثق باللہ ہارون ابوجعفر بقول بعض ابو القاسم بن معتصم بن رشید۔ یہ شخص ایک ام ولد رومیہ سے جس کا نام قراطیس تھا ۲۰ شعبان ۱۹۶ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کی زندگی میں ولیعہد خلافت مقرر ہوا اور ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اس نے ۲۲۸ھ میں ایک ترکی اشناس نامی کو نائب السلطنت مقرر کیا اور اسکو ایک تاج جو جواہر سے مکلل تھا۔ پہنایا اور دو طرے جواہرات کے لگائے میرے خیال میں یہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جس نے نائب السلطنت مقرر کیا ورنہ ترک تو اسکے باپ ہی کے وقت میں زیادہ بڑھ گئے تھے — ۲۳۱ھ میں اسنے ایک خط حاکم بصرہ کو بھیجا کہ وہ اماموں اور موذنوں کا خلق قرآن کے متعلق امتحان کرے اپنے اسکے باپ کی بنا لوٹ میں کیا تھا۔ آخر میں اس مسئلہ سے برگشتہ ہوگیا۔

سی ۲۳۱ھ میں اسنے احمد بن نصر خزاعی کو جو اہل حدیث تھے
قتل کر دیا اسکا قصہ اسطرح بیان کرتے ہیں کہ انھیں بغداد اور جنگل کو کہتے ہیں جسمیں گھاس تک نہ اگ سکے
قرآن کے متعلق دریافت کیا مقتول نے کہا کہ قرآن شریف مخلوق نہیں ہے ذرہ برابر بھی ایمان نہو اسکا دل ایمان سے
کی رویت کے متعلق پوچھا آپنے کہا کہ روایت سے ضرور رویت ثابت ہے کی سند کیلئے کہا بعض جلد بازوں نے
واثق نے کہا تم جھوٹے ہو مقتول نے کہا تم جھوٹے ہو۔ واثق نے کہا افسوس ہے آگئی اور کہا واللہ کیا خوب ہم
اور ایک مکان میں مقید اور ایک دیکھنے والے کی آنکھ میں سما جانیوالا ہے سمجھنے میں استعمال ہوا تھا۔ واثق
معتزلہ کی جو ایک جماعت واثق کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اس نے انکی موت مقار ہیں کوئی شخص واثق سے
نے تلوار منگائی اور کہا جسوقت میں کھڑا ہوں تم میرے ساتھ ہرگز نہ کھڑے ہونا کیونکہ ایسی صفات سے خدا کو پوجنے
والے شخص کے قتل میں جو قدم اٹھاؤنگا اسکا مجھے ضرور ثواب ملیگا۔ احمد بن نصر ایک چمڑے کے فرش پر
پابز نجیر بٹھائے گئے اور واثق نے انکے پاس جاکر انکو شہید کر دیا اور حکم دیا کہ انکا سر بغداد بھیجدیا جائے اور
وہاں لٹکا دیا جائے اور انکا جسم سر من رائے میں سولی چڑھا دیا جائے چنانچہ انکا سر اور جسم اسی حالت میں
رہا حتی کہ جسوقت متوکل بادشاہ ہوا تو اسنے اتروا کر دفن کرا دیا جسوقت انھیں سولی پر چڑھایا گیا تھا تو انکے
کان میں ایک پرچہ لکھکر لٹکا دیا گیا تھا کہ یہ سر احمد بن نصر بن مالک کا ہے اسکو عبد اللہ امام ہارون نے قول خلق قرآن
اور نفی تشبیہہ خداوند تعالی کیطرف بلایا تھا مگر اسنے اسکا انکار کیا خداوند تعالی نے اسکو دوزخ کیطرف بلالیا
اس سر پر ایک چوکیدار مقرر تھا کہ اسکو نیزہ کیساتھ قبلہ رخ نہ ہونے دے۔ چوکیدار نے ایکروز بیان کیا کہ
ایک رات میں نے انکو قبلہ رو ہو کر یسین پڑھتے ہوئے دیکھا ہے یہ حکایت دوسرے طریقہ سے بھی آئی ہے۔
اسی سال روم سے ایکہزار چھ سو مسلمان قیدی چھوڑوائے ابن داؤد نے کہا کہ جو شخص خلق قرآن کا قائل ہو اسکو
ان قیدیوں میں سے دو دو دینار دیکر چھوڑ دیا جائے اور جو شخص اسکا قائل نہو اسکو مقید ہی رکھا جائے
خطیب کہتے ہیں کہ ایک احمد بن داؤد ہی واثق پر قابو یافتہ ہو رہا تھا اور وہ ہی اسکو تشدد پر مائل کرتا تھا اور
لوگوں کو خلق قرآن کی دعوت دیتا تھا کہتے ہیں کہ اسنے بھی اپنی موت سے پہلے خلق قرآن سے رجوع کر لیا تھا
کہتے ہیں کہ ایک شخص واثق کے پاس قید کر کے لایا گیا جو مقید تھا جب وہ آیا تو اسوقت ابن ابی داؤد
بھی موجود تھا اسنے ابن داؤد کو مخاطب کر کے کہا کہ جس مسئلہ کیطرف تم لوگوں کو بلاتے ہو اسکا علم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو بھی تھا یا نہیں۔ اگر آنجناب کو اسکا علم تھا تو حضور نے اسکی طرف لوگوں کو کیوں نہ بلایا۔ ابن ابی
داؤد نے کہا کہ علم ضرور تھا۔ قیدی نے کہا کہ اچھا جب علم تھا تو جو کام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تم اسکو کیوں کرتے ہو اور جسکو
آنجناب نے ناجائز رکھا تم کسطرح جائز سمجھتے ہو اسکو سنکر تمام لوگ متحیر رہ گئے اور واثق ہنسکر اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے زنانہ میں

معتصم نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز قرار دیا ہم اسکو جائز سمجھ رہے
انکے والد نے اور انسے منصور کے دادا نے خاموشی اختیار کی ہم اسمیں تشدد کر رہے ہیں اسکے بعد قیدی کیلئے تین سو
نے ایک شخص کو بنی فلاں سے دیکھا کہ اقرار کر دیا اسکے بعد کسی کا امتحان نہیں لیا اور اسی روز سے ابن ابی داؤد سے بگڑ
گئی والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن — ابو عبد اللہ بن محمد ازدی ابوداؤد اور نسائی کے استاد تھے — ابن ابی
تاکہ ہم اس سے علیحدہ رہیں آپنے فرمایا اچھا آدمی تھا جس میں ذرا زردی کی جھلک مارتی تھی آپکی داڑھی نہایت
ظلم ہو رہا تھا گر انکو امانت دیجاسکتی ہے ایک لفظ تھا — یحیی بن اکثم کہتے ہیں کہ جتنی بھلائیاں آل علی کیساتھ
واثق نے کی ہیں اتنی کسی نے نہیں کیں جسوقت وہ مرا ہے تو علویوں میں کوئی شخص مفلس نہیں تھا — کہتے
ہیں کہ واثق نہایت ادیب اور اچھا شاعر تھا ایک خادم جو اسکے پاس مصر سے بطور ہدیہ کے آیا تھا اسکو نہایت
محبوب تھا۔ اتفاقاً ایکروز واثق اسپر غصہ ہو گیا واثق نے سنا کہ وہ خادم کسی دوسرے خادم سے کہہ رہا ہے
کہ واللہ واثق کل ہی کو مجھ سے بولنا چاہیگا مگر میں اس سے کلام نہیں کرونگا واثق نے یہ سنکر کہا (ترجمہ اشعار)
اے وہ شخص کہ میری تکلیف پر فخر کرتا ہے تو ایک ظالم بادشاہ بنکر آیا ہے - اگر محبت نہ ہوتی تو ہم قدر کے متعلق
بات چیت کرتے ہاں اگر کبھی محبت سے افاقہ ہوا تو دیکھ ہی لینا۔ اسکے اشعار بھی زبان زد عام ہیں — صولی کہتے
ہیں کہ واثق مامون کو اپنے سے علم ادب اور فضیلت میں کم درجہ سمجھتا تھا اور مامون اسکی تعظیم کرتا تھا
بیٹے پر اسکو ترجیح دیتا تھا۔ واثق فی الواقع اپنے زمانہ کے لوگوں میں بہت بڑا عالم تھا اور نہایت اچھا گاتا
یہ شخص راگ میں سب سے زیادہ خلفاء کے اندر ماہر ہوا ہے اسنے بہت سی باتیں اصوات والحان سے بن قریب
سو کے ایجاد کی ہیں۔ عود بجانے اور اشعار و اخبار میں وہ سب سے بڑا استاد مانا جاتا ہے — فضل
یزیدی کہتے ہیں کہ خلفاء بنی عباس میں واثق کے سب سے زیادہ اشعار یاد تھے کسی نے انسے دریافت کیا کہ
کیا مامون سے بھی زیادہ یاد تھے کہا ہاں۔ اصل بات یہ ہے کہ مامون علم ادب کے ساتھ ساتھ علم اوائل
نجوم، طب، منطق کا بھی عالم تھا اور واثق محض علم ادب عربی میں ہی کامل تھا — یزید مہلبی کہتے ہیں کہ
واثق کی خوراک بہت زیادہ تھی اور وہ بڑا پر خور آدمی تھا — ابن فہم کہتے ہیں کہ واثق کا دستر خوان چاندی
کا بنا ہوا تھا جسکے چار ٹکڑے تھے ہر ایک ٹکڑا بیس آدمی اٹھایا کرتے تھے اور اس میں کٹورے گلاس آبخورے
تمام چاندی ہی کے تھے ابن داؤد نے کہا کہ چاندی کے ظروف میں کھانا منع ہے اسنے فوراً حکم دیا کہ انکو توڑ کر انکی
چاندی بیت المال میں داخل کردیجائے — حسین بن یحیی کہتے ہیں کہ واثق نے ایکروز خواب میں دیکھا کہ گویا خداوند تعالی سے
جنت کی درخواست تاہم اور ایک کہنے والا کہتا ہے کہ خداوند تعالی اس شخص کے سوا جسکا دل مرت (بیلیاں خشک) جیسا
ہو کسی کو ہلاک نہ فرمادینگے صبح کو واثق نے ہم جلیسوں سے اسکی تعبیر لینا چاہی مگر کوئی نہ بتلا سکا آخر واثق نے

ابو محلم کو بلا کر اسکی تعبیر دریافت کی انھوں نے کہا کہ مرت اس بیابان اور جنگل کو کہتے ہیں جسمیں گھاس تک نہ اگ سکے اسکے معنی یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ اسی شخص کو ہلاک کریگا جسکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہو اسکا دل ایمان سے اسطرح خالی ہو جسطرح مرت گھاس سے خالی ہوتا ہے واثق نے علماء عربیہ کی سند کیلئے کہا بعض حیلد بازوں نے فوراً ایک شعر بنی اسد کا جسمیں لفظ مرت تھا پڑھ دیا اس پر ابو محلم کو ہنسی آگئی اور کہا واللہ کیا خوب پھر سو شعراء عرب کے سو اشعار سند میں پیش کئے جنمیں لفظ مرت انھیں معنی میں استعمال ہوا تھا۔ واثق نے انکو ایک لاکھ دینار عطا کئے۔ حمدون بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ خلفاء میں کوئی شخص واثق سے زیادہ حلیم اور تکلیفوں پر صبر کرنیوالا نہیں ہوا۔ البتہ بعض وقت ان صفات کے بالکل برعکس بھی ہوجاتا تھا۔
احمد بن حمدون کہتے ہیں کہ ایکروز اسکے پاس اسکے استاد ہارون بن زیاد تشریف لائے اسنے انکی نہایت تعظیم و تکریم کی کسی نے دریافت کیا کہ یا امیر المومنین یہ کون شخص ہیں جنکی آپ اسقدر تعظیم کرتے ہیں واثق نے کہا کہ یہ وہ شخص ہیں کہ جنھوں نے سب سے پہلے میری زبان ذکر خدا کے ساتھ کھولی اور مجھے خداوند تعالیٰ کی رحمت کے نزدیک کر دیا۔ واثق نے ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ یوم چہار شنبہ کو سرمن رائے میں انتقال کیا۔ نزع کیوقت وہ بار بار یہ اشعار پڑھتا تھا (ترجمہ اشعار) موت میں تمام خلقت مشترک ہے۔ نہ اس سے بازار چھوٹیگے نہ بادشاہ۔ نہ فقیروں کو دنیا چھوڑنے میں افلاس منع کرتا ہے نہ بادشاہوں کو انکا ملک کوئی فائدہ پہونچاتا ہے کہتے ہیں کہ جسوقت اسکا انتقال ہوا تو لوگ متوکل کی بیعت میں مشغول ہوگئے اور اسکی لاش تنہا رہ گئی ایک سوسمار آیا اور اسکی آنکھیں نکال کر کھا گیا۔ اسکے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ مسدد۔ خلف بن ہشام بزار مقری۔ اسمٰعیل بن سعید الشالحی شیخ اہل طبرستان۔ محمد بن سعد کاتب الواقدی ابو تمام الطائی شاعر۔ محمد بن زیاد بن الاعرابی اللغوی بویطی شاگرد حضرت امام شافعیؒ انکا انتقال قیدخانہ میں ہوا۔ علی بن مغیرہ الاثرم اللغوی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

واثق کے مختصر حالات

صولی کہتے ہیں کہ جعفر بن علی بن رشید سے مروی ہے کہ ہم ایک روز واثق کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور دور شراب چل رہا تھا اسکے خادم مہج نے اس کو ایک صبوحی پلائی اور گلاب نرگس کے پھول دئے اسپر واثق نے ایک نظم لکھی جسکا پہلا شعر یہ تھا (ترجمہ شعر) تیری حیا نرگس اور گلاب جیسی ہے۔ معتدل القامت اور معتدل القد ہے کہتے ہیں کہ جیسی واثق نے یہ نظم لکھی ہے خلفاء میں کسی نے ایسے اشعار نہیں لکھے ہیں۔
صولی کہتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن معتز نے بیان کیا کہ واثق کو اپنے دو غلاموں سے بیحد محبت تھی ایکروز ایک خدمتگاران میں سے اسکی خدمت کرتا تھا اور دوسرا دوسرے روز اسکے متعلق واثق کہتا

ہے (ترجمہ اشعار) میرا دل دو شخصوں میں منقسم ہے۔ کسی نے آج تک بھلا ایک روح کو دو جسموں میں بھی دیکھا ہے اگر ایک مجھ سے خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہو جاتا ہے۔ میرا دل دو مصیبتوں میں گرفتار ہے۔

خریمل کہتے ہیں کہ ایک روز واثق کی مجلس میں احظل شاعر کا یہ شعر گایا گیا (ترجمہ شعر) ایک آہو بره ہے جو مجھے شراب پلاتا ہے جسمیں نہ وہ تنگدلی اور بخیل ہوتا ہے نہ سوار (جھوٹا) چھوڑتا ہے۔ سوار کے معنی کسی دریافت کئے کہ سوار کے کیا معنی ہیں مگر کوئی نہ بتلا سکا واثق نے ابن عربی سے اسکے معنی دریافت کئے انھوں نے معہ سند کے اسکے معنی بیان کئے۔ واثق نے انکو بیس ہزار درہم انعام میں دئے ـــ میمون بن ابراہیم احمد بن حسین بن ہشام کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ ایک روز حسین بن ضحاک اور مخارق میں بحث ہو پڑی۔ ایک ابو نواس شاعر کو ترجیح دیتا تھا اور دوسرا ابو العتاہیہ کو بہتر بتلاتا تھا۔ واثق نے کہا کچھ شرط کرو۔ چنانچہ انھوں نے دو سو دینار کی شرط کی واثق نے کہا کوئی اس جگہ علماء میں سے موجود ہے، کہا ہاں۔ ابو محلم موجود ہیں۔ چنانچہ انھیں بلا کر ان سے دریافت کیا گیا انھوں نے کہا ابو نواس بہت بڑا شاعر ہے اور تمام اصناف سخن پر قادر ہے یہ فیصلہ تسلیم کیا گیا اور اس فیصلہ پر دو سو دینار حسین بن ضحاک کو دئے گئے ـــ

(۱۵) المتوکل علی اللہ جعفر

المتوکل علی اللہ جعفر ابو الفضل بن معتصم بن رشید، ۲۰۵ھ یا ۲۰۷ھ میں ام ولد شجاع نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور واثق کے بعد ذوالحجہ ۲۳۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ـــ اسنے تخت پر بیٹھتے ہی سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف میلان شروع کیا اور اہلحدیث یعنی محدثین کی مدد کی اور انکی محنت اور جانفشانی پر غور کیا ۲۳۴ھ میں تمام ممالک کے محدثین مقام سامرہ میں جمع کئے اور انکو بہت انعام اکرام عطا فرمایا اور حکم دیا کہ وہ صفات و رویت الٰہی کے متعلق احادیث بیان کریں اسنے اس کام کیلئے ابو بکر بن ابی شیبہ کو جامع رصافہ میں اور انکے بھائی عثمان کو جامع منصور میں مقرر کیا جنکے وعظ میں روزانہ تقریباً تیس تیس ہزار آدمی جمع ہو جاتے تھے اس کام سے لوگ متوکل سے بہت خوش ہوئے اس کیلئے دعائیں کی گئیں اسکی ثنا اور تعظیم میں بیحد مبالغہ کیا گیا حتی کہ بعضوں نے کہا کہ خلفاء تین ہی ہوئے ہیں حضرت ابو بکر صدیق جنھوں نے مرتدین کو قتل کرایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جنھوں نے دنیا کے ظلم سے بچایا تیسرے متوکل جسنے مردہ سنت کو پھر زندہ کر دیا اور فرقہ جہمیہ کو نیست و نابود کر دیا۔ ابو بکر بن جنازہ اسکی شان میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) آج سنت ایسی معزز ہوئی ہے کہ اسکے بعد کبھی پھر ذلیل نہ ہوگی اسکا منارہ بہت اچھا قائم ہو گیا اور جھوٹ و مکر کا منارہ گر گیا۔ بدعتی دوزخ کیطرف اسطرح بھاگے ہیں کہ پھر اسطرف رخ نہ کرینگے۔ ان لوگوں سے خداوند تعالیٰ نے متوکل خلیفہ کیوجہ سے شفا بخشی گویا ہمارے رب کا خلیفہ ہے اور اپنے نبی کے چچا

کی اولاد ہے اور بنی عباس میں جتنے خلیفہ ہوئے یہ سب میں بہتر ہے اپنے دین کے شیرازہ کو بکھیرنے کے بعد
جج کر دیا اپنے دین سے علیحدگی اختیار کر لی اپنے چچا کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ہمارا معبود اسکی عمر میں ترقی کرے
اور دنیا کی مکروہات سے امن میں رکھے — اسی سال ابن داؤد پر ایسا فالج پڑا کہ گویا وہ ایک پتھر کا ہو گیا
خداوند تعالیٰ نے اسکے افعال کا برا نتیجہ دکھلا دیا۔ اس سال کی عجیب باتوں میں سے یہ ہے کہ عراق میں نہایت زور سے
باد سموم چلی جسکی وجہ سے کوفہ، بصرہ، بغداد کی تمام کھیتیاں جل گئیں اور مسافر ہلاک ہو گئے یہ نقشہ پچاس روز تک
اسیطرح رہا حتیٰ کہ اسکے ساتھ ہمدان میں بھی آگ بھڑکی اور وہاں کی کھیتیاں بھی جل گئیں اور مویشی مر گئے موصل
اور سنجار میں بھی یہی حال ہوا لوگ بازاروں میں نکلنے بند ہو گئے راستوں کی آمد و رفت رک گئی اور ایک خلقت
عظیم اس قیامت کی نظر ہو گئی اسکے بعد دمشق میں زلزلہ آیا کہ ہزاروں مکان گر گئے اور انکے نیچے صد ہا انسان
دبکر مر گئے پھر یہی حال انطاکیہ جزیرہ اور موصل میں بھی ہوا کہتے ہیں کہ اس خوفناک حادثہ میں پچاس ہزار آدمی
ہلاک ہوئے — ۲۳۵ھ میں متوکل نے تمام نصاریٰ کو گلو بند باندھنے کا حکم دیا — ۲۳۶ھ میں اپنے
حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک اور ان مقابر کو جو اسکے ارد گرد واقع تھیں کھدوا دینے کا حکم دیکر
وہاں کاشتکاری کرنیکو کہا اور لوگوں کو آپکی زیارت سے منع کر دیا یہاں تک یہ خرابا اور جنگل بنا رہا آپکی اس حرکت
کیوجہ سے لوگوں کو اس سے بہت صدمہ پہونچا اور اسکو ناصبی (خارجی) کا لقب دیدیا اور اہل بغداد نے اسکی دیواروں
اور مسجد و نہر کا لیاں لکھکر چسپاں کیں شعراء نے اسکی ہجو میں نظمیں لکھیں چنانچہ منجملہ انکے ایک نظم یہ بھی تھی (ترجمہ) واللہ بنی
امیہ پیدا ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو ظلم سے قتل کر دیا۔ اب اسکے مثل ایک اور بنی امیہ آگیا اور اسنے آپکی
قبر اکھڑوا پھینکی اسے رنج اور افسوس تھا کہ وہ اسکے قتل میں کیوں شریک نہیں تھا۔ اسلئے انکی ہڈیاں اکھڑوا دیں۔
۲۳۷ھ میں نائب مصر کے نام حکم جاری کیا کہ وہ ابوبکر محمد بن ابو اللیث قاضی القضاۃ کی ڈاڑھی منڈوا کر اور
گدھے پر چڑھا کر اسکی تشہیر کرے اور اسکے تازیانے مارے اور در اصل تھا بھی وہ اسی قابل لوگ اسکے ظلم سے تنگ
آگئے تھے اور عقیدہ جہمیہ رکھتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اسکو معزول کر کے شہر میں تشہیر کرائی گئی اور روزانہ
بیس کوڑے لگوائے گئے اور اسکے بجائے حارث ابن مسکین کو یہ عہدہ تفویض کیا گیا۔ اسی سال عسقلان میں
آگ لگی جو تین روز میں تمام گھر اور شہر جلا کر ڈھیر کر دیئے۔ اسی سال اس نے حضرت امام احمد بن حنبل
کو بلا کر بھیجا لیکن آپ اسکے سامنے نہ پہونچ سکے بلکہ اسکے بیٹے معتز کی قید میں آئے — ۲۳۸ھ میں بادشاہ
روم نے دمیاط پر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے خوب لوٹا آگ لگا دی اور چھ سو آدمی گرفتار کر کے دریا کے
راستے سے لوٹ گئے — ۲۴۰ھ میں اہل خلاط نے آسمان سے ایک چیخ کی آواز سنی جس سے
ہزاروں آدمی مر گئے عراق میں مرغی کے انڈے کے برابر اولے پڑے اور مغرب میں تیرہ گاؤں زمین

میں دھنس گئے ـــ ۲۲۱ھ میں ستارے بہت زیادہ ٹوٹتے دکھلائی دیئے اور بہت رات گئے تک ٹڈی کی طرح ستارے آسمان میں اڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ـــ ۲۴۲ھ میں سرزمین تونس سے خراسان نیشاپور - طبرستان - اصفہان میں بڑا سخت زلزلہ آیا جس سے پہاڑوں کے ٹکڑے اڑ گئے زمین بقدر قد آدم شق ہو گئی - مصر کے علاقہ میں بمقام سویداء آسمان سے پتھر برسے جنکا وزن دس دس رطل کا تھا - یمن میں پہاڑوں نے اتنی حرکت کی کہ لوگوں کی کھیت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے حلب میں ایک سفید جانور رمضان شریف میں ظاہر ہوا لوگوں نے سنا وہ کہتا تھا لوگو اللہ سے ڈرو خدا سے ڈرو - اسی طرح چالیس آوازیں لگا کر اڑ گیا دوسرے روز پھر آیا اور ایسا ہی کیا - لوگوں نے صدر میں اسکی خبر کی اور صدر کی تحقیق پر پانچسو آدمیوں نے اسکی شہادت دی ـــ اسی سال ابراہیم بن مطہر کاتب نے بصرہ سے پہلی بار تانگہ میں بیٹھ کر حج کیا جس میں اونٹ جتے ہوئے تھے یہ نئی گاڑی دیکھکر لوگوں نے سخت تعجب کیا ـــ ۲۴۳ھ میں متوکل دمشق پہونچا اور اسکو بہت پسند کیا یہاں ایک قصر بنوایا اور رہنے کا ارادہ کر دیا مگر یزید بن محمد المہلبی نے اسکے سامنے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) مجھے خیال ہے کہ شام عراق پر خوشیاں مناتا ہوگا جبکہ امام یہیں رہنے لگیگا - اگر آپنے عراق اور اسکے اہل کو چھوڑ دیا تو گویا آپنے ملاحت کو طلاق دیدی یہ سنکر وہ سمجھ گیا اور ارادہ فسخ کر کے دو تین مہینہ کے بعد لوٹ گیا ـــ ۲۴۴ھ میں متوکل نے یعقوب بن سکیت امام عربیہ کو جو اسکے بیٹوں کا استاد تھا مروا دیا - خطا یہ تھی کہ ایکروز متوکل نے اپنے لڑکوں معتز اور مؤید کو دیکھکر ابن سکیت سے دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک یہ دونوں اچھے اور محبوب ہیں یا حسن حسینؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) یعقوب بن سکیت نے جواب دیا کہ معتز اور مؤید سے تو قنبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا غلام ہی بہتر ہے چہ جائیکہ حضرت امام حسن حسین سے مقابلہ کیا جائے یہ سنکر اسنے چند ترکوں کو حکم دیا کہ اسے چت لٹا کر اسکے پیٹ پر جبتک کود و جبتک یہ زندہ ہے بعض کہتے ہیں کہ اسنے اسکی زبان تالوسے کھچوائی اور یہ مر گئے انکی اولاد کو دیت یعنی خون بہا بھیجدیا اور متوکل اب دراصل ناصبی (خارجی) ہو گیا ـــ ۲۴۵ھ میں دنیا میں ایک عام زلزلہ آیا جسکی وجہ سے شہر قلعے اور پل مسمار ہو گئے انطاکیہ میں ایک پہاڑ سمندر میں جا گرا - آسمان سے ایک ہولناک آواز سنائی دی - مصر میں بہت ہی بڑا زلزلہ آیا اور اہل بلبیس نے ایک آواز سخت مصر کیطرف سے سنی جسکی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہو گئیں مکہ شریف کے چشمے خشک ہو گئے متوکل نے عرفات سے مکہ شریف کیطرف پانی منگوانے میں ایک لاکھ دینار خرچ کیے ـــ متوکل نہایت سخی آدمی تھا کہتے ہیں کہ جتنا مال شعراء کو متوکل نے دیا اتنا کسی خلیفہ نے نہیں دیا اسکے متعلق مروان بن ابی الجنوب کہتا ہے (ترجمہ اشعار) مجھ سے اپنا ہاتھ روک لے اور مجھے زیادہ نہ دے - مجھے خوف ہے کہ میں ہلاک نہ ہو جاؤں یا کوئی سختی نہ آپڑے - متوکل نے یہ سنکر کہا کہ میں جبتک ہاتھ نہ روکونگا - جبتک

میرا جود تجھکو غرق نہ کرے۔ اسنے ایک قصیدے کے صلہ میں اسکو ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس کپڑے انعام
میں دئے تھے۔ اتفاقاً ایکروز متوکل دو چابک لئے ہوئے تھا کہ علی بن جہم آنکلا اور اسنے ایک قصیدہ پڑھا
متوکل نے اسکی طرف ایک چابک بطور انعام کے پھینک دیا اسنے اٹھا کر اسکو الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کیا تو متوکل
نے کہا کیا اس انعام کو کم سمجھتے ہو واللہ یہ ایک لاکھ کی حیثیت سے زیادہ کا ہے اس کہا نہیں یہ نہیں دیکھتا
بلکہ کچھ اور اشعار سوچتا ہوں تاکہ اسکے صلہ میں دوسرا چابک بھی لیلوں چنانچہ اسنے اور اشعار سنا کر دوسرا
چابک بھی لے لیا — بعض کہتے ہیں کہ جب متوکل کو خلافت تفویض ہوئی تو اسوقت آٹھ آدمی ایسے
زندہ تھے جنکے باپ خلیفہ رہ چکے تھے۔ منصور بن مہدی۔ عباس بن ہادی۔ ابو احمد بن رشید۔ عبداللہ بن امین
موسیٰ بن مامون۔ احمد بن معتصم۔ محمد بن واثق۔ منتصر بن متوکل — مسعودی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک جو
کوئی شخص بھی متوکل کے پاس بھلا یا برا پہنچ گیا تو وہ مالامال ضرور ہو گیا ہے یہ بادشاہ لذات اور شراب میں
بہت منہمک تھا اسکے چار ہزار باندیاں تھیں جنسے یہ فائدہ اٹھا چکا تھا — علی بن جہم کہتے ہیں کہ متوکل
ام ولد معتز سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا اور اسکے بدون اسے چین نہ آتا تھا — سلمی کی کتاب المحن میں مرقوم ہے کہ جب
شروع شروع میں حضرت ذوالنون مصری نے احوال و مقامات اہل ولایت کو ظاہر کیا تو عبداللہ بن عبدالحکم
شاگرد حضرت امام مالکؒ جو اسوقت رئیس مصر تھا اسکا انکار کیا اور کہا کہ انھوں نے ایک نئے علم کی ایجاد کی
ہے جو سلف صالحین سے بالکل مروی نہیں ہے اور انھیں زندیق کا خطاب دیدیا امیر مصر نے یہ سنکر انکو بلایا اور
اعتقاد دریافت کیا انھوں نے جواب باصواب دیا جس سے امیر مصر کو تسلی ہو گئی اور اسنے متوکل کو انکا حال
لکھ بھیجا متوکل نے انکی حاضری کے احکام جاری کر دئیے جسوقت یہ ڈاک کی سواری پر پہنچے اور انکا کلام
سنا تو بہت خوش ہوا اور انکی تعظیم و تکریم کی حتی کہ جسوقت صالحین کا ذکر آتا تو کہا کرتا تھا کہ اس میں حضرت
ذوالنون کو بھی شامل کرو — متوکل نے لوگوں سے اول اپنے بیٹے منتصر کیلئے اور اسکے بعد معتز پھر مؤید کیلئے
ولیعہدی پر بیعت لی تھی لیکن چونکہ معتز کی والدہ سے بہت زیادہ محبت تھی اسوجہ سے اسنے ارادہ کیا کہ معتز
کو اول ولیعہد مقرر کردوں اسکے متعلق اس نے منتصر سے استصواب کیا مگر اسنے انکار کر دیا متوکل نے
منتصر کی مرضی کے بغیر بر سر مجلس معتز کو ولیعہد اول بنانا چاہا جس سے منتصر کی بے عزتی اور اسکے ساتھ عہد
شکنی ہوتی ادھر ترکوں نے چند امور کیوجہ سے متوکل سے انحراف کر دیا اور منتصر کیساتھ متوکل کے قتل
کی سازش میں شریک ہو گئے ایک روز آدھی رات جبکہ متوکل اپنی لہو و لعب کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا
انمیں سے پانچ آدمی اندر گھس گئے اور متوکل کو مع اسکے وزیر فتح بن خاقان کے ۴ شوال ۲۴۷ھ
کو قتل کر دیا — کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا

معاملہ کیا اسنے کہا کہ جو میں نے کچھ دنوں تھوڑی سی احیاء سنت کی تھی اسکے صلہ میں خداوند تعالیٰ نے مجھے بخشدیا ۔۔۔ اس قتل پر شعراء میں خوب مرثیہ خوانی ہوئی ۔ چنانچہ یزید مہلبی کہتا ہے (ترجمہ اشعار) اسکو موت آگئی اور آنکہ سوتی ہے ۔ خبردار اسپر بہت سی موتیں آگئیں یہ دکھ درد جو اسے پہنچا ہے کسی خلیفہ کو نہیں پہنچا تھا ورنہ اسکی مثل کوئی روح اور جسم ضائع ہوا تھا ۔۔۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ متوکل اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے فتح بن خاقان سے بیحد محبت ہے میں اسکے بغیر صبر نہیں کرسکتا اگر یہ مجھ سے جدا ہو گیا تو میرا عیش منغص ہوجائیگا چنانچہ بحتری شاعر نے اس نے اسی مضمون کو نظم بھی کرایا تھا خدا کی قدرت ہے کہ دونوں ایک ہی جگہ ایک ہی وقت قتل کردیے گئے ۔۔۔

اخبار متوکل

ابن عساکر کہتے ہیں کہ متوکل نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شکر پارہ مجھ پر آسمان سے گرا ہے جس پر جعفر المتوکل علی اللہ لکھا ہوا ہے ۔ جب یہ تخت خلافت پر بیٹھا تو اسکے خطاب پر لوگوں نے غور و خوض شروع کیا کسی نے منتصر اور کسی نے کچھ بتلایا آخر اسنے خود احمد بن ابی داؤد سے اپنا خواب بیان کیا اور اسی خطاب متوکل کو لوگوں نے پسند کیا اور یہی خطاب سرکاری کاغذات میں درج ہونے لگا ۔۔۔ ہشام بن عمار سے مروی ہے کہ ایکروز متوکل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کاش میں محمد بن ادریس کے زمانے میں ہوتا انکی دیکھتا اور کچھ انسے پڑھتا کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں ۔ لوگو محمد بن ادریس المطلبی رحمت حق ہے اور اپنے پیچھے ایک نیک علم چھوڑ گیا ہے اسکی اتباع کرو کہ ہدایت پاؤ پھر متوکل نے بیان کیا کہ خداوند تعالیٰ محمد بن ادریس پر رحمت واسعہ فرمائیں اور ہم لوگوں پر اسکے مذہب کی حفاظت آسان کریں اور ہمیں اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائیں ۔۔۔ میرے نزدیک اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ متوکل مذہب شافعی رکھتا تھا اور وہ خلفاء میں پہلا شخص تھا جس نے شافعی مذہب اختیار کیا ۔۔۔ احمد بن علی بصری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ متوکل نے تمام علماء کو اپنے یہاں جمع کیا اور جب تمام آگئے تو پھر مجلس میں خود آیا ۔ احمد بن معدل کے سوا تمام علماء اسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہوگئے متوکل نے عبید اللہ سے دریافت کیا کہ کیا اس شخص نے ہماری بیعت نہیں کی انھوں نے جواب دیا کیا امیر المومنین انکی بینائی میں کچھ نقص ہے بیعت انھوں نے ضرور کی ہے یہ سنکر احمد بن معدل نے کہا کہ میری بینائی میں کچھ فرق نہیں ہے میں اچھی طرح دیکھتا ہوں مگر اے امیر المومنین میں تمکو عذاب خدا سے بچانا چاہتا ہوں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں سے یہ امید رکھے کہ وہ اسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے یہ سنکر متوکل انکے برابر میں آکر بیٹھ گیا ۔۔۔ یزید مہلبی روایت کرتے ہیں کہ ایکدفعہ مجھسے متوکل نے کہا اے مہلبی خلفاء سابقین رعایا پر محض اسلئے سختی کرتے تھے کہ انکا رعب داب قائم رہے مگر میں انپر اسلئے نرمی کرتا ہوں

کہ وہ خندہ پیشانی سے مجھے قبول کرکے میری اطاعت کریں۔ عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی کہتے ہیں کہ میں ایکروز
متوکل کے پاس گیا وہ کہنے لگا چونکہ تم ہمارے پاس تین دن سے نہیں آئے تھے اسلئے جو چیز میں نے تمہارے واسطے رکھ
چھوڑی تھی وہ دوسرے کو دیدی۔ میں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین! خداوند تعالیٰ آپکو جزائے خیر عنایت فرمائے
میں اس مضمون کی آپکو دو بیت سنانا چاہتا ہوں اسنے کہا پڑھو۔ چنانچہ میں نے یہ ابیات پڑھنا شروع کیں (ترجمہ
اشعار) جس نیکی کا میرے متعلق آپنے ارادہ کیا ہے اسکا شکریہ مجھپر واجب ہے، اور اگر آپ نیکی کرتا تو مشہور و معروف
ہے۔ اگر وہ چیز مجھکو نہیں پہونچی تو میں شکایت نہیں کرتا کیونکہ رزق جو مقدر ہے وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں جاتا
متوکل نے یہ سنکر مجھے ایکہزار دینار عطا کئے ـــ جعفر بن عبدالواحد ہاشمی روایت کرتے ہیں کہ میں ایکدن متوکل
کے پاس گیا کیونکہ اسکی والدہ کا انتقال ہوگیا تھا متوکل کہنے لگا اے جعفر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں ایک
شعر کہہ لیتا ہوں اور دوسرا نہیں بنتا چنانچہ آج میں نے یہ شعر کہا تھا مگر اسکے آگے کچھ سمجھ میں نہیں آتا (ترجمہ شعر) جس
ہمیں زمانہ نے جدا کر دیا تھا میں نے اسکو یاد کیا۔ تو میں نے خود اپنے ہی نفس کی تعزیت کی اسپر حاضرین مجلس میں سے کسی شخص نے
چسپاں کردیا (ترجمہ شعر) میں نے اس سے کہا کہ موت ہمارا راستہ ہے جو آج نہ مرا کل ضرور مریگا ـــ فتح بن
خاقان سے منقول ہے کہ ایکمرتبہ میں نے آکر متوکل کو سرنگوں اور متفکر پایا تو میں نے عرض کیا امیر المومنین! کیا فکر
ہے واللہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی شخص کو عیش و آرام میسر نہیں ہے متوکل نے کہا فتح مجھ سے بھی زیادہ وہ شخص
آرام میں ہے جو تنج مکان اور ایک نیکبخت اور صالحہ بیوی رکھتا ہو اور اسکے ساتھ اسباب معیشت بھی اسکو میسر ہے
ہو ایسے شخص کو مجال نہیں کہ اواز بھی دیسکیں ورنہ وہ ہمارا محتاج ہے کہ ہم اسے ذلیل سمجھ سکیں ـــ ابوالعیناء
کہتے ہیں کہ کسی شخص نے متوکل کے پاس ایک کنیز کہ فضل نامی ہدیۃً بھیجی چونکہ وہ شاعرہ بھی تھی اسلئے متوکل نے
اس سے دریافت کیا کہ کیا تو شاعرہ ہے اسنے کہا کہ جس نے مجھے فروخت کیا اور جس نے خرید کیا انکا ایسا ہی خیال ہے
کہا اچھا کچھ اپنا کلام سناؤ اسنے پڑھنا شروع کیا کہ (ترجمہ شعر) ملک امام الہدی ۲۳۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا
اسوقت اسکی عمر ستائیس سال کی تھی امام الہدی کی مجھے یقین ہے، کہ اسی سال حکمرانی کریگا۔ خداوند تعالیٰ اس شخص کے
مقصد پورے کریں جو میری اس دعا پر آمین نہ کہے ـــ علی بن جہم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے متوکل کو ایک کنیز محبوبہ
نامی ہدیہ میں دی تھی جسنے طائف میں پرورش پائی تھی اور وہیں علم ادب حاصل کیا تھا اور اشعار بھی کہا کرتی تھی
متوکل اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا اتفاق سے کسی امر پر اس سے رنجیدہ ہوگیا اور محل کی تمام عورتوں کو حکم دیا کہ
اس سے کلام نہ کریں۔ ایکروز متوکل کے پاس جو گیا تو مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے آج محبوبہ کو خواب میں دیکھا ہے
گویا میری اسکی صلح ہوگئی ہے میں نے کہا امیر المومنین بہت اچھا ہوا جو صلح ہوگئی۔ متوکل نے کہا آؤ چلکر
دیکھیں کہ محبوبہ کیا کر رہی ہے جب ہم اسکے کمرہ میں پہونچے تو۔ وہ عود بجا کر یہ گا رہی تھی (ترجمہ اشعار)

میں سارے محل میں پھرتی ہوں مگر کسی کو نہیں دیکھتی کہ میں اپنی شکایت اس سے کروں اور نہ مجھ سے کوئی کلام کرتا ہے گویا میں نے ایسا گناہ کیا ہے کہ اسکی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ کیا کوئی شخص ہے جو بادشاہ سے میری سفارش کرے کیونکہ اس نے مجھ سے خواب میں صلح کر لی ہے کوئی صبح ایسی نہیں ہوتی کہ کوئی شخص مجھے اسکے ہجر میں قتل کر دے۔ یہ سنکر متوکل نے اسے آواز دی اسنے باہر نکل کر اسکے پیر چوم لئے اور کہا حضور! میں نے رات خواب دیکھا تھا کہ آپ نے مجھ سے صلح کر لی ہے متوکل نے کہا کہ واللہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے پھر اسکو اسکے مرتبہ بحال کر دیا جب متوکل قتل کر دیا گیا تو یہ کنیز کثرت سے یہی اشعار پڑھا کرتی تھی ــــ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے بدخوابی کے بعد ایکروز جو کچھ نیند آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوئی شخص آسمان کیطرف اٹھائے ہوئے لئے جا رہا ہے اور کہنے والا یہ کہتا ہے کہ (ترجمہ شعر) ایک بادشاہ ایک عادل بادشاہ کیطرف اٹھایا جا رہا ہے جو عفو میں مشہور ہے اور ظالم نہیں ہے، صبح ہی سر من رائے سے بغداد میں یہ خبر پہونچی کہ متوکل قتل کر دیا گیا ــــ عمرو بن شیبان الجہنی کہتے ہیں کہ جس رات متوکل قتل ہوا اسی روز میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یہ اشعار پڑھتا ہے (ترجمہ اشعار) اے وہ شخص جسکی آنکھیں جسم میں سوتی ہیں اے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہائے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ چند پلید جوانوں نے۔ ہاشمی اور فتح بن خاقان کیساتھ کیا سلوک کیا وہ دونوں اس ظلم کی فریاد خدا سے کر رہے ہیں۔ نیز ایکے ایکے اہل سموٰت کیساتھ بھی۔ عنقریب انکا انجام بھی برا ہوگا۔ انکو بری بات کی توقع بری بات سے ہی کرنا چاہیئے۔ جعفر پر رو اور اپنے خلیفہ کا مرثیہ کہو۔ کیونکہ اس پر جن اور انسان دونوں روتے ہیں۔ پھر دو مہینے کے بعد میں نے متوکل کو خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا کہ خداوند نے آپسے کیا سلوک کیا اسنے جواب دیا کہ چند دنوں جو میں نے احیاء سنت کیا تھا اسکی وجہ سے مجھے خداوند تعالیٰ نے بخش دیا میں نے دریافت کیا کہ آپکے قاتلوں کیساتھ کیا معاملہ ہوگا اسنے جواب دیا کہ میں اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں جب وہ یہاں آجاویگا تب میں خدا کے سامنے فریاد کروں گا۔

وہ احادیث جو متوکل سے مروی ہیں

خطیب کہتے ہیں کہ محمد بن شجاع الاحمر نے بیان کیا کہ متوکل نے بروایت جریر بن عبد اللہ یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے نرمی کو حرام کیا اس پر بھلائی حرام ہو گئی (طبرانی نے جریر سے دوسرے طریقہ پر روایت کیا ہے) ابن عساکر کہتے ہیں کہ نضر بن احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن جہم کہتے ہیں کہ میں ایکروز متوکل کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جمال کا ذکر آگیا متوکل نے کہا کہ اچھے بال بھی جمال میں داخل ہیں پھر کہا مجھ سے معتصم نے اور معتصم نے مامون سے بروایت رشید مہدی منصور عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کی لو کے نیچے ایک مستہ تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موتی جڑا ہوا ہے آپ تمام آدمیوں

زیادہ خوبصورت تھے آپکا گندمی رنگ میانہ قد نہ بہت چھوٹا نہ بہت لمبا تھا۔ عبدالمطلب کے کان کی لو نیچے بھی مسہ تھا اور ہاشم کے کان کی لو کے نیچے بھی تھا ــ علی بن جہم کہتے ہیں کہ متوکل نے مجھسے بیان کیا کہ ہم۔ مامون۔ رشید۔ مہدی۔ منصور اور اسکے باپ محمد اور اسکے دادا علی اور علی کے والد عبداللہ بن عباس کے کان کے نیچے بھی یہ مسّا تھا ــ متوکل کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا۔ ابو ثور۔ امام احمد بن حنبل رح ابراہیم بن منذر الحزامی۔ اسحاق بن راہویہ۔ اسحاق الندیم۔ روح المقری۔ زہیر بن حرب۔ سحنون۔ سلیمان شاذکونی۔ ابومسعود عسکری۔ ابوجعفر نفیلی۔ ابوبکر بن شیبہ اور انکے بھائی۔ دیک الجن شاعر۔ عبدالملک بن حبیب المالکیہ۔ عبدالعزیز بن یحییٰ الحول شاگرد امام شافعیؒ۔ عبداللہ بن عمر قواریری۔ علی بن مدائنی۔ محمد بن عبداللہ بن یحییٰ بن معین۔ یحییٰ بن یحییٰ۔ یوسف الازرق المقری۔ بشر بن ولید الکندی المالکی۔ ابن ابی داؤد معتزلی خدا اسپر رحم نہ کریں۔ ابوبکر الہذلی العالم (شیخ معتزلہ گمراہوں کا سردار) جعفر بن حرب از اکابر معتزلہ۔ ابن کلاب المتکلم۔ قاضی یحییٰ بن اکثم۔ حارث المحاسبی۔ حرملہ شاگرد امام شافعیؒ۔ ابن السکیت۔ احمد بن ... ذوالنون مصری زاہد۔ ابوتراب نخشبی۔ ابوعمر الدوری المقری۔ دعبل شاعر۔ ابوعثمان المازنی النحوی وغیرہ حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المنتصر باللہ محمد ابوجعفر (١١)

المنتصر باللہ محمد ابوجعفر (یا ابوعبداللہ) بن متوکل بن معتصم بن ہارون رشید۔ اسکی ماں ام ولد رومیہ تھی جسکا نام حبشیہ تھا۔ یہ شخص خوبصورت گندم گون۔ فراخ چشم۔ بلند بینی میانہ قد جسیم کلان شکم۔ صبیح بہیب اور نہایت عقلمند نیکی کی طرف رغبت کرنیوالا۔ ظلم اٹھا دینے پر مائل اور علویوں کا محسن تھا۔ اسنے جو علویوں پر خوف طاری ہو گیا تھا زائل کردیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت دیدی اور حضرت امام حسینؑ کی اولاد کو باغ فدک عطا کردیا ــ منتصر اپنے باپ کے قتل کے بعد شوال ۲۴۷ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اور سب سے اول اپنے بھائیوں معتز اور مؤید کو ولیعہدی سے معزول کردیا جن کو متوکل نے ولیعہد مقرر کیا تھا۔ رعیت میں عدل و انصاف پھیلایا جسکی وجہ سے لوگ باوجود اسکی ہیبت کے اسکی طرف مائل ہوگئے۔ یہ شخص حلیم اور کریم بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اسکے اقوال یہ ہیں کہ لذتِ عفو لذتِ سزا سے زیادہ شیریں ہے۔ صاحبِ قدرت کیلئے انتقام لینا ایک شرمناک فعل ہے جب یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا تو ترکوں کو برا بھلا کہنے لگا اور خلیفہ متوکل کے قتل کا الزام انہیں پر لگایا۔ انکو سرائیں دیں حتیٰ کہ ترک اس سے ناراض ہوگئے کیونکہ یہ شخص باوجود ہیبت اور شجاع ہونیکے عقلمند بھی پورا تھا اس بنا پر ترکوں نے خفیہ طور پر اسکے طبیب ابن طیفور کے پاس تیس ہزار دینار رشوت کے بھیجے۔ اس نے اسکی ایک مسموم نشتر سے فصد کھولدی جسکی وجہ سے منتصر کا انتقال ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ

باطبیب اس نشتر کو بھول گیا تھا اور خود بھی مریض ہو گیا تھا اپنے غلام کو حکم دیا اور اسنے زہرناک نشتر سے اسکی بھی
فصد کھولدی پھر یہ طبیب خود بھی مر گیا بعض کا قول ہے کہ اسکا ایک امرود میں زہر دیا گیا بعض کہتے ہیں
کہ خوانیق میں اسکا انتقال ہوا بہرحال جب اسپر نزع کی حالت ہوئی تو اسکی زبان پر جاری تھا کہ اے میری ماں مجھے
دین دنیا دونوں جاتے رہے ہیں اپنے باپ کی موت کا باعث ہوا اور میں بھی چلنے میں جلدی کر رہا ہوں منتصر ۵ ربیع
الآخر ۲۴۸ھ میں بعمر چھبیس ۲۶ سال یا کم وبیش چھ ماہ سے بھی کم خلافت کر کے انتقال کر گیا۔ کہتے ہیں کہ ایکدن یہ کھیل کیلئے
بیٹھا اور اپنے باپ کے خزانہ میں سے ایک فرش نکلوا کر مجلس میں بچھایا اس فرش کے درمیان میں ایک دائرہ بنا ہوا تھا
جسمیں ایک سوار کی صورت بنی ہوئی تھی اور اسکے سر پر تاج رکھا ہوا تھا اور اسکے کناروں پر گرداگرد کچھ فارسی میں لکھا ہوا تھا
اسنے ایک فارسی خواں کو بلا کر اسکا مطلب دریافت کیا فارسی خواں اسے پڑھکر کچھ ترش رو ہو کر چپکا ہو گیا۔ منتصر نے پوچھا
کیا لکھا ہے اسنے جواب دیا کہ اسکے کچھ معنی نہیں ہیں۔ منتصر نے اسکے دریافت پر اصرار کیا آخر اسنے کہا کہ یہ لکھا ہے کہ میں
شیرویہ بن کسریٰ ابن ہرمز ہوں میں نے اپنے باپ کو قتل کیا تھا مگر مجھے چھ مہینے سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا یہ
سنکر اسکا رنگ فق ہو گیا اور اسیوقت فرش کے جلا دینے کا حکم دیا حالانکہ اسمیں سونیکی بناوٹ تھی۔ لطائف المعارف
ثعالبی میں لکھا ہے کہ منتصر کی خلافت میں آکر خلفاء خالص ہو گئے کیونکہ وہ خود اور اسکے باپ دادا پانچ تک تمام خلفاء تھے
اسیطرح اسکے بھائی معتز اور معتمد بھی خالص ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مستعصم بھی ایسا ہی خلیفہ ہوا ہے جسکو
تاتاریوں نے شہید کیا تھا کہ اسکے آبا و اجداد آٹھ پشت سے خلیفہ تھے۔ ثعالبی کہتے ہیں کہ زیادہ تعجب کی بات
یہ ہے کہ خاندان کسریٰ میں جو بادشاہ خالص بادشاہ ہوا یعنی شیرویہ اسنے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور چھ ماہ سے
زیادہ زندہ نہ رہا اسی طرح بنی عباس میں جو خالص خلیفہ ہوا یعنی منتصر اسنے بھی اپنے باپ کو قتل کیا اور چھ مہینہ سے زیادہ زندہ نہ رہا

(۱۲) المستعین باللہ ابوالعباس

المستعین باللہ ابو العباس احمد بن معتصم بن رشید متوکل کا بھائی۔ یہ ۲۲۱ھ میں ام ولد مخارق نامی سے پیدا ہوا یہ
شخص ملیح سفید رنگ تھا اسکے چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اور توتلا تھا۔ جسوقت منتصر کا انتقال ہوا تو
ارکین سلطنت نے مشورہ کیا کہ متوکل کی اولاد سے کسکو خلیفہ منتخب کیا جائے بعضوں نے مشورہ دیا کہ احمد بن معتصم
میں کیا نقصان ہے اسے کیوں نہ منتخب کر لیا جائے۔ وہ ہمارے استاد کا بھی بیٹا ہے چنانچہ اسی رائے پر اتفاق ہوا
اور اٹھائیس ۲۸ سال کی عمر میں تخت خلافت پر بٹھا دیا گیا اور ۲۵۱ھ تک خلیفہ رہا۔ لیکن جب اسنے
ترکوں کے دو شخصوں وصیف اور بغا (بنام بطور خدمتگار کے تھے زبان ترکی میں وصیف اور بغا دونوں
کے معنی خدمتگار کے ہیں) کو قتل کیا اور ان ترکیوں کو جو متوکل کی قتل کی سازش میں شریک تھے

معزول کر دیا تو ترک اس سے بگڑ گئے اور بغا کے خوف کی وجہ سے سامرہ سے بغداد چلا آیا اسوقت ترکوں نے معذرت چاہی اور اسکے پاس قاصد بھیجے اور یہ چاہا کہ پھر سامرہ واپس چلا آوے جسوقت خلیفہ نے واپسی سے انکار کیا تو ترکوں نے اسے قید کر لینے کا ارادہ کر لیا اور معتز باللہ سے بیعت کر کے مستعین سے خلع بیعت کر لی اور معتز نے ایک کثیر لشکر لیکر مستعین پر حملہ کر دیا اہل بغداد کو مستعین کے قتل پر برانگیختہ کیا آخر دونوں میں جنگ ہوئی اور کئی مہینہ تک لڑائی جاری رہی بہت سے لوگ قتل ہوئے لڑائی نے طول کھینچا اور لوگوں پر ایک بلا کا سامنا پیش آیا۔ آخر مستعین کا فریق تنگ آ گیا اور مستعین کی خلع پر صلح کی کوشش کی رقاقی اسماعیل نے اسپر مستعین کی خلع کے معاملہ پر بہت سخت شرطیں لگائیں اور مستعین نے ۲۵۲؁ھ میں خلافت سے کنارہ کشی اختیار کی اور قضاۃ نے اسپر مہر کر دی مستعین واسط کیطرف چلا گیا اور وہاں نو مہینہ تک ایک امیر کی حراست میں قید رہا پھر اس امیر نے سامرہ کی طرف بھیجدیا معتز باللہ نے احمد بن طولون کو لکھا کہ تم مستعین کے پاس جاکر اسکو فوراً قتل کر دو اس نے کہا واللہ میں اولاد خلفاء کو کبھی قتل نہیں کر سکتا پھر اس کام کیلئے سعید حاجب مامور ہوا اور اسنے مستعین کو ۳ شوال ۲۵۲؁ھ کو جبکہ مستعین کی عمر اکتیس ۳۱ برس کی تھی قتل کر ڈالا۔ یہ شخص نیک فاضل ادیب اور بلیغ تھا یہی سب سے پہلا شخص ہے جسنے تین بالشت چوڑی آستینیں نکالی تھیں اور پہلے چھوٹی ٹوپی اوڑھی جاتی تھی اُسکی خلافت میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا عبد اللہ بن حمید۔ ابو طاہر بن السرح حارث بن مسکین بزی المقری۔ ابو حاتم سجستانی جاحظ اور دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) المعتز باللہ محمد

المعتز باللہ محمد اور بقول بعض زبیر ابو عبد اللہ بن متوکل بن معتصم بن رشید ۲۳۲؁ھ میں ام ولد رومیہ قبیحہ نامی سے پیدا ہوا اور مستعین کی خلع کے بعد ۲۵۲؁ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اسکی عمر تخت نشینی کیوقت انیس سال کی تھی اس سے پہلے کسی شخص کو اس تھوڑی عمر میں خلافت نہیں ملی تھی یہ نہایت خوبصورت جوان تھا۔ علی بن حرب جو معتز کے احادیث کے استادوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے اس سے زیادہ کوئی خلیفہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے گھوڑوں کو سونے کا زیور پہنایا ورنہ اس سے پہلے خلفاء اپنے گھوڑوں کو تھوڑا سا چاندی کا زیور پہنایا کرتے تھے ــــ جس سال یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا اسی سال اشناس مر گیا جسکو واثق نے نائب سلطنت بنایا تھا مر گیا اس نے ترکہ میں پچاس ہزار دینار چھوڑے جسکو معتز نے ضبط کر لیا اور اسکی بجائے نیابت سلطنت کا خلعت محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو عنایت کیا اسکے دو تلواریں باندھیں کچھ دنوں کے بعد اسکو معزول کر کے انکی جگہ اپنے بھائی ابو احمد کو نائب سلطنت بنایا اسکے سر پر سونے کا تاج رکھا اور دو جواہرات کے لگے ہوئے دو تلواریں باندھیں پھر اسکو بھی معزول کر کے واسط کی طرف بھیجدیا اور یہ عہدہ بغا شرابی کو دیدیا اور اسکو تاج شاہی پہنایا اس نے معتز پر ایک سال

بعد بغاوت کی مگر یہ قتل کر دیا گیا اور اسکا سر معتز کے پاس حاضر کیا گیا۔ اسی سال کے ماہ رجب میں معتز نے اپنے بھائی مؤید باللہ کو ولیعہدی سے معزول کر دیا اور اسکے درّے لگوائے اور قید کر دیا وہ بیچارہ چند روز کے بعد مر گیا۔ اس فعل سے معتز گھبرایا کہ کہیں مجھ پر بھائی کے قتل یا قتل کرانے کا الزام نہ لگا ئیں اسوجہ سے قاضیوں کو جمع کر کے انکے سامنے شہادتیں پیش کیں لہذا کچھ اثر نہ ہوا معتز باللہ ترکوں سے بہت ڈرتا تھا۔ ایک مرتبہ ان لوگوں نے جمع ہو کر اس سے کہا یا امیر المومنین ہمیں کچھ عنایت کیجیے تاکہ ہم صالح بن وصیف کو قتل کر ڈالیں اور اس شخص صالح بن وصیف سے معتز بہت ہی ڈرتا تھا اسلیئے اسنے اپنی ماں سے کچھ مال ترکوں کو دینے کے لیئے مانگا مگر اسنے انکار کر دیا اور اسوقت خزانہ بھی خالی تھا دینے سے تساہل دیکھ کر ترک فوراً اسکے خلع پر آمادہ ہو گئے اور صالح بن وصیف اور محمد ابن بغا کو بھی اس سازش میں شریک کر لیا ہتھیار لگا کر دار الخلافہ میں گھس آئے اور معتز کو بلا بھیجا کہ فوراً باہر آ۔ معتز نے کہلا بھیجا کہ میں نے دوا پی ہے اور کمزور ہو رہا ہوں اسلیئے باہر نہیں آ سکتا۔ انھوں نے معتز پر ہجوم کر دیا اور اسکی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے اور بیحد مارا چونکہ گرمی کا موسم تھا دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ اول گرزوں سے مارا پھر طمانچے مار مار کر منہ لال کر دیا اور کہا کہ خلع کر۔ پھر قاضی بن ابی الشوارب کو بلا لائے اور انکے سامنے خلع کرا لیا پھر بغداد سے دار الخلافہ سامرہ میں پہونچے اور محمد بن واثق کو ساتھ لیتے گئے۔ جسکو معتز نے بغداد بھیج رکھا تھا معتز نے خلافت محمد بن واثق کے سپرد کر دی اور خود اس سے بیعت کر لی۔ اس واقعہ کے پانچ روز کے بعد ایک جماعت اسے حمام میں لیگئی غسل کرنے کے بعد اسے پیاس لگی تو اسے پانی نہ دیا۔ اور حمام سے جسوقت نکلا تو برف کا پانی پلا دیا جسکے پیتے ہی معتز فوراً مر گیا۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جو پیاسا مرا۔ یہ واقعہ ۸ شعبان ۲۵۵ھ میں واقع ہوا معتز کی ماں قبیحہ پہلے تو ڈر کے مارے چھپ گئی پھر رمضان شریف میں آئی اور صالح بن وصیف کو بہت سا مال بھی ایک کروڑ تین لاکھ دینار اور ایک جامہ دانی جس میں بیش قیمت زمرد جڑے ہوئے تھے اور دوسری جامہ دانی جس میں بڑے بڑے موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے دے۔ جامہ دانیوں کی قیمت کا تخمینہ دو ہزار دینار کے قریب تھا ابن وصیف نے اتنا مال دیکھ کر کہا کہ اس کمبخت عورت نے اپنا لڑکا پچاس ہزار دینار کے عوض میں قتل کرا دیا حالانکہ اس کے پاس اسقدر مال موجود تھا ابن وصیف نے یہ مال لیکر اسکو مکہ شریف بھیج دیا جو معتمد کی خلافت تک وہیں رہی پھر سامرہ واپس بلا لیا اور ۲۶۴ھ میں انتقال کر گئی۔

معتز کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا سری سقطیؒ ہارون بن سعید الآیلی دارمی صاحب مسند عتبی مصنف مسائل العتبیہ بمذہب امام مالکؒ ہیں و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۴) المہتدی باللہ

المہتدی باللہ خلیفۃ الصالح محمد ابو اسحاق اور بقول بعض ابو عبداللہ بن واثق بن معتصم بن ہارون رشید ام ولد وردہ نامی کے بطن سے ۲۱۰ھ میں اپنے دادا کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔ ۲۹ رجب المرجب ۲۵۵ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اور سب سے اول معتز نے اسکی بیعت کی جبکہ لے اپنی خلافت تفویض کی تھی معتز اسکے سامنے بیٹھ گیا پھر ترک قاضی کو لے آئے اور گواہ پیش کیے جنھوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی کہ معتز خلافت سے عاجز ہے معتز نے اس کا اقرار کیا۔ مہتدی نے عجز کو سنکر اپنا ہاتھ بیعت کے واسطے بڑھایا معتز نے اول بیعت کرلی اور مہتدی صدر مجلس میں آبیٹھا۔ مہتدی گندم گوں دبلا پتلا خوبصورت عابد و زاہد عاقل خداوند تعالیٰ کے احکام کے اجراء میں سخت قوی تھا آدمی شجاع تھا لیکن اسکو کوئی معین و مددگار نہ ملا — خطیب کہتے ہیں کہ مہتدی خلیفہ ہونیکے وقت سے قتل ہونے تک ہمیشہ روزہ رکھتا رہا — ہاشم بن قاسم کا قول ہے کہ میں ایک روز رمضان شریف میں مہتدی کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو مجھ سے مہتدی نے کہا ابھی اور بیٹھے رہو میں بیٹھ گیا روزہ افطار کرنے کے بعد اسنے نماز پڑھائی پھر کھانا منگا ایک بید کی ڈلیا میں کھانا آیا جسمیں میدہ کی روٹیاں تھیں اور ایک برتن میں کچھ نمک سرکہ اور زیتون کا تیل تھا مجھ سے کھانے کو کہا میں نے کھانا شروع کردیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ کھانا اور آتا ہوگا۔ مہتدی نے میری طرف دیکھکر کہا کیا تم روزہ سے نہیں تھے میں نے کہا کہ تھا اسنے کہا کیا کل نہ رکھو گے میں نے کہا رمضان شریف کا مہینہ ہے کیوں نہ رکھونگا کہا تو اچھی طرح کھاؤ اور یہ نہ سمجھو کہ اور کھانا آئیگا ہمارے یہاں اس کھانے کے علاوہ اور کھانا موجود نہیں ہے میں نے تعجب کیا اور کہا کہ امیر المومنین یہ کیا خداوند تعالیٰ نے آپکو تمام نعمتیں عطا کر رکھی ہیں کہا یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں نے بنوامیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز پر جو غور کیا تو انھیں کم کھانے اور رعایا کے فکر کیوجہ سے بہت لاغر پایا جیسا تمہیں معلوم ہوگا پھر میں نے اپنے خاندان پر نظر دوڑائی تو مجھے بڑی غیرت معلوم ہوئی کہ ہم لوگ بنی ہاشم کہلاکر ان جیسے بھی نہ ہوں اسلئے میں نے یہ اختیار کرلیا جو تم دیکھ رہے ہو — جعفر بن عبدالواحد کہتے ہیں کہ مہتدی کی اور میری ایک معاملہ میں گفتگو ہوئی میں نے کہا کہ امام احمد بن حنبل بھی یہی مانتے تھے اور اس مسئلہ میں وہ اپنے آباؤ اجداد کے خلاف تھے یہ سنکر مہتدی نے کہا کہ خداوند تعالیٰ احمد بن حنبل پر رحم فرمادیں واللہ اگر میرے لئے جائز ہوتا کہ میں اپنے باپ سے قطع تعلق کرلوں تو میں فوراً کرلیتا پھر مجھ سے کہا تم ہمیشہ حق بات کہا کرو جو شخص حق بات کہتا ہے وہ میری آنکھوں میں بہت زیادہ عزیز ہے — نفطویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض ہاشمیوں نے بیان کیا کہ ہمنے مہتدی کے پاس ایک جامہ دانی دیکھی تھی جسمیں ایک کرتا صوف کا اور چند ٹوپیاں تھیں جو کبھی پہنا کرتا تھا اور رات کے

وقت اسی جوڑے کو پہنکر مہتدی نماز پڑھا کرتا تھا۔ مہتدی نے لوگوں کو لہو و لعب سے منع کر دیا تھا گانے بجانے کو حرام ٹھیرایا تھا اور عاملوں کو ظلم سے روک دیا تھا۔ دفتر کے معاملات میں سختی سے کام لیتا تھا۔ خود اجلاس کیا کرتا تھا۔ منشیوں کو اپنے سامنے بٹھلاتا تھا اور انسے حساب و کتاب خود لیتا تھا وہ شنبہ اور پنجشنبہ کو تعطیل کرتا تھا رؤسا کی ایک جماعت سے کہ دیئے منگوائے جعفر بن محمود کو بغداد بھیجد یا تھا۔ جسوقت اسکی خبر پہنچی کہ وہ رافضی ہے اس سے سخت نفرت کرنے لگا تھا۔ موسیٰ بن بغا رے سے اپنی فوج لیکر دار الخلافہ سر من رائے میں صالح ابن وصیف کے قتل کیلئے آیا تاکہ معتز کے خون کا بدلا لے اور اسکی مال کے اموال کی غلطی کا تدارک ہو جائے۔ عوام الناس نے یہ سنکر زور سے ایک آواز صالح ابن وصیف پر کسی کہ اے فرعون تیرے لئے بھی ایک موسیٰ آپہونچا۔ موسیٰ ابن بغا نے یہاں پہونچکر خلیفہ مہتدی سے باریابی کا اذن چاہا اس نے انکار کر دیا خلیفہ اسوقت دار العدل میں بیٹھا ہوا تھا۔ موسیٰ بن بغا نے اسپر نرغہ کر دیا اور اسکی فوج نے خلیفہ کو اٹھاکر ایک مریل ٹٹو پر سوار کر دیا قصر کو لوٹ لیا اور مہتدی کو دار ناجور میں لیگئے اسنے کہا اے موسیٰ خداوند تعالیٰ سے ڈر آخر تیری کیا نیت ہے اسنے کہا واللہ میری نیت بخیر ہے آپ ہمسے عہد کیجیے کہ آپ صالح بن وصیف کیطرفداری نہ کرینگے۔ مہتدی نے حلف اٹھایا اور موسیٰ بن بغا نے مع لشکر کے خلیفہ کی بیعت کرلی بعد صالح بن وصیف کو طلب کیا تاکہ اسکو اسکے کئے کی سزا دیجائے مگر صالح کہیں چھپ گیا اور مہتدی نے صلح کی کوشش شروع کی اسپر لوگوں کو تہمت لگانے کا موقعہ ملگیا کہ خلیفہ کو معلوم ہے جہاں صالح چھپا ہوا ہے اس میں بات بڑھ گئی اور امیر المومنین سے خلع کر دینے کے متعلق آپسمیں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ مہتدی تلوار لگاکر نکل آیا اور کہنے لگا مجھے تمہارا منصوبہ پوری طرح معلوم ہو گیا مجھے مستعین اور معتز نہ جاننا واللہ میں اسوقت غضبناک ہوکر نکلا ہوں اور اپنی جان سے مایوس ہوکر وصیتیں بھی کر آیا ہوں یہ میری تلوار ہے اور جبتک اسکا قبضہ میرے ہاتھ میں ہوگا میں بہتوں کو مارونگا۔ آخر دین اور حیا اور تقویٰ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ خلفا کیساتھ دشمنی اور خداوند تعالیٰ کے خلاف جرأت کرنی سخت باعث وبال ہے اسکے بعد کہا مجھے صالح کا کوئی علم نہیں۔ یہ سنکر لوگ چلے گئے اور راضی ہو گئے۔ موسیٰ بن بغا نے منادی کرادی کہ جو کوئی شخص صالح کو حاضر کریگا اسکو دس ہزار دینار انعام میں ملینگے مگر باوجود تلاش اور جد و جہد کے کوئی شخص اسکے سراغ پر قابو نہ پا سکا۔ اتفاقاً موسم گرما میں چند ایک غلام مغرب کیوجہ سے ایک گلی میں جسکا دروازہ کھلا ہوا تھا چلے گئے وہاں صالح کو سوتا ہوا دیکھکر پہچان لیا۔ اسوقت صالح کے پاس کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا انھوں نے آکر موسیٰ کو خبر کر دی اسنے تھوڑے سے آدمیوں کو بھیجکر اسکا سر کٹوا منگایا اور شہر میں تشہیر کر دی۔ مہتدی کو اس واقعہ سے بہت رنج ہوا مگر دل میں رکھا اور جسوقت موسیٰ

باکیال کیساتھ موسیٰ کیطرف مساور کی تلاش میں گیا تو مہتدی نے باکیال کو لکھا کہ موسیٰ کو قتل کر دیا جائے اور اسکے ساتھ مفلح نامی سردار اتراک کو بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے یا ان دونوں کو پکڑ لیا جائے۔ باکیال نے وہ حکمنامہ موسیٰ کے سامنے پیش کر دیا وہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور مہتدی کے قتل کا ارادہ کر کے وہیں سے لوٹ پڑا مہتدی کیطرف سے موسیٰ کا مقابلہ اہل مغرب اہل فرغانہ اور اسروسینہ نے کیا اور ایکدن میں چار ہزار ترک قتل کر دیئے لڑائی نے طول کھینچا اور آخر خلیفہ کے لشکر نے ہزیمت کھائی خلیفہ گرفتار ہوا۔ حریفوں نے اسکے خصیتین دبا کر اسکو مار ڈالا — یہ واقعہ رجب المرجب ۲۵۶ھ میں واقع ہوا اور مہتدی نے اس حساب سے پندرہ روز کم ایکسال خلافت کی — جب ترکوں نے مہتدی پر خروج کیا تو عوام الناس نے مسجدوں میں یہ لکھ کر ڈالدیا کہ یا معاشر المسلمین اپنے عادل خلیفہ مثل عمر بن عبدالعزیز کے واسطے نصرت کی دعا کرو کہ خداوند اسکو دشمن پر فتح دے۔

(۱۵) المعتمد علی اللہ

المعتمد علی اللہ ابو العباس (ابو جعفر) احمد بن متوکل بن معتصم بن رشید ۲۲۹ھ میں رومیہ ام ولد فتیان نامی کے بطن سے پیدا ہوا۔ مہتدی کے قتل کے وقت یہ جوسق میں قید تھا اسے نکال کر لوگوں نے اس سے بیعت کر لی اسنے اپنے بھائی موفق طلحہ کو مشرق کا عامل مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنا کر مصر و مغرب کا حاکم بنا دیا اور اس کا لقب مفوض الی اللہ رکھکر خود عیش و عشرت اور لہو لعب میں مشغول ہو گیا رعیت سے بےفکری اختیار کی یہ دیکھکر لوگ اس سے ناخوش ہو گئے اور اسکے بھائی طلحہ کیطرف میلان کرنے لگے — اس کے دوران خلافت میں بصرہ اور اسکے قرب وجوار میں زنگیوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور تمام شہر کو تباہ و برباد کر دیا آگ لگا دی سیاہ کاریاں کیں لشکر نے اسکا مقابلہ کیا اور اکثر جنگوں میں معتمد کے بھائی موفق نے اپنے کارنامے دکھلائے اسکے بعد عراق میں ایک عام وبا پھیل گئی جو جنگ کی بربادی سے کسی طرح کم نہ تھی اس میں کئی ہزار ہا خلق مر گئی۔ وبا کے بعد زلزلے آنے شروع ہو گئے اور اسمیں ہزاروں جانوں کا نقصان ہوا ادھر زنگیوں کے ساتھ برابر جنگ رہی حتی کہ ۲۷۰ھ تک لڑائی نے طول کھینچا۔ آخر اسی سال زنگیوں کا سردار جسکا نام بہبود تھا خداوند تعالیٰ اس پر لعنت کریں قتل ہوا یہ شخص رسالت کا مدعی تھا اسکا دعویٰ تھا کہ میں عالم الغیب ہوں یہ اپنے منبر پر کھڑا ہو کر حضرت عثمان حضرت علی حضرت معاویہ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا ایک ایک نگی کے پاس دس دس علویہ عورتیں بطور کنیزک کے تھیں جسوقت یہ خبیث قتل ہوا اسکا سر نیزہ پر رکھکر بغداد میں تشہیر کرائی گئی لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں اور موفق کو دعائیں دیں اور شعراء نے مدحیہ قصائد کہے لوگوں کو جہاں سے گزرنا کیا تھا وہیں لوٹا پا جیسے واسط رامہرز وغیرہ۔ صعولی کہتے ہیں کہ اس جنگ میں ایک کروڑ آدمیوں کے قریب کام

آگے سنہ ۲۶۰ھ میں عراق اور حجاز میں سخت قحط پڑا اور ایک بوری گیہوں کی قیمت ڈیڑھ سو دینار تک پہنچ گئی
اسی سال روم والوں نے شہر لؤلؤ پر قبضہ کر لیا — سنہ ۲۶۱ھ میں معتمد علی اللہ نے اپنے بیٹے مفوض الی اللہ
جعفر کو ولیعہد بنایا اور اسکے بعد اپنے بھائی موفق طلحہ کو ولیعہد کیا اپنے بیٹے مفوض کو مغرب شام جزیرہ ارمینیہ
کا حاکم مقرر کیا اور موفق کو مشرق عراق۔ بغداد۔ حجاز یمن۔ فارس۔ اصفہان رے۔ خراسان۔ طبرستان
سجستان اور سندھ کا والی بنایا اور ان دونوں کے واسطے دو سفید اور سیاہ جھنڈے بنوائے اور یہ شرط کی
کہ اگر کوئی حادثہ وقوع میں آئے اور جعفر موجود نہ ہو تو موفق کی رائے کے موافق عملدرآمد کیا جائے یہ عہد نامہ
ابوبکر ہاشمی قاضی القضاۃ ابن ابی شوارب کی معرفت خانہ کعبہ میں آویزاں کرا دیا گیا — سنہ ۲۶۶ھ میں رومیوں
نے کشت وخون کے بعد دیار بکر پر قبضہ کر لیا اور اہل جزیرہ اور اہل موصل وہاں سے نکل بھاگے۔ اسی سال
اعراب خانہ کعبہ کے پردہ لوٹ لے گئے — سنہ ۲۶۷ھ میں احمد بن عبداللہ الخجستانی خراسان۔ کرمان۔ سجستان پر
قابض ہو گیا اور عراق پر قبضہ کرنیکا ارادہ کیا سکوں پر ایک طرف اپنا اور دوسری طرف معتمد کا نام مسکوک کرایا آخر
اسکے غلاموں نے اسکو آخر سنہ میں قتل کر ڈالا اور خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسکے شر سے محفوظ رکھا۔
موفق نے معتمد پر چونکہ سنہ ۲۶۸ھ میں فوج کشی کی تھی اسلئے معتمد کو موفق سے کچھ رنجش تھی یہ بدگمانی بڑھتی گئی آخر
سنہ ۲۶۹ھ میں ابن طولون نائب الحکومت مصر اور معتمد کی آپس میں خط وکتابت ہوئی اور ایک رائے قرار پا گئی، ابن طولون
ایک فوج لیکر دمشق کیطرف چلا اور معتمد بھی سامرا سے بغیر کسی خیال کے دمشق کا قصد کر کے چل پڑا جب یہ خبر
موفق کو پہونچی تو اس نے اسحاق بن کنداج کو لکھا کہ تم معتمد کو کسی ترکیب سے واپس کر دو۔ چنانچہ اسحاق بن کنداج
نصیبین سے معتمد کیطرف چلا اور موصل اور حدیثہ کے درمیان دونوں کی ملاقات ہو گئی اسنے کہا یا امیر المومنین
آپکا بھائی آپکا دشمن بن رہا ہے اور آپ دار الخلافہ اور اپنے مستقر کو چھوڑے ہوئے جاتے ہیں اگر اس امر کی آپکے
دشمن کو خبر ہو جائے تو وہ یقیناً آپکے آبا و اجداد کے ملک پر قابض ہو جاویگا اور ایسی صورت میں آپ اسکا کچھ نہ بگاڑ
سکیں گے پھر کچھ آدمی معتمد کی نقل وحرکت دیکھنے کی غرض سے اسپر مقرر کر دئے اور معتمد سے کہلا بھیجا کہ یہ مقام آپکے
ٹھیرنے کا نہیں ہے آپ فوراً لوٹ جاویں۔ معتمد نے کہا کہ تم اس بات کا مجھے حلف دو کہ تم مجھ پر سختی نہ کرو گے نہ مجھے
دشمن کے حوالے کرو گے ابن کنداج نے حلفیہ بیان کیا کہ میں آپکو کوئی ایذا نہ پہونچاؤنگا۔ حلف کے بعد معتمد سامرا
کی طرف واپس چلا راستہ میں ساعد بن مخلد کاتب موفق سے ملاقات ہوئی ابن کنداج نے معتمد کو اسکے سپرد کیا
اور خود علیحدہ ہو گیا ساعد بن مخلد نے دار الخلافہ جانے سے روک دیا اور احمد بن خصیب کے مکان میں اتار دیا اور
پانچسو سوار اس پر مسلط کر دئے کہ اسکو دار الخلافہ میں نہ جانے دیا جائے جب یہ خبر موفق کو پہونچی تو اسنے
اسحاق کو خلعت اور جاگیر عطا کی اور ذوالسیفین خطاب دیا اور ساعد کو ذوالوزارتین کا لقب بخشا۔

صاعد برابر معتمد کے ساتھ رہا اور معتمد بالکل اسکے قبضہ میں تھا۔ معتمد نے اپنی اس حالت اور مجبوری کے متعلق چند اشعار بھی لکھے تھے جنکا لب لباب محض اتنا ہے "تعجب ہے کہ میں بادشاہ ہوں اور میرے اختیار میں کوئی شے نہیں۔ بہت کم مجھ سے آدمی ہونگے جو شاہ شطرنج جیسے ہوں" — یہ پہلا خلیفہ ہے جو مقہور ہوا اور اس پر آدمی تعینات ہوئے — پھر معتمد واسطہ کیطرف چلاگیا جب یہ خبر ابن طولون کو پہونچی تو اسنے قاضیوں اور اعیان سلطنت کو جمع کرکے کہا کہ موفق نے چونکہ امیر المومنین کو قید کر رکھا ہے اسلئے اسکو ولیعہدی سے معزول کردیا جائے۔ قاضی بکار بن قتیبہ کے علاوہ تمام آدمیوں نے اسکی تائید کی مگر قاضی بکار نے کہا کہ تم نے اول میرے سامنے معتمد کا فرمان ولیعہدی جسکے ذریعہ سے وہ ولیعہد بنایا گیا تھا پیش کیا تھا اب جبتک تم خود معتمد کیطرف سے ہی اسکی معزولی کا حکمنامہ پیش کروگے میں یہ حکم کبھی نہیں دے سکتا — اسکے جواب میں ابن طولون نے کہا کہ معتمد اس وقت اسکی قید میں ہے اور مقہور ہے اسلئے وہ فرمان نہیں لکھ سکتا۔ قاضی بکار نے کہا تو اچھا میں ایسی صورت میں کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ ابن طولون نے کہا کہ دنیا میں جو مشہور ہوگیا ہے کہ قاضی بکار ایک عدیم المثل قاضی ہے اسلئے تم کو غرہ ہوگیا ہے تم دراصل سٹھیا گئے ہو اور بڑھاپے نے تمہاری عقل زائل کردی ہے یہ کہکر ابن طولون نے قاضی بکار کو قید کرلیا اور جو کچھ انھیں عطیات سنین ماضیہ میں دیگئی تھیں وہ سب ضبط کرلیں جو بقدر دس ہزار دینار کے تھیں۔ کہتے ہیں کہ قاضی بکار نے انکو اپنے گھر میں مہریں لگاکر رکھ چھوڑی تھیں اسی طرح بدستور مل گئیں۔ موفق کو جب اس کی خبر پہنچی تو اسنے حکمدیا کہ ابن طولون پر بر سر منبر لعنت کیجائے — شعبان سنہ ٢٧٠ھ میں معتمد سامرا کیطرف چلاگیا اور بغداد میں گیا اسوقت محمد بن طاہر ایک لشکر لئے ہوئے اسکے ساتھ تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خلیفہ آزاد ہے اسی سال ابن طولون کا انتقال ہوگیا موفق نے اسکی جگہ اپنے بیٹے ابو العباس کو حاکم مصر وغیرہ بنایا اور اسکو اپنی فوج کے ہمراہ وہاں بھیجدیا یہاں خمارویہ ابن احمد بن طولون اپنے باپ کی جگہ مسلط ہوچکا تھا، ان دونوں کے درمیان ایک جنگ عظیم واقع ہوئی جس میں خون کے دریا بہہ گئے آخر اسمیں مصریوں کو فتح ہوئی۔ اسی سال بغداد میں نہر عیسیٰ ثینۃ (دجلہ) کا بند ٹوٹ گیا اور بغداد کے محلہ کرخ تک پانی چڑھ آیا جسکی وجہ سے سات ہزار مکان منہدم ہوگئے — اسی سال طرطوس پر رومیوں نے حملہ کردیا مگر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ یہ فتح عظیم عدیم المثال سمجھی اور شمار ہوتی ہے — اسی سال عبداللہ بن عبید نے جو خلفاء مصر اور فرمانروایان یمن کا مورث اعلی گنا جاتا ہے مہدیت کا دعوی کیا اور اسی عقیدہ پر قائم رہا حتی کہ سنہ ٢٧٨ھ میں اسنے حج کیا اور قبیلہ کتامہ نے اسکو دیکھکر سخت تعجب کیا اور اسکے ساتھ ہولئے اور مصر چلے گئے اور ایک جماعت اس کے ساتھ لگ گئی اور یہیں سے مہدی کو ترقی ہونی شروع ہوئی — صولی کہتے ہیں کہ ٢٧١ھ میں

ابن بن ابراہیم الہاشمی نے بغداد میں اپنے نام کا سکہ چلانے کا حکم دیا اور چند دنوں کے اس پر عملدرآمد ہوا مگر بعد میں موقوف ہوگیا۔ ۲۷۰ھ میں دریائے نیل کا پانی سوکھ گیا اور کہیں تری کا نام و نشان باقی نہ رہا اسکی وجہ سے مصر میں قحط پڑ گیا۔ اسی سال موفق کا انتقال ہوگیا اور معتمد کو آرام سے سانس لینا نصیب ہوا۔ اسی سال فرقہ قرامطہ کوفہ میں ظاہر ہوا۔ یہ لوگ ملحدوں کی ایک قسم ہیں انھوں نے غسل جنابت کو ناجائز اور شراب کو جائز قرار دیا اپنی اذان میں اتنا لفظ اور زیادہ کیا اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِيَّةِ رَسُولُ اللّٰهِ روزے ہر سال میں دو دن کے لیے نیروز اور مہرجان کے فرض رکھے بیت المقدس کا حج کیا اور اسی کو اپنا قبلہ قرار دیا اور بہت چیزیں زائد و کم کیں اپنے ان خرافات عقائد کو عالم جاہل سب پر پیش کیا اور لوگوں کو سخت تکالیف پہنچائیں۔

۲۷۹ھ میں معتمد کی خلافت کو ابوالعباس بن موفق کے متمکن ہونے اور عروج کے اسکی تابعداری کرنے سے اور بھی زیادہ ضعف پہنچا یہ دیکھکر دانتا ذکر رہا معتمد نے ایک مجلس عامہ منعقد کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہدی سے معزول کر دیا اور اسکی بجائے ابوالعباس کو ولیعہد بنایا لوگوں سے بیعت لی اور اسکا لقب معتضد تجویز کیا۔ اسی سال معتضد نے احکام جاری کیے کہ راستہ میں کوئی منجم یا افسانہ گو نہ بیٹھنے پائے اور کتب فروشوں سے حلف لیا کہ کوئی شخص فلسفہ اور مناظرہ کی کتابیں نہ فروخت کرے۔ اسکے چند دن بعد معتمد کا اچانک شب دوشنبہ ۱۹ رجب المرجب ۲۷۹ھ میں ۲۳ سال سلطنت کر کے انتقال ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے زہر دیدیا گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ رات کو اسکا گلا گھونٹ دیا گیا۔ موفق کا چونکہ امور پر ہر طرح غلبہ تھا اسلئے یہ اسکے سامنے مقہور ہی رہا اور بعض وجوہ سے معتضد کے سامنے بھی اسکی زندگی سخت تنگی سے گذری۔ معتمد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت امام مسلمؒ۔ حضرت ابو داؤد۔ حضرت ترمذی۔ حضرت ابن ماجہ۔ ربیع الجیزی، ربیع المرادی۔ مزنی یونس بن عبدالاعلیٰ زبیر بن بکار۔ ابوالفضل الریاشی، محمد بن یحییٰ ذہلی۔ حجاج بن شاعر۔ عجلی الحافظ۔ قاضی القضاۃ ابن ابی شوارب سوسی المقری۔ عمر بن شبیہ۔ ابوزرعہ الرازی۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم۔ قاضی بکار۔ داؤد ظاہری ابن دارہ۔ بقی بن مخلد۔ ابن قتیبہ۔ ابوحاتم الرازی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

عبداللہ بن معتز نے معتضد کی تعریف میں چند اشعار بھی لکھے ہیں جسکا ایک شعر یہ ہے (ترجمہ شعر) اے وہ شخص کہ تیرے پاس بسبب بعد مسافت کے لوگ آتے ہیں اس سبب سے کہ تو تمام اکناف عالم میں ایسا شخص ہے جو تیرے پاس آتا ہے وہ فائز المرام ہوتا ہے۔

(۱۶) المعتضد باللہ احمد

۲۴۲

المعتضد باللہ احمد ابوالعباس بن ولیعہد موفق طلحہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون رشید وغیرہ

میں پیدا ہوا اور صولی کہتے ہیں کہ ربیع الاول ٢٤٢ھ میں ام ولد صواب نامی اور بقول بعض حرز نامی کے شکم سے پیدا ہوا بعض اسکی ماں کا نام ضرار بھی لکھتے ہیں ۔ معتضد اپنے چچا معتمد کے بعد رجب ٢٧٩ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا ۔ خاندان خلفاء بنو عباس میں معتضد خود بصورت شیخ، ہیبت، صاحب جبروت ، عقلمند سخت گیر تھا۔ شیر پر اپنی شجاعت کیوجہ سے تنہا حملہ کیا کرتا تھا جب کسی پر غصہ ہوتا تھا تو بہت کم رحم کرتا تھا - مجرم کو زندہ گڑوا دیا کرتا تھا بہت بڑی سیاست کا آدمی تھا ۔ عبداللہ بن حمدون کہتے ہیں کہ معتضد ایک روز شکار کے لئے چلا میں اس کے ساتھ تھا جب ہم ایک ککڑیوں کے کھیت کے پاس سے گزرے تو رکھوالے نے فریادیوں کے طور پر آواز دی ، معتضد نے دریافت کیا کہ کیا ہے اس نے کہا کہ تین غلاموں نے آکر کھیت خراب کر دیا تھا ۔ معتضد نے ان غلاموں کو پکڑ بلایا اور اگلے روز اسی کھیت کے کنارے ان کو قتل کرا دیا پھر کچھ مدت کے بعد ایکروز مجھ سے کہنے لگا ۔ سچ کہنا لوگ پوری طرح مجھ سے خوش کیوں نہیں ہیں میں نے کہا محض اسلئے کہ آپ خونریز ہیں معتضد نے کہا واللہ جب سے میں تخت خلافت پر بیٹھا ہوں کبھی میں نے ناحق خون نہیں کیا ، میں نے کہا احمد بن طیب کو اپنے کس لئے قتل کرایا تھا معتضد نے کہا کہ وہ مجھے الحاد کیطرف بلانا چاہتا تھا میں نے کہا اچھا ان تینوں غلاموں کو آپنے کھیت کے اوپر بیگناہ قتل کرا دیا تھا معتضد نے کہا واللہ میں نے تحقیقات کے بعد انھیں قتل کرایا ہے وہ قاتل اور خود چور بھی تھے ۔ قاضی اسماعیل کہتے ہیں کہ میں ایکدفعہ معتضد کے پاس گیا تو دیکھا کہ اسکے پیچھے چند رومی شخص نہایت خوبصورت نوجوان کھڑے ہوئے ہیں ۔ میں نے انکی طرف دیکھکر خاموشی اختیار کر لی ۔ جب میں چلنے لگا تو معتضد نے مجھ سے کہا قاضی جی ! بدگمان نہ ہو واللہ میں نے آج تک نہیں حرام پر اپنا ازار بند نہیں کھولا ، میں پھر ایکدم تھم گیا تو معتضد نے میری طرف ایک کاغذ پھینکا یا بیٹے اسے کھولکر پڑھا تو اس میں علماء کی لغزش کو کسی نے ایک جگہ جمع کرکے دکھایا تھا جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا میں نے کہا کہ اسکا لکھنے والا زندیق ہے ۔ معتضد نے دریافت کیا زندیق ہے یا جھوٹا میں نے کہا کہ جس شخص نے شراب کو مباح کہا کیا متعہ مباح نہیں کہا اور جس نے متعہ کو مباح کہا غنا کو مباح نہیں سمجھا کون ایسا عالم ہوگا جس سے لغزش نہ ہوئی ہو اور جس شخص نے علماء کی لغزشوں کو ڈھونڈا اس کا دین قائم نہیں رہ سکتا یہ سنکر معتضد نے اس کاغذ کے جلا دینے کا حکم دیا ۔ معتضد نہایت چالاک تیز فہم اور رعب و داب کا آدمی تھا ہر ایک کام دانائی سے کرتا تھا جو لڑائی لڑا اس میں فتحیاب ہوا معاملات اور امور خویش آسانی سے سمجھاتا اور سلجھاتا تھا ۔ بادشاہت خوب کی ۔ لوگ اسکی ہیبت سے ڈرتے تھے کسی کو فتنہ برپا کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی بلکہ بہت سے فتنے دبا دئے گئے اسکی بادشاہت

کا زمانہ نہایت چین وامن سے گزرا اس نے خراج میں کمی کر دی تھی ، عدل پھیلا دیا تھا رعیت سے ظلم اٹھا دیا تھا۔ چونکہ خلافت بنو عباس کی بنیاد کھوکھلی اور بوسیدہ ہو چکی تھی اسنے عمارت خلافت بنو عباس کو گرانے سے بچا لیا تھا اس لئے اسکا نام سفاح ثانی مشہور تھا۔ دراصل خلافت بنو عباس متوکل کے قتل کے وقت سے ہی متزلزل ہو چکی تھی۔ معتضد کبیجہ سے اسکا اندیشہ جاتا رہا تھا۔ ابن رومی نے اسکی تعریف میں لکھا ہے (ترجمہ اشعار) تمہیں مبارک ہو اے بنو عباس کہ تمہارا بادشاہ امام الہدیٰ صاحب جود وسخا احمد ہے جس طرح ابو العباس سے تمہاری بادشاہت شروع ہوئی اسی طرح ابو العباس سے اسکی تجدید ہو گئی۔ ابن معتز نے بھی اسی طرح لکھا ہے (ترجمہ اشعار) کیا تو نہیں دیکھتا کہ بنی ہاشم کا ملک، ذلت کے بعد غالب ہو گیا۔ اے طالب ملک تو معتضد جیسا ہو جا تا کہ ملک تجھ پر واجب ہو جائے ورنہ نہیں — تخت خلافت سے شروع سال میں ہی معتضد نے کتب فروشوں کو کتب فلاسفہ اور اسی قسم کی کتابوں کے فروخت کرنے سے منع کر دیا۔ قصہ گو اور منجموں کو راستہ میں بیٹھنے سے روکدیا۔ عید الضحیٰ کی لوگوں کو خود نماز پڑھائی اول رکعت میں چھ تکبیریں، اور دوسری میں ایک تکبیر کہی اور خود کوئی خطبہ نہیں پڑھا — ۲۸۰ھ میں داعی مہدی قیروان چلا گیا اور حاکم افریقہ سے جدال وقتال ہوا لیکن اسکے گروہ کی زیادتی ہونے لگی۔ اسی سال ذیبل سے اطلاع آئی کہ ماہ شوال میں چاند گرہن ہوا اور عصر کے وقت تک نہایت اندھیرا رہا پھر اسکے بعد کالی آندھی آئی جو تین دن تک متواتر رہی اس کے جانے پر اتنا زلزلہ آیا کہ شہر دھنس گئے اور قریب ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کے مکانات کے نیچے سے نکالے گئے۔

۲۸۱ھ میں رومیوں کا شہر ملوریا فتح ہوا اسی سال سارے طبرستان میں پانی کی کمی آ گئی حتیٰ کہ تین رطل پانی ایک درہم میں ملنے لگا لوگوں نے قحط کے سبب مردار کھانا شروع کر دیا اسی سال معتضد نے مکہ معظمہ میں دار الندوہ منہدم کرا کر مسجد حرام کے پاس ایک اور مسجد تعمیر کرا دی — ۲۸۲ھ میں معتضد نے رسومات قبیحہ کا انسداد کیا اور نوروز کے دن آگ جلانے اور لوگوں پر پانی چھڑکنے سے منع کیا کیونکہ یہ سنت مجوسیوں کی ہے اسی سال قطر الندیٰ بنت خمارویہ بن احمد بن طولون سے معتضد نے نکاح کیا۔ ربیع الاول میں رخصتی ہوئی اور قطر الندیٰ جہیز میں اپنے ساتھ چار ہزار ازار بند مجوہر اور دس صندوق جواہرات کے لائی — ۲۸۳ھ میں معتضد نے اپنی قلمرو میں یہ احکام جاری کئے کہ ذوی الارحام کو بھی میراث دی جائے اور دفتر میراث از سر نو قائم کئے جائیں یہ احکام سن کر لوگوں نے معتضد کو بہت دعائیں دیں۔

۲۸۴ھ میں مصر میں ایک عجیب قسم کی گہری سرخی ظاہر ہوئی حتیٰ کہ لوگوں کے چہرے اور دیواریں سرخ نظر آتی تھیں لوگوں نے نہایت خشوع وخضوع سے اسکے زائل ہونیکے لئے دعائیں مانگیں یہ سرخی

عصر سے رات تک رہتی تھی — ابن جریر کہتے ہیں کہ اسی سال معتضد نے ارادہ کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر برسر منبر (معاذ اللہ منہ - مترجم) لعنت کیجائے اسکو اسکے وزیر عبیداللہ نے اس فعل سے منع کیا اور کہا کہ اس کام سے لوگوں میں ایک شورش پیدا ہوجائیگی مگر معتضد نے ایک نہ سنی اور احکام جاری کر دیے حکمنامہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے مناقب اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے معائب بیان کیے گئے تھے یہ دیکھکر قاضی یوسف نے کہا کہ امیرالمومنین! مجھے آپکے اس فعل سے فتنوں کا بہت زیادہ اندیشہ ہے آپ ایسا نہ کیجیے معتضد نے کہا کہ اسکا علاج میرے پاس میری تلوار ہے - قاضی یوسف نے جواب دیا کہ علویوں کا کیا علاج کیجیے گا جو تمام اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں جسوقت وہ اپنے اسقدر حقوق سنکر ان کے حصول میں آپکے خلاف ہتھیار اٹھادینگے اور لوگ انکے نسب سن کر انکا ساتھ دینگے معتضد یہ سنکر اس خیال سے باز آگیا — ۲۸۵ھ میں بصرہ میں ایک زرد رنگ کی آندھی آئی پھر سبز ہوگئی اسکے بعد سیاہ پڑگئی اور تمام اطراف میں پھیل گئی پھر آسمان سے ایک چادر گری جس کا وزن تقریباً ڈیڑھ سو درہم تھا اس ہوا نے پانچسو درخت اکھیڑ دیے پھر آسمان سے سیاہ وسفید پتھر برسے — ۲۸۶ھ میں بحرین میں ابوسعید القرمطی ظاہر ہوا اور اسکی شوکت کو ترقی ہوئی اور یہ وہی ابوالی طاہر سلیمان ہے جس نے حجر اسود کے اکھیڑنے کا ارادہ کیا تھا - اسکے اور افواج شاہی کے درمیان جنگ ہوئی خلیفہ کی فوج نے چند مرتبہ شکست کھائی اور یہ بصرہ اور اس کے نواح پر قابض ہوگیا —

اخبار معتضد

خطیب اور ابن عساکر نے ابوالحسین الخصیبی سے روایت کی ہے کہ معتضد نے ایکمرتبہ قاضی ابوحازم سے کہلا بھیجا کہ فلاں شخص کے اوپر میرا اتنا قرض ہے اور مجھے خبر ملی ہے کہ آپکی عدالت میں اس شخص پر بہت سوں نے دعوی کیا اور آپنے اس پر ڈگری دیدی اور لوگوں کا مال دلوادیا اب آپ مجھے بھی اسی مقدمہ میں مدعی سمجھئے اور میرا مال بھی مجھے دلا دیجئے قاضی ابوحازم نے کہلا بھیجا کہ امیرالمومنین خداوند تعالی آپکی عمر دراز فرمائے آپکو یاد ہوگا کہ جب آپنے میری گردن میں قضیات کا بوجھ ڈالا تھا تو فرمایا تھا کہ آپنے امر عدالت اپنی گردن سے نکال کر میری گردن میں ڈال دیا ہے لہذا مجھے جائز نہیں کہ میں بغیر گواہوں کے کسی کے دعوے کو صحیح مان لوں آپ گواہ پیش کیجیے - اس کے جواب میں معتضد نے لکھا کہ میرے گواہ فلاں اور فلاں دو معزز شخص ہیں - قاضی صاحب نے کہا کہ ان گواہوں کو آپ میرے سامنے عدالت میں بھیجئے تاکہ میں انسے جرح وقدح کرلوں - معزز وہ آپ ہی کے نزدیک ہوسکتے ہیں اگر وہ دونوں بموجب شرع شریف قابل گواہی ہوسکتے ہوں تو آپکا دعوی صحیح ہوسکتا ہے ورنہ جو کچھ میرے نزدیک ثابت ہو وہ بحال

رہیگا۔ معتضد کے گواہوں نے قاضی صاحب کے سامنے آتے ہی ڈر کر انکار کر دیا اور قاضی صاحب نے معتضد کے دعوے کو خارج کر دیا۔ ابن حمدون ندیم کہتے ہیں کہ معتضد نے قصد کیا کہ بحیرہ میں ایک عمارت ساٹھ ہزار دینار لگا کر بنوائی جائے اور اپنی کنیزوں خصوصاً اپنی محبوبہ دریرہ کو لیجا کر وہیں رہا کرے ابن بسام شاعر نے اس پر یہ اشعار کہے (ترجمہ اشعار) لوگوں نے بحیرہ چھوڑ دیا اور تو نے بحیرہ میں خلوت گزینی کی۔ لوگ ٹھیکر طبل بجاتے ہیں بوجہ دریرہ کی تاریکی کے۔ یہ اشعار معتضد نے بھی سنے مگر سُنی ان سُنی کر گیا اور کان پہ کو ٹال گیا پھر کچھ دل میں آئی اور اس عمارت کے انہدام کے احکام جاری کر دئے۔ چند روز کے بعد دریرہ کا انتقال ہو گیا معتضد نے اس کی موت پر بڑا ماتم کیا چنانچہ مرثیہ میں کہتا ہے (ترجمہ) اے حبیب میرا حبیب مجھ سے دور نہیں۔ تو اگرچہ میری آنکھ سے دور ہے مگر دل کے قریب ہے تیرے بعد مجھے کسی بات میں لطف نہیں آیا۔ گو میرے سینہ سے تو جدا ہو گیا ہے مگر دل میں تو ہی تو بسا ہوا ہے میرا خیال تجھے کبھی علیحدہ نہیں ہوتا مجھے میرے حال کی خبر نہیں کہ تیرے بعد میری گریہ وزاری کیسی ہے۔ معتضد ربیع الآخر ۲۸۹ھ میں سخت بیمار ہوا۔ اصل میں اس کا مزاج کثرت جماع سے بہت متغیر ہو گیا تھا بیماری سے پھر افاقہ ہوا مگر پھر پلٹ گیا اور دوشنبہ ۲۲ ربیع الآخر کو انتقال کر گیا۔ مسعودی بیان کرتے ہیں کہ معتضد کو چونکہ بہت مرضوں نے آدبایا تھا حالت نزع میں ایک طبیب آیا اور اس نے نبض پر انگلی رکھی ادھر معتضد نے آنکھ کھولی اور طبیب چلا جسکے ایک ایسی لات ماری کہ گرتے ہی دم نکل گیا ادھر معتضد کی بھی جان نکل گئی۔ معتضد بہت اچھے اشعار کہا کرتا تھا اس کے اکثر اشعار مشہور ہیں (جن کا ترجمہ ترک کر دیا گیا ہے اردو خواں اصحاب ان سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتے۔ مترجم) ابن معتز نے اس کے مرثیے لکھے ہیں۔ اس نے چار لڑکے اور گیارہ لڑکیاں چھوڑیں۔ حسب ذیل علماء نے اس کے وقت میں انتقال فرمایا۔ ابن المرازی المالکی۔ ابن ابی الدنیا قاضی اسماعیل۔ حارث بن ابی اسامہ۔ ابو العیناء۔ مبرد۔ ابو سعید الخراز صوفیوں کے شیخ۔ بحتری شاعر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۷) المکتفی باللہ ابو محمد

المکتفی باللہ ابو محمد علی بن معتضد ربیع الآخر ۲۶۴ھ کی چاندرات کو ایک ترکیہ ام ولد چیک نامی کے شکم سے پیدا ہوا۔ یہ شخص اپنے حسن میں ضرب المثل تھا چنانچہ بعض شاعروں نے کہا ہے۔

(ترجمہ شعر) ہیں نے اس کے جمال اور حسن سیرت پر قیاس کر ملاحت اور خیانت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ۔ واللہ میں کبھی اس سے بات نہ کروں گا خواہ وہ حسن میں آفتاب ہو یا مہتاب ۔ المکتفی ـــ اسے اس کے باپ معتضد نے اپنی حیات میں ولیعہد بنایا تھا۔ باپ کی بیماری میں ہی لوگوں نے اس سے بروز جمعہ بعد از نماز عصر ۱۹ ربیع الآخر ۲۸۹ھ میں بیعت لی ـــ صولی کہتے ہیں کہ خلفاء میں اسکا نام سوائے اسکے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تیسرا کوئی شخص نہیں ہوا۔ اور سوائے حضرت امام حسن بن علیؓ اور ہادی اور مکتفی کے کسی کی کنیت ابو محمد نہیں ہوئی ـــ جس وقت معتضد کا انتقال ہوا تو مکتفی رقہ میں تھا اسکی غیبت میں وزیر ابوالحسن قاسم بن عبید اللہ نے اسکی طرف سے بیعت لی اور اسکو اسکی اطلاع کر دی ۔ ۷ جمادی الآخر کو بغداد پہنچا اور دجلہ کی کشتی میں سوار ہو کر آیا اس روز اہل بغداد نے بڑا جشن منایا قاضی ابو عمر پل پر سے نیچے گر پڑے مگر صحیح وسالم اٹھا لئے گئے جس وقت مکتفی دار الخلافہ میں داخل ہوا تو شعراء نے مدح خوانی کی وزیر قاسم کو دربار خلافت سے سات خلعتیں عطا ہوئیں اُسنے تخت نشینی کے بعد اُن نعمت خانوں کو جو اسکے باپ نے لوگوں کے گھر لیکر بنائے تھے مسمار کر دیئے اور ان کی جگہ مسجدیں بنوا دیں ۔ جو دوکانیں معتضد نے اپنا قصر بنوانے کیلئے لوگوں سے لی تھیں اس نے انھیں مالکوں کو واپس کر دیں ۔ خوش خلقی اختیار کی جس کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں محبوب معلوم ہونے لگا اور لوگوں نے دعائیں مانگنا شروع کیں ـــ اسی سال بصرہ میں سخت آندھی آئی جس کی وجہ سے بہت درخت گر گئے جسکی مثال تاریخ ماسبق میں نہیں ملتی ۔ اسی سال یحییٰ بن زکرویہ قرمطی نے خروج کیا اور لشکر شاہی میں اور اسکے درمیان ایک بہت بڑا معرکہ ہوا ۔ لڑائی نے طول کھینچا اور بالآخر ۲۹۰ھ میں مارا گیا اس کے بعد اسکا بھائی حسین اس کی جگہ کھڑا ہوا اس نے اپنا لقب امیر المومنین مہدی رکھا اس کے چہرے پر ایک داغ تھا جس کی تاویل اس نے اس طرح کی کہ یہ اسکے آنے کی نشانی ہے اسکے چچا کا بیٹا عیسیٰ بن مہرویہ نے اپنا لقب مدثر رکھا اور یہ کہا کہ سورہ مدثر میں اسی کا نام مذکور ہے اپنے غلام کا نام المطوق بالنور رکھا اور تینوں نے شام میں بھیڑیوں کیطرح ایک اودھم مچا دی آخر یہ تینوں ۲۹۱ھ میں قتل کر دیئے گئے ۔

اسی ۲۹۱ھ میں انطالیہ (ریا ملام) نواحی روم میں فتح ہوا اور لاتعداد مال غنیمت ہاتھ آیا ۔

۲۹۳ھ میں دجلہ میں اسقدر طغیانی آئی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی طغیانی نہ آئی تھی جس کی وجہ سے بغداد کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا کہتے ہیں کہ اکیس ہاتھ پانی اوپر چڑھ آیا تھا ـــ صولی مکتفی کی مدح اور قرمطی کا ذکر اس طرح کرتے ہیں (ترجمہ اشعار) ہمیں خلیفہ مکتفی کافی ہے اے آل عباس تم انسانوں کے سردار ہو تمہیں خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم انسانوں پر حکومت کرو ۔ تمہیں میں سے اولیا ہیں اور بادشاہ ۔ جس شخص نے تمہاری اطاعت کی وہ مومن ہے اور جس نے نافرمانی کی وہ کافر ہے ۔

صولی کہتے ہیں کہ میں نے مکتفی سے سنا ہے وہ اپنی بیماری کی حالت میں کہتا تھا کہ واللہ مجھے ان سات سو دیناروں کا بہت ہی بڑا خوف ہے جو میں نے اپنے خرچ میں لگا لئے تھے حالانکہ میں جانتا تھا کہ یہ مسلمان کا مال ہے اور مجھے چنداں ان کی احتیاج بھی نہیں تھی مجھے خوف ہے کہ کل قیامت میں خداوند تعالیٰ انکے متعلق سوال نہ کرلیں میں اس غلطی پر خداوند تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں ۔ مکتفی نے جوانی میں ہی شب یکشنبہ بتاریخ ۲۲ ذیقعدہ ۲۹۵ھ میں انتقال کیا اور آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں چھوڑیں ۔

اس کے وقت میں حسب ذیل علماء نے وفات پائی ۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل، ثعلب امام العربیہ قنبل مقری، ابوعبداللہ بوشنجی فقیہہ، بزاز صاحب مسند، ابومسلم الکجی، قاضی ابوحازم، صالح جزرہ، محمد بن نصر المروزی، حسین ثوری، بوشنجی صوفیہ، ابوجعفر ترمذی، شیخ شافعیہ عراق کے دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ ۔ میں نے تاریخ نیشاپور مصنفہ عبدالغافر میں بروایت ابن ابی الدنیا لکھا دیکھا ہے کہ جس وقت مکتفی تخت خلافت پر بیٹھا تو میں نے یہ دو اشعار لکھ کر اس کے پاس بھیجے (ترجمہ اشعار) مروت والوں کے نزدیک استاد کا حق باپ کے برابر ہوتا ہے سب سے بہتر وہ ہی ہیں جو اس کی رعایت کریں اور اہلبیت نبوت اس کی بہت رعایت کرتے ہیں یہ پڑھ کر میرے پاس دس ہزار درہم بھجوائیے ۔ اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن ابی الدنیا المکتفی کے زمانہ تک زندہ رہے ہے ۔

(۱۸) المقتدر باللہ ابوالفضل

المقتدر باللہ ابوالفضل جعفر بن معتضد رمضان المبارک ۲۸۲ھ میں ام ولد رومیہ یا ترکیہ غریب نامی کے بطن سے پیدا ہوا ۔ بعضوں نے اس کی ماں کا نام شغب بھی لکھا ہے ۔ مکتفی جب بہت زیادہ بیمار ہوا تو لوگوں نے اس سے اسکی جانشینی کے متعلق دریافت کیا اور جس وقت اسے یقین دلا دیا گیا کہ مقتدر بالغ ہوگیا ہے تو مکتفی نے اسکو ولیعہد مقرر کردیا ۔ یہ شخص تیرہ برس کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھ گیا اس سے پہلے اتنی کم عمر کا کوئی خلیفہ تخت خلافت پر نہیں بیٹھا تھا ۔ وزیر عباس بن حسن نے اسے بچہ سمجھ کر لوگوں سے اس کے متعلق استصواب کیا اور خود اسکے خلع کی رائے دی لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ مقتدر کا خلع کرکے اسکی بجائے عبداللہ بن معتز کو خلیفہ مقرر کیا جائے عبداللہ بن معتز نے کہا کہ میں خلافت اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ خونریزی نہ ہو یہ خبر مقتدر کو بھی پہونچی تو اس نے بہت سا مال عبداللہ بن معتز کے پاس بھیجکر اسے اپنے سے راضی کرلیا اور اس نے خلافت سے انکار کردیا مگر لوگ اس پر راضی نہ ہوئے آخر ۲۰ ربیع الاول ۲۹۶ھ میں جبکہ وہ گیند سے کھیل رہا تھا اس پر چڑھ آئے، مقتدر یہ دیکھ کر گھر میں گھس گیا اور دروازہ بند کرلیا اس میں دو وزیر ایک جماعت کام آئی ۔ لوگوں نے

عبداللہ بن معتزلہ کو بلالیا قاضیوں اور اعیان سلطنت اور رؤسا شہر نے ابن معتزلہ سے بیعت کرلی
اور اس کا لقب غالب باللہ مقرر کردیا۔ محمد بن داؤد بن جراح کو وزیر اور ابوالمثنیٰ احمد بن یعقوب
کو اسکا قاضی مقرر کردیا اور نئے خلیفہ کے نام سے احکام جاری ہونے لگے — معافی بن زکریا جریری
کہتے ہیں کہ جس وقت مقتدر کا خلع اور ابن المعتزلہ سے بیعت ہوگئی تو لوگ محمد بن جریر طبری کے پاس
آئے اور اس خبر کی اطلاع کی انھوں نے دریافت کیا کہ وزیر اور قاضی کون کون مقرر ہوئے ہیں پھر
محمد بن داؤد اور ابوالمثنیٰ کا نام سنکر فرمانے لگے کہ یہ امر پورا ہوا معلوم نہیں ہوتا کسی نے دریافت کیا کہ
کیوں کیا کوئی ان میں قابل نظر نہیں آتا چنانچہ ایسا ہی ہوا — ابن معتزلہ نے مقتدر باللہ کو کہلا بھیجا
کہ تم محمد بن طاہر کے مکان پر چلے جاؤ تاکہ میں دار الخلافہ میں چلا جاؤں اسکا جواب مقتدر نے اثبات میں
دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھوڑی سی جمعیت باقی رہگئی تھی اور جس نے وفاداری کا مصمم عہد کرلیا تھا
اسکو لیکر چلا ابن معتزلہ نے جب اس چھوٹی سی جماعت کو اس شان و شوکت کیساتھ دیکھا تو کچھ مرعوب
ہوگیا اور خداوند تعالیٰ نے اسکے دل میں کچھ ایسا رعب ڈالا کہ وہ بھاگنے کا ارادہ کرنے لگا۔ آخر ابن معتزلہ
اور اس کا وزیر اور قاضی بھاگ پڑے اور بغداد میں قتل عام شروع ہوگیا مقتدر نے ان فقہاء اور امراء کو
جنھوں نے اسکی خلع کی تھی پکڑ کے یونس خزانچی کے سپرد کردیا۔ قتال و جدال کی یہاں تک نوبت پہونچی
کہ سوائے چار آدمیوں کے جن میں قاضی ابو عمر بھی تھے سب قتل ہوگئے ابن معتزلہ گرفتار کرکے قیدخانہ
بھیجدیا گیا جس کی چند روز کے بعد قیدخانہ سے نعش ہی نکلی — اسوقت جاکر مقتدر باللہ کا تسلط بیٹھا
ابوالحسن علی بن محمد فرات کے وزارت سپرد ہوئی اُسنے مظالم کی بیخکنی اور عدل کی اشاعت کی اور مقتدر کو
بھی عدل کرنیکی ترغیب دلائی مگر مقتدر اپنے صغر سن کیوجہ سے امور سلطنت ابوالحسن کو سپرد کرکے خود
لہو لعب میں مشغول ہوگیا اور تمام خزانہ لٹا ڈالا۔ اسی سال مقتدر نے یہود و نصاریٰ سے خدمت نہ لینے
کے متعلق احکام جاری کئے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ بجائے زین کے محض پالان پر سوار ہوا کریں۔ اسی سال
مغرب میں مہدی غالب ہوگیا اور امامت اسی کے قبضہ میں آگئی خلافت کا بھی دعویٰ کیا چونکہ لوگوں کے
ساتھ عدل و انصاف کیا تھا لوگ اسی کیطرف دور دور سے بھاگ کر آنے شروع ہوگئے۔ ملک مغرب
اس کے قبضہ میں آکر ترقی کرنے لگا۔ حکومت بڑھ گئی اور مہدیت کی نیو جم گئی، امیر افریقہ زیادۃ اللہ بن
اغلب تاب نہ لاکر مصر کیطرف بھاگا پھر عراق چلا آیا، ملک مغرب کی حکومت بنو عباس سے نکلکر مہدی
کے قبضہ میں آگئی۔ مورخین کے نزدیک زوال خلافت بنو عباس اسی تاریخ سے شمار ہوتا ہے گویا اس
حساب سے بنو عباس کی سلطنت جمیع ممالک اسلامیہ پر ایکسو ساٹھ سال سے کچھ اوپر رہی اور اس

کے بعد سے زوال شروع ہو گیا — ذہبی کہتے ہیں کہ مقتدر کی صغر سنی کی وجہ سے اسکے وقت میں نظام سلطنت میں بہت سخت خلل واقع ہوا — سنہ ۳۰۰ھ میں دینور کے اندر ایک پہاڑ زمین کے اندر دھس گیا اور اسکے نیچے سے اتنا پانی نکلا کہ اسمیں کئی گاؤں ڈوب گئے — اسی سال ایک خچری (مادہ خچر) نے بچھرا دیا اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں جو چاہیں کریں — سنہ ۳۰۱ھ میں علی بن عیسیٰ کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا اسنے نہایت ایمانداری عدل اور تقویٰ سے کام کیا شراب فروشی اور شراب نوشی کے سخت احکام جاری کئے ایک سال میں رعایا سے پانچ لاکھ دینار خراج کے معاف کر دئے — اسی سال قاضی ابو عمر دوبارہ قاضی بنائے گئے اور مقتدر اسی سال سب سے اول سوار ہو کر اپنے مکان سے شماسیہ گیا اور خود کو عوام میں ظاہر کیا — اسی سال حسین حلاج معروف بہ منصور اونٹ پر سوار ہو کر بغداد آیا اور اس نے انا الحق کا دعویٰ کیا یہ چرچا بغداد میں پھیلا اس شخص کا اعتقاد تھا کہ خداوند تعالیٰ انسان میں حلول کر سکتے ہیں اس کے متعلق تحقیق کیگئی تو معلوم ہوا کہ نہ یہ قرآن شریف جانتا ہے نہ علم حدیث نہ فقہ سے واقف ہے — اس عقیدہ کی وجہ سے قید کر لیا گیا اور آخر سنہ ۳۰۹ھ میں قاضی ابو عمر وغیرہ کے فتوؤں کے موافق سولی پر چڑھا دیا گیا عوام الناس کو بذریعہ منادی کے اول یہ اطلاع دیدی گئی تھی کہ حسین حلاج قرامطی ہے اس کی سزا یافتگی کے وقت ہر شخص کو میدان میں موجود ہونا چاہئے — اسی سال یعنی سنہ ۳۰۱ھ میں مہدی فاطمی چالیس ہزار بربری لیکر مصر پر چڑھنے کے ارادے سے چلا مگر راستہ میں دریائے نیل چونکہ حائل تھا اس لئے اسکندریہ کیطرف واپس چلا گیا اور وہاں پہونچکر فتنہ وفساد پیدا کر دیا مقابلہ کے واسطے فوج شاہی روانہ کی گئی جس کا مقابلہ برقہ میں ہوا لیکن فوج شاہی کو شکست ہوئی اور مہدی اسکندریہ اور فیوم پر قابض ہو گیا — سنہ ۳۰۲ھ میں مقتدر باللہ نے اپنے پانچ لڑکوں کے ختنہ کرائے اور اس پر چھ لاکھ دینار خرچ کر دئے اپنے لڑکوں کے ہمراہ بہت سے یتیم بچوں کے بھی ختنہ کرائے اور ان پر احسانات کئے — اسی سال مقتدر کے سبب سے اول جامع مسجد مصر میں نماز پڑھائی علی بن ابی شیخہ نے ایک کاغذ پر دیکھ کر خطبہ پڑھا اور باوجود لکھنے کے ایک ایسی فاش غلطی کھائی کہ لوگ ہنس پڑے یعنی آیت اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ کی بجائے وَاَنْتُمْ مُشْرِکُوْنَ ○ پڑھ گیا جس کے معنی ہیں کہ خداوند تعالیٰ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور جب مرو تو بجائے مسلمان مرنے کے یہ کہہ گیا کہ) مشرک مرو — اسی سال قوم دیلم جو مجوسی تھے حسن بن علی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے — سنہ ۳۰۴ھ میں ایک جانور بغداد کے اندر جسے لوگ زیزب کہتے تھے ظاہر ہوا یہ رات کیوقت بچوں کو کھا جاتا تھا اور عورتوں کی چھاتیاں کاٹ لیجاتا تھا لوگ اس سے اپنی حفاظت کرتے تھے اور طشت

دسینیاں بجا بجا کر اسکو ڈراتے تھے بچوں کو ٹوکروں کے اندر رات کو رکھتے تھے۔ یہی قصہ بہت دنوں تک رہا ـــ ۳۰۵ھ میں بادشاہ روم نے مقتدر کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور کچھ تحفے تحائف دیکر اپنے آدمیوں کو اسکے پاس بھیجا۔ مقتدر نے ان لوگوں کیلئے بڑی تیاریاں کیں اول سب سے آگے ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج باب شماسیہ سے دار الخلافہ تک مسلح کھڑی کی انکے پیچھے سات ہزار خدمتگار پھر سات سو حاجب کھڑے کئے دار الخلافہ کی دیواروں پر اڑتالیس ہزار دیباج کے پردے زینت کیواسطے ڈلوائے۔ بائیس ہزار قسم کے فرش بچھوائے شکاری درندے زنجیروں میں بندھوا کر قریب ایک سو کے اپنے سامنے کھڑے کرائے ـــ اسی سال بادشاہ عمان نے مقتدر کے پاس تحائف روانہ کئے جنمیں ایک سیاہ رنگ کا پرندہ بھی تھا جو طوطی سے بھی زیادہ فارسی اور ہندی میں فصاحت سے کلام کرتا تھا ـــ ۳۰۶ھ میں مقتدر کی والدہ نے ایک مارستان کا افتتاح کیا جس کا سالانہ خرچ چار ہزار دینار تھا ـــ اسی سال مقتدر کی غفلت اور لاپرواہی سے سلطنت کا تمام نظم و نسق حرم شاہی کے ہاتھ میں آگیا حتی کہ مقتدر کی ماں ہر جمعہ کو اجلاس کرنے لگی اور قاضیوں و اعیان سلطنت کی حاضری میں فرامین جاری کرنے لگی اس خدمت کی عوض میں بیت المال سے تنخواہ لیتی تھی ـــ اسی سال القائم محمد بن مہدی فاطمی مصر پر چڑھ آیا اور اکثر صعید پر قابض ہو گیا ـــ

۳۰۸ھ میں بغداد کے اندر غلہ کی سخت گرانی ہو گئی جسکی وجہ سے رعایا گرسنگی میں مبتلا ہو گئی، کہتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حامد بن عباس سواد بغداد کا حاکم تھا اسنے بغداد پر بڑا ظلم توڑا تھا جسکی وجہ سے رعایا میں بے چینی ہو کر غلیمت اور غارتگری شروع ہو گئی، رعایا منتشر ہو گئی، کئی روز تک لڑائی جاری رہی قیدخانہ میں آگ لگادی گئی قیدی بھاگ گئے وزیر سلطنت کو پتھر مار مار کر قتل کر ڈالا اور دولت عباسیہ کا بدتر حال ہو گیا ان اسباب کی بناء پر بغداد تک غلہ نہ پہنچا اور گرانی ہو گئی۔

اسی سال القائم جزیرہ فسطاط پر قابض ہو گیا جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کو بڑا قلق ہوا اور نہ خود لڑائی کیلئے کھڑے ہو گئے جدال و قتال شروع ہو گیا جس کی تفصیل بہت طویل ہے۔

۳۰۹ھ میں حسین حلاج معروف بمنصور قاضی ابو عمر اور فقہاء و علماء کے فتووں کے بموجب سولی پر چڑھا دیا گیا اسکے متعلق لوگوں نے بہت تصانیف کی ہیں اگر مفصل حالات دیکھنا ہوں تو ان میں دیکھ لیں۔

۳۱۱ھ میں مقتدر نے حکم جاری کیا کہ معتضد کے فرمان کے بموجب ذوی الارحام کو وراثت میں ضرور حصہ دیا جائے ـــ ۳۱۳ھ میں والی خراسان کے ہاتھ سے فرغانہ فتح ہو گیا ـــ ۳۱۴ھ میں [illegible] پر بزور شمشیر قابض ہو گئے اور اسی سال موصل میں دجلہ کا پانی اتنا منجمد ہو گیا کہ جانور اس پر چلنے لگے جو کبھی پہلے اب نہیں ہوا تھا ـــ ۳۱۵ھ میں دمیاط میں رومی گھس گئے شہر کو لوٹا اور جامع مسجد میں ناقوس بجا دیا۔

سری سال دیلم نے رے اور جبال پر حملہ کیا۔ خلقت کو قتل کر ڈالا اور بچوں کو ذبح کر دیا۔ ٣١٦ھ میں قرمطی نے ایک مکان بنوایا جسکا نام اس نے دار الہجرت رکھا اس کی وجہ سے فساد اٹھ کھڑا ہوا اسنے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا مسلمانوں پر اچانک چھاپہ مارا اور انھیں اذیتیں پہنچائیں اس کی وجہ سے انکے دلوں میں اسکی ہیبت بہت ہوگئی اس کے مرید بہت بڑھ گئے خلافت کی جڑیں ہل گئیں۔ مقتدر نے چند مرتبہ مقابلہ کیلئے فوجیں روانہ کیں مگر شکستیں کھا کھا کر واپس آگئیں نوبت یہاں تک پہنچی کہ حج بند ہو گیا مکہ والے مکہ شریف کو چھوڑ کر ادھر اُدھر بھاگ گئے ــــ اہل روم نے خلاط پر حملہ کر دیا اور وہاں کی جامع مسجد سے منبر نکال کر اسکی جگہ صلیب قائم کر دی ــــ ٣١٧ھ میں مونس خادم الملقب بہ مظفر کو معلوم ہوا کہ مقتدر میرے بجائے ہارون بن غریب کو امرۃ الامراء (عرض بیگی) بنانا چاہتا ہے اسلئے اسنے خروج کر دیا اور عشاء کے بعد محرم کی چودھویں رات کو تمام فوج اور امراء کو ساتھ لیکر دار الخلافہ پر چڑھ آیا یہ دیکھکر مقتدر کے خواص بھاگ گئے اور یہ خود بھی اسی وقت اپنی ماں اور خالہ اور بیوی کو لیکر مع چھ لاکھ دینار کے گھر سے نکل کھڑا ہوا لوگوں نے مونس کی اشتعالک سے اسکی خلع پر شہادت دیدی اور محمد بن معتضد سے مونس اور دیگر امراء نے بیعت کر لی۔ القاہر باللہ کا اسکو خطاب دیا قلمدان وزارت ابی علی بن مقلہ کو سپرد کر دیا گیا یہ ہفتہ (بار) کا دن تھا اگلے روز یکشنبہ کو القاہر باللہ نے اجلاس کیا وزیر نے اسکی خبر تمام ممالک محروسہ میں پہنچا دی دوشنبہ کے روز افواج نے بیعت کے انعام وغیرہ کا مطالبہ کیا چونکہ مونس اسوقت موجود نہیں تھا۔ اسلئے کچھ تامل ہوا مگر فوج نے شور و شغب برپا کر دیا دربان کو قتل کر ڈالا مونس کے گھر پر چڑھ گئے اور مقتدر کا مطالبہ کیا۔ آخر اپنے کندھوں پر بٹھا کر مقتدر کو دار الخلافہ میں لائے اور القاہر باللہ کو پکڑ کر مقتدر کے سامنے پیش کر دیا۔ القاہر روتا تھا اور اپنے دل میں اللہ اللہ کرتا تھا مقتدر نے کہا بھائی ذرہ برابر تمہارا کچھ قصور نہیں تم نے کبھی میری بے حرمتی کی واللہ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا اس اثناء میں لوگوں میں بھی سکون پیدا ہو گیا اور پہلا وزیر پھر بحال کر دیا گیا تمام محروسہ میں از سر نو پھر اسکی اطلاع کی گئی کہ مقتدر ہی بدستور خلیفہ قائم ہے مقتدر نے فوج کو بہت انعام و اکرام تقسیم کیا ــــ اسی سال حاجیوں کے قافلہ کیساتھ مقتدر نے منصور دیلمی کو روانہ کیا جو مکہ معظمہ میں بخیریت تمام پہنچا مگر ٨ ذوالحجہ کو ابو طاہر قرمطی دشمن خدا بھی وہاں آ نکلا جس نے وہاں پہنچکر مسجد حرام میں حاجیوں کو قتل کیا اور انکی نعشیں چاہ زمزم میں پھینکوا دیں حجر اسود کو گرز مار مار کر توڑ ڈالا اور اس کو دیوار خانہ کعبہ سے جدا کر دیا گیا ٥ روز تک یوں ہی پڑا رہنے دیا اور پھر اسکو لیکر چلدیا چنانچہ بیس سال سے زیادہ دنوں تک انھیں کے قبضہ میں رہا پچاس ہزار دینار اسکے معاوضہ میں پیش کئے گئے مگر اسنے دینے سے انکار کر دیا آخر مطیع کے زمانہ خلافت میں واپس آیا ــــ کہتے ہیں کہ جب حجر اسود کو مکہ معظمہ سے دار الہجرت

لٹکے تھے اس کے نیچے چالیس دن تک وہاں تک مر گئے اور جب اسکو واپس لائے تو ایک وقت مکہ شریف تک واپس آیا
محمد بن ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ جس وقت قرامطیں میں خود مکہ شریف ہی میں موجود تھا ایک شخص جو اسے کہتے تھے کو
انگیٹرنے چڑھا مجھ سے دیکھ کر صبر نہ ہو سکا اور میں نے درگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ الٰہی! یہ ظلم مجھ سے دیکھا نہیں ہوتا
نہیں ہوتا فوراً ہی یہ شخص اپنے سر کے بل گرا اور گرتے ہی مر گیا — قرمطی نے باب کعبہ پر چڑھ کر یہ شعر پڑھا
(ترجمہ شعر) میں خدا کے ساتھ ہوں اور قسم خدا کی۔ میں ہی خلقت کو پیدا کرتا اور فنا کرتا ہوں — ابوطاہر
قرمطی نے اسکے بعد کچھ زیادہ دنوں تک فلاح نہ پائی اور چیچک میں مر گیا۔ اسی سال بغداد میں ایک فتنہ
کبریٰ اور کھڑا ہو گیا جس کا سبب یہ ہوا کہ آیت عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (قریب ہے کہ پہنچا دے تیرا
رب تجھے مقام محمود میں) میں آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا حنابلہ کہتے تھے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھا دینگے اور دوسرا فریق کہتا تھا کہ اسکے یہ معنی نہیں بلکہ اس سے شفاعت
مراد ہے، یہ فساد بڑھا اور اسمیں ایک جماعت کثیرہ قتل ہو گئی — ۳۱۹ھ میں قرمطی کوفہ میں آ دھمکا
اہل بغداد کو خوف لاحق ہوا کہ وہ کہیں بغداد پر چڑھائی نہ کر دے لوگوں نے بہت فریاد و زاری سے جامع میں
کئی قرآن شریف بلند کئے اور مقتدر کو گالیاں دیں — اسی سال دیلم دینور پر چڑھ آئے اور لوگوں کو
قید اور قتل کر دیا — ۳۲۰ھ میں مونس پھر مقتدر پر چڑھ آیا اور ایک بہت بڑا لشکر بربریوں کا ساتھ لایا
ادھر خود مقتدر بنفس نفیس میدان میں آیا جب دونوں لشکر ملے اور ہنگامہ آرائی ہوئی تو ایک بربری نے
مقتدر کے ایک تیر مارا جسکی وجہ سے مقتدر زین سے زمین پر گرا اسی بربری نے اسکو تلوار سے قتل کر ڈالا اور اسکا سر کاٹ
کر نیزے پر رکھا کپڑے اتار لئے اور اسکی نعش کو ننگا کر کے پھینک دیا لوگوں نے اسکا ستر عورت خس و خاشاک سے
چھپا دیا اور گڑھا کھود کر دبا دیا۔ یہ ۲۷ شوال ۳۲۰ھ یوم چہار شنبہ تھا — کہتے ہیں کہ مقتدر کے
وزیر نے اسی روز اسکا زائچہ دیکھا تھا قتل کے تھوڑی ہی دیر پہلے مقتدر نے وزیر سے دریافت کیا تھا
کہ اس وقت کیا وقت ہوگا اسنے کہا تھا کہ زوال کا وقت ہوگا مقتدر نے لفظ زوال سے شگون لیا اور واپس
پھرنے کا ارادہ کیا تھا مگر فوراً ہی مونس کی فوج آ گئی اور لڑائی شروع ہو گئی — جس بربری نے مقتدر کو
قتل کیا تھا لوگ اسکے پیچھے ہوئے اور یہ دار الخلافہ کی طرف قاصد کے مثال (؟) بھاگا راستہ میں
اسکو ایک شخص کا تنور کا گٹھڑ اٹھائے ہوئے ملا اس شخص نے اسکو رحم کر کے ایک قصائی کی دوکان تک پہنچا دیا
وہاں اسکے جو کانٹا قصائی اپنی دوکان میں گوشت لٹکانے کے واسطے لٹکائے رکھتے ہیں لٹکا یا اسمیں لٹک رہ گیا اور گھوڑا
اسکے نیچے سے نکل بھاگا یہ زمین پر گرا اور لوگوں نے اسکو پکڑ کر اسی کانٹے پر لٹکا دیا اور جلا (؟)
دیا — مقتدر عقلمند صحیح الرائے شخص تھا مگر شہوات اور شراب سے مجبور تھا اور اسی کے ساتھ فضول خرچ

بھی پورا تھا عورتیں اسی پر حادی اگئی تھیں چنانچہ اس نے انکو تمام خلافت کے جواہرات دیدیئے تھے بعض کو وہ درّ یتیم جس کا وزن تین مثقال تھا دیدیا تھا زیدان نے تہرمانہ کو ایک تسبیح جواہرات کی جو بیضہ کی مثل آپ ہی تھی دیدی تھی غرض سب انتہا مال ضائع کر دیا تھا اس کے پاس رومی اور صقالبی اور حبشی غلاموں کے علاوہ گیارہ ہزار خصی غلام رہتے تھے ۔۔۔ اس نے بارہ لڑکے چھوڑے جنمیں سے تین یعنی راضی ۔ متقی ۔ مستکفی خلیفہ ہوئے اسی طرح متوکل اور رشید کی اولاد خلیفہ ہوئی ۔ عبدالملک کے البتہ چار بیٹے خلیفہ ہوئے جسکی نظیر سوائے بادشاہوں کے ہنیں ملتی یہ ذہبی کا قول ہے مگر میں کہتا ہوں کہ میرے اپنے زمانہ تک اولاد متوکل میں سے پانچ آدمی خلیفہ ہوئے المستعین عباس ۔ المعتضد داؤد ۔ المستکفی سلیمان ۔ القائم حمزہ ۔ المستنجد یوسف اور اسکی نظیر نہیں ملتی ۔۔۔ لطائف المعارف ثعالبی میں ہے کہ متوکل اور مقتدر کے علاوہ کوئی شخص جعفر نامی نہیں ہوا اور یہ دونوں قتل ہوئے متوکل شب چہار شنبہ کو اور مقتدر روز چہار شنبہ کو ۔۔۔ مقتدر کی خوبیوں اور محاسن میں ابن شاہین سے یہ حکایت مروی ہے کہ ایکے وزیر علی بن عیسیٰ نے ارادہ کیا کہ ابو محمد بن صاعد اور ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی کی آپس میں صلح کرا دے چنانچہ وزیر علی بن عیسیٰ نے ابوبکر سے کہا کہ ابو محمد چونکہ تم سے بڑے ہیں اسلئے تم اٹھکر ان سے معافی مانگو ۔ ابوبکر بن ابی داؤد نے جواب دیا کہ یہ مجھ سے کبھی نہیں ہو سکتا وزیر نے یہ جواب سنکر کہا کہ کیا تم سٹھیا گئے ہو یہ سنکر ابوبکر کھڑا ہو گیا اور کہا شاید تم مجھے اسلئے ذلیل کرتے ہو کہ مجھے تمہاری معرفت چونکہ تنخواہ ملتی ہے واللہ میں کبھی اب تک تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز نہ لونگا اور محض تنخواہ کیوجہ سے ذلیل نہ ہونگا یہ خبر مقتدر کو پہنچی اور ابوبکر کی تنخواہ خود اپنے ہاتھ سے شمار کر کے اپنے غلاموں کے ہاتھ بالا بالا اسکے پاس بھجوانے لگا ۔۔۔ مقتدر کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا ۔ محمد بن ابی داؤد ظاہری ۔ یوسف بن یعقوب قاضی ۔ ابن شریح شیخ شافعیہ ۔ جنید شیخ صوفیہ ۔ ابوعثمان حیری زاہد ۔ ابوبکر بردیجی ۔ جعفر فریابی ۔ ابن بسام شاعر ۔ نسائی صاحب سنن ۔ حسن بن سفیان صاحب مسند ۔ جبائی شیخ المعتزلہ ۔ یموت بن مزرع نحوی ۔ ابن جلاء شیخ الصوفیہ ابو یعلی الموصلی صاحب مسند ۔ اشنانی المقری ۔ ابن سیف بڑے جلیل القدر قاری مصر ۔ ابوبکر رویانی صاحب مسند ۔ ابن منذر الامام ابن جریر الطبری ۔ زجاج نحوی ۔ ابن خزیمہ ۔ ابن زکریا طبیب ۔ اخفش صغیر ۔ بنان الحمال ۔ ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی ۔ ابن سراج نحوی ۔ ابو عوانہ صاحب الصحیح ابوالقاسم بغوی صاحب مسند ۔ ابو عبید بن حربویہ ۔ کعبی شیخ معتزلہ ۔ ابو عمر قاضی ۔ قدامہ کاتب و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ ۔

(۱۹) القاہر باللہ ابو منصور

القاہر باللہ ابو منصور ۔ محمد بن معتضد بن طلحہ بن متوکل ایک ام ولد قتنہ نامی کے شکم سے پیدا ہوا ۔

جسوقت مقتدر قتل ہو گیا تو لوگوں نے اپنی طرف سے اسکو اور محمد بن مکتفی کو نامزد کیا جسوقت لوگوں
نے ابن مکتفی سے خلافت کیلئے کہا تو اسنے انکار کر دیا اور کہا مجھکو خلافت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا
چچا القاہر زیادہ مستحق خلافت ہے۔ قاہر نے خلافت کو منظور کر لیا اور بیعت ہو گئی اور جیسا کہ ۳۱۷ھ میں القاہر
اسکا لقب ہوا مقتدر کا بھی لقب بدستور رہا ۔ اسنے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مقتدر
کی اولاد پر تاوان مقرر کر دیا اور انکو خوب زدوکوب کیا حتی کہ مقتدر کی والدہ کا توٹتے پیٹتے انتقال ہو گیا۔
۳۲۱ھ میں فوج نے شور وشغب مچا دیا اور بگڑ گئی ۔ مونس اور ابن مقلہ اور چند دیگر اشخاص نے متفق ہو کر
القاہر کو تخت سے علیحدہ کرنیکی تجویز کر لی اور اسکی بجائے ابن مکتفی سے بیعت کرنے پر راضی ہو گئے مگر قاہر نے ایک
حیلہ سے غدر کو روک دیا اور جتنے سرگردگان غدر تھے سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ابن مکتفی کو دیوار میں
چنوا دیا۔ ابن مقلہ روپوش ہو گیا۔ روپوشی پر اسکے گھر کو آگ لگوا دی۔ دوسرے مخالفین کے گھر لٹوا دیے
اس سے فارغ ہو کر القاہر فوج کیطرف متوجہ ہوا اور اسکو انعام واکرام دیکر اپنے سے راضی کر لیا۔ معاملہ اس
طرح سے رفع دفع ہو گیا اور رعایا کے دلمیں اپنا رعب اور عظمت قائم ہو گیا۔ اسنے اپنے لقب میں المنتقم
من اعداء دین اللہ کا اضافہ کیا اور سکوں پر اسکو مسکوک کرا دیا ۔ اسی سال اسنے گانیوالی باندیوں
کو رکھنے سے منع کر دیا۔ شراب کی بندش کر دی۔ گویوں کو قید کر لیا مخنثوں کو شہر بدر کر دیا لہو ولعب کے آلات
کو توڑ ڈالا، گانیوالی لونڈیوں کو جو سادہ گاتی تھیں اور سرود گویاں نہیں تھیں بیچ ڈالنے کا حکم دیا اور باوجود ان
باتوں کے خود اسقدر شراب پیتا تھا کہ کسی وقت نشہ نہیں اترتا تھا۔ اور گانا اسقدر سنتا تھا کہ کبھی بس نہیں کرتا
تھا۔ ۳۲۲ھ میں دیلم جو مرداویج کے رہنے والے تھے اصفہان پر چڑھ آئے انکے مددگار و معاونین میں
علی بن بویہ بھی تھا جسنے بہت مال جمع کر کے اپنے مخدوم سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور محمد بن یاقوت کو
نائب خلیفہ سے ملکر محمد کو شکست دیدی تھی اور خود ابن بویہ فارس پر مسلط ہو گیا تھا۔ اسکے والدین
مفلس اور نادار تھے اپنا گزارہ مچھلیاں پکڑ پکڑ کر کیا کرتے تھے ایکدن اسنے خواب میں دیکھا کہ میں
نے پیشاب کیا ہے اور میری پیشاب گاہ سے آگ کا ایک شعلہ نکلا ہے جس نے پھیل کر دنیا کو روشن کر دیا
اس نے خود اس کی یہ تعبیر لی کہ میری اولاد بادشاہ ہو گی اور اس کی سلطنت کے حدود جہاں تک یہ شعلہ
پہونچا ہے وہیں تک ہونگے۔ شدہ شدہ تھوڑے زمانہ کے بعد یہ مرداویج بن زیاد دیلمی کا ندیم
ہو گیا اور دیلمی نے اسکو کرخ سے مال لانے کیلئے بھیجدیا یہ وہاں سے پانچ لاکھ درہم لیکر چلا
اور راستہ میں ہمدان پر قبضہ کرنا چاہا مگر اہل ہمدان نے شہر کے دروازے بند کر لئے جس کی وجہ
سے اس نے لڑائی شروع کر دی اور آخر بزور شمشیر اس کو فتح کر لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہمدان

دالوں سے صلح ہو گئی تھی اور صلح کے ذریعہ ہمدان میں داخل ہوا تھا غرض فتح کے بعد یہ شیراز پہنچا اور یہاں خرچ کی وجہ سے مال ہی کی تنگی ہوئی اتفاقاً ایک روز جو ایک مکان میں یہ چت لیٹا تو چھت میں سے ایک سانپ نکل آیا اسنے حکم دیا کہ چھت گرادی جائے اسکے گرانے پر چھت میں سے چند صندوق سونے کے بھرے ہوئے برآمد ہوئے اس نے ان سب کو اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور ایک درزی کو کپڑا سینے کیلئے بلوایا درزی اتفاق سے بہرا تھا اسنے خیال کیا کہ کسی نے میری چغلخوری کر دی ہے خود بخود کہنے لگا واللہ میرے پاس سوائے بارہ صندوقوں کے اور زیادہ کچھ نہیں ہے اور نہ مجھے یہ خبر ہے کہ ان صندوقوں میں کیا ہے صندوق منگائے گئے اور انمیں بے انتہا مال نکلا ایکروز گھوڑے پر چلا جا رہا تھا گھوڑے کے پیر زمین میں دھس گئے کھدوا کر دیکھا تو وہاں سے خزانہ برآمد ہوا غرضیکہ اسطرح بہت مال ابن بویہ کے پاس جمع ہو گیا اور اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔ خراسان و فارس خلافت سے نکلکر اسکے قبضہ میں آ گئے — اسی سال القاہر باللہ نے اسحاق بن اسمٰعیل نوبختی کو کنوئیں میں الٹا لٹکوا کر کنوئیں کو پٹوا دیا جس کا قصور محض اتنا تھا کہ اسنے قبل از خلافت قاہر ایک کنیزک کو قاہر سے بڑھکر قیمت میں خرید لیا تھا — اسی سال ابن مقلہ مصدر جو کہیں روپوش تھا آکر افواج شاہی کو بھڑکانے لگا اور کہا کہ قاہر نے چند تہ خانے بنوائے ہیں عنقریب وہ تم سب کو کسی زندان میں قید کر دیگا اسی طرح کی اور چند باتیں بیان کیں جنکی وجہ سے فوج نے غدر کر دیا اور تمام آدمی متفق تلواریں لیکر اسپر چڑھ آئے قاہر بھاگنگیا اور ۶ جمادی الآخر ۳۲۲ھ میں بلوائیوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا۔ لوگوں نے عباس محمد بن معتضد سے بیعت کر لی اور الراضی باللہ کا خطاب دیکر تخت خلافت تفویض کر دیا اسکے بعد لوگوں نے وزیر اور قضاۃ ابوالحسین بن قاضی ابو عمر اور حسین بن عبداللہ بن ابی الشوارب اور ابوطالب بن بہلول کو قاہر کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ اب کیا ارادہ ہے اسنے کہا کہ میں ابو منصور محمد بن معتضد ہوں میری تم نے بیعت کی تھی میں تم سے کسی طرح بیزار نہیں ہوں تم سب پر میری اطاعت فرض ہے۔ خود کھڑے ہو اور دوسرے لوگوں کو میری اطاعت کی ترغیب دو۔ وزیر نے اسکے جواب میں قاہر کو خلع کی رائے دی اور اٹھکر چلے آئے۔ قاضی ابوالحسین کہتے ہیں کہ میں راضی کے پاس گیا اور اس سے تمام باتوں کا اعادہ کیا اور کہا کہ میرے نزدیک اسکی امامت فرض ہے پھر میں چلا آیا میرے چلے آنے کے بعد قاہر کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں جس کے سبب وہ اندھا ہو گیا — اور اصفہانی کہتے ہیں کہ قاہر کے خلع کا سبب در اصل اسکی بدخلقی اور خونریزی تھی جب اس نے خلع کرنے سے انکار کیا تو اسکی آنکھیں نکلوا ڈالی گئیں جو اسکے رخسار پر آ پڑیں۔

صولی کہتے ہیں کہ قاہر نہایت جلد باز۔ خونریز۔ بدخلق۔ متلون المزاج۔ دائم الخمر تھا اگر اس کا حاجب نیک نیت اور سلامتی پسند نہ ہوتا تو یہ شخص نسلوں کی نسلوں کو قتل کر ڈالتا حاجب

کبھی نیزہ ہاتھ میں لے لیتا تھا تو بغیر کسی انسان کے قتل کے ہاتھ سے رکھتا ہی نہ تھا — علی بن محمد خراسانی کہتے ہیں کہ ایک دن قاہر نیزہ لئے ہوئے میرے پاس چلا آیا اور کہنے لگا کہ خلفاء بنی عباس کے خصائل اور عادات مجھسے بیان کرو میں نے کہا کہ سفاح خونریزی میں بہت جلد باز تھا اسکے دیکھا دیکھی اسکے عمال نے بھی اسی کا اتباع کیا کرتے تھے باوجود اسکے سفاح بہادر سخی شخص اور مال جمع کرنیوالا تھا — کہا منصور کی کیا حالت تھی میں نے کہا کہ وہ پہلا شخص ہے جسنے آل عباس اور آل ابی طالب کے آپسمیں تفرقہ ڈالا اور وہ آپسمیں پہلے کیطرح متحد نہیں رہے اسنے ہی سب سے اول منجمین کو مقرب بنایا اسی کے واسطے سب سے پہلے کتب سریانیہ اور عجمیہ جیسے کلیلہ و دمنہ کتاب اقلیدس، کتب یونان ترجمہ ہوئیں، جنھیں لوگوں نے دیکھا اور وہ انکے گرویدہ ہو گئے اپنے علوم کو چھوڑ دیا جسوقت یہ عفلت محمد بن اسحاق نے دیکھی تو مغازی اور سیر میں کتابیں لکھیں منصور ہی سب سے پہلا وہ خلیفہ ہے جسنے عرب پر سب سے اول حکام کو مقرر کیا —

کہا اچھا مہدی کا حال بیان کرو میں نے کہا کہ وہ نہایت سخی عادل اور منصف تھا جو کچھ اسکے باپ نے لوگوں کا غصب کر لیا تھا اس نے سب واپس کر دیا۔ زندیقوں کے قتل میں بے انتہا کوشش کی مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصٰی بنوائیں — ہادی کے متعلق دریافت کرنے پر میں نے کہا کہ وہ جابر متکبر تھا اسی کے مسلک پر اسکے عمال بھی چلتے تھے — رشید کے حالات کے دریافت کرنے پر میں نے کہا کہ اسنے ہمیشہ غزوں اور حج کرنے پر مواظبت کی ہے اس نے مکہ کے راستہ میں مکانات اور حوض بنوائیں۔ اذنہ۔ طرطوس۔ مصیصہ مرعش۔ وغیرہ آباد کئے۔ عام لوگوں پر احسانات فرمائے خاندان برامکہ نے اسی کے زمانہ میں عروج کیا رشید سب سے پہلا خلیفہ ہے جس نے خلفاء بنی عباس میں چوگاں کھیلا نشانہ بازیاں کیں اور شطرنج کھیلی — امین کے استفسار پر میں نے کہا کہ وہ بہت بڑا سخی تھا مگر لذات میں منہمک ہو گیا اور مفسدات بڑھ گئے — مامون کے دریافت حال پر میں نے جواب دیا کہ وہ نجوم فلسفہ سے مغلوب ہو گیا تھا نہایت حلیم اور سخی شخص تھا —

معتصم کے متعلق میں نے کہا کہ وہ بھی مامون کے قدم بقدم چلا مگر اسکو شہسواری اور عجمی بادشاہوں کی تشبیہ کا شوق بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ غزوے اور فتوحات اس نے بہت سی کیں —

واثق نے اپنے باپ کے طریقہ پر کاربند رہا — متوکل مامون اور معتصم کے بالکل برعکس واقع ہوا تھا حتٰی کہ ان کے اعتقادات سے بھی مختلف تھا مناظرہ وغیرہ کو روک دیا اور اس کے مرتکب کے لئے سزا مقرر کر دی۔ قرأت۔ حدیث اور سماعت حدیث کا حکم دیا خلق قرآن کی نفی کی تو لوگ اس سے بہت خوش ہوئے — پھر باقی خلفاء کا حال دریافت کیا اور میں نے خاطر خواہ جواب دیا پھر کہنے لگا کہ تم نے مجھ سے اس خوبصورتی سے بیان کیا کہ گویا ان سب کو میرے سامنے لا بٹھایا یہ کہکر چلا گیا — مسعودی کہتے ہیں کہ قاہر نے مونس اور اس کے دوستوں سے بہت سا مال

چھین لیا تھا جس وقت خلافت سے خلع کیا اور اندھا ہوگیا تو ہر شخص نے اپنے اپنے مال کا مطالبہ کیا اس نے دینے سے انکار کیا اس پر لوگوں نے اسے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں مگر اس نے کسی طرح اقرار نہ کیا آخر راضی باللہ نے اُسے بلاکر کہا کہ دیکھو لوگ تم سے اپنے اپنے مال کا مطالبہ کررہے ہیں اور میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ورنہ تمہاری طرف سے ادا کردیتا جو کچھ تمہارے پاس ہے اور وہ تمہارے کسی مصرف کا نہیں بہتر ہے کہ تم اقرار کرلو اور بتلادو کہ وہ مال کہاں رکھا ہے تاکہ لوگوں کو ادا کردیا جائے قاہر نے کہا کہ وہ تمام مال میں نے باغ میں دفن کردیا تھا (قاہر نے ایک باغ لگایا تھا جس میں اس نے دور دور سے پودے منگوا کر لگوائے تھے اور نہایت شوق سے اس میں بارہ دریاں اور مکان بنوائے تھے) وہاں ہی ہوگا کھدوالو الراضی باللہ بھی اس باغ اور مکان کا عاشق تھا اُسے کھدوانا نہیں چاہتا تھا کہا کہ کوئی معین جگہ بتلادو جہاں سے کھود لیا جائے۔ قاہر نے کہا میں خود اندھا ہوں دیکھ نہیں سکتا جو خاص جگہ بتلادوں چند مختلف مقامات سے کھود کر دیکھ لو۔ راضی نے مجبوراً باغ کو کھدوانا شروع کیا مکانوں کی بنیاد تک کھود ڈالی۔ درخت کٹوا دئے مگر مال کا کہیں نشان نہ ملا قاہر سے پھر کہا کہ اب بتلاؤ مال کہاں ہے آخر تم نے کہاں رکھا تھا۔ قاہر نے جواب دیا کیسا مال میرے پاس مال کہاں بات صرف یہ تھی کہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا گیا کہ تو اس باغ میں عیش و آرام کرے لہذا میں نے یہ بہانہ کرکے باغ اجڑوادیا راضی یہ سنکر شرمندہ ہوکر خاموش ہوگیا اور قاہر کو قید کردیا ۳۳۳ھ تک قید رکھا پھر چھوڑ دیا۔

جس وقت مستکفی کا زمانہ شروع ہوا تو ایک روز قاہر جامع مسجد منصور میں سفید کپڑے پہنے ہوئے صفوں کے اندر کھڑا ہوا نمازیوں سے باآواز بلند کہہ رہا تھا کہ للہ مجھے کچھ دو مجھے تم جانتے ہو میں کون ہوں اس کی غرض اور منشا سوال سے محض یہ تھی کہ لوگ خلیفۂ وقت پر طعن و تشنیع کریں ورنہ سوال کرنیکی اسے کوئی حاجت نہیں تھی اس سوال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے گھر سے باہر نکلنے سے روک دیا گیا اور مرتے دم تک گھر ہی میں رہا۔ آخر جمادی الاول ۳۳۹ھ میں بعمر ۵۳ سال انتقال کرگیا اور اپنے بعد میں چار بیٹے عبدالصمد۔ ابوالقاسم۔ ابوالفضل۔ عبدالعزیز چھوڑے ــــ انکے زمانہ میں ان علماء نے انتقال فرمایا۔ امام طحاوی شیخ حنفیہ۔ ابن درید۔ ابو ہاشم بن جبائی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالٰی۔

الراضی باللہ ابوالعباس (۲۰)

الراضی باللہ ابوالعباس محمد بن مقتدر بن معتضد بن طلحہ ابن متوکل ۲۹۷ھ میں ایک ام ولد رومیہ سے جس کا نام ظلوم تھا پیدا ہوا اور قاہر کی خلع کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا تخت نشینی کے بعد اس نے

ابن مقلہ کو حکم دیا کہ وہ قاہر کے عیوب ایک جگہ کتاب کی صورت میں جمع کرکے لوگوں کو سنائے۔
اسی سال یعنی ۳۲۳ھ میں مرداویج مقدم دیلم کا اصفہان میں انتقال ہو گیا اسکی سلطنت بہت بڑھ گئی تھی لوگوں میں چرچا رہا کرتا تھا کہ دیلم کا ارادہ ہے کہ وہ بغداد پر حملہ کرے یہ کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں عرب کی سلطنت برباد کرکے اہل عجم کی سلطنت پھر از سر نو قائم کرونگا۔

اسی سال علی بن بویہ نے راضی سے کہلا بھیجا کہ جن شہروں پر میں قابض ہو چکا ہوں وہ شہر مجھے بالعوض ایک کروڑ اسی لاکھ درہم سالانہ کی جاگیر میں دیدیئے جائیں۔ راضی نے فوراً اس کو ایک پرچم اور خلعت بھیج دیا ابن بویہ نے اسی روز سے مال کے حصول میں سختی چھوڑ دی تھی۔

اسی سال مہدی والی مغرب پچیس سال سلطنت کرنے کے بعد مر گیا۔ یہی شخص خلفاء مصر کا جن کو جہال فاطمیین لکھتے ہیں مورث اعلیٰ تھا۔ مہدی کا دعویٰ تھا کہ وہ علوی ہے حالانکہ اس کا دادا مجوسی تھا ــــ چنانچہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں کہ عبیداللہ الملقب بہ مہدی کا دادا مجوسی تھا عبیداللہ جس وقت مغرب میں داخل ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں لیکن علماء نسب میں سے کسی نے اس کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا کہ یہ علوی ہے اصل میں وہ باطنی خبیث تھا۔ ملت اسلام کے مٹانے میں پورا حریص تھا علماء و فقہاء اسلام کو غارت کرنا چاہتا تھا تاکہ خلقت میں اغوا کرنا آسان ہو جائے۔ اس کی اولاد بھی اسی کے قدم بقدم چلی جس نے شراب اور زنا کو مباح کر دیا۔ رواقض کو ترقی دی۔ عبیداللہ مہدی کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا القائم بامر اللہ ابو القاسم محمد اس کی جگہ تخت پر بیٹھا ــــ اسی سال محمد بن علی شلمغانی المعروف بہ ابن ابی العزاقر کا ظہور ہوا اس کا دعویٰ تھا کہ میں خدا ہوں مردہ کو زندہ کرتا ہوں لیکن اسے کو قتل کر دیا گیا اور اس کی نعش کو سولی پر چڑھا دیا گیا اسی کے ساتھ اس کے تمام ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا گیا

اسی سال ابو جعفر شجری حاجب فوت ہو گیا کہتے ہیں کہ اسوقت اس کی عمر ایک سو چالیس سال کی تھی اور اس کے حواس پوری طرح قائم تھے ــــ اسی سال اہل بغداد کا حج منقطع ہوا اور ۳۲۷ھ تک رہا ــــ ۳۲۳ھ میں راضی باللہ پوری طرح قابض ہو گیا اور اس کو اطمینان ہو گیا اس کے دونوں بیٹے ابوالفضل اور ابو جعفر مشرق اور مغرب پر قابض ہو کے

اسی سال ابن شنبوذ کا مشہور واقعہ گذرا۔ قرآت شاذہ سے توبہ کرائی گئی۔ وزیر ابو علی ابن مقلہ کے سامنے محضر نامہ پر دستخط کرائے گئے۔

اسی سال جمادی الاول کے مہینے میں آندھی آئی دنیا سیاہ ہو گئی عصر سے مغرب

سخت اندھیرا رہا۔ ذوالقعدہ میں تمام رات بڑے بڑے ستارے ٹوٹتے رہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ٹوٹے تھے — ۳۲۴ھ میں محمد بن امیر رائق واسط اور اس کے قرب و جوار پر مسلط ہوگیا۔ باقی شہروں پر اسی کی حکمرانی ہوگئی وزارت و دفاتر باطل کر دئے اور خزانہ ان پر اس طرح قابض ہوگیا کہ تمام اموال اسی کی طرف آنے لگے بیت المال خرف غلط اور راضی شاہ شطرنج بنگیا اور سوائے نام کے بالکل خلافت اسکے ہاتھوں سے نکل گئی — ۳۲۵ھ میں امور سلطنت بالکل مختل ہوگئے۔ شہروں پر اول تو باغی قابض ہوگئے اور جن پر کہیں کہیں عامل قابض تھے وہاں سے بھی خراج بند ہوگیا ہر طرف طوائف الملوکی پھیل گئی راضی کے ہاتھ میں سوائے بغداد اور اطراف بغداد کے کچھ نہ رہا اور اس پر طرہ یہ کہ انکا نظم و نسق بھی راضی کے ہاتھ میں نہ تھا بلکہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا۔ چونکہ سو وقت خلافت برائے نام رہ گئی تھی اس میں ضعف آگیا تھا ارکان دولت عباسیہ کا نام ہی نام باقی رہ گیا تھا قرامطہ اور مبتدعہ اقالیم پر قابض ہو گئے تھے تو امیر عبدالرحمٰن بن محمد اموی مروانی پادشاہ اسپین کی ہمت بڑھی اور اس نے کہا سب سے زیادہ خلافت کا میں حقدار ہوں اور اس نے اپنا لقب امیرالمؤمنین الناصر لدین اللہ مقرر کر لیا یہ شخص اکثر حصہ اندلس پر قابض تھا نہایت صاحب ہیبت جہاد کرنیوالا غزووں کا شوقین اور خوش سیرت واقع ہوا تھا اس نے بہت سے متغلبین کی جڑیں اکھیڑ دیں تھیں اور ستر قلعے فتح کئے تھے — یہ ایک عجیب زمانہ تھا کہ دنیائے اسلام میں تین شخصوں نے دعوی خلافت کر کے اپنا لقب امیرالمؤمنین کر رکھا تھا۔ راضی باللہ عباسی نے بغداد میں۔ امیر عبدالرحمٰن نے اندلس میں۔ مہدی نے قیروان میں — ۳۲۶ھ میں بجکم نے علی بن رائق پر خروج کیا اسکی دہشت سے ابن رائق کہیں چھپ گیا۔ بجکم بغداد میں داخل ہوگیا راضی نے اس کی بڑی عظمت و تکریم کی اس کا درجہ بلند کیا اور اسکو امیرالامرا کا خطاب دیکر بغداد اور خراسان کا امیر مقرر کر دیا — ۳۲۷ھ میں ابو علی عمر بن یحییٰ العلوی نے اپنے دوست قرمطی کو لکھا کہ حاجیوں کا راستہ کھولدے اور ہر حاجی سے فی شتر پانچ دینار محصول لیکر حج کی اجازت دیدے چنانچہ اس نے اجازت دی اور لوگوں نے حج ادا کیا یہ پہلا سال ہے جس میں حاجیوں سے ٹیکس وصول کیا گیا — ۳۲۸ھ میں دجلہ میں اتنا پانی چڑھا کہ انیس گز چڑھ آیا جس کی وجہ سے بغداد غرق ہوگیا اور چوپائے ڈوب گئے مکانات منہدم ہوگئے — ۳۲۹ھ میں راضی بیمار ہوا اور ماہ ربیع الاول میں بعمر اکتیس ۳۱ سال پندرہ روز انتقال کر گیا۔

راضی باللہ نہایت سخی عقلمند ادیب شاعر فصیح علماء کو دوست رکھنے والا تھا اس کے بہت اشعار

مدون ہیں حدیث شریف کی سماعت بغوی وغیرہ سے کی تھی ــــ خطیب کہتے ہیں کہ راضی کے بہت زیادہ فضائل ہیں منجملہ ان کے یہ کہ وہ آخری خلیفہ ہے جس کے اشعار مدون ہوئے۔ وہ آخری خلیفہ تھا جس نے فوج کی تنخواہوں کے متعلق قوانین مرتب کئے۔ وہ آخری خلیفہ گزرا ہے جس نے جمعہ میں خطبہ پڑھا وہ آخری خلیفہ ہوا ہے جس نے ندماء کے ساتھ ہم جلیسی اختیار کی اور وہ آخری خلیفہ ہے جس نے خلفاء متقدمین کی رسوم کے مطابق انعام تقسیم کئے وہ آخری خلیفہ ہے جس کے قدماء کے مطابق اپنی ہیئت اور لباس مقرر کیا ــــ اس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں (ترجمہ اشعار) ہر ایک صفائی کا انجام کدورت ہے ہر کام میں اندیشہ لگا ہوا ہے۔ شباب جو عروج کرتا ہے موت یا بڑھاپے کی طرف۔ سب سے اچھا واعظ بڑھاپا ہے جو انسان کو ڈراتا ہے سوائے وہ شخص جو فریب کاری میں متحیر اور سرگرداں رہتا ہے۔ کہاں ہیں جو ہم سے پہلے تھے نہ خود رہے نہ انکا کوئی نشان۔ الٰہی میری خطاؤں کو بخش دیجئے آپ سب سے بہتر بخشنے والے ہیں۔

ابوالحسن ابن زرقویہ ذکر کرتے ہیں کہ اسماعیل خطبی شب عید کو راضی کے پاس گئے راضی نے ان سے کہا کہ اے اسماعیل میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کل لوگوں کو عید کی نماز پڑھاؤں سو عید کی نماز پڑھانے کے بعد میں کیا دعا مانگوں۔ انھوں نے کہا کہ امیر المومنین قرآن شریف کی یہ آیت بطور دعا کے پڑھنا رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ الخ راضی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا میرے لئے یہ دعا بہت بہتر ہے اس کے بعد چار سو دینار ایک غلام کو دیکر انکے ساتھ کر دیا ــ

راضی کے زمانہ خلافت میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا۔ نفطویہ۔ ابن مجاہد المقری ابن کاس حنفی ساابن ابی حاتم۔ مبرمان۔ ابن عبد ربہ صاحب العقد۔ اصطخری شیخ شافعیہ۔ ابن شنبوذ ابوبکر انباری ودیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ ــــ

(۲۱) المتقی للہ ابو اسحاق

المتقی للہ ابو اسحاق ابراہیم بن مقتدر بن معتضد بن موفق طلحہ بن متوکل اپنے بھائی راضی کے مرنے کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا اس کی عمر تخت نشینی کے وقت چونتیس سال کی تھی اس کی ماں بھی ایک ام ولد تھی جس کا نام خلوب اور بقول بعض زہرہ تھا ــــ اس نے کسی بات میں کوئی تغیر وتبدیل نہیں کیا نہ اپنی کنیزوں سے کبھی فائدہ حاصل کیا بہت زیادہ روزے رکھنے والا اور عبادت کرنیوالا۔ اس نے کبھی نبیذ تک نہیں پی۔ کہا کرتا تھا کہ مجھے قرآن شریف کے سوا کسی مصاحب وندیم کی ضرورت نہیں، چونکہ سلطنت کا نظم ونسق پہلے ہی بگڑ چکا تھا اس لئے تمام

امور سلطنت ابو عبداللہ احمد بن علی الکوفی کاتب بجکم کے ہاتھ میں تھے اور متقی سوائے نام اور تزک کے کسی بات کا مختار نہیں تھا۔ اسکی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں گنبد خضراء (سبز گنبد) جو مدینۃ المنصور میں تھا رات کو بارش اور رعد میں گر پڑا یہ گنبد بغداد کا تاج سمجھا جاتا تھا اور چونکہ منصور نے تعمیر کرایا تھا اسلئے خلفاء بنی عباس میں متبرک مانا جاتا تھا۔ اسکی اونچائی اسی گز کی تھی اسکے نیچے ایک ایوان تھا جو طول میں بیس گز مربع تھا اسکے اوپر ایک سوار کی تصویر بنی ہوئی تھی جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اسکی خاصیت تھی کہ جس طرف سے دشمن آنیوالا ہوتا تھا اسی طرف اسکا بھی منہ پھر جاتا تھا۔ اسی سال بجکم ترکی قتل ہو گیا اسکی بجائے امرۃ الامراء کورتکین دیلمی کو مقرر کیا گیا متقی نے بجکم کا تمام مال جو بغداد میں تھا ضبط کر لیا جس کا تخمینہ ایک کروڑ دینار سے زیادہ تھا۔ اسی سال ابن رائق نے حملہ کر دیا کورتکین اسکے مقابلہ کو نکلا مگر کورتکین کو ہزیمت ہوئی اور شرمندگی کے مارے کہیں چھپ گیا ابن رائق اسکی جگہ امیر الامراء ہو گیا۔ ۳۳۰ھ میں بغداد میں اسقدر قحط ہوا کہ ایک بوری گیہوں کی قیمت تین سو سولہ دینار ہو گئی اتنا سخت قحط ہوا کہ لوگوں نے مردار چیزیں تک کھائیں اس سے پہلے بغداد میں اتنا سخت قحط کبھی نہیں پڑا تھا۔ اسی سال ابو الحسین علی بن محمد یزیدی نے خروج کیا خلیفہ متقی اور ابن رائق دونوں مقابلہ کیلئے نکلے مگر دونوں نے شکست کھائی اور موصل کیطرف بھاگ گئے بغداد اور دار الخلافہ میں لوٹ مار مچ گئی خلیفہ جس وقت تکریت میں پہنچا تو اس جگہ سیف الدولہ ابو الحسن علی بن عبداللہ بن حمدان اور اسکا بھائی حسن ملا ابن رائق قتل کر دیا گیا اور اسکی بجائے خلیفہ نے حسن بن حمدان کو مقرر کر کے اسکا لقب ناصر الدولہ رکھا اور ان دونوں سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کو ہمراہ لیکر بغداد کیطرف رخ کیا جسوقت یہ خبر یزیدی نے سنی تو وہ واسط کیطرف بھاگ گیا۔ ماہ ذوالقعدہ میں پھر خبر پہنچی کہ یزیدی بغداد پر پھر حملہ کرنا چاہتا ہے اس سے لوگوں میں سخت اضطراب پھیلا اور بغداد کے معزز لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ خلیفہ ناصر الدولہ کو لیکر باہر نکلا۔ سیف الدولہ نے بڑھ کر مداین کے قریب یزیدی سے مقابلہ کیا زور سے لڑائی ہوئی آخر یزیدی ہزیمت کھا کر بھاگا اور واسط میں جا کر دم لیا مگر سیف الدولہ نے بڑھ کر اسکو وہاں سے بھی نکال دیا اور اسکو چار و ناچار بصرہ جا کر رہنا پڑا۔ ۳۳۱ھ میں رومیوں نے ارزن نصیبین وغیرہ کی طرف سے حملہ کر دیا لوگوں کو قتل کیا مارا پیٹا وہاں کے گرجا میں ایک رومال رکھا ہوا تھا جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا روئے مبارک اس سے پونچھا تھا اور آپ کی صورت پاک اس میں منقش ہو گئی تھی اسکو طلب کیا وہ اس شرط پر دینا تجویز کیا گیا کہ اسکے عوض تمام قیدیوں

چھوڑ دیا جائے چنانچہ انھوں نے قیدی رہا کر دئے اور وہ رومال انھیں دیدیا گیا۔ اسی سال سیف الدولہ پر واسط میں امراء چڑھ گئے سیف الدولہ بریہ میں بھاگ کر چلا گیا وہاں سے بغداد جانیکا ارادہ رکھتا تھا ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے بھاگ جانے سے خوفزدہ ہو کر موصل چلا گیا۔ توزون واسط سے بغداد کیطرف چلا۔ سیف الدولہ جو بغداد پہونچ چکا تھا اسکے خوف سے موصل چلا گیا توزون بماہ رمضان بغداد میں داخل ہو گیا متقی نے اس کی بڑی خاطر مدارات کی اور اسکو امیر الامراء کا خطاب دیدیا۔ کچھ دنوں کے بعد خلیفہ اور توزون میں ان بن ہو گئی۔ توزون نے ابو جعفر بن شیرزاد کو واسط سے بغداد کیطرف روانہ کر دیا اسنے یہاں پہونچکر بغداد کو اپنے تصرف اور قبضہ میں کر لیا متقی نے ابن حمدان کو اپنی مدد کیلئے لکھا وہ ایک لشکر عظیم لیکر خلیفہ کی مدد کو آ پہنچا ابن شیرزاد اس کے خوف سے کہیں چھپ گیا۔ متقی مع اپنے اہل کے تکریت چلا گیا۔ ناصر الدولہ ایک لشکر کثیر عربوں اور کردوں کا لیکر توزون کے مقابلہ کیلئے نکلا۔ عکبراء کے مقام پر معرکہ آرائی ہوئی ابن حمدان تاب مقابلہ نہ لا سکا اور متقی کو ہمراہ لیکر موصل چلا گیا مگر توزون نے پھر راستہ میں آدبایا اور ابن حمدان اور متقی کو نصیبین کے قریب شکست دی خلیفہ نے مجبور ہو کر اخشید والی مصر کو اپنی مدد کیلئے لکھا مگر خلیفہ کی اس حرکت سے بنو حمدان بگڑ گئے اب خلیفہ نے توزون کو صلح کیلئے لکھا اسنے مان لیا اور پھر دونوں کے بعد صلح ہو گئی ــــ یہاں یہ صلح کا قصہ در پیش تھا اُدھر اخشید والی مصر جسے خلیفہ نے بلایا تھا مصر سے چلا راستہ میں معلوم ہوا کہ توزون سے صلح ہو چکی ہے آخر رقہ میں خلیفہ سے ملاقات ہوئی والی مصر نے عرض کیا یا امیر المومنین! میں آپکا غلام بلکہ غلام زادہ ہوں آپ پر ترک اور انکی شرارت اور غداری واضح ہو ہی چکی ہے بہتر ہے کہ آپ میرے ساتھ مصر تشریف لے چلیں مصر پر آپ حکومت کریں اور اطمینان سے رہیں لیکن متقی نے ایک نہ سنی۔ اخشید پھر مصر واپس چلا گیا۔
متقی رقہ سے ۴ محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چلا، توزون استقبال کیلئے نکلا انبار و ہیت کے درمیان دونوں کی ملاقات ہوئی توزون گھوڑے سے کود کر زمین چوم کر رکاب پکڑ کر ساتھ ہو لیا متقی نے بار بار سوار ہونیکو کہا مگر توزون نے نہ مانا اور اسی طرح سے ان خیموں تک جو خلیفہ کے لئے نصب کرائے گئے تھے ساتھ آیا متقی یہاں آکر بآرام بیٹھ گیا مگر توزون نے خود خلیفہ اور ابن مقلہ کو جو ان کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا، خلیفہ کی آنکھیں نکلوا ڈالیں اور اس کو بغداد پہنچا دیا یہاں اس سے انگوٹھی چادر اور چھڑی چھین لی گئی اور توزون نے بغداد پہونچکر عبد اللہ بن مکتفی سے خلافت پر بیعت کر لی اور لقب مستکفی باللہ

مقرر کردیا متقی نے بھی چار و ناچار خلع کر کے اس سے بیعت کرلی۔ یہ واقعہ ۲۰ / محرم ۳۳۴ھ اور بقول
بعض صفر میں واقع ہوا — جب قاہر کو اسکی اطلاع پہونچی تو اس نے خوشی میں یہ اشعار کہے
(ترجمہ اشعار) میں اور ابراہیم دونوں بوڑھے اور اندھے ہو گئے۔ دونوں بوڑھوں کیلئے گوشہ
تنہائی بہتر ہے۔ توزون کی امارت ہمیشہ قائم رہے اور گرم اگر سلامتی ہمیشہ اسکی اطاعت کرتی ہے
یہ بھی کہا کہ ہم دو ہی اندھے ہوئے ہیں تیسرے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ ایسا کمبخت اور منحوس تھا کہ کچھ دنوں
کے بعد مستکفی بھی انکے ساتھ شامل ہوا — توزون پر پورا ایک سال نہیں گزرا تھا کہ مر گیا بیچارہ متقی ایک
جزیرہ میں جو سندیہ کے قریب تھا قید کر دیا گیا اور پچیس برس قید رہ کر شعبان ۳۵۷ھ میں اس قید
ہستی سے رہا ہو گیا — اس کے زمانہ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حمدی ایک چور تھا جس وقت ابن
شیرزاد نے بغداد پر اپنا قبضہ کیا تو اس پر پچیس ہزار دینار ماہانہ بطور ڈنڈ کے مقرر کر دئیے یہ شخص لوگوں
کے گھروں میں مشعل اور چراغ لیکر جایا کرتا تھا چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ پوری طرح
اس پر صادق آتا تھا چاندنی میں مال لوٹ لیا کرتا تھا اسکو رج دیلمی اسوقت بغداد کا کوتوال
تھا اس نے اسکو ۳۳۳ھ میں پکڑ لیا اور کوڑے مار دئیے — متقی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے
وفات پائی۔ ابو یعقوب نہر جوری خلیفہ جنید بغدادی۔ قاضی ابو عبد اللہ محاملی۔ ابو بکر فرغانی صوفی
حافظ ابو العباس بن عقدہ۔ ابن ولاد نحوی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳۲) المستکفی باللہ ابو القاسم

المستکفی باللہ ابو القاسم عبد اللہ بن مکتفی بن معتضد اسکی ماں ایک ام ولد تھی جس کا نام املح
الناس تھا۔ متقی کے خلع کے بعد صفر ۳۳۳ھ میں بعمر اکتالیس سال اس سے بیعت کی گئی۔
توزون اسی کے زمانہ میں مر گیا توزون کیساتھ جو ابو جعفر بن شیرزاد تھا۔ اس کو
سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی اور فوج سے عہد و پیمان لیلیا خلیفہ نے اس کو خلعت عطا کیا اس
کے بعد احمد بن بویہ بغداد پہونچا ابن شیرزاد کہیں چھپ گیا ابن بویہ بانارہ و کلوک دار الخلافہ
میں چلا آیا اور خلیفہ کے سامنے بیٹھ گیا خلیفہ نے اس کو خلعت عطا کیا اور معز الدولہ کا خطاب
دیدیا اسی کے ساتھ اس کے بھائی علی کو عماد الدولہ کا اور تیسرے بھائی حسن کو رکن الدولہ کا
خطاب دیدیا ان خطابات کو سکوں پر مسکوک کرادیا گیا۔ مستکفی نے اس دوران میں اپنا
لقب امام الحق رکھ لیا اور اس کو بھی سکوں پر ضرب کرادیا — معز الدولہ چند روز کے

بعد امورِ سلطنت پر بہت حاوی ہو گیا اور مستکفی کے پانچ ہزار درہم روزانہ وظیفہ مقرر کر کے بس کو گوشۂ تنہائی میں بٹھا دیا۔ دیلمیوں میں یہ سب سے پہلا نائب السلطنت عراق ہوا ہے اسی نے سب سے اول تحصیل خراج مقرر کئے اسی نے کشتی گیری اور پیراکی (تیراکی) کا شوق لوگوں میں پیدا کیا انکو انعامات دئیے حتیٰ کہ نوجوانان بغداد اس میں اسقدر منہمک ہوئے اور کمال حاصل کیا کہ پیراکی ایک ہاتھ پر انگیٹھی اور اس پر دیگچی رکھے ہوئے پیرا جاتا تھا اور گوشت بھونتا جاتا تھا۔

چند روز کے بعد معز الدولہ مستکفی سے کچھ بدگمان ہو گیا اور ایک روز جمادی الآخر ۳۳۴ھ میں جب وہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور اعیانِ سلطنت اپنے اپنے مرتبوں پر کھڑے ہوئے تھے دیلم کے دو شخص خلیفہ کی طرف بڑھے خلیفہ نے یہ دیکھ کر خیال کیا کہ یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں اس غرض سے انکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا دونوں نے خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت سے زمین پر گرا دیا اور اسی کے عمامہ سے باندھ لیا دیلمیوں نے دار الخلافہ پر ہجوم کیا اور حرمِ خلافت کو اس قدر لوٹا کہ بالکل صاف کر دیا معز الدولہ اپنے گھر چلا گیا مستکفی کو پیدل اس کے گھر تک لے گئے اور خلع کر کے اس کی دونوں آنکھیں نکلوا دیں اس وقت اسکی خلافت کو ایک سال چار مہینے ہوئے تھے فضل بن مقتدر کو لا کر اس سے لوگوں نے بیعت کر لی مستکفی نے چار و ناچار خلافت کا چارج اس کے سپرد کر دیا پھر مستکفی قید کر دیا گیا اور ۳۳۸ھ میں بعمر چھیالیس سال جیل خانہ ہی میں مر گیا مستکفی کے متعلق مشہور تھا کہ وہ شیعہ ہے۔

(۲۳) المطیع للہ ابو القاسم

المطیع للہ ابو القاسم الفضل بن مقتدر بن معتضد ایک ام ولد مشعلہ نامی کے بطن سے ۳۰۱ھ میں پیدا ہوا اور مستکفی کی خلع کے بعد جمادی الآخر ۳۳۴ھ میں تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ معز الدولہ نے اسکے خرچ کیلئے سو دینار روزانہ اسکا وظیفہ مقرر کیا۔ اسکی خلافت کے سال اول میں اس قدر بغداد میں گرانی ہوئی کہ لوگ مردار نکالا ور لید تک کھا گئے بہت سے راستوں پر بھوک کے مارے مر گئے بہت سوں نے کتے کاٹ کاٹ کر کھا لئے، باغ اور زمین روٹیوں کے عوض میں بیچ ڈالے۔ مسکینوں کے پاس جھوٹے چھوٹے بھنے ہوئے بچے پائے گئے گویا کہ بچوں کو بھون بھون کر کھا گئے۔ معز الدولہ کے واسطے ایک بوری آٹے کی بیس ہزار درہم میں خریدی گئی۔ دمشق میں ایک بوری کا نرخ انیس قنطار تھا اسی سال معز الدولہ اور ناصر الدولہ

کی آپس میں چھڑ گئی۔ معز الدولہ میدان میں نکلا تو اس کے ساتھ مطیع بھی تھا اور جب میدان سے لوٹا جب بھی مطیع بطور قیدی کے ہمراہ تھا — اسی سال اخشید والی مصر انتقال کر گیا اس کا اصل نام محمد بن طغج فرغانی تھا۔ اخشید کے معنی شہنشاہ کے ہیں تمام بادشاہان فرغان کا یہ لقب ہے جیسا کہ بادشاہان طبرستان کا اصبہند جرجان کا صول ترکوں کا خاقان۔ اشروسنہ کا افشین سمرقند کا سامان لقب ہوتا ہے۔ اخشید نہایت شجاع اور مہیب تھا۔ قاہر کے زمانہ سے پہلے مصر کا حاکم مقرر ہوا تھا اس کے آٹھ ہزار غلام تھے ملک کافور کا بھی یہ آقا تھا — اسی سال قائم عبیدی جو والی مغرب تھا وہ بھی مر گیا اس کے بجائے اسکا بیٹا اور ولیعہد منصور باللہ اسماعیل مقرر ہوا۔ قائم اپنے باپ سے زیادہ زندیق اور ملعون تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی شان میں سب گالیاں دلوائی تھیں علماء کو قتل کرایا تھا — ۳۳۵ھ میں معز الدولہ نے مطیع سے از سر نو عہد نہ پیمان لیا اور اس پر سے پہرہ علیحدہ کرکے دار الخلافہ میں آنے کی اجازت دی — ۳۳۸ھ میں معز الدولہ نے دربار خلافت میں درخواست کی کہ کاروبار سلطنت میں اس کے بھائی علی بن بویہ الملقب بعماد الدولہ کو اس کے ساتھ شامل کر دیا جائے اور اس کے مرنے کے بعد اسکی جگہ عماد الدولہ ہی مقرر کیا جائے مطیع نے اسکی درخواست منظور کر لی مگر عماد الدولہ کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ اسی سال میں انتقال کر گیا مطیع نے اسکے بھائی رکن الدولہ کو معز الدولہ کا مددگار بنا دیا — ۳۳۹ھ میں حجر اسود پھر اپنی جگہ رکھا گیا اور اسکے گرد ایک چاندی کا حلقہ بنا دیا گیا جس کا وزن سات سو ستر درہم اور نصف درہم تھا — محمد بن نافع خزاعی کہتے ہیں کہ حجر اسود کو نصب کرنے سے قبل میں نے بڑے غور سے دیکھا اسکے سر پر ایک سیاہ لکیر تھی باقی تمام سفید تھا اسکا طول بقدر ایک گز کے تھا۔

۳۴۱ھ میں ایک قوم ظاہر ہوئی جو تناسخ کی قائل تھی چنانچہ انہیں ایک شخص نے یہ دعوی کیا تھا کہ میرے اندر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روح حلول کر گئی ہے اس کی بیوی نے دعوی کیا تھا کہ میرے اندر حضرت فاطمہ کی روح نے حلول کیا ہے ایک دوسرے شخص کا دعوی تھا کہ میرے اندر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی روح ہے لوگوں نے اول تو انھیں بہت مارا پیٹا مگر پھر بعد میں انکو اس غرض سے چھوڑ دیا کہ وہ اپنے کو اہل بیت سے منسوب کرتے تھے معز الدولہ چونکہ اہل بیت کا بہت زیادہ عقیدتمند تھا اس لئے لوگوں کو انکے چھوڑ دینے کے متعلق کہنے لگا اور انسے تعارض نہ کیا دراصل معز الدولہ کا یہ فعل ملعونانہ تھا۔

اسی سال منصور عبیدی والی مغرب شہر منصوریہ میں جس کو خود اسنے ہی آباد کیا تھا انتقال کر گیا اسکی جگہ اسکا بیٹا اور ولیعہد سعد جس کا لقب معز الدین تھا بادشاہ ہوا اور اس نے قاہرہ آباد کیا

منصور نیک طبیعت شخص تھا اس کے باپ کے وقت میں جو مظالم ہوئے تھے اسکی تلافی کیا کرتا تھا لوگ اسکو دوست رکھتے تھے اس کے بیٹے سعد کی بھی نیک طبیعت واقع ہوئی تھی ملک مغرب اسکے تصرف اور قبضہ میں پوری طرح آگیا تھا — سنہ ۳۴۳ھ میں والی خراسان نے اپنے یہاں سب سے اول مطیع کے نام کا خطبہ پڑھوایا جو آجتک کبھی وہاں نہیں پڑھا گیا تھا مطیع نے یہ خبر سنکر ایک پرچم اور خلعت اس کو عطا فرمایا تھا — سنہ ۳۴۴ھ میں مصر میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکی وجہ سے بہت سے مکانات منہدم ہو گئے تین ساعت برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جناب باری میں نہایت تضرع و زاری سے دعائیں مانگیں — سنہ ۳۴۶ھ میں سمندر اسی گز اتر گیا اسمیں پہاڑ اور جزیرہ اور ایسی ایسی اشیاء نظر آنے لگیں جو کبھی پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ رے اور اسکے اطراف میں سخت زلزلہ آیا شہر طالقان زمین میں دھنس گیا اسکے باشندوں میں سے کل تیس آدمی بچے باقی سب مر گئے۔ مضافات رے سے ڈیڑھ سو گاؤں زمین میں اتر گئے حلوان کا اکثر حصہ خسف ہو گیا مردوں کی ہڈیاں زمین سے باہر نکل پڑیں چشمے جاری ہو گئے رے میں ایک پہاڑ ٹوٹ گیا ایک گاؤں ہوا میں معلق لٹک گیا پھر گر کر دھنس گیا جگہ جگہ سے زمین پھٹ گئی شگاف پڑ گئے انمیں سے سڑا ہوا پانی نکلا بعض میں سے محض دھواں نکل پڑا (ابن جوزی نے اسی طرح اسکو بیان کیا ہے) سنہ ۳۴۷ھ میں قم۔ حلوان اور پہاڑوں میں پھر زلزلہ آیا جس کی وجہ سے بہت سی خلقت مر گئی اس کے بعد ٹیڈ (ٹڈی) آئی اور دنیا میں پھیل گئی غلوں اور درختوں کو صاف کر گئی — سنہ ۳۵۰ھ میں شہر بغداد کے اندر معز الدولہ نے ایک بہت بڑا مکان بنوایا اس کی بنیاد میں چھتیس گز نیچی رکھوائیں — اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن حسن بن شوارب کو عہدہ قضا سپرد کیا گیا جسوقت یہ معز الدولہ کے مکان سے خلعت لیکر رخصت ہوئے تو ان کے آگے باجا بجتا جاتا تھا۔ ایک فوج اردلی میں تھی انھوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ دو لاکھ درہم سالانہ معز الدولہ کے خزانہ میں داخل کیا کرونگا مطیع نے انکو قاضی بنانے اور یہ شرط لکھانے سے منع کیا تھا مگر اسکی کون سنتا تھا اسکا بس فقط اتنا تھا کہ ابوالعباس کو اپنے سامنے کبھی نہیں آنے دیا — اسی سال رومیوں نے جزیرہ اقریطش [illegible] لے لئے جو سنہ ۲۳۰ھ سے مسلمانوں کے قبضہ میں چلا آتا تھا — اسی سال والی [illegible] احکام کرنے والے کیلئے نے انتقال کیا اور اس کی جگہ تخت پر اسکا بیٹا حاکم بیٹھا — سنہ ۳۵۱ھ میں شیعوں نے۔ جو فرمان تقرری اس مدرقہ [illegible] پر لکھدیا کہ (نعوذ باللہ من ہذا الکفر۔ مترجم) معاویہ (رضی اللہ عنہ) امیر المومنین اس تحریر کے بموجب نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا حق باغ فدک غصب کر [illegible] اسلام۔ مدینۃ المنصورہ مدینۃ الشرقیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ مدفون ہونے دیا اس پر لعنت ہو۔ جس نے ابوذر کو نکالا اس
پر لعنت ہو۔ رات کو کسی نے انکو مٹا دیا تا صباح معز الدولہ نے پھر لکھوانے کا ارادہ کیا مگر وزیر مہلبی
نے کہا کہ اس کی جگہ یہ لکھوا دو چاہتے ہیں کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظالموں پر خدا لعنت کرے اور
حضرت معاویہؓ پر صاف صاف لعنت لکھنے کو کہا چنانچہ لکھوا دیا گیا ۔۔۔ ۳۵۲ھ میں عاشوراء
کے روز معز الدولہ نے بازار بند کروا کے طباخیوں (باورچیوں) کو کھانا پکانے سے منع کرایا، بازار
میں ایک کلس دار لکڑی نصب کرا کر اس پر ایک موٹا کپڑا لٹکوا دیا، عورتیں بال کھولے اور اپنے منہ پر طمانچے
مارتی ہوئی حسین کا ماتم کرتی شارع عام پر نکلیں۔ یہ بغداد میں پہلا دن تھا جس میں یہ بدعت
کی گئی، اس کے بعد کئی برس تک جاری رہی ۔۔۔ اسی سال ۱۲ ذوالحجہ کو عید غدیر خم ایک دھوم
دھام سے منائی گئی اور باجے بجائے گئے ۔۔۔ اسی سال ایک بطریق (سردار) نے ملک آرمینیہ سے
دو لڑکے جو آپس میں جڑے ہوئے تھے ناصر الدولہ ابن حمدان کے پاس بھیجے انکی عمر پچیس سال کی تھی
ان کا پہلو جڑا ہوا تھا گویا کمر ایک تھی۔ پیٹ ناف معدہ دو دو تھے بھوک پیاس اور پیشاب کا
وقت الگ الگ تھا دونوں کے لئے دو دو ہاتھ ران پیر اور احلیل تھے انمیں سے ایک کا میلان
عورتوں کی طرف اور دوسرے کا مردوں کی طرف تھا۔ ایک ان میں سے مر گیا دوسرا زندہ رہا،
مردے میں سے بدبو آنے لگی تو ناصر الدولہ نے اطباء کو جمع کرکے مردے کو زندہ سے علیحدہ کرنا چاہا
مگر نہ ہو سکا مردے کی بدبو کیوجہ سے دوسرا بھی مریض ہوا اور مر گیا ۔۔۔ ۳۵۳ھ میں سیف الدولہ
کے لئے ایک اتنا اونچا خیمہ بنایا گیا جسکی چوبیں پچاس گز لمبی تھیں ۔۔۔ ۳۵۴ھ میں معز الدولہ
کی ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا مطیع تعزیت اور جنازہ میں شرکت ہونے کے لئے معز الدولہ کے مکان
پر گیا، معز الدولہ یہ خبر سنکر مکان سے باہر آیا، اور تین مرتبہ زمین چوم کر جنازہ میں شریک ہونے کی
تکلیف سے منع کیا خلیفہ اپنے مکان پر لوٹ آیا ۔۔۔ اسی سال ملک بادشاہ روم نے شہر قیساریہ
بلاد المسلمین کے قریب آباد کیا ۔۔۔ ۳۵۶ھ میں معز الدولہ کا انتقال ہوگیا اس کے بجائے
نے اوز ان بختیار مقرر کیا گیا اور اسکو عز الدولہ کا خطاب دیا گیا ۔۔۔ ۳۵۷ھ میں دمشق
منسوب کرتے تھے، مصر اور ہر شخص کو مصر اور شام سے حج کے واسطے جانے سے روک دیا پھر مصر پر
انکے چھوڑ دینے کے متعلق کہنے لگا اور ان سے پہلے تا بقض ہوگئے اب شیعوں کی سلطنت اقلیم مصر
اسی سال منصور عبیدی والی مصر کا غور اخشیدی کے مرنے کے بعد بدانتظامی پھیل گئی تھی۔
انکی جگہ اسکا بیٹا اور دولیہار سعد جس کا لڑکا لوگوں نے معز کو لکھا کہ تم آجاؤ۔ اس نے اپنے غلام

جوہر کو ایک لاکھ فوج دیکر روانہ کردیا وہ اس پر جاکر قابض ہوگیا اور جس جگہ آجکل قاہرہ ہے وہاں جاکر اترا، معز کے لئے ایک دار الامارت بنوایا جو اسوقت قصرین کے نام سے مشہور ہے بنی عباس کا نام خطبوں سے نکالدیا۔ سیاہ کپڑے کا پہننا بند ہوگیا۔ خطیبوں کو سفید کپڑے پہننے کے متعلق حکم ہوا خطبوں میں ان الفاظ کے پڑھنے کا حکم دیا گیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَعَلٰی فَاطِمَةَ الْبَتُوْلِ وَعَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سِبْطَیِ الرَّسُوْلِ وَصَلِّ عَلَی الْاَئِمَّةِ اٰبَاءِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُعِزِّ بِاللّٰہِ یہ کل واقعات شعبان ۳۵۸ھ میں وقوع پذیر ہوئے — ربیع الآخر ۳۵۹ھ میں اذان کے اندر مصر میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کا اضافہ کیا گیا اور جامع ازہر کی بنا شروع ہوئی جو رمضان ۳۶۱ھ میں پوری ہوئی

اسی سال یعنی ۳۵۹ھ میں عراق میں ایک ستارہ اتنا بڑا ٹوٹا کہ جس کی روشنی دنیا میں پھیل گئی اور شعاع آفتاب کے مثل ہوگئی ستارہ ٹوٹنے کے بعد ایک سخت گرج کی آواز آئی — ۳۶۰ھ میں اذان کے اندر حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ دمشق میں بھی جعفر بن فلاح نائب دمشق کے حکم سے زیادہ کیا گیا اور کسی کو اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہوئی — ۳۶۲ ہجری میں سلطان بختیار (عز الدولہ) اور مطیع کی آپس میں جنگ ہوئی مطیع نے کہا کہ میری بغیر خطبہ کے کوئی بھی حیثیت قائم نہیں رہتی اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں گوشہ نشینی اختیار کئے لیتا ہوں۔ عز الدولہ نے مطیع کی تنخواہ بند کردی۔ مطیع نے تنگدستی کی وجہ سے اپنا اثاث البیت چار لاکھ درہم میں فروخت کردیا۔ لوگوں کی زبان پر مشہور ہوگیا کہ خلیفہ اور عز الدولہ کے آپس میں کچھ جھگڑا ہوگیا ہے — اسی سال بغداد میں عز الدولہ کا ایک غلام قتل ہوگیا وزیر ابوالفضل شیرازی نے اس کے بدلہ میں تمام شہر میں ایک طرف سے آگ لگوادی نہایت زور سے آگ لگی بہت سے گھر اور مال اور آدمی آگ کی نظر ہوگئے حتی کہ یہ وزیر بھی نہ بچا اور جل مرا (خدا اس پر رحم نہ فرماویں) ایسی آگ بغداد میں کبھی نہیں لگی تھی۔

اسی سال رمضان شریف میں المعز باللہ اپنے آباء و اجداد کے تابوت لیکر مصر پہنچ گیا —

۳۶۳ھ میں ابوالحسن محمد بن ام شیبان ہاشمی کو مطیع نے عہدہ قضا سپرد کیا حالانکہ انھوں نے انکار بھی کیا مطیع نے ان سے بہت سی شرطیں لکھوائیں منجملہ ان کے یہ کہ عہدہ قضا کی تنخواہ نہ لیں گے۔ کسی کی خلعت نہ قبول کریں گے۔ خلاف شرع کسی کی سفارش نہ سنیں گے۔ ان کے کاتب کے لئے تین سو درہم ماہانہ اور حاجب کیلئے ڈیڑھ سو درہم ماہانہ تنخواہ مقرر ہوئی تعمیل احکام کرنے والے کیلئے سو درہم اور خزانچی اور سر دفتر کے سات سو درہم ماہوار مقرر ہوئے۔ جو فرمان تقرری اس موقع پر لکھا گیا وہ حسب ذیل ہے :— عبد اللہ الفضل المطیع للہ امیر المومنین اس تحریر کے بموجب محمد بن صالح ہاشمی کو تقرر عہدہ قضا کے وقت اہل مدینۃ السلام۔ مدینۃ المنصور۔ مدینۃ الشرقیہ

جانب شرق۔ اور جانب غرب کوفہ اور وہ مقامات جن کو فرات سیراب کرتی ہے اور واسط۔ کرخی اور
جنکو دجلہ سیراب کرتا ہے وہ مقامات۔ خراسان۔ حلوان۔ قرمیسین۔ دریا مصر۔ دریا ربیعہ۔ دریا بکر
موصل حرمین شریفین۔ یمن۔ دمشق۔ حمص۔ جند قنسرین عواصم۔ مصر۔ اسکندریہ۔ جند فلسطین اردن
اور کل وہ تمام علاقہ جات جو عباسیین کے تحت تصرف میں ہیں اس امر میں پابند اور مقرر کرتے ہیں کہ وہ
کل ان ممالک کے عاملوں حاکموں اور قاضیوں کے قاضی القضاۃ کا کام کرینگے، حکام کے حالات
معلوم کیا کریں گے اور ممالک محروسہ کے حکام کا معائنہ لیا کرینگے تمام نواحی اور امصار مملکت کے طریقوں
پر نظر رکھیں گے ان کو تجسس کرتے رہیں گے انکے عیوب پر چشم نمائی سے کام لیا کرینگے تاکہ خاص
وعام دونوں میں احتیاط باقی رہے اور دین اسلام کے موافق تصفیے فیصل ہوں ہر جگہ نیک نیتی سے
ایسے شخصوں کو حاکم مقرر کیا کرینگے جو دیانتدار اور صاحب امانت ہوں۔ انکی عفافت ظاہر ہو۔ پرہیزگاری میں
سب سے مقدم ہوں شریعت کے پابند ہوں تقویٰ سے موصوف ہوں صاحب علم ہوں عقلمند ہوں بردبار
ہوں میلے کپڑے نہ پہنتے ہوں۔ سفید ستھرا لباس رکھتے ہوں لباس کیطرح دل کے بھی صاف ہوں عالم ہونیکے
ساتھ معاملات دنیا سے بھی پوری واقفیت رکھتے ہوں عقبیٰ کی سلامتی کو جانتے ہوں خدا سے ڈرتے ہوں کیونکہ خدا سے ڈرنا
ہی ایک پوری ڈھال ہے وہ خود بھی اپنے معاملہ میں کتاب اللہ پر عمل پیرا ہوں اور ہر کام میں اسی کے موافق فیصلہ دیتے ہوں سنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی راہبر ہو اجماع امت کی رعایت کرتے ہوں ائمہ راشدین کی اقتدا کرتے ہوں کتاب اللہ سنت رسول اللہ
اور اجماع سے جو ثابت ہو اسمیں اجتہاد سے کام لیتے ہوں نور یقین کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہوں انصاف اور عدل سے کام کرتے ہوں حتی کہ
غریب انسے ڈرنا چھوڑ دیں اور امراء احسان اپنی طرف دیکھیں وغیرہ وغیرہ — میں کہتا ہوں کہ خلفاء سابقین کا یہ دستور اور آئین
تھا کہ جس کو وہ قاضی مقرر کرتے تھے وہ دارالسلطنت میں مقیم رہتا تھا۔ وہی تمام ممالک محروسہ اور اقالیم ملوکہ کے قاضیوں
اور حاکموں کا افسر ہوتا تھا پھر یہ اپنی طرف سے جسے چاہتا تھا نائب بناکر دیگر ممالک میں بھیجدیا تھا اور یہ نائب ہر جگہ روانہ
کئے جاتے تھے ایسے ہی سے اسکا لقب قاضی القضاۃ ہوتا تھا اور دوسرا کوئی شخص اس لقب کے ساتھ ملقب نہیں ہو سکتا تھا اور
اسکے سوا نائبوں کو قاضی کہا جاتا تھا یا قاضی فلاں شہر کہکر پکارے جاتے تھے مگر اب ایک ایک شہر میں چار چار قاضی القضاۃ ہیں،
چاہے انکے ماتحت ایک بھی قاضی نہو۔ پہلے قاضی القضاۃ کی حکومت ایسی وسیع ہوتی تھی کہ وہ بادشاہ پر بھی حاکم ہوتا تھا
اور اب رعایا پر بھی اچھی طرح حاکم نہیں ہے۔ — اسی سال یعنی ۳۶۳ھ میں مطیع پر فالج گر پڑا اسکی زبان بھاری پڑ گئی
عزالدولہ نے اپنے حاجب سبکتگین کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ وہ خود خلع کرکے اپنے بیٹے الطائع للہ کے کاروبار خلافت
سپرد کردے اسنے ایسا ہی کیا اور ۱۳ ذوالقعدہ ۳۶۳ھ بروز چہارشنبہ الطائع للہ کو خلیفہ بنادیا۔
مطیع کی مدت خلافت انتیس ۲۹ سال دو ماہ ہیں اسکے بعد قاضی ابن ام شیبان نے اسکی خلع کا حکم دیا خلع کے

اس کا لقب شیخ الداخل ہو گیا — ذہبی کہتے ہیں کہ مطیع اور اسکا بیٹا بنی بویہ کے ہاتھ میں ایک
پتلی یا شاہ شطرنج تھے مقتفی للہ تک ضعف کی یہی حالت رہی مقتفی للہ نے کچھ درستی کی برخلاف اسکے مصر
ں بنی عبید رافضیوں کی سلطنت خوب مضبوط ہوتی رہی بلکہ انکی سلطنت کی وہی حالت ہو گئی جیسی کبھی
نو عباس کی تھی — مطیع اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر واسط کیطرف چلا گیا اور محرم ۳۶۴ھ میں انتقال کر گیا۔

ابن شاہین کا قول ہے کہ جہانتک مجھے تحقیق ہے مطیع نے اپنی مرضی سے ہی خلع بیعت کیا تھا۔
خطیب کہتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے خوب فرمایا ہے کہ جسوقت نیک لوگ مر جاتے ہیں تو ان
ں اولاد ذلیل ہوتی ہے — مطیع کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ خرقی شیخ حنابلہ۔
بو بکر شبلی صوفی۔ ابن قاضی امام شافعیہ۔ ابو حامد اسوانی۔ ابو بکر صولی۔ ہیثم بن کلیب الشاشی۔ ابو الطیب
لصعلوکی۔ ابو جعفر النحاس النحوی۔ ابو نصر فارابی۔ ابو اسحاق المروزی امام الشافعیہ۔ ابو القاسم الزجاجی النحوی
رخی شیخ حنفیہ۔ دینوری صاحب المجالسہ۔ ابو بکر ضبعی۔ قاضی ابو القاسم التنوخی۔ ابن حداد صاحب الفروع
ابو علی بن ابو ہریرہ از کبار شافعیہ۔ ابو عمر زاہدی۔ مسعودی صاحب مروج الذہب۔ ابن درستویہ۔ ابو علی
بری۔ فاکہی صاحب تاریخ مکہ۔ متنبی شاعر۔ ابن حبان صاحب الصحیح۔ ابن شعبان امام مالکیہ۔ ابو علی القالی۔
ابو الفرج صاحب الاغانی —

(۲۴) الطائع للہ ابو بکر ۳۶۳ھ

الطائع للہ ابو بکر عبد الکریم بن المطیع اسکی ماں ایک ام ولد ہزار نامی تھی — جسوقت یہ اپنے باپ کی جگہ
تخت خلافت پر بیٹھا اسوقت اسکی عمر تینتالیس سال کی تھی خلافت سپرد ہونیکے دوسرے روز چادر خلافت
اوڑھکر سوار ہوکر نکلا لشکر جلو میں تھا سبکتگین کو ایکروز پہلے خلعت اور پرچم اور نصر الدولہ کا خطاب عنایت
ہو چکا تھا وہ اسوقت سامنے چلتا تھا — کچھ دنوں کے بعد عزالدولہ اور سبکتگین میں ان بن ہو گئی سبکتگین
نے ترکوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور عزالدولہ سے خوب دل کھولکر لڑا — اسی سال یعنی ۳۶۳ھ میں
حرمین شریفین کے منبر المعز العبیدی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا — ۳۶۴ھ میں سبکتگین کے مقابلہ
میں عضد الدولہ عزالدولہ کی مدد کو بغداد آیا مگر بغداد میں آکر خود عضد الدولہ کو یہ شہر ایسا پسند آیا
کہ خود یہاں اپنی وجاہت قائم کرنے لگا فوج و لشکر کو انعام و اکرام دیکر اپنا کر لیا تمام لشکر عزالدولہ پر چڑھ
آیا وہ بیچارہ دروازہ بند کرکے گھر میں گھس گیا۔ عضد الدولہ نے طائع کیطرف سے تاریخ کے مطابق فرمان
جاری فرمائے لکھی بھیجے کہ عضد الدولہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے۔ الطائع اور عضد الدولہ
میں تعلق کی وجہ چونکہ عضد الدولہ قابو یافتہ تھا اس لئے طائع کا نام خطبہ سے میں نکالا گیا اور

۲۰ جمادی الآخر ۳۶۴ھ سے لیکر ۱۰ رجب تک خطبوں میں طائع کا نام کسی جگہ نہیں پڑھا گیا — اسی سال اور اسکے بعد کے سالوں میں روافض کا بہت زور و شور ہو گیا۔ مصر۔ شام۔ مشرق مغرب میں اتنا زور بڑھا کہ نماز تراویح کی بندش علبیدی کی خاطر سے ہو گئی کہ نماز تراویح ہمیشہ پڑھی جائے — ۳۶۵ھ میں رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے ممالک مقبوضہ اپنی اولاد میں تقسیم کر دئے چنانچہ عضد الدولہ کے حصہ میں فارس۔ کرمان اور مؤید الدولہ کے حصے میں رہے۔ اصفہان اور فخر الدولہ کے حصہ میں ہمدان دینور آئے — اسی سال رجب ۱۲ رجب میں مجلس حکم نے عز الدولہ کے مکان میں اجلاس کیا قاضی القضاۃ بن معروف بھی جلیس تھے انھوں نے حکم دیا کہ عز الدولہ سے التماس کی جاوے کہ وہ اس مجلس حکم کو آکر اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ کس طرح فیصلہ کیا جاتا ہے — اسی سال عز الدولہ اور عضد الدولہ کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ عز الدولہ کا ایک ترکی غلام اس لڑائی میں قید ہو گیا جسکی وجہ سے عز الدولہ کو سخت صدمہ پہنچا اسکی یاد میں اسنے کھانا پینا چھوڑ دیا شعر قیہ اشعار پڑھتا تھا باہر نکلنا چھوڑ دیا رونے کے سوا دوسرا کام نہ تھا حتی کہ اجلاس کرنا بھی چھوڑ دیا اور عضد الدولہ کو لکھا کہ وہ غلام واپس کر دیا جائے اور بہت تضرع اور زاری لکھی لوگوں نے اسپر مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ عضد الدولہ نے کچھ پرواہ نہ کی اور صاف انکار کر دیا آخر عز الدولہ نے اس غلام کے عوض دو کنیزیں جنمیں سے ایک کنیز کو ایک لاکھ دینار میں خریدی گئی تھی بھیجیں اور قاصد سے کہدیا کہ تو مختار ہے جو کچھ عضد الدولہ اس غلام کے بدلہ میں مانگے فوراً دیدینا مجھے منظور ہے خواہ مجھے دنیا بھر کو ہی چھوڑنا پڑے۔ آخر خدا خدا کر کے عضد الدولہ نے وہ غلام واپس کر دیا — اسی سال کوفہ میں بجائے عز الدولہ کے عضد الدولہ کا نام پڑھا جانے لگا — اسی سال المعز لدین اللہ عبیدی والی مصر مر گیا اسکے بجائے اسکا بیٹا نزار ملقب بہ عزیز بادشاہ ہوا۔ خاندان عبیدین میں یہ پہلا بادشاہ تھا جو بطور میراث مصر پر بادشاہ ہوا تھا — ۳۶۶ھ میں المستنصر باللہ الحکم بن ناصر لدین اللہ اموی شاہ اندلس (اسپین) کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا المؤید باللہ ہشام تخت سلطنت پر بیٹھا — ۳۶۷ھ میں عز الدولہ اور عضد الدولہ کی پھر جنگ ہو گئی اس لڑائی میں عضد الدولہ فتحیاب ہو گیا اور عز الدولہ گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا۔ طائع باللہ نے عضد الدولہ کو خلعت عطا فرمایا اور ایک تاج مکلل بجواہر اور کنگن مرحمت فرمائے خود اپنے ہاتھ سے اسکے گلے میں تلوار حمائل کی دو جھنڈے دیئے جنمیں سے ایک چاندی کا تھا جو امراء کو بطور اعزاز کے دیا جایا کرتا تھا دوسرا سونے کا تھا جو ولیعہدوں کے واسطے مخصوص تھا اور آجتک سوائے عضد الدولہ کے کسی کو نہیں دیا گیا تھا۔ ایک عہد نامہ ولیعہدی اس کیلئے مرتب کیا گیا اور وہ تمام حاضرین مجلس کے سامنے پڑھکر سنایا گیا جس کو سن کر حاضرین مجلس

ے نہایت تعجب کیا کیونکہ آجتک یہی دستور چلا آتا تھا کہ ولیعہد خلیفہ وقت کا بیٹا یا قریبی رشتہ دار ک
ا کرتا تھا۔ وہ تحریر نامہ عضد الدولہ کے سپرد کرتے وقت طائع نے کہا کہ یہ میرا عہد ہے اسی کے موافق
ل کرنا ـــ ۳۶۸ھ میں طائع کیطرف سے فرمان جاری ہوا کہ صباح اور مغرب اور عشاء کے وقت
عضد الدولہ کے مکان پر نوبت بجا کرے اور منبروں پر خطیب خطبوں میں عضد الدولہ کا نام پڑھا کریں۔
ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ دو باتیں ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں نوبت کی اجازت
کبھی ولیعہدوں کو بھی نہیں ملی تھی۔ ایکمرتبہ معز الدولہ نے چاہا تھا کہ مدینۃ السلام میں نوبت بجائے
س کی مطیع سے اجازت چاہی تھی مگر مطیع نے فوراً انکار کر دیا تھا اور اجازت نہیں دی تھی جتنا کچھ
عضد الدولہ کو دیا گیا اور اس کے ساتھ بارگاہ خلافت سے مراعات ہوئیں امر خلافت کمزور اور ضعیف
ہوتا چلا گیا ـــ ۳۶۹ھ میں عزیز والی مصر کا ایلچی بغداد آیا اور اس نے طائع سے عضد الدولہ کے
تعلق سفارش کی کہ وہ اس کو اپنے القاب میں تاج الملت کا لقب اور زیادہ کرنے اور تاج پہننے
کی اجازت دیدے اور خلعت کی تجدید کر دے۔ ان تمام سفارشوں کی منظوری ہو گئی طائع ایک تخت
پر بیٹھا سو آدمی تلواریں لیکر اس کے گرد اردلی میں کھڑے ہوئے۔ پوری زینت کی گئی سامنے خود
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن شریف رکھا چادر شریف مونڈھے
پر ڈالی عصا ہاتھ میں لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مبارک حمائل کی گئی عضد الدولہ
کے بھیجے ہوئے پردے ڈال دیے گئے تاکہ کوئی لشکر کا آدمی عضد الدولہ سے قبل طائع کو نہ دیکھ سکے
ترک اور دیلمی خالی ہاتھ بغیر ہتھیار لگائے داخل ہوئے دونوں طرف رؤساء اور اعیان سلطنت
کھڑے ہوئے اس کے بعد عضد الدولہ کی طلبی ہوئی جسوقت وہ آیا پردے اٹھائے گئے عضد الدولہ
نے زمین خدمت چومی اور سرداران لشکر اور بادنی افواج کو دیکھکر ڈر گیا یہ دیکھکر طائع نے کہا
کیوں جھکتے کیوں ہو کیا خدا کی شان نظر نہیں آتی۔ عضد الدولہ نے کہا واقعی آپ خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں
پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور سات مرتبہ زمین کو بوسہ دیا طائع نے کہا آگے آؤ عضد الدولہ اور آگے
بڑھا اور دو مرتبہ زمین چومی۔ پھر طائع نے کہا اور زیادہ قریب آؤ عضد الدولہ آگے بڑھا اور طائع
کی پابوسی ادا کی طائع نے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا مگر عضد الدولہ کی ہمت نہ ہوئی کہ کرسی پر بیٹھ جائے
طائع نے باصرار کہا اور عضد الدولہ انکار کرتا رہا آخر طائع نے قسم دی اور عضد الدولہ کو جرأت
ہوئی اول اس نے کرسی کو بوسہ دیا اور پھر اس پر بیٹھ گیا اس کے بعد خلیفہ نے اس سے کہا
خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ نے جو کچھ مجھے امور رعیت بخشتے ہیں اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک میرے

ممالک محروسہ میں ہے ہیں، اسکا نہیں مختار کل کرتا ہوں اور سوائے اپنی دولت خاص اور اسباب خاصہ کے تمہیں اختیار کا حق دیتا ہوں کیا تم اسکو قبول کرتے ہو۔ عضد الدولہ نے کہا کہ مجھے اپنے مولا امیر المؤمنین کی اطاعت کی خداوند تعالیٰ توفیق بخشیں اور اسمیں میری اعانت فرمائیں میں اسے قبول کرتا ہوں۔ اسکے بعد عضد الدولہ کو خلعت پہنایا گیا اور دربار برخاست ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ ذرا اس خلیفہ کو دیکھو کہ کس طرح امر خلافت کو ضعف پہونچایا ہے جتنی اس خلیفہ کے وقت میں خلافت ضعیف ہوئی اتنی کبھی کسی خلیفہ کے زمانہ میں ضعیف اور کمزور نہیں ہوئی تھی اور جتنی تقویت نائب السلطنت عضد الدولہ کو اس وقت ہوئی کبھی کسی نائب السلطنت کو نہیں ہوئی تھی اور میرے زمانہ میں تو اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ نائب السلطنت کو خود خلیفہ اگر شروع ماہ میں مبارکباد و تہنیت پیش کرتا ہے اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ نائب السلطنت ہی صدر اجلاس میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور اسکے ساتھ دو آدمی خارج از مرتبہ بھی بیٹھ جاتے ہیں پھر خلیفہ آتا ہے اور معمولی لوگوں کی طرح اور بیٹھ کر چلا جاتا ہے اور نائب سلطان برابر صدر اجلاس میں بیٹھا رہتا ہے کسی کو مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔ مجھ سے ایکمرتبہ ایک شخص نے بیان کیا تھا کہ جس وقت نائب السلطنت اشرف برسبائی آمد کی طرف اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لئے چلا ہے تو خلیفہ بطور حاجبوں کے اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ ہیبت اور عظمت جتنی کچھ تھی وہ سب نائب السلطنت کی تھی۔ خلیفہ کی حیثیت محض ایک رئیس کی سی تھی جو نائب سلطان کی خدمت کے لئے ساتھ ہو لیا ہو۔ ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ ہمدان سے بغداد آیا طائع نے اس کا استقبال کیا حالانکہ یہ کبھی آجتک نہیں ہوا تھا کہ خلیفہ کسی کے استقبال کیلئے نکلا ہو۔ البتہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مطیع معز الدولہ کی لڑکی کی تعزیت کیلئے ضرور گیا تھا۔ معز الدولہ نے اسکی عزت کی تھی اور زمین خدمت چومی تھی۔ طائع کے زمانہ میں یہ ہوا کہ عضد الدولہ نے طائع کے پاس قاصد بلانے کو بھیجا۔ طائع فوراً کھڑا ہو گیا تاخیر کرنیکی جرأت نہ ہوئی۔ ۳۷۲ھ میں عضد الدولہ کا انتقال ہو گیا خلیفہ نے اسکے بجائے اسکے بیٹے صمصام الدولہ کو شمس الملت کا خطاب دیکر مقرر کر دیا اور سات خلعتیں اور ایک تاج اور دو جھنڈے عطا کئے۔ ۳۷۴ھ میں مؤید الدولہ عضد الدولہ کا بھائی مر گیا۔ ۳۷۵ھ میں صمصام الدولہ کا ارادہ ہوا کہ ریشمی اور سوتی کپڑے پر جو بغداد اور اس کے اطراف میں بنے جاتے تھے ٹیکس لگا دے جس میں تقریب ایک کروڑ درہم سالانہ کی آمدنی کی توقع تھی۔ یہ سنکر لوگ جامع مسجد منصور میں جمع ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ ہم جمعہ کی نماز نہیں پڑھنے دینگے اور ایک فتنہ برپا کر دیا صمصام الدولہ کو مجبوراً اس ارادہ سے باز رہنا پڑا۔

۳۷۶ھ میں صمصام الدولہ پر اس کا بھائی شرف الدولہ چڑھ آیا صمصام الدولہ کو ہزیمت ہوئی۔ شرف الدولہ
نے صمصام الدولہ کی آنکھیں نکلوا ڈالیں۔ تمام فوج کا میلان شرف الدولہ کی طرف ہو گیا جس وقت وہ بغداد میں
داخل ہوا تو طائع نے شہر سے باہر نکل کر مبارکباد دی۔ اس کو نائب السلطنت بنا کر ایک تاج عنایت
کیا اور عہد نامہ لکھ کر خود شرف الدولہ سے پڑھوایا اور آپ سنتا رہا ۔۔۔ ۳۷۷ھ میں شرف الدولہ
نے مامون کی طرح کا ایک رصدگاہ (جس میں سیاروں کی چال معلوم کیا کرتے ہیں۔ مترجم) بنوایا۔
اسی سال بغداد میں قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ بصرہ میں سخت گرمی پڑی
اور لو چلی پھر آندھی آئی۔ دجلہ کا پانی اس قدر سوکھ گیا کہ زمین نظر آنے لگی جو کشتیاں پہلے کبھی ڈوب گئیں
تھیں وہ نظر آنے لگیں ۔۔۔ ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ مر گیا اور ابونصر اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام
کر گیا۔ طائع اس کے مکان پر تعزیت کے لئے گیا ابونصر نے چند مرتبہ زمین خدمت چومی پھر ابونصر طائع
کے پاس آیا اور طائع نے اعیان سلطنت کی موجودگی میں اسے سات خلعت جس میں سب سے اعلیٰ درجہ کی
سیاہ عبا اور سیاہ عمامہ تھا عطا کیں گلے میں گلوبند اور ہاتھ میں کنگن پہنائے حاجب تلوار لئے ہوئے
سامنے چلے اور ابونصر نے زمین خدمت چومی اور کرسی پر بیٹھ گیا عہد نامہ پڑھا گیا طائع نے اس کا خطاب
بہاء الدولہ ضیاء الملت مقرر کیا ۔۔۔ ۳۸۱ھ میں طائع کو بہاء الدولہ نے گرفتار کر لیا اس کی وجہ
یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے بہاء الدولہ کے ایک خواص کو گرفتار کر لیا تھا۔ خلیفہ ایوان میں تلوار
حمائل کئے ہوئے بیٹھا تھا کہ بہاء الدولہ آیا اور زمین خدمت چوم کر کرسی پر بیٹھ گیا اتنے میں بہاء الدولہ
کے آدمی آ گئے اور طائع کو تخت سے گھسیٹ کر نیچے گرا دیا دیلمی جو کثرت سے آ گئے تھے انھوں نے خود
اسکو اسی کے کپڑوں سے باندھ کر دار السلطنت میں پہنچا دیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر کانپ اٹھا۔
بہاء الدولہ نے طائع کو لکھا کہ خود کو خلع کر کے اپنے بیٹے قادر باللہ کو سلطنت سپرد کر دے۔ اس
تحریر پر تمام اکابر اور اشراف سلطنت کے دستخط تھے۔ یہ واقعہ ۱۹ شعبان ۳۸۱ھ کو ہوا۔ قادر باللہ
اسوقت بطیحہ میں تھا اسکو بلا بھیجا اور اس سے بیعت کر لی ۔۔۔ طائع قادر باللہ کے یہاں اچھی طرح
نہایت تعظیم و تکریم سے رہتا رہا ایک مرتبہ اس کے پاس ایک معمولی روشنی کا چراغ بھیج دیا تھا جس
کا اس نے انکار کیا پھر اس وقت سے اس کے پاس پوری روشنی کا چراغ پہنچتا رہا۔ آخر
شب عید الفطر ۳۹۳ھ میں اس دنیائے دنی کو چھوڑ کر عازم آخرت ہو گیا۔ قادر باللہ نے جنازے
کی نماز پڑھائی۔ اس کے دوست خدام و اکابر اس کے ساتھ ہو کر مقبرہ تک پہنچا آئے
شریف رضی نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ لکھا۔ طائع آل ابی طالب سے بہت زیادہ منحرف

تھا اس کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں سے بالکل ہیبت اٹھ گئی تھی حتیٰ کہ شعراء نے اسکی ہجو لکھی تھی اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ حافظ ابن السنی - ابن عدی - قفال کبیر سیرافی نحوی ابوسہل صعلوکی - ابوبکر رازی حلفی - ابن خالویہ - ازہری امام اللغت۔ ابو ابراہیم فارابی صاحب دیوان الادب رفاء شاعر - ابو زید المروزی شافعی - دارکی - ابوبکر ابہری شیخ المالکیہ - ابو اللیث سمرقندی - امام الحنفیہ - ابو علی الفارسی نحوی - ابن حلاب مالکی ۔

(۲۵) القادر باللہ ابو العباس

القادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر یہ بادشاہ ایک ام ولد موسومہ بہ تمنی یا دمنہ کے بطن سے ۳۳۶ھ میں تولد ہوا اور طائع کی خلع کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا ۔ الطائع للہ کی خلع کے وقت چونکہ یہ موجود نہیں تھا - ۱۰ رمضان المبارک کو بغداد بلایا ہوا آیا اور ۱۱ رمضان کو مجلس عام کے سامنے تخت پر بیٹھا شعراء نے اس کے سامنے قصائد تہنیت پڑھے شریف رضی شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) اے بنی عباس خلافت کی شرافت کو آج پھر ابو العباس نے زندہ کر دیا ہے اس صاحب قوت کو زمانہ ایک اتفاق کے ساتھ قائم رکھے ۔ خطیب کہتے ہیں کہ قادر باللہ نہایت دیانتدار اور صاحب سیاست تھا ۔ ہمیشہ تہجد ادا کیا کرتا تھا صدقہ اور خیرات بہت کرتا تھا حسن طریقت میں بہت مشہور تھا ۔ فقہ میں علامہ ابی بشر ہروی شافعی سے زیادہ قابل تھا ایک کتاب فضائل صحابہ تکفیر معتزلہ قائلین خلق قرآن میں لکھی تھی جو ہر جمعہ کو محدثین کے سامنے جامع مسجد مہدی میں پڑھی جایا کرتی تھی (ترجمہ ابن الصلاح فی طبقات الشافعیہ) ۔ ذہبی کہتے ہیں کہ شوال سنہ اول تخت نشینی میں ایک مجلس عظیم منعقد کی گئی جسمیں قادر باللہ اور بہاء الدولہ دونوں نے آپس میں وفاداری کی قسمیں کھائیں اور قادر نے سوائے اپنے گھر کے تمام سلطنت اس کے سپرد کر دی۔ اسی سال والی مکہ ابو الفتوح الحسن بن جعفر علوی نے لوگوں سے اپنی بیعت لیلی اور راشد باللہ اپنا لقب اختیار کر لیا ۔ خلافت اس کے سپرد ہو گئی اور مکہ معظمہ سے بادشاہ مصر کی سلطنت اٹھ گئی مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابو الفتوح میں ضعف آگیا اور عزیز عبیدی کی اطاعت پھر قبول کر لی ۔ سنہ ۳۸۲ھ میں وزیر ابو نصر سابور اردشیر نے کرخ میں ایک مکان بنوا کر اس کو آباد کیا دار العلم اس کا نام رکھا اس میں ایک کتب خانہ قائم کیا کتابیں خرید کر اس میں رکھیں اور ان سب کو علماء کے لئے وقف کر دیا ۔ سنہ ۳۸۴ھ میں عراقی حج کو گئے

تھے وہ راستے میں سے ہی واپس آ گئے کیونکہ اصیفر الاعرابی نے بلا ٹیکس کے ان کو جانے سے روک دیا تھا۔ اسی طرح اہل شام اور اہل یمن بھی واپس ہو گئے تھے البتہ اہل مصر نے حج کیا تھا۔

۳۸۷ھ میں سلطان فخر الدولہ مر گیا اور اسکے قائمقام اس کا بیٹا رستم جسکی عمر کل ۴ برس کی تھی رے وغیرہ کا حاکم مقرر ہوا اسکا لقب قادر نے مجد الدولہ تجویز کیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ ۳۸۷ھ اور ۳۸۸ھ میں نو بادشاہ فوت ہو گئے منجملہ ان کے منصور بن نوح بادشاہ ماوراء النہر فخر الدولہ والی رے وجبال۔ عزیز عبیدی صاحب مصر بھی تھے۔ ابو منصور عبد الملک شاعر نے ان نو بادشاہوں کے متعلق مرثیہ بھی لکھا ہے ــــ ذہبی کہتے ہیں کہ عزیز صاحب مصر ۳۸۶ھ میں انتقال کر گیا اس نے اپنے والد کی فتوحات میں حمص۔ حماۃ۔ حلب کا اضافہ کیا تھا۔ موصل اور یمن میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور ان ممالک میں اس کے نام کا سکہ بھی مضروب ہوا۔ جھنڈے پر اسکا نام لکھا گیا اس کے انتقال کے بعد اسکی جگہ اس کا بیٹا منصور بیٹھا اور اپنا لقب الحاکم بامر اللہ مقرر کیا۔

۳۹۰ھ میں سجستان میں ایک سونے کی کان برآمد ہوئی لوگ اس کی مٹی کو صاف کر کے سونا نکالتے تھے۔ ۳۹۳ھ میں نائب دمشق اسود الحاکمی نے مغربی کو پکڑوا کر ایک گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرایا ایک منادی آگے آگے ندا کرتا جاتا تھا کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے محبت رکھے تشہیر کے بعد انکو قتل کرا دیا گیا۔ خداوند تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انکے قاتل اور اسکے بادشاہ حاکم کو قیامت میں رسوا و بدنام کریں ــــ ۳۹۴ھ میں شریف ابو احمد حسین بن موسیٰ موسوی کو بہاء الدولہ نے قاضی القضاۃ بنایا اور اسی کے ساتھ امیر الحاج منصف حج وغیرہ کا عہدہ بھی تفویض کیا اور انکی ماتحتی میں شیراز تک علاقہ کر دیا مگر چونکہ القادر باللہ نے ان کو منظور نہ کیا اسواسطے انھوں نے اپنے عہدہ کے متعلق کام نہیں کیا ــــ ۳۹۵ھ میں حاکم نے مصر میں ایک علماء کبار کی جماعت کو قتل کرا ڈالا۔ مسجدوں کے دروازوں اور عام راستوں پر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو گالیاں لکھوائیں عمال کو حکم دیا کہ صحابہؓ کو گالیاں دلوائی جائیں کتے پالنے والوں کو قتل کا حکم دیا فقاع (ایک قسم کا شربت یا شراب غیر نشہ آور ہے) اور ملوخیا (ایک دوا ہے جس کو جازی کی بستانی اور بقول بعض سفید مرز بولتے ہیں) کو باطل قرار دیا اور اس مچھلی کو جس پر چھلکا نہ ہو کھانے سے منع کر دیا اور منع کرنے کے بعد جس شخص نے اسے فروخت کیا اسکو قتل کروا ڈالا ــــ ۳۹۶ھ میں حاکم نے مصر اور حرمین شریفین میں حکم دیا کہ جس جگہ میرا نام لیا جائے بازار ہو یا جلسہ عام سننے والا ادب اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو جایا کرے اور سجدہ کیا کرے ــــ

سنہ ۳۹۸ھ میں بغداد کے اندر شیعہ سنیوں میں فساد ہو گیا فساد نے اتنا طول کھینچا کہ قریب تھا کہ شیخ ابو حامد اسفرائنی مقتول ہو جائیں۔ رافضیوں نے بغداد میں یا حاکم یا منصور کہہ کہہ چیخنا شروع کیا قادر باللہ نے اس فساد کو رفع کیا اور جو اہل فارس قادر کے دروازہ پر موجود تھے انکو اہل سنت کی مدد کے لئے روانہ کیا جنھوں نے شیعوں کی سرکوبی کر دی —— اسی سال حاکم نے قمامہ کے گرجا کو جو بیت المقدس میں تھا گروا دیا۔ مصر کے تمام گرجا ؤں کو اسکے ساتھ گرا دینے کا حکم دیا نصاریٰ کے متعلق احکام جاری کئے کہ وہ اپنی گردنوں میں ایک گز لمبی اور پانچ رطل مصری وزنی صلیب لٹکائے رکھیں۔ یہودیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی گردنوں میں قراحی لٹکائے رکھیں سیاہ عمامے باندھیں یہ دیکھکر بہت سے یہودی اور عیسائی مسلمان ہو گئے کچھ دنوں بعد پھر ان احکام کو منسوخ کر دیا اور جو لوگ باکراہ مسلمان ہوئے تھے انکو انکے دین میں جانیکا حکم دیا —— سنہ ۳۹۹ھ میں ابو عمر قاضی بصرہ معزول کر دئے گئے اور انکی جگہ قاضی ابو الحسن بن ابی شوارب مقرر کئے گئے —— اسی سال سلطان بنی امیہ کی اندلس میں سلطنت ضعیف ہو گئی اور انکا نظام جاتا رہا —— سنہ ۴۰۰ھ میں دجلہ چڑھ آیا جس سے سخت نقصان ہوا —— سنہ ۴۰۲ھ میں حاکم نے کھجور اور انگور کی فروخت بند کر دی —— سنہ ۴۰۴ھ میں رات یا دن میں عورتوں کو راستوں میں نکلنے سے ممانعت کر دی اور یہ حکم اس کے مرنے تک بحال رہا سنہ ۴۱۱ھ میں حاکم مصر کے علاقہ میں موضع حلوان کے اندر قتل کر دیا گیا خداوند تعالیٰ اس پر لعنت کرے اس کے بعد اس کی جگہ اسکا بیٹا علی بیٹھا اور اپنا لقب اس نے الظاہر لاعزاز دین اللہ مقرر کیا انھیں ایام سے اس کی سلطنت ضعیف ہو گئی اور حدود سلطنت سے حلب اور اکثر شام نکل گیا —— سنہ ۴۲۲ھ میں القادر باللہ شب دوشنبہ ۱۱ ذوالحجہ کو بعمر ستاسی سال اکتالیس برس تین ماہ سلطنت کر کے انتقال کر گیا —— اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ ابو احمد عسکری ادیب۔ رمانی نحوی۔ ابو الحسن ماسرجسی شیخ شافعیہ۔ ابو عبد اللہ المرزبانی۔ صاحب بن عباد وزیر مؤید الدولہ (یہی ہے جس نے وزراء میں سب سے پہلے صاحب کا لقب حاصل کیا تھا) دار قطنی الحافظ۔ ابن شاہین۔ ابو بکر اودنی امام الشافعیہ۔ یوسف بن سیرافی۔ ابن زولاق المصری۔ ابن ابی زید المالکی۔ شیخ المالکیہ۔ ابو طالب المکی صاحب قوت القلوب۔ ابن بطہ الحنبلی۔ ابن شمعون واعظ۔ خطابی۔ خاتمی۔ اللغوی۔ ادفوی ابو بکر۔ ابو سہل سرخسی شیخ الشافعیہ۔ ابن غلبون المقری۔ کشمیہنی راوی الصحیح۔ معافی بن زکریا النہروانی۔ ابن خویز منداد۔ ابن جنی۔ جوہری صاحب الصحاح۔ ابن فارس صاحب المجمل۔ ابن مندۃ الحافظ۔ ابو سہل شیخ الشافعیہ۔ اصبغ بن الفرج شیخ المالکیہ

بدیع الزماں (جس نے سب سے پہلے مقامات مرتب کئے) ابن لال - ابن ابی زمنین - ابو حیان التوحیدی الواد شاعر - الہروی صاحب الغریبین - ابو الفتح البستی شاعر - حلیمی شیخ الشافعیہ - ابن الفارض - ابو الحسن القابسی - قاضی ابوبکر باقلانی - ابوطیب صعلوکی - ابن اکفانی - ابن نباتہ صاحب الخطب - صیمری شیخ الشافعیہ - حاکم صاحب مستدرک - ابن کج - شیخ ابو حامد الاسفرائنی - ابن فورک - شریف الرضی - ابوبکر الرازی صاحب الالقاب - حافظ عبد الغنی بن سعید ابن مردویہ - ہبۃ اللہ بن سلامۃ الضریر المفسر - ابوعبدالرحمٰن سلمی شیخ الصوفیہ - ابن البواب صاحب الخط - عبد الجبار المعتزلی - محاملی امام الشافعیہ ابوبکر القفال شیخ الشافعیہ - استاد ابواسحاق الاسفرائنی - اللالکائی ابن الفخار عالم اندلس - علی بن عیسی ربعی نحوی و دیگر اشخاص —— ذہبی کہتے ہیں کہ اس کے زمانہ میں حسب ذیل حضرات بھی تھے - سرتاج اشعریہ ابو اسحاق الاسفرائنی، سرتاج معتزلہ قاضی عبد الجبار - سرتاج رافضہ شیخ المفید - سرتاج کرامیہ محمد بن الہیصم - سرتاج القراء ابو الحسن حمامی - سرتاج المحدثین حافظ عبد الغنی بن سعید - سرتاج الصوفیہ ابوعبدالرحمٰن سلمی - سرتاج الشعراء ابو عمر بن دراج - سرتاج المجودین ابن بوابہ - سرتاج الملوک سلطان محمود بن سبکتگین - اور میرے نزدیک اس فہرست میں یہ لوگ بھی زیادہ کرلے جا سکتے ہیں - سرتاج الزنادقہ حاکم بامر اللہ - سرتاج اللغویین جوہری - سرتاج نحویان ابن جنی - سرتاج بلغا بدیع - سرتاج خطباء ابن نباتہ - سرتاج المفسرین ابو القاسم بن حبیب نیشاپوری - سرتاج الخلفاء قادر باللہ - اس واسطے کہ وہ بھی بہت بڑا فقیہ اور صاحب تصنیف تھا اس کی نسبت یہ کہہ دینا کافی ہے کہ شیخ تقی الدین بن صلاح نے اسکو فقہائے شافعیہ سے شمار کیا ہے اور طبقہ فقہا ہی میں ذکر کیا ہے - علاوہ بریں یہ کہ اسکی سلطنت بہت زیادہ رہی ہے ——

(۲۶) القائم بامر اللہ ابو جعفر

القائم بامر اللہ ابو جعفر عبد اللہ بن القادر باللہ نصف ذیقعدہ ۳۹۱ھ کے اندر ایک ارمنی ام ولد موسومہ بدر الدجی (و بقول بعض قطر الندی) کے شکم سے پیدا ہوا یہ اپنے والد ہی کی حیات میں ولیعہد تھا اس کے والد نے ہی اسے قائم بامر اللہ کا خطاب دیا تھا - اس کے باپ کے مرنے کے بعد ۴۲۲ھ میں خلافت اس کے سپرد کردی گئی —— ابن اثیر کہتے ہیں کہ القائم بامر اللہ نہایت خوبصورت - ملیح - متقی - عابد - زاہد - عالم - خدا پر پورا بھروسہ رکھنے والا - بہت خیرات کرنیوالا - صابر - اعلیٰ درجہ کا ادیب - خوشخط عادل - محسن - حاجتیں پوری کرنیوالا تھا - جس شخص نے جو کچھ مانگا کبھی کسی کو محروم نہیں رکھا - ذہبی کہتے ہیں کہ ۴۵۰ھ کے فتنہ تک جو آگے بیان ہوگا بعزت قائم رہا - فتنہ کا سبب یہ ہوا کہ ارسلان

ترکی بساسیری کی عظمت اور ریاست بہت زیادہ ہو گئی تھی اور اسکا مد مقابل چونکہ کوئی شخص نہیں تھا اس لئے اسکی شان اور وجاہت اور بھی زیادہ ترقی کر گئی تھی اسکا ذکر ہر شخص کی زبان پر جاری تھا عربی اور عجمی سب اس سے ڈرتے تھے منبروں پر اس کیو اسطے دعائیں مانگی جاتی تھیں لوگوں کا مال لوٹتا تھا۔ گاؤں خراب کر دیئے تھے قائم چونکہ دبا ہوا تھا اسلئے کوئی چارہ کار نہیں تھا اول تو وہ قائم سے اچھی طرح رہا مگر بعد میں کچھ سوء ظن ہو گیا اس نے دار الخلافت کے لوٹنے اور خلیفہ کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کر لیا یہ دیکھکر خلیفہ نے ابو طالب محمد بن میکائیل سلطان غزا المعروف بطغرلبیگ سے مدد چاہی جو رے میں حاکم تھا اسکے آنے تک بساسیری کے گھر میں آگ لگا دی طغرلبیگ ۴۴۷ھ میں مدد کے لئے آپہنچا بساسیری رحبہ کیطرف بھاگ گیا وہاں اس سے بہت ترک آملے پھر اس نے والی مصر کو لکھا اسنے مال سے اسکی امداد کی پھر ینال طغرلبیگ کے بھائی کو اس نے اپنی مدد کو لکھا اور اسکو اس بات کا لالچ دیا کہ اگر میری فتح ہو گئی تو میں تجھے طغرلبیگ کی بجائے منصب عطا کر دونگا۔ ینال نے اس لالچ میں آکر اپنے بھائی طغرلبیگ پر خروج کر دیا بساسیری اب باطمینان تمام ۴۵۰ھ میں بغداد چلا آیا اس کے ساتھ رایات مصریہ بھی تھے خلیفہ نے باہر نکلکر اسکا مقابلہ کیا جامع مسجد منصور میں والی مصر المستنصر کا خطبہ پڑھا جانے لگا اذان میں حی علی خیر العمل زیادہ ہو گیا اس کے بعد جامع خلیفہ کے علاوہ تمام جگہ اس کے نام کا خطبہ شروع ہو گیا۔ لڑائی نے ایک مہینے طول کھینچا۔ آخر ذوالحجہ میں بساسیری نے خلیفہ کو گرفتار کر کے غانہ بھجا کر اس کو وہاں قید کر دیا ـــ ادھر طغرلبیگ نے اپنے بھائی پر فتح پائی اور اسے قتل کر دیا پھر غانہ کے متولی کو لکھا کہ خلیفہ کو رہا کر کے بعزت تمام دار الخلافت میں پہنچا دے چنانچہ اس نے خلیفہ کو رہا کر دیا اور خلیفہ ۵ ذیقعدہ ۴۵۱ھ میں اپنے مکان پر پہنچ گیا۔ جسوقت خلیفہ دار الخلافت میں داخل ہوا ہے تو نہایت بزرگی اور احتشام کے ساتھ تھا۔ امراء اور حاجبین اُس کے جلو میں تھے طغرلبیگ نے ایک لشکر تیار کر کے بساسیری پر فوج کشی کر دی اور اس پر فتح پا کر قتل کر دیا اور سر کاٹ کر بغداد بھیج دیا۔

جسوقت خلیفہ لوٹ کر دار الخلافہ میں آیا ہے اس نے مصلے پر سونا اختیار کر لیا دن کو روزہ رکھتا اور راتکو نمازیں پڑھتا رہتا تھا جس نے اسکو تکلیف پہونچائی تھی اس کو معاف کر دیا جس جس نے اس کے مکان سے کچھ لوٹا تھا وہ بغیر قیمت کے واپس نہیں لیا اور یہ کہا کہ ان سب چیزوں کا حساب مجھے خداوند تعالیٰ کو دینا ہے۔ تکیہ پر پھر کبھی سر نہ رکھا۔ کہتے ہیں کہ جب اس کا گھر لوٹا گیا تھا تو کوئی چیز لہو و لعب کی اس کے مکان سے برآمد نہیں ہوئی تھی

جو اس کی دینداری کی ایک اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے — روایت کرتے ہیں کہ جس وقت اسکو بساسیری نے قید کر دیا تو اس نے یہ دعا لکھ کر مکہ معظمہ میں بھیج کر کعبہ شریف کے دروازہ پر آویزاں کرادی تھی — بندۂ مسکین کیطرف سے اللہ العظیم کی بارگاہ میں۔ الٰہ العالمین! آپ بھیدوں کے جاننے والے ہیں دلوں کا حال آپ پر خوب روشن ہے۔ الٰہی آپ تو علم میں غنی ہیں اور اپنی خلقت کا حال پوری طرح جانتے ہیں۔ الٰہی اس بندے نے آپ کی نعمتوں کا کفران کیا تھا شکر نعمت نہیں بجا لایا تھا۔ عواقب سے نا امید ہو گیا تھا موت کو بھول گیا تھا آپکے حکم کی تعمیل سے قاصر رہا حتیٰ کہ ہم پر ایک باغی مسلط ہو گیا ہمارے ساتھ اس نے دشمنی کی۔ الٰہی! نصرت اور مدد کم ہو گئی ظلم غالب ہو گیا۔ الٰہی! آپ ہر چیز پر مطلع ہیں آپ عالم اور منصف ہیں حاکم ہیں آپ ہی سے ہم فریاد کرتے ہیں۔ آپ ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ آپ ہی سے پناہ مانگتے ہیں۔ الٰہی آپ کی مخلوق نے مجھ پر غلبہ کیا ہے میں آپ ہی سے فریاد کرتا ہوں۔ آپ ہی کو انصاف سونپتا ہوں آپ ہم سے ظلمات کے پردے اٹھا دیجئے اور اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دیجئے۔ ہم میں انصاف کیجئے آپ ہی خیر الحاکمین ہیں — ۴۲۸ھ میں الظاہر عبیدی والی مصر مر گیا اس کی جگہ اسکا بیٹا المستنصر ہفت سالہ قائم ہوا اس نے ساٹھ برس اور چار مہینہ سلطنت کی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اتنی مدت کسی خلیفہ یا بادشاہ نے حکومت نہیں کی اسکی دوران سلطنت میں مصر کے اندر ایسا قحط پڑا جسکی نظیر سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے اور کسی زمانہ میں نہیں ملتی یہ قحط سات سال تک رہا بعض آدمیوں نے دوسرے آدمیوں کو کاٹ کاٹ کر کھا لیا ایک ایک روٹی پچاس پچاس دینار میں فروخت ہو گئی — ۴۴۳ھ میں معز بن نادیس نے خطبوں سے عبیدیوں کا نام ملک مغرب میں نکلوا دیا اور وہاں بنو عباس کا نام پڑھا جانے لگا — ۴۵١ھ میں سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین بادشاہ غزنہ اور سلطان جعفری بک بن سلجوق طغرل بک کے بھائی والی خراسان کے درمیان ایک بہت بھاری لڑائی کے بعد عہد نامہ صلح مرتب ہوا اور اسکے ایک سال بعد ہی جعفری بک کا انتقال ہو گیا اسکی جگہ اس کا بیٹا الپ ارسلان تخت نشین ہوا۔

۴۵۴ھ میں خلیفہ نے بہت رد و کد اور ہر امکانی کوشش مدافعت کے بعد اپنی بیٹی کی شادی طغرل بک سے کر دی یہ ایک ایسی بات تھی جو آجتک کبھی نہیں ہوئی کہ کسی عباسی نے کسی عباسیہ کی شادی غیر سے کی ہو حتیٰ کہ بنی بویہ کو بھی باوجود انکی حکومت اور قہر و جبر خلفاء پر تھا کبھی لڑکی نہیں دی تھی میں کہتا ہوں اب تو میرے زمانہ میں یہ حال ہے کہ میرے زمانہ کے خلیفہ نے اپنی بیٹی نائب السلطنت کے ایک غلام سے بیاہ دی جو جا بکہ خود نائب السلطنت ہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

سنہ ۴۵۵ھ میں خلیفہ کی بیٹی کو لیکر طغرل بیگ بغداد آیا مواریث اور خراج کو واپس کر دیا پھر بغداد پر ڈیڑھ سو لاکھ دینار ٹیکس لگا کر رے کو چلا گیا وہاں پہونچکر رمضان شریف میں انتقال کر گیا خداوند تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف نہ کریں اس کے بعد اس کا قائم مقام اس کا بھتیجا الپ ارسلان والی خراسان ہوا اسکو بھی قائم نے خلعت روانہ کیا —— ذہبی کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جو بغداد کے منبروں پر سلطان کے لقب سے پکارا گیا جتنی قوت اسے حاصل ہوئی کسی سلطان کو حاصل نہیں ہوئی اس نے نصاریٰ کے اکثر شہروں کو فتح کیا نظام الملک کو اپنا وزیر بنایا اس نے وزیر سابق عمید الملک کی برائیوں مثلاً اشعریوں کو برا بھلا کہنا ترک کرا یا شافعیہ کی مدد کی امام الحرمین اور ابوالقاسم القشیری کی تعظیم و تکریم کی مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول فقہاء کیلئے یہی مدرسہ بنایا گیا تھا ——

سنہ ۴۵۸ھ میں باب ازج میں ایک ایسی لڑکی پیدا ہوئی جس کے ایک بدن پر دوسرا دو چہرے اور دو گردنیں تھیں —— اسی سال ایک ستارہ چاند کے برابر نمودار ہوا جس کی بہت بڑی شعاع پڑتی تھی لوگ اسے دیکھکر خوف کھاتے تھے۔ دس رات تک اسی آب و تاب کے ساتھ نکلا پھر روشنی کم ہوتی گئی حتیٰ کہ بالکل غائب ہو گیا —— سنہ ۴۵۹ھ میں بغداد میں مدرسہ نظامیہ بالکل مکمل ہو گیا اس کے مدرس شیخ ابو اسحاق شیرازی مقرر ہوئے طالب علم ہر چہار طرف سے آئے مگر شیخ ابو اسحاق کہیں چھپ گئے ان کے بجائے ابن صباغ صاحب شامل نے درس دینا شروع کر دیا اس کے بعد لوگوں نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کو بھی خوش کر لیا اور انھوں نے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا —— سنہ ۴۶۰ھ میں رملہ میں اس قدر زور کا زلزلہ آیا کہ رملہ کو بالکل خراب و خستہ کر دیا کنوؤں سے پانی اچھل کر گرنے لگا پچیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے سمندر اپنی جگہ سے بقدر ایک مسافت کے دور ہٹ گیا مچھلیاں جو وہاں رہ گئی تھیں لوگ انکو پکڑنے لگے کہ یکایک پھر پانی لوٹ کر آیا اور تمام آدمی وہیں رہ گئے اور ہلاک ہو گئے —— سنہ ۴۶۱ھ میں جامع مسجد دمشق میں آگ لگ گئی اسکے نقش و نگار پر پانی پھر گیا اسکی خوبصورتی جاتی رہی اسکی چھت میں جو چاندی سونا لگا ہوا تھا سب جاتا رہا —— سنہ ۴۶۲ھ میں سلطان الپ ارسلان کو امیر مکہ کے ایلچی نے آکر اطلاع دی کہ مکہ معظمہ میں مستنصر کے نام خطبہ موقوف ہوکر پھر عباسیوں کا خطبہ شروع ہو گیا ہے۔ اذان میں حی علی خیر العمل پڑھنا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سلطان نے اس خوشخبری کو سن کر ایلچی کو تیس ہزار دینار اور خلعت عطا فرمایا اس خطبہ کے تغیر وغیرہ کا سبب وہی قحط تھا جسکی وجہ سے سلطنت مصر کے نظام میں سخت خلل اور ضعف آگیا تھا کیونکہ یہ قحط برابر سات سال تک رہا تھا حتیٰ کہ آدمیوں نے آدمیوں کو کھا لیا تھا ایک پیمانہ غلہ کی قیمت سو دینار ہو گئی

تھی ایک کتا پانچ دینار اور ایک بلی تین دینار میں فروخت ہو گئی تھی - کہتے ہیں کہ ایک عورت قاہرہ سے
ایک پیمانہ میں جواہر بھر کر نکلی اور اس نے آواز دی کہ کوئی شخص ہے جو ان جواہرات کے بدلہ میں
اس پیمانہ کو غلہ سے بھر دے مگر اس کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا — سنہ ۴۶۲ھ میں حلب والوں
نے جب عباسیوں اور سلطان الب ارسلان کی قوت اور مستنصر کی زوال سلطنت دیکھی تو انہوں نے یہاں
عباسیوں کے نام کا خطبہ شروع کر دیا — اسی سال مسلمانوں اور اہل روم میں سخت معرکہ آرائی ہوئی اور
الحمد للہ کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اس جنگ میں سلطان الب ارسلان نے خود بنفس نفیس بحیثیت سپہ سالار
کے کام کیا تھا اور بادشاہ روم کو گرفتار کر لایا تھا مگر بعد میں ایک بہت بڑی رقم لیکر اس کو چھوڑ دیا
تھا اور پچاس سال کے لئے صلح عہد نامہ میں لکھوائی تھی - بادشاہ روم کی رہائی کے بعد سلطان الب
ارسلان نے دریافت کیا کہ جہت خلیفہ کدھر ہے لوگوں کے بتلانے کے بعد سلطان نے سر ننگا کر کے
بجا آوری خدمت خلیفہ کا اشارہ کیا — سنہ ۴۶۴ھ میں بکریوں میں ایک عام وبا آئی کہ ریوڑ کے
ریوڑ صاف ہو گئے — سنہ ۴۶۵ھ میں سلطان الب ارسلان قتل ہو گیا اور اسکے بجائے اسکا
بیٹا ملک شاہ قائم ہوا - اسکا لقب جلال الدولہ مقرر ہوا اس نے بھی قلمدان وزارت نظام الملک کے سپرد
کیا اور اس کو اتابک جسکے معنی امیر الوالد کے ہیں خطاب دیا یہ پہلا شخص ہے جس کو یہ اول خطاب
دیا گیا — اس سال مصر میں بدستور قحط موجود رہا حتیٰ کہ ایک عورت نے ایک خمیری روٹی ہزار
دینار کو خرید کر کھائی - وبا بھی زیادہ رہی — سنہ ۴۶۶ھ میں بغداد میں سیلاب چڑھ آیا دجلہ
میں تیس گز سے بھی زیادہ پانی آگیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا - جان و مال کا نقصان ہوا
چوپائے مر گئے لوگ کشتیوں میں پناہ گزین ہوئے حتیٰ کہ دو مرتبہ جمعہ کی نماز کشتیوں میں ادا ہوئی
خلیفہ نے نہایت تضرع و زاری کیساتھ درگاہ خداوندی میں دعائیں مانگیں - ایک لاکھ بلکہ زیادہ
مکان مسمار ہونے کی وجہ سے بغداد ایک چٹیل میدان بن گیا — سنہ ۴۶۷ھ میں ۱۳ شعبان جمعرات کی
رات کو قائم بامر اللہ کا انتقال ہو گیا جسکی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے فصد کھلوائی تھی رات کو آرام سے
سو گیا مگر سوتے ہوئے کہیں زخم میں رگڑ لگی اور منہ کھل گیا - رات بھر خون چلا گیا صبح آنکھ کھلی تو
نقاہت اس درجہ تھی کہ ہلا نہیں جاتا تھا یہ دیکھ کر اس نے اپنے پوتے عبد اللہ بن محمد کو جو ولیعہد تھا
بلایا اور اسکو وصیتیں کرنے کے بعد انتقال کر گیا قائم بامر اللہ نے پینتالیس سال خلافت کی — اسکے
زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا - ابو بکر برقانی - ابو الفضل فلکی ثعلبی مفسر - قدوری شیخ حنفیہ - ابن
سینا شیخ الفلاسفہ - مہیار شاعر - ابو نعیم صاحب حلیہ - ابو زید دبوسی - بردعی مالکی صاحب تہذیب

ابوالحسن بصری معتزلی کی صاحب الاعراب۔ شیخ ابومحمد جوینی۔ ہروی صاحب تفسیر۔ اقیلی۔ ثمانینی۔ ابوعمر و دانی۔ خلیل صاحب ارشاد سلیم رازی۔ ابوالعلا معری۔ ابوعثمان صابونی۔ ابن بطال شارح بخاری۔ قاضی ابوالطیب طبری۔ ابن شیطی معری۔ ماوردی شافعی۔ ابن باب شاد۔ قضاعی صاحب شہاب۔ ابن برہان نحوی۔ ابن حزم ظاہری۔ بیہقی۔ ابن سیدہ صاحب محکم۔ ابویعلی بن فراء شیخ حنابلہ۔ حضرمی شافعی۔ ہذلی صاحب الکامل فی القرأت قورانی۔ خطیب بغدادی۔ ابن رشیق صاحب عمدہ۔ ابن عبدالبر رحمہم اللہ تعالیٰ

(۲۷) المقتدی بامراللہ ابوالقاسم

المقتدی بامراللہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن قائم بامراللہ۔ یہ ابھی حمل ہی میں تھا کہ اسکا باپ مرگیا باپ کے مرنے کے چھ ماہ بعد ایک ام ولد ارجوان نامی کے بطن سے تولد ہوا۔ اپنے دادا کے انتقال کے بعد انیس سال تین ماہ کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا اسکی تاج پوشی کے وقت شیخ ابواسحاق شیرازی اور ابن صباغ اور دامغانی موجود تھے ــــ اس کے زمانہ خلافت میں شہروں کے اندر بہت سی نیکیاں اور آثار حسنہ ظاہر ہوئے اسکے ایام خلافت میں قواعد خلافت مضبوط ہو گئے حرمت خلافت بڑھ گئی بخلاف گذشتہ ایام کے کہ وہاں اس کے بالکل برعکس تھا اسکے محاسن میں سے یہ ہے کہ بغداد میں گانے بجانے کی ممانعت کردی گئی۔ حمام میں بغیر لنگی باندھے ہر شخص کے جانے کی بالکل بندش ہوگئی۔ لوگوں کے مکانوں کی تاکہ بے پردگی نہ ہو اس لئے حماموں کے برج گرادئے۔ بحیثیت بنی عباس میں یہ خلیفہ نہایت دیندار۔ خیر۔ قوی النفس عالی ہمت تھا ــــ اسکی خلافت کے سال اول میں مکہ معظمہ میں عبیدیوں کا پھر خطبہ پڑھا جانے لگا ــــ اسی سال نظام الملک نے منجموں کو جمع کرکے اول نقطۂ برج حمل سے نوروز شروع کرایا اس سے قبل نوروز نصف برج حوت میں آفتاب کے آجانے کے روز سے شروع کیا جاتا تھا۔ اب تقویم نظامی ہی مبداء التقاویم ہوگیا جو اب تک چلا آرہا ہے ــــ سنہ ۴۶۸ھ میں دمشق میں مقتدی کے نام کا خطبہ شروع ہوگیا۔ اذان میں سے حی علی خیر العمل نکال ڈالا گیا یہ سن کر لوگوں کو بہت خوشی ہوئی سنہ ۴۶۹ھ میں بغداد میں ابونصر بن استاد ابوالقاسم قشیری اشعری آئے اور مدرسہ نظامیہ میں وعظ کہا وعظ میں چونکہ تمام دلائل اشعریہ بیان کئے تھے لہذا حنابلہ کو غصہ آیا اور ایک فتنہ کبیر کھڑا ہوگیا لوگ مخالف اور موافق بڑھ گئے جس کی وجہ سے بہت ہی فتنہ نے ترقی کی اور ایک جماعت اس فساد میں مقتول ہوگئی ــــ اسی سال فخر الدولہ بن جہیر وزارت مقتدی سے معزول ہوگیا کیونکہ وہ سخت حنبلی تھا ــــ سنہ ۴۷۵ھ میں مقتدی نے سلطان کی طرف شیخ ابواسحاق شیرازی کو روانہ کرکے ابوالفتح

کی شکایتیں کیں ــــ سنہ ۴۷۶ھ میں قحط جاتا رہا اور ارزانی شروع ہوگئی ــــ اسی سال خلیفہ مقتدی نے ابو شجاع محمد بن حسن کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور اسکا لقب ظہیر الدین رکھا میرے خیال میں یہ پہلا شخص ہے جس میں دین کیطرف نسبت کی گئی ہے سنہ ۴۷۷ھ میں سلیمان بن قلتمش سلجوقی والی قونیہ و اقصرا اپنے لشکر کو لیکر شام کیطرف گیا اور انطاکیہ پر جو سنہ ۳۵۸ھ سے بادشاہ روم کے قبضہ میں تھا قابض ہوگیا سلطان ملک شاہ نے اس پر مبارکباد دی ــــ ذہبی کہتے ہیں کہ روم کے شہروں کے بادشاہ آل سلجوق سے تھے انکی سلطنت ایک مدت تک رہی ــ انکی اولاد زمانہ ملک الظاہر بیبرس تک بادشاہ رہی ــــ سنہ ۴۷۸ھ میں بغداد میں کالی آندھی آئی بجلی اور کڑک بے انتہا تھی ــ ریت مٹی آسمان سے بارش کیطرح برس گئی ــ کئی جگہ بجلی گری لوگوں نے خیال کرلیا کہ قیامت آگئی مگر تین ساعت کے بعد عصر کے پیچھے یہ حالت جاتی رہی ــ اس حالت کو امام ابوبکر طرطوشی نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا اور اپنی کتاب امالی میں لکھا ہے ــــ سنہ ۴۷۹ھ میں یوسف بن تاشفین والی سبتہ و مراکش نے مقتدی کے حضور میں درخواست کی کہ جو ممالک اسکے قبضہ میں ہیں اس کو وہ عنایت کرکے سلطان کا لقب مرحمت فرمایا جائے اسکی یہ درخواست منظور ہوگئی اور اسکو خلعت اور علم بھیج کر امیر المسلمین کا خطاب عطا کر دیا گیا ان عطیات سے اس کے علاوہ فقہاء مغرب بھی بہت خوش ہوئے اسی طرح یوسف بن تاشفین نے شہر مراکش کی بنیاد رکھی ہے ــــ اسی سال سلطان ملک شاہ بغداد میں پہلی مرتبہ داخل ہوا ــ دار المملکت میں قیام کیا خلیفہ کے ساتھ چوگان کھیلا اور پھر اصفہان واپس چلا گیا ــــ اسی سال حرمین شریفین میں مقتدی کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور عبیدی کا موقوف ہوگیا ــــ سنہ ۴۸۱ھ میں المؤید ابراہیم بن مسعود بن محمود سبکتگین والی غزنہ کا انتقال ہوگیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا جلال الدین مسعود تخت نشین ہوا ــــ سنہ ۴۸۲ھ میں تاج الملک مستوفی الدولہ نے بغداد کے باب الابزر میں مدرسہ بنایا اور ابوبکر شاشی نے اسمیں درس دینا شروع کیا۔ سنہ ۴۸۴ھ میں فرنگیوں نے تمام جزیرہ سقلیہ پر قبضہ کرلیا اس جزیرہ کو مسلمانوں نے سنہ ۲۰۰ھ میں فتح کیا تھا اور اس پر آل اغلب بہت دن تک خلیفہ کیطرف سے حکمراں رہے تھے اسکے بعد اس پر عبیدی مہدی نے قبضہ کرلیا تھا ان سے فرنگیوں نے چھین لیا ــــ اسی سال ملک شاہ پھر بغداد آیا اور ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی امراء نے اسکے چاروں طرف اپنے مکانات بنوائے پھر ملک شاہ اصفہان چلا گیا۔

سنہ ۴۸۵ھ میں پھر بغداد آیا اور خلیفہ مقتدی کو کہلا بھیجا کہ فوراً بغداد خالی کرکے جہاں جی چاہے چلا جائے یہ سن کر خلیفہ بہت گھبرایا اور کچھ مہلت مانگی خواہ مہلت ایک ہی ماہ کی ہو مگر ایک ساعت کی مہلت دینے سے بھی انکار کردیا خلیفہ نے بادشاہ کے وزیر سے مہلت مانگی آخر ہزار دقت دس روز کی مہلت دی ابھی دس روز گزرنے بھی نہ پائے تھے کہ سلطان ملک بغداد چلا

بیمار ہو کر مر گیا لوگوں نے اس اتفاق کو خلیفہ کی کرامت پر محمول کیا ــــ کہتے ہیں کہ خلیفہ مقتدی نے ایام مہلت میں روزے رکھنے شروع کر دیئے تھے اور افطار کے وقت راکھ پر بیٹھکر خدا وند عزوجل سے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ ملک شاہ کے متعلق دعا مانگا کرتا تھا خداوند تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کرلی ــــ جس وقت سلطان ملک شاہ کا انتقال ہو گیا تو اس کی بیوی نے اسکی موت کو چھپایا اور خفیہ طور پر امراء سے اپنے بیٹے محمود کے لئے جسکی عمر پانچ سال کی تھی ولیعہدی کا عہد لیلیا انھوں نے اس کا حلف اٹھالیا۔ پھر مقتدی سے درخواست کی کہ اس کو سلطان بنا دیا جائے مقتدی نے یہ درخواست منظور کرلی اور اس کو ناصر الدنیا والدین کا خطاب دیدیا۔ چند دن کے بعد محمود کے بھائی برکیارق بن ملک شاہ نے خروج کر دیا خلیفہ نے اسکو بھی سلطان بناکر رکن الدولہ کا خطاب عنایت کیا اور ممالک محروسہ میں اس کی اطاعت بجہدی۔ یہ واقعہ محرم ۴۸۷ھ میں واقع ہوا ــــ اس کے اگلے روز اچانک خلیفہ کا انتقال ہو گیا کہتے ہیں کہ خلیفہ کو اسکی جاریہ شمس النہار نے زہر دیدیا تھا اسکے بعد اس کے بیٹے المستظہر سے بیعت ہو گئی ــــ مقتدی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ عبدالقاہر جرجانی۔ ابوالولید باجی۔ شیخ ابواسحاق شیرازی۔ اعلم النحوی۔ ابن صباغ صاحب شامل۔ المتولی۔ امام الحرمین۔ الدامغانی حنفی۔ ابن فضال مجاشعی۔ بزدوی شیخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

(۲۸) المستظہر باللہ ابوالعباس

المستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن المقتدی باللہ شوال ۴۷۰ھ میں پیدا ہوا اپنے باپ کی موت کے وقت بعمر سولہ سال تخت خلافت پر بیٹھا ــــ ابن اثیر کہتے ہیں کہ مستظہر باللہ نہایت نرم طبیعت، کریم الاخلاق۔ نیک کاموں کیطرف بہت جلد رغبت کرنیوالا۔ خوشخط۔ انشاء پرداز تھا ان فنون میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا جو اس کے علم عزیز پر ایک عجیب دلیل ہے علم صحیح رکھتا تھا سخی۔ علماء کو دوست رکھنے والا صلحاء کا جان نثار تھا ــــ اس خلیفہ کو بدقسمتی سے خلافت میں چین نہ ملا اس کے ایام خلافت جنگوں کیوجہ سے ہمیشہ مضطرب رہے ــــ سال اول خلافت میں مستنصر عبیدی والی مصر مر گیا اس کی بجائے اس کا بیٹا المستعلی احمد تخت پر بیٹھا ــــ اسی سال بلنسیہ پر رومیوں کا قبضہ ہو گیا۔ ۴۸۸ھ میں احمد خاں بادشاہ سمرقند مقتول ہو گیا کیونکہ وہ پورا زندیق تھا اس کو امراء نے گرفتار کرلیا تھا اور فقہا نے اس کے قتل کا فتویٰ دیدیا تھا (خداوند تعالیٰ اس پر رحم نہ کریں) اسکی جگہ اس کے چچیرے بھائی کو امراء نے تخت نشین کر دیا ــــ ۴۸۹ھ میں سولہ ستارے زحل کے تمام ہفت

ابن الامرا
ستارے برج حوت میں جمع ہو گئے اس پر منجموں نے متفقہ حکم لگایا کہ عنقریب حضرت نوح جیسا طوفان
آئیگا۔ مگر اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوا کہ حجاج جس وقت دار المناقب میں جمع ہوئے تو ایک سیلاب
آیا اور اکثر حجاج کو بہا لیگیا ۔۔۔ ۴۹۰ھ میں سلطان ارسلان ارغون بن الب ارسلان سلجوقی
والی خراسان قتل ہوگیا اور سلطان برکیاروق نے اس کے تمام ممالک پر قبضہ کر لیا اور تمام شہر اور آدمی
اس سے آملے ۔۔۔ اسی سال حلب اور انطاکیہ۔ معرہ۔ شیزر میں ایک مہینہ تک عبیدیوں کا خطبہ پڑھا
گیا اور پھر عباسیوں کا پڑھا جانے لگا ۔۔۔ اسی سال فرنگی آئے اور نیقیہ پر قبضہ کر لیا یہ سب سے پہلا
شہر ہے جو انکے قبضہ میں آیا اور اپنی مرضی کے موافق اس میں کفر جاری کیا۔ اس کے قرب و جوار میں خوب
لوٹ مار کی۔ یہ اہل فرنگ کی شام پر پہلی پیشقدمی تھی کہ دریائے قسطنطنیہ کے راستہ سے ایک بڑی فوج
کیساتھ کی تھی۔ بادشاہ اور رعیت کے درمیان اس سے ایک سخت اضطراب پھیل گیا تھا۔
کہتے ہیں کہ بادشاہ مصر نے جب سلجوقیوں کی قوت اور غلبہ شام پر دیکھا تو اہل فرنگ کو لکھ بھیجا کہ تم اگر
شام پر قبضہ کر لو لیکن ہر طرف سے لوگ فرنگیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ۔۔۔ ۴۹۲ھ میں باطنیوں
کا اصفہان میں پوری طرح زور ہو گیا۔ اسی سال اہل فرنگ نے ڈیڑھ ماہ کی قلعبندی کے بعد بیت المقدس
کو فتح کر لیا اور اسی کیساتھ علماء، عباد اور زہاد کی ایک جماعت کو جنکی تعداد ستر ہزار سے بھی زائد تھی قتل
کر ڈالا۔ مشاہد کو ڈھایا۔ یہودیوں کو ایک کنیسہ میں جمع کر کے اس میں آگ دیدی۔ باقیماندہ لوگ بھاگ کر
بغداد آگئے اور انھوں نے وہاں کے مظالم ایسے ایسے بیان کئے کہ جن کو سنکر بے اختیار آنسو نکل
آئے ان اندوہناک مظالم کو سن کر شاعروں نے ایسے پرزور قصیدے لکھے کہ بادشاہوں نے غیرت زدہ
ہو کر باتفاق حملہ کر دیا اور بیت المقدس فرنگیوں سے چھین لیا ۔۔۔ اسی سال محمد بن ملک شاہ نے
اپنے بھائی برکیاروق پر خروج کر دیا جس میں یہ فتحیاب ہو گیا خلیفہ نے محمد بن ملک شاہ کو خلعت
اور غیاث الدنیا والدین کا لقب عنایت کیا بغداد کے خطبوں میں اس کا نام بھی داخل ہو گیا مگر کچھ
دنوں کے بعد ان دونوں میں کچھ کشمکش ہو گئی ۔۔۔ اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن شریف طبریہ سے کسی خوف کے سبب دمشق میں لایا گیا لوگ دور دور
سے اس کی زیارت کرنیکو آئے اور آخر اس مصحف شریف کو مقصورہ کی جامع مسجد کے ایک حجرہ میں
رکھدیا ۔۔۔ ۴۹۴ھ میں باطنیوں کا عراق میں زور پھیل گیا انھوں نے بہت سے لوگوں کو قتل
کر ڈالا انھیں مقتولوں میں رویانی صاحب البحر بھی تھے لوگ ان سے سخت خوفزدہ ہو گئے امراء نے
دہشت کے مارے کپڑوں کے نیچے زرہیں پہننی شروع کر دیں ۔۔۔ اسی سال اہل فرنگ نے شہر

سرج ۔ حیفا ۔ ارسوف ۔ قیساریہ پر قبضہ کرلیا ۔ ۴۹۵ھ میں المستعلی والی مصر فوت ہو گیا اور اس
کی بجائے اس کا پنج سالہ بیٹا الآمر باحکام اللہ منصور تخت پر بیٹھا ۔ ۴۹۶ھ میں سلطان نے خلاف
بہت سے فتنے اٹھے اسکا نام خطبوں سے نکالدیا گیا اور محض خلیفہ کا نام خطبوں میں باقی رہگیا ۔
۴۹۷ھ میں دونوں سلطانوں یعنی محمد اور برکیاروق کی آپسمیں صلح ہو گئی جسکا سبب یہ ہوا کہ جسوقت
ان دونوں میں لڑائی اور عداوت ہو گئی تو ایک عام فساد پیدا ہو گیا کھلے خزانے غارت گری اور خونریزی
ہونے لگی، شہر کے شہر تباہ ہو گئے سلطنت پر لوگوں نے دست تطاول دراز کرنا شروع کر دیا جو
بادشاہ مقہور تھے قاہر نظر آنے لگے یہ حالت دیکھکر عقلاء نے بیچ میں پڑکر صلح کرادی صلحناموں کو
قسم اور عہدوں کے ساتھ مضبوط اور مرتب کرادیا خلیفہ نے خلعت سلطنت برکیاروق کے پاس بھیج
دیا اور خطبوں میں بھی اس کا نام داخل کرادیا ۔ ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کا انتقال ہو گیا
اسکے بعد امراء نے اسکے بیٹے جلال الدولہ ملک شاہ کو جس کی عمر پانچ سال کی تھی قائمقام کر دیا مگر اس
کے اوپر اسکے چچا محمد نے خروج کر دیا ۔ بعد اکثر آدمی اس کے ساتھ ہو گئے خلیفہ نے بھی محمد کو خلعت دیدیا
اور وہ بحیثیت سلطان کے اصفہان کیطرف چلا گیا ۔ یہ سلطان نہایت ہیبت ناک متمکن اور بہت سی
فروج والا تھا ۔ اسی سال بغداد میں مرض چیچک کا اتنا زور ہوا جس میں لا تعداد بچے ضائع
ہو گئے اسکے بعد سخت وبا پھیل گئی ۔ ۴۹۹ھ میں ایک شخص نے نواحی نہاوند میں نبوت کا
دعوی کیا بہت سے آدمی اسکے ساتھ ہو گئے آخر قتل کر دیا گیا ۔ ۵۰۰ھ میں قلعہ اصفہان جو
باطنیوں کے قبضہ میں تھا چھین کر ڈھا دیا گیا جس میں بہت سے آدمی باطنیوں کے قتل ہوئے ان
کے پیشرو کی کھال کھنچوا کر اس میں بھس بھروا دیا گیا اور اس کامیابی کا سہرا ایک سخت محاصرہ کے بعد سلطان
محمد کے سر رہا ۔ فللہ الحمد ۔ ۵۰۱ھ میں سلطان محمد نے سرائے کا محصول اور بغداد کا ٹیکس موقوف کر دیا
جسکی وجہ سے لوگوں نے بہت دعائیں دیں اسی کیساتھ عدل اور حسن اخلاق سے لوگوں کے
ساتھ پیش آنے لگا ۔ ۵۰۲ھ میں باطنیوں نے پھر زور پکڑا اور اہل شیراز کی غفلت دیکھ کر
شیراز میں گھس آئے قلعہ پر قابض ہو گئے لوگوں نے اپنے اپنے دروازے بند کر لیے اکثر بھاگ گئے
مگر باطنیوں نے پکڑ پکڑ کر سب کو ہلاک کر دیا اس دار وگیر میں شیخ شافعیہ رویانی صاحب البحر بھی
بغداد میں قتل ہو گئے جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے ۔ ۵۰۳ھ میں دو سال کے حصار
کے بعد اہل فرنگ نے طرابلس فتح کرلیا ۔ ۵۰۴ھ میں اہل فرنگ نے مسلمانوں کو بیحد تکالیف
پہونچائیں ۔ لوگوں نے شام کے اکثر حصہ پر ان کے قابض ہونیکا یقین کر لیا مسلمانوں نے ان سے

صلح کرنی چاہی مگر انھوں نے فوراً انکار کر دیا آخر لاکھوں دینار لیکر صلح کی اور باوجود صلح کے پھر غدر کرکے یہی حالت مچادی خداوند تعالیٰ ان پر لعنت کریں —— اسی سال مصر میں کالی آندھی آئی اور کچھ اس قسم کی تھی کہ مارے اندھیرے کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں دکھائی دیتا تھا آسمان سے ریت برس رہا تھا لوگوں نے یہ حالت دیکھکر ہلاکت کا یقین کرلیا پھر کچھ روشنی نمودار ہوئی اور اس کے بعد پھر زردی چھاگئی یہی حالت عصر سے مغرب تک باقی رہی —— اسی سال اہل فرنگ اور ابن تاشفین بادشاہ اندلس (اسپین) میں لڑائی ہوگئی مگر مسلمانوں کی خدا کے فضل سے فتح ہوئی بہت سے فرنگی قتل اور قید ہوئے بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا بڑے بڑے شجاعان فرنگ مارے گئے۔

سنہ ۵۰۷ھ میں مودود بادشاہ موصل ایک لشکر لیکر فرنگیوں کے بادشاہ سے بیت المقدس میں لڑنے کے لیے پہونچا ایک سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پھر مودود دمشق گیا اور جمعہ کی نماز پڑھکر جامع مسجد سے نکل رہا تھا کہ اچانک ایک باطنی نے حملہ کیا بادشاہ زخمی ہوگیا اور اسی کے صدمہ سے اسی روز انتقال کرگیا بادشاہ فرنگ نے والی دمشق کے نام خط روانہ کیا کہ تمہارے ایک اہل اسلام نے تمہاری عید کے دن خدا کے گھر میں تمہارے بادشاہ کو مار ڈالا نہایت شرم کی بات ہے۔

سنہ ۵۱۱ھ میں ایک سیل آیا اور نہایت بارش ہوئی جس کی وجہ سے بخارا اور اس کے گرد و نواح کے اکثر گاؤں ڈوب گئے بہت آدمی ہلاک ہوئے حتیٰ کہ شہر کے دروازے تک پانی پہونچ گیا دروازہ کو چند فرسخ تک پانی بہاکر لے گیا اور مٹی کے اندر چھپ گیا دو سال کے بعد پھر نکل آیا۔ خدا کی نشان یہی سیل ایک لڑکے کی چارپائی جس پر بچہ لیٹا ہوا تھا بہا لیگیا مگر خدا ربانی ایک زیتون کے درخت میں الجھ گئی اور بچہ بچ گیا اور بڑا بوڑھا ہوکر اس نے انتقال کیا۔

اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہوگیا اس کی جگہ اس کا بیٹا محمود جس کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی سلطان بنایا گیا —— سنہ ۵۱۲ھ میں خلیفہ المستظہر باللہ بروز چہار شنبہ تیرہ ربیع الاول کو پچیس سال خلافت کرکے اس دنیائے دنی سے چل بسے۔ ابن عقیل شیخ حنابلہ نے اسے غسل دیا اور اس کے بیٹے المسترشد نے نماز جنازہ پڑھائی پھر کچھ تھوڑی مدت کے بعد اس کی دادی رجوان نامی جو مقتدی کی والدہ تھی مرگئی ذہبی کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی خلیفہ کی دادی اپنے پوتے کے زمانہ خلافت تک سوائے مقتدی کی والدہ کے کوئی زندہ نہیں رہی اس نے اپنے بیٹے اور پڑپوتے کو تخت خلافت پر دیکھا ہے —— مستظہر اشعار بھی کہا کرتا تھا اور اس کے اشعار مشہور ہیں —— سلفی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوالخطاب بن جراح نے بیان کیا کہ میں

نے مستظہر کو رمضان شریف میں ایک رات نماز پڑھائی اور کسائی کی روایت کے مطابق جو اس نے مجھ سے روایت کی تھی سورہ یوسف میں اِنَّ ابْنَکَ سُرِّقَ (تحقیق تیرا بیٹا چوری کیا گیا ہے) پڑھا جب میں نے سلام پھیرا تو مستظہر نے کہا کہ یہ قرات بہت درست ہے کیونکہ اس کی رُو سے اولاد انبیاء علیہم السلام کی کذب سے تنزیہ ہوتی ہے ــ اس کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا ابوالمظفر سمعانی ۔ نصر المقدسی ۔ ابوالفرج الرازی شیدلہ ۔ رُویانی ۔ خطیب تبریزی ۔ کیار حرامی ۔ امام غزالی ۔ شاشی جسنے مستظہر کے لئے کتاب الحلیہ لکھی اور اس کا نام مستظہری رکھا ۔ ابیوردی اللغوی ۔ رحمہم اللہ تعالیٰ ــ

(۲۹) المسترشد باللہ ابومنصور

المسترشد باللہ ابومنصور الفضل بن المستظہر باللہ ربیع الاول ۴۸۵ھ میں پیدا ہوا اور اپنے والد کی وفات کے وقت ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ۔ نہایت باہمت عالی جرأت باہیبت صاحب الرائے شخص تھا امور خلافت اچھی طرح ضبط میں لایا اور ایک خوبصورتی کے ساتھ ان کو ترتیب دیا ۔ رسم خلافت کو زندہ کیا اور از سر نو قوت دی ۔ ارکان شریعت کو پختہ اور مضبوط کیا اسکی باتوں کو آراستہ کیا خود بہ نفس نفیس جنگوں میں شریک ہوا چند مرتبہ حلہ ۔ موصل ۔ خراسان کی طرف گیا حتیٰ کہ ایک مرتبہ ہمدان کے قریب اس کی فوج نے شکست کھائی اور یہ قید کر کے آذربائیجان بھیجدیا گیا ــ ابوالقاسم بن بیان ۔ عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ السبتی سے حدیث سماعت کی اور اس سے محمد ابن عمر بن مکی الاہوازی اور اس کے وزیر علی بن طراد اور اسماعیل بن طاہر الموصلی نے روایت کی ہے (اس کو ابن سمعانی نے بیان کیا ہے) اس کے علم و فضل کے متعلق اتنا کہدینا کافی ہے کہ ابن صلاح نے اسکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ وہ خلیفہ ہے کہ جس کے لئے ابوبکر الشاشی نے فقہ میں ایک کتاب لکھ کر اس کو اس کے نام سے مشہور کیا ہے اور اس کے صلہ میں عمدۃ الدنیا والدین کا خطاب پایا ہے نیز ابن سبکی نے بھی اسکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے ــ

مسترشد باللہ اوائل میں بہت عابد و زاہد تھا صوف کا لباس پہنا کرتا تھا اپنے مکان میں علیحدہ ایک جگہ عبادت کے لئے بنوا رکھی تھی ــ اس کو اس کے باپ نے ہی اپنے زمانہ میں ولیعہد مقرر کر کے اس کا نام سکوں پر مضروب کرا دیا تھا یہ نہایت خوشخط تھا خاندان بنی عباس کے

تمام خلفاء پر اس فن میں سبقت رکھتا تھا۔ اکثر کاتب اس سے اصلاحیں لیا کرتے تھے۔ اسکی شہامت، ہیبت، شجاعت، پیشقدمی، اقدام جنگ اظہر من الشمس ہیں۔ مگر اس کے زمانہ میں تشویش بہت رہی اور مخالفین نے اسکے مطلع کو مکدر رکھا اس حالت اور تشویش کو دور کرنے کے لئے خود نکلا کرتا تھا حتیٰ کہ آخر مرتبہ جس وقت وہ عراق کیطرف گیا ہے تو شکست کھا کر گرفتار ہوا اور جام شہادت نوش کر دیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ۵۲۶ھ میں جب سلطان محمود بن ملک شاہ مر گیا تو اسکی بجائے اسکی جگہ اسکا بیٹا داؤد سلطان مقرر ہوا کچھ دنوں کے بعد داؤد پر اس کے چچیرے بھائی مسعود بن محمد نے خروج کر دیا۔ دونوں میں خوب لڑائی ہوئی۔ آخر صلح ہو گئی بغداد میں سلطنت کے نام کا خطبہ مسعود کے نام کا شروع ہو گیا اور اسکے بعد داؤد کا نام بھی لیا جاتا تھا۔ چند دنوں کے بعد خلیفہ اور مسعود میں ان بن ہو گئی خلیفہ خود فوج کی کمان کرنے کیلئے باہر نکلا مگر خلیفہ کے لشکر نے نمک حرامی کی اور اکثر فوج نے خلیفہ کا ساتھ چھوڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود کو فتح اور خلیفہ کو شکست ہوئی اور خلیفہ معہ خواص کے اس قلعہ میں جو ہمدان کے قریب ہے، قید کر دیا گیا اہل بغداد نے جس وقت اسکی اطلاع سنی تو لوگ اپنے سروں میں خاک ڈالنے روتے شور کرتے ہوئے بازاروں میں نکلے اور عورتیں خلیفہ کے لئے سر کے بال کھولے نالہ کرتی ہوئی گھروں سے نکل پڑیں اس روز نماز اور خطبہ سب بند رہا ۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس دور بغداد میں بہت زلزلے آئے اور پانچ روز تک برابر پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ زلزلے آتے رہے لوگ اس سے ڈر ڈر کر دعائیں کرتے تھے ۔ سلطان سنجر نے اپنے بھتیجے مسعود کے پاس قاصد بھیجا کہ تم فوراً خود خلیفہ کے پاس جاؤ اور زمین خدمت چوم کر خود کو گنہگار ثابت کر کے معافی چاہو کیونکہ آندھی بجلی زلزلے اور ان دس روز تک ہمارے لشکر میں تشویش شہروں میں انقلاب عظیم کا پیدا ہو جانا ایسی آسمانی اور زمینی بلائیں ہیں کہ جن کے دیکھنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے مجھے خداوند تعالیٰ کی جانب سے اپنی جان کا خوف ہے نیز جامع مسجدوں میں نماز اور خطبوں کا نہ ہونا کتنی بڑی غضب کی بات ہے کہ جس کے بار کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ اللہ اللہ تم فوراً امیر المؤمنین سے اسکی تلافی کرو اور انکو نہایت احترام کیساتھ دار الخلافہ میں پہنچا دو جیسے ہمارے آباؤ اجداد کی عادت رہی ہے اس کے مطابق ان کا غاشیہ اٹھاؤ مسعود نے سلطان سنجر کے تمام احکام کی پوری طرح تعمیل کی زمین خدمت چوم کر معافی مانگی اس اثنا میں سلطان سنجر نے ایک اور قاصد مع ایک لشکر کے مسعود کے پاس بھیجا تاکہ خلیفہ کو با عزت دار الخلافہ تک لا دیں مگر اس فوج میں سترہ باطنی چھپ کر ساتھ ہو لئے جنکی نہ سلطان سنجر کو خبر ہوئی نہ مسعود کو۔ بعض کہتے ہیں کہ خود مسعود ہی نے ان کو متعین کیا تھا بالآخر یہ تمام باطنی خلیفہ کے خیمہ پر ٹوٹ پڑے اور

معہ خلیفہ کے خواص کے اس کو قتل کر ڈالا اور لشکر کو اس واقعہ کی اس وقت خبر ہوئی جبوقت وہ ملحتی اپنا کام تمام کر چکے تھے۔ آخر سب گرفتار کر کے قتل کر دئے گئے۔ خداوند ان پر لعنت کریں۔ سلطان عزاداروں کی طرح بیٹھا اور بہت سوگ کیا لوگوں کے شور و غوغا سے ایک قیامت برپا ہو گئی جبوقت اس واقعہ ہائلہ کی خبر بغداد پہونچی تو اور بھی حشر برپا ہو گیا۔ لوگ برہنہ پا کپڑے پھاڑتے ہوئے دوڑے عورتیں برہنہ سر بال کھولے لوٹتی تھیں اور مرثیہ پڑھتی تھیں کیونکہ مسترشد اپنی شجاعت اور عدل اور نرم مزاجی کیوجہ سے ہر شخص کے نزدیک محبوب تھا — مسترشد خداوند تعالی اس پر رحم فرمائیں پنجشنبہ بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۵۲۹ھ میں شہید ہوا اس کے بعض اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) میں وہ گھوڑا ہوں جو جنگوں میں بلایا جاتا ہوں۔ میں دنیا کو بغیر مزاحمت کے قبضہ میں لے آتا ہوں میرا گھوڑا بہت جلد ارض روم پر پہونچکر اس پر قابض ہو جاویگا۔ قریب ہے کہ میری تلوار کی چمک اہل چین بھی دیکھ لیں — جس وقت یہ قید ہوا اس وقت کے اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) کچھ تعجب نہیں اگر شیر پر ایک کون کے کتے نے فتح پائی کیونکہ وحشی (قاتل حضرت حمزہؓ) کے ہتیار نے حضرت حمزہ رضی کو جام شہادت پلایا تھا اور ابن ملجم (قاتل حضرت علیؓ) نے حضرت علی کو شہید کر دیا تھا — جبوقت مسترشد کو شکست ہوئی تو لوگوں نے اسے بھاگ جانے کی رائے دی مگر اسنے انکار کر دیا اور کہا (ترجمہ اشعار) لوگ کہتے ہیں کہ دشمنوں نے نرغہ کیا ہے اپنی جگہ قائم رہو جو نہ بھاگنے کی رائے دیتا ہے میں اسکا کہنا مان لیا۔ میں جبوقت سے پیدا ہوا ہوں مجھ سے خیر کبھی نہیں رکی گئی اور نہ زمانہ نے مجھے شر سے بچایا۔ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ خداوند تعالی ہی نفع پہونچاتے ہیں اور وہ ہی نقصان دیتے ہیں

ذہبی کہتے ہیں کہ مسترشد نے عید الضحی میں ایک مرتبہ نہایت بلیغ خطبہ پڑھا تھا جو اسی شان کا ہی ہے — وزیر جلال الدین الحسن بن علی بن صدقہ مسترشد کی تعریف میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) اگر تمام دنیا کو بمنزلہ پانی کے تسلیم کیا جائے تو امیر المومنین اسکا زلال ہیں۔ میں نے جبوقت سے تمثل مجسم تصویر کھینچائی تو بالکل امیر المومنین کی تصویر ہوئی۔ اگر دین شرع اور تقوی کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو میں امیر المومنین کی عظمت دیکھ کر جل جلالہ کہتا — سنہ ۵۲۲ھ میں مسترشد کے زمانہ خلافت اندر موصل میں بادلوں سے آگ برسی جس کی وجہ سے بہت مکانات اور دیہات جل گئے — اسی سال الآمر باحکام اللہ منصور والی مصر لاولد قتل ہو گیا اور اسکی بجائے اسکا چچیرا بھائی حافظ عبد المجید بن محمد بن منتصر قائم ہوا — اسی سال بغداد میں پروار بچھو ظاہر ہوئے جن کے ڈنک سے لوگ بھی ان سے بہت خوف کرتے تھے بہت سے بچوں کی ان کی وجہ سے جان جاتی رہی۔

مسترشد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا ہے — شمس الائمہ ابوالفضل امام الحنفیہ۔ ابوالوفا ابن عقیل الحنبلی۔ قاضی القضاۃ ابوالحسن الدامغانی۔ ابن بلیمۃ المقری۔ طغرائی صاحب لامیۃ العجم۔ بوعلی الصدفی الحافظ۔ ابونصر القشیری ابن القطاع اللغوی۔ محی السنۃ البغوی۔ ابن الفحام المقری۔ حریری صاحب مقامات۔ میدانی صاحب الامثال۔ ابوالولید بن رشد المالکی۔ امام ابوبکر الطرطوشی۔ ابوالحجاج السرقسطی۔ ابن السید البطلیوسی۔ ابوعلی الفارقی شافعی۔ ابن الطروۃ النحوی۔ ابن باذش۔ ظافر الحداد شاعر۔ عبدالغافر فارسی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین —

(۳۵) الراشد باللہ ابوجعفر

الراشد باللہ ابوجعفر منصور بن مسترشد ۵۰۲ھ میں ایک ام ولد کے بطن سے پیدا ہوا۔ کہتے ہیں جس وقت یہ پیدا ہوا تو اس کے پاخانہ کی جگہ بند تھی۔ اطباء نے باہم مشورہ کر کے ایک سونے کے آلے سے چیر دیا اور اس سے نفع ہو گیا — اس کے والد مسترشد نے اسے اپنی زندگی میں ۵۱۳ھ میں ولیعہد مقرر کیا اور یہ اپنے باپ کے قتل کے بعد ذیقعدہ ۵۲۹ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا — راشد نہایت فصیح۔ ادیب۔ شاعر۔ بہادر۔ عقلمند سخی۔ نیک سیرت۔ عادل اور اشعار سے نفرت رکھنے والا شخص تھا — جس وقت سلطان مسعود بغداد واپس آیا تو یہ موصل کی طرف خروج کر گیا اس نے قضاۃ اور اعیان سلطنت اور علماء کو جمع کر کے ایک محضر لکھوایا جس میں بہت آدمیوں کی شہادت قلمبند کرائی گئی کہ راشد نے یہ یہ ظلم کیا فلاں فلاں کا مال چھین لیا۔ خونریزی کی شراب پی۔ یہ محضر لکھوا کر علماء اور قاضیوں کے سامنے پیش کر کے فتویٰ چاہا کہ آیا ایسے ایسے حرکات کرنیوالے خلیفہ کا خلع نائب السلطنت کو جائز ہے یا نہیں اور وہ اسکی معزولی کا مختار رکھتا ہے یا نہیں۔ آیا اسکی امامت صحیح ہے۔ سلطان وقت اسکے بجائے کسی دوسرے کو خلیفہ منتخب کر سکتا ہے۔ علماء نے اسکے خلع کے جواز کا فتویٰ دیدیا جس میں قاضی شہر ابن کرخی بھی موجود تھے لوگوں نے فوراً اس کے چچا محمد بن مستظہر کو المقتفی لامر اللہ کا خطاب دیکر ۱۶ ذیقعدہ ۵۳۰ھ میں اس سے بیعت کر لی — جب راشد کو اس امر کی اطلاع پہونچی تو موصل سے آذربائیجان کیطرف ایک بڑی جمعیت کو ساتھ لیکر چلا گیا فوج کو بہت سا مال تقسیم کیا اس لالچ سے انھوں نے وہاں پہونچکر ایک فساد شروع کر دیا وہاں سے پھر ہمدان چلے گئے اور وہاں بھی وہی فساد مچایا بہت سوں کو قتل کیا بعض

کو سولی پر چڑھادیا علماء کی ڈاڑھیاں منڈوا ڈالیں پھر اصفہان پہونچا اس کا محاصرہ کرلیا خوب لوٹ مار کی اور یہیں سخت بیمار پڑ گیا آخر ۱۶ رمضان ۵۳۲ھ میں عجمی اس کے خیمے میں آگھسے اور چھریوں سے اسے قتل کرڈالا پھر اسکے باقیماندہ مصاحبین کو بھی قتل کردیا۔ یہ خبر بغداد پہونچی تو ایک روز اس کا ماتم کیا گیا — عماد کاتب کہتے ہیں کہ راشد باللہ حسن یوسف اور سخاوت حاتم رکھتا تھا ابن جوزی کہتے ہیں کہ صولی کا بیان ہے کہ لوگوں کا قول ہے کہ ہر چھٹا خلیفہ جو مقرر ہوا وہ معزول ہوا میں نے جو اسپر غور و تامل کیا تو مجھے بہت ہی عجیب بات معلوم ہوئی اور مجھے اسپر تعجب ہوا۔ میں نے انکا تمام قول شروع کتاب میں نقل کردیا ہے — چادر اور چھڑی مرتے دم تک راشد ہی کے پاس رہیں اور اس کے قتل کے بعد مقتفی کے پاس پہونچیں۔

(۳۱) المقتفی لامر اللہ ابو عبداللہ

المقتفی لامر اللہ ابو عبداللہ محمد بن المستظہر باللہ ۱۲ ربیع الاول ۴۸۹ھ کو ایک حبشیہ ام ولد کے شکم سے پیدا ہوا اور راشد باللہ کے خلع کے بعد جبکہ اس کی عمر چالیس سال تھی تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

المقتفی لامر اللہ کے لقب اختیار کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس نے خلیفہ ہونے کے چھ روز پہلے حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ عنقریب خلافت تجھکو پہونچنے والی ہے تو اپنا لقب المقتفی لامر اللہ اختیار کرنا چنانچہ اس نے یہی لقب اختیار کیا — جسوقت تخت خلافت پر متمکن ہوکر المقتفی عدل و انصاف کرنے لگا اور بغداد پر اچھی طرح قابض ہوگیا تو سلطان مسعود نے دار الخلافہ کی تمام چیزیں جیسے جانور اثاث چاندی سونا چوپائے پردے وغیرہ لیلئے اور خلافت کے اصطبل میں سوائے چار گھوڑوں آٹھ خچروں کے اور کچھ بھی نہ چھوڑا کہتے ہیں کہ مقتفی سے مسعود نے بیعت کرتے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ نہ گھوڑے چھوڑے جاوینگے نہ کوئی دوسرا سامان آلات سفر وغیرہ۔ پھر ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود نے تمام وہ چیزیں جو بارگاہ خلافت سے تعلق رکھتی تھیں سوائے چند باغات وغیرہ کے تمام دلیلیں اسکے بعد پھر اپنے وزیر کو بھیجا کہ خلیفہ سے ایک لاکھ دینار وصول کرے مقتفی نے کہا سخت تعجب کی بات ہے۔ تم اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہو کہ مسترشد اپنا کل مال لیکر مسعود کے پاس چلا گیا تھا اس پر جو حالت گزری وہ دنیا جانتی ہے جو کچھ باقی بچا تھا اسکو خود مسعود لیگیا تھا حتی کہ گھر کا سامان بھی نہیں چھوڑا تھا۔ راشد جسوقت خلیفہ ہوا اسپر بھی جو کچھ گزرا اظہر من الشمس

ہے مسعود نے انھیں ایام میں دارالضرب کی بھی تلاشی لے لی تھی اور جو کچھ ملا تھا لیگیا تھا اب میں تمکو مال کہاں سے لاکر دوں البتہ ابھی اس بات کی کسر باقی ہے کہ میں اپنا گھربار تمہارے سپرد کرکے کہیں نکل جاؤں میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کرلیا ہے کہ میں مسلمانوں پرظلم کرکے ایک حبہ بھی وصول نہ کرونگا۔ سلطان مسعود یہ سنکر اپنے ارادے سے باز آگیا مگر لوگوں سے مال جمع کرلے میں بڑی سختی کرنا شروع کردی اور لوگوں پر بہت سختی کرنےلگا آخر جمادی الاول میں خلیفہ کے تمام شہر اور تمام معاملات اور ترکات خلیفہ کیطرف لوٹ آئے اسی سال ۲۹ رمضان شریف کو چاند نظر نہ آیا اہل بغداد نے تمام دن روزہ رکھا جسوقت شام ہوئی تو ۳۰ تاریخ کو بھی چاند نہ دکھلائی دیا حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا یہ ایک ایسی بات تھی جو کبھی نہیں ہوئی۔ ۵۳۳ھ میں بجزۃ میں دس فرسنگ تک سخت زلزلہ آیا جس میں بہت آدمی ہلاک ہوگئے حتیٰ کہ بجزۃ زمین میں دھنس گیا اور اس کی جگہ زمین سے سیاہ پانی نکلا — اسی سال شہروں کی آمدنیوں پر امراء قابض ہوگئے۔ سلطان مسعود عاجز در ایسا بے بس ہوا کہ اس کا نام ہی نام باقی رہگیا سلطان سنجر کا بھی یہی حال ہوا کہ وہ مغلوب ہوتا چلا گیا خداوند تعالیٰ عجیب بے نیاز ہیں جسے چاہیں ذلیل کردیں ان دونوں کی ذلت پر خلیفہ مقتفی کی حرمت بڑھ گئی اور ممالک محروسہ پر پورا زور ہوگیا۔ دولت بنوعباس کی اصلاح کی ابتدا ہوگئی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک — ۵۴۱ھ میں سلطان مسعود بغداد آیا اور ایک دارالضرب کی بنیا ڈالی خلیفہ نے جو شخص سکہ بناتا تھا اسے گرفتار کرلیا ادھر سلطان مسعود نے خلیفہ کے صاحب کو پکڑ لیا خلیفہ کو اس پر بہت غصہ آیا مسجدوں کے دروازے تین دن تک بند رہے آخر دونوں فریق نے اپنا اپنا قیدی چھوڑ دیا اور یہ فساد مٹ گیا — اسی سال ابن عبادی واعظ مجلس وعظ میں بیٹھے تھے سلطان مسعود بھی وعظ میں آیا واعظ صاحب نے سلطان سے لوگوں پر ظلم اور ان کی لاچاری بیان کرکے یہ کہا کہ محصول لوگوں سے ظلم کیساتھ وصول کیا جاتا ہے اور آپ اس مال محصولہ کو ایک ہی رات میں کسی مطرب کو دیدیتے ہیں۔ چاہیے تھا کہ آپ خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرتے سلطان نے ان کی اس نصیحت کو قبول کرلیا اور شہر میں منادی کرادی کہ اب کوئی محصول نہیں لیا جائیگا یہی حکم تختیوں پر لکھ کر اول ان تختیوں کو شہر میں ایک شان وشوکت اور باجے گاجے کے ساتھ پھیرایا پھر ان کو نصب کرادیا۔ تختیاں الناصر لدین اللہ کے وقت تک بغداد میں نصب رہیں مگر اس نے یہ کہکر اکھڑوادیں کہ عجمیوں کی رسم کی ہمیں ضرورت نہیں ہے — ۵۴۳ھ میں اہل فرنگ نے دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ نورالدین محمود بن زنگی والی حلب اور اسکے بھائی نے انکا مقابلہ کیا الحمدللہ مسلمانوں

کو فتح ہوئی نور الدین فرنگیوں سے برابر لڑتا رہا اور آخر وہ تمام شہر جو فرنگیوں نے مسلمانوں سے چھینے تھے واپس لیلئے ــــ ۵۴۴ھ میں الحافظ لدین اللہ والی مصر مرگیا اس کی جگہ اسکا بیٹا الظاہر اسمٰعیل سلطنت پر قابض ہوا ــــ اسی سال بغداد میں سخت زلزلہ آیا اور دس مرتبہ بغداد پانی کی طرح ہل گیا حلوان کا ایک پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑا ــــ ۵۴۵ھ میں یمن میں خون کی بارش ہوئی۔ زمین کئی روز تک سرخ رہی لوگوں کے کپڑے بھی سرخ ہوگئے ــــ ۵۴۷ھ میں سلطان مسعود انتقال کرگیا ــــ ابن ہبیرہ وزیر مقتفی کہتا ہے کہ جس وقت مسعود کے آدمیوں نے مقتفی پر دست تطاول دراز کیا اور بے ادبی کی اور ہم نے خود میں طاقت مقاومت نہ دیکھی تو یہ رائے ہوئی کہ ایک مہینہ برابر مسعود کے لئے بددعا کی جائے جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رعل اور ذکوان کے لئے ایک مہینہ تک کی تھی (رعل اور ذکوان عرب میں دو قبیلے تھے۔ مترجم) چنانچہ میں نے اور خلیفہ نے پوشیدہ طور پر اپنی اپنی جگہ ۲۹ جمادی الاول کی رات سے بددعا کرنی شروع کی پورا ایک مہینہ گذرنے پایا تھا کہ مسعود اپنے تخت پر مرگیا۔ نہ ایک دن مہینہ سے زیادہ ہوا نہ کم ــــ مسعود کے انتقال کے بعد تمام لشکر ملک شاہ کی سلطنت پر متفق ہوگیا اور ملک شاہ سلطان ہوگیا مگر خاص بیگ نے اس پر خروج کردیا اور اس کو گرفتار کرلیا۔ پھر خاص بیگ نے اسکے بھائی محمد کو خوزستان سے بلا بھیجا اور سلطنت اس کے حوالے کردی اس روز سے خلیفہ خود مختار خلیفہ ہوگیا اور تمام جگہ اسکے احکام جاری ہوگئے۔ مدرسہ نظامیہ میں جتنے مدرس سلطان کی طرف سے تھے تمام معزول کردیے۔ اب خلیفہ کو خبر ملی کہ نواحی واسط میں کچھ شورش ہورہی ہے خلیفہ خود لشکر لیکر پہونچا اور ان کی سرکوبی کے بعد حلہ اور کوفہ پر قبضہ کرتا ہوا بغداد واپس آیا۔ اس روز بغداد میں عجیب زینت کی گئی تھی ــــ ۵۴۸ھ میں لوگوں نے سلطان سنجر پر نرغہ بول دیا اس کو گرفتار کرکے خوب ذلیل کیا اس کے ممالک محروسہ پر قابض ہوگئے خطبہ البتہ اسی کے نام کا باقی رکھا گویا بے ملک نواب ہوگیا یہ اپنے نفس پر روتا تھا آخر برائے بیت اس کو سلطان کا لقب دیکر ایک سائیس کے برابر اسکی تنخواہ مقرر کردی ــــ ۵۴۹ھ میں الظاہر باللہ عبیدی قتل ہوگیا اس کے قائم مقام اسکا بیٹا الفائز عیسیٰ جسکی عمر بہت ہی کم تھی ہوا۔ اسکی صغر سنی کیوجہ سے سلطنت کے کاموں میں بہت زیادہ خرابی واقع ہوگی موقع دیکھکر مقتفی نے نور الدین محمود بن زنگی کو لکھا کہ تم فوراً مصر پہونچکر اس پر قابض ہوجاؤ نور الدین اسوقت فرنگیوں سے برسرپیکار تھا اسنے جنگ چھوڑنا مناسب نہ دیکھا کیونکہ دمشق میں اسنے بہت سے قلعے اور شہر فتح کرلئے تھے جسکی وجہ سے اسکی حدود سلطنت بہت زیادہ وسیع ہوگئے تھے۔ اسی کیساتھ

بلاد روم پر بھی قابض ہو گیا تھا اسکی ہیبت دور دور کے لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی تھی مگر مجبوراً مقتفی کے حکم کے مطابق نور الدین مصر گیا خلیفہ نے اسے ملک العادل کا خطاب بخشا ۔۔۔ اسوقت مقتفی کی شان وشوکت بڑھ گئی مخالفین اس سے مرعوب ہو گئے دشمنوں نے جہات مختلفہ سے یکدم متفق ہو کر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں مگر باوجود ان تمام امور کے اسکی عظمت میں کوئی فرق نہیں آیا حتیٰ کہ شب یکشنبہ ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اسکا انتقال ہو گیا ۔۔۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مقتفی سر تاج خلفاء ۔ عالم ۔ ادیب ۔ شجاع حلیم ۔ خوش اخلاق ۔ خلافت کی تمام خوبیاں رکھنے والا ۔ امین شخص تھا ائمہ میں بھی اسکی کم مثال ملتی ہے اسکے خلافت کے زمانہ میں کوئی بات دیانت اور امانت کے خلاف نہیں ملتی ۔ اس نے اپنے استاد ابو البرکات ابن ابی الفرج بن السنی سے حدیث سماعت کی تھی ۔ ابن سمعانی کہتے ہیں کہ کچھ اس نے اپنے بھائی مسترشد کے ساتھ ابو القاسم بن بیان سے بھی سنی تھیں اور اس سے اسکے امام ابو منصور الجوالیقی لغوی اور اس کے وزیر ابن ہبیرہ نے حدیث روایت کی ہے ۔۔۔ مقتفی نے کعبہ شریف میں ایک نیا دروازہ بنوایا تھا اور اپنے دفن کے لئے عقیق کا ایک تابوت تیار کرایا تھا یہ شخص نیک سیرت ۔ مشکور الدولت ۔ دیندار ۔ عقلمند فاضل ۔ صاحب الرائے سیاست داں خلیفہ تھا اس نے معاملات خلافت کو از سر نو زندہ کیا ۔ رسوم خلافت کو جاری فرمایا تمام کاروبار سلطنت خود کرتا تھا ۔ غزوں میں بہ نفس نفیس شامل ہوتا تھا اس کے ایام خلافت میں خداوند تعالیٰ نے برکت رکھی ہے ۔۔۔ ابو طالب عبدالرحمن بن محمد بن عبدالسمیع ہاشمی اپنی کتاب مناقب العباسیہ میں لکھتے ہیں کہ مقتفی کا زمانہ عدل و افعال حسنہ کی وجہ سے سرسبز و شاداب تھا یہ شخص خلیفہ ہونے سے قبل اکثر عبادت میں مصروف رہا کرتا تھا اوائل میں شغل دین تلاوت قرآن شریف تحصیل علوم اس کا گذر اوقات تھا ۔ خلیفہ معتصم کے بعد ایسا نرم دل خوش اخلاق ۔ بہادر شجیع کوئی خلیفہ نہیں گذرا جیسا کہ مقتفی گذرا ہے باوجود اس بہادری اور شجاعت کے عبادت پرہیز گاری بھی اس کی خصوصیات میں داخل تھیں اسکی فوج نے جہاں کہیں جانیکا قصد کیا وہاں ہمیشہ فتحمند ہی رہی ۔۔۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ مقتفی کے زمانہ خلافت میں بغداد اور عراق پھر خلفاء کے قبضہ میں آگیا اسوقت کوئی شخص منازعت کرنیوالا نہیں رہا تھا ۔ مقتدر کے زمانہ خلافت کیوقت سے اسکے شروع زمانہ تک بغداد اور عراق پر خلفاء کا قبضہ برائے نام تھا نائب السلطنت دراصل بادشاہ ہوتے تھے مقتفی کے نائب سلطنت سلطان سنجر والی خراسان اور سلطان نور الدین مرحوم والی شام تھے مقتفی نہایت سخی کریم حدیث شریف کو دوست رکھنے والا خود عالم اور عالموں کا قدردان تھا ۔۔۔ ابن سمعانی نے بروایت ابو منصور جوالیقی ایک حدیث بھی المقتفی لامر اللہ امیر المومنین سے جو حدیث انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی روایت سے بیان کی ہے — جب مقتفی نے امام ابو منصور جوالیقی لغوی کو پیش امام بننے کے لئے بلایا تو وہ جسوقت آگئے تو انھوں نے حاضر ہو کر اس طرح سلام کیا السلام علیٰ امیر المومنین ورحمۃ اللہ اسوقت طبیب ابن تلمیذ نصرانی بھی دربار میں موجود تھا اس نے امام ابو منصور سے مخاطب ہو کر کہا یا شیخ کیا امیر المومنین کو سلام کرنے کا یہی طریقہ ہے؟ امام ابو منصور نصرانی کیطرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے اور مقتفی سے کہا کہ امیر المومنین میرا یہ سلام سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے پھر اپنی تائید میں ایک حدیث بھی سنادی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص اس بات پر قسم کھالے کہ کوئی نصرانی یا یہودی کوئی بھی علم حاصل نہیں کرسکتا تو اس پر کبھی کفارہ نہیں آئیگا کیونکہ ان دونوں کے دلوں پر خداوند تعالیٰ نے مہر کردی ہے جو بغیر ایمان لائے کبھی نہیں ٹوٹ سکتی (یعنی یہ لوگ کوئی بات نہیں سمجھ سکتے نہ کوئی علم حاصل کرسکتے ہیں۔ مترجم) مقتفی نے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں ابن تلمیذ بھی عالم شخص ہے مگر آخر انسان ہے جس سے غلطی ممکن ہے — مقتفی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ ابن الابرش نحوی۔ یونس بن مغیث جمال الاسلام بن مسلم الشافعی۔ ابو القاسم الاصفہانی صاحب الترغیب۔ ابن برجان۔ مازری مالکی صاحب المعلم۔ زمخشری۔ رشاطی صاحب الانصاب جوالیقی امام خلیفہ مقتفی۔ ابن عطیہ صاحب التفسیر ابو السعادات بن شجری۔ امام ابوبکر بن عربی۔ ناصح الدین ارجانی شاعر۔ قاضی عیاض۔ حافظ ابو لید بن دباغ۔ ابو الاسعد ہبۃ الرحمٰن القشیری۔ ابن علام الفرس المقری۔ رفاع الشاعر۔ شہرستانی صاحب الملل والنحل۔ قیسرانی شاعر۔ محمد بن یحییٰ شاگرد امام غزالی۔ ابو الفضل بن ناصر الحافظ۔ ابو الکرام شہرزوری المقری الواؤ شاعر۔ ابن الخل امام شافعیہ و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ —

(۳۳) المستنجد باللہ ابو المظفر

المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی ۵۱۰ھ میں ایک گرجستانی ام ولد طاؤس نامی کے بطن سے پیدا ہوا ۵۴۷ھ میں اسکو مقتفی نے ولیعہد مقرر کیا اور مقتفی کی موت کیوقت اس سے بیعت کیگئی۔

مستنجد عدل و انصاف اور نرم طبیعت میں موصوف تھا لوگوں پر بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے تھے حتیٰ کہ عراق سے تمام ٹیکس اٹھا دئے تھے۔ مفسدین کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتا تھا۔ ایک آدمی گرفتار ہو کر آیا جو لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ گرفتار کرنیوالے شخص کو مستنجد نے دس ہزار دینار مرحمت فرمائے اور یہ کہا کہ اگر اسکے ساتھی کو بھی گرفتار کرکے لاؤ گے تو دس ہزار دینار اور انعام میں دونگا تاکہ مخلوق خدا ان کی شر سے محفوظ رہے — ابن جوزی کہتے ہیں کہ مستنجد باللہ

ہم ثاقب رائے صائب ذکا رغالب فضل باہر رکھتا تھا۔ نظم بدیع اور نثر بلیغ لکھتا تھا۔ علم ہیئت میں اتنا ماہر تھا کہ عمل آلات فلک اور اسطرلاب کی معرفت خوب رکھتا تھا۔ اسکے اشعار حسب ذیل ہیں (ترجمہ اشعار) مجھے میری محبوبہ نے میرے سفید بالوں کی وجہ سے عار دلایا حالانکہ وہ وقار ہے۔ کاش کہ وہ مجھے عار کی باتوں سے عار دلاتی۔ اگر میرے بال سفید ہو گئے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ رات کی زینت چاند سے ہی ہوتی ہے بخیل کے متعلق کہتا ہے (ترجمہ اشعار) بخیل لوگوں کے گھروں میں جب شمع جلتی ہے اور وہ اس کے اجالے میں بیٹھتے ہیں تو جسوقت شمع کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں تو انکے آنسو بھی نکل پڑتے ہیں ۔ اپنے وزیر ابن ہبیرہ کی تدبیر مصالح المسلمین دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا (ترجمہ اشعار) دو نعمتیں جو تیرے لئے خاص و عام ہیں صفت کی گئی ہیں انکا ذکر قیامت تک رہیگا اول تیری سخاوت کہ دنیا بھر اس میں تیری فقیر ہے دوسرے تیرا وجود جو لوگوں پر احسان کرتا ہے۔ جسوقت یحیی مر گیا تھا تو اس کی جگہ جعفر ہو گیا تھا۔ مگر تیرے بعد کوئی یحیی اور جعفر ہونیوالا نہیں ہے جو تیرے ساتھ برائی کی نیت کرتا ہے۔ میں اسے پاتا ہی نہیں بلکہ تجھے ہی تجھے مظفر پاتا ہوں ۔ اسکے خلافت کے سال اول یعنی ۵۵۵ھ میں الفائز صاحب مصر کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اسکا بیٹا عاضد لدین اللہ جو عبیدیین میں سب سے آخری خلیفہ ہے تخت پر بیٹھا ۔ ۵۶۲ھ میں امیر اسد الدین شیرکوہ کو سلطان نور الدین نے دو ہزار سوار دیکر مصر کیطرف روانہ کیا اس نے جیزے میں اتر کر مصر کا محاصرہ کر لیا دو ماہ برابر یہ محاصرہ رہا والی مصر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی اور وہ دمیاط کیطرف سے اسکی مدد کو آ پہنچے۔ اسد الدین صعید کیطرف چلا گیا یہاں پہنچکر مصریوں کیساتھ خوب جنگ ہوئی اور باوجود اپنے لشکر کی کمی اور دشمن کی کثرت کے فتح پائی جس میں ہزاروں فرنگی تہ تیغ ہوئے اسد الدین نے لڑائی کے بعد صعید کا خراج معاف کر دیا۔ اہل فرنگ نے اسکندریہ کا قصد کیا مگر ان سے پہلے صلاح الدین یوسف بن ایوب اسد الدین کا بھتیجا قابض ہو چکا تھا۔ اہل فرنگ نے یہاں پہونچکر اسکندریہ کا چار ماہ برابر محاصرہ رکھا آخر اسد الدین اس طرف بڑھا یہ خبر سن کر اہل فرنگ بھاگ پڑے اور اسد الدین خالی میدان پاکر شام کیطرف چلا گیا ۔ ۵۶۴ھ میں اہل فرنگ ایک بہت بڑا لشکر لیکر دیار مصر کیطرف بڑھے اور حملہ کے بعد بلبیس پر قابض ہو گئے قاہرہ کا محاصرہ کر لیا والی مصر نے ان کے خوف سے قاہرہ میں آگ دیدی پھر سلطان نور الدین کو اپنی مدد کے لئے لکھا اسد الدین اپنے لشکر کے ساتھ اسکی مدد کو پہونچا جسوقت اہل فرنگ نے اسد الدین کی آمد کے متعلق سنا تو وہ قاہرہ

سے بھاگ نکلے اسد الدین یہاں پہونچا تو العاضد والی مصر نے اس کے سامنے قلمدان وزارت پیش کیا اور خلعت عطا کی جس کو اس نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا مگر اسکی عمر نے وفا نہ کی اور ۵۶۴ھ میں انتقال کر گیا — اسد الدین کے بعد والی مصر العاضد نے اسکی جگہ اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب کو وزیر بنایا اور اس کا لقب ملک الناصر مقرر کیا صلاح الدین آخر عمر تک اس کا وزیر رہا اور بہت دنوں تک وزارت کی — ۸ ربیع الثانی ۵۶۶ھ میں خلیفہ المستنجد باللہ نے انتقال کیا۔ ذہبی فرماتے ہیں کہ جسوقت سے مستنجد بیمار ہوا تھا اس کے مرنے تک آسمان پر سخت شفق رہی جس کی روشنی اور سرخی دیواروں پر نظر آتی تھی — اس کے وقت میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ دیلمی صاحب مسند الفردوس۔ عمرانی صاحب البیان شافعیہ۔ ابن بزری شافعی۔ وزیر ابن ہبیرہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔ امام ابو سعید سمعانی۔ ابن نجیب سہروردیؒ۔ ابوالحسن بن ہذیل المقری و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳۳) المستضئ بامر اللہ الحسن

المستضئ بامر اللہ الحسن بن المستنجد باللہ ۵۳۶ھ میں ایک ام ولد ارمینیہ غضہ نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا — ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس نے تخت خلافت پر متمکن ہونیکے بعد منادی کرادی کہ آج سے تمام ٹیکس معاف ہیں اس کے بعد مظالم کی روک تھام کی اور ایسا عدل پھیلایا کہ ہم نے اپنی عمروں میں کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ ہاشمیوں۔ علویوں۔ علماء۔ مدرسین۔ سراؤں پر بے انتہا مال خرچ کیا۔ مال ہمیشہ خرچ کرتا رہتا تھا اس کے نزدیک مال کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ نہایت حلیم بامروت اور طبیعت کا بیحد نرم تھا۔ جسوقت تخت خلافت پر بیٹھا تمام ارباب دولت کو خلعتیں عطا کیں چنانچہ مخزن درزی کہتے ہیں کہ ایک ہزار تین سو قبائیں ابریشم کی لوگوں پر تقسیم کیں۔ بغداد میں جس وقت اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تو اس نے حسب عادت قدیم بہت دینار تصدق کئے۔ روح بن حدیثی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور ان کے واسطے سترہ غلام عنایت کئے — حیص بیص شاعر مستضئ کی شان میں لکھتا ہے (ترجمہ اشعار) اے امام الہدیٰ تیری سخاوت بارش پر بھی فوقیت لیگئی جو تو مال اور سونے چاندی کے ساتھ کرتا ہے۔ کن الفاظ کے ساتھ تیری تعریف کروں حالانکہ تیری سخاوت نے برسات پر بھی تجاوز کر لیا تو ایک مستقل معجزہ ہے جو عقلوں اور فکروں کا خارق ہے۔ تیرے نفس نے خوف اور بخشش کو آگ اور پانی کے درمیان جمع کر دیا۔ (یعنی دشمنوں کے لئے تو آگ ہے اور دوستوں کے لئے پانی ہے — مترجم)

ابن جوزی کہتے ہیں کہ خلیفہ مستضئ بامر اللہ اکثر آدمیوں سے پردے میں رہا کرتا تھا بغیر خدام کے کبھی سوار نہیں ہوتا تھا اور نہ خدمتگاروں کے سوا اس کے پاس کوئی جا سکتا تھا — اس کے زمانہ خلافت میں دولت بنی عبید کا خاتمہ ہو گیا مصر میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور سکوں پر بھی مصر میں اسی کا نام مضروب ہو گیا جب یہ خوشخبری لیکر ایک شخص بغداد آیا تو بازار میں چراغاں کیا گیا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام النصر علی مصر ہے — ذہبی کہتے ہیں کہ مستضئ کے زمانہ خلافت یعنی ۵۶۷ھ میں بغداد کے اندر روافض کا زور بالکل گھٹ گیا لوگوں کو امن نصیب ہوا۔ سعادت عظیمہ حاصل ہوئی۔ یمن، برقہ، توزر، مصر اور اسوان تک اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اکثر بادشاہ اس کے زیر فرمان ہو گئے — عماد کاتب کہتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۶۷ھ میں جامع مسجد مصر کے اندر اطاعت و فرمانبرداری کا اجراء کیا اول جمعہ میں مصر کے اندر بنی عباس کے نام کا خطبہ پڑھوایا بدعت کو نیست و نابود کیا راہ شریعت کو صاف کیا دوسرے جمعہ میں قاہرہ کے اندر بنی عباس کا خطبہ پڑھا اسکے بعد یوم عاشوراء کو العاضد باللہ صاحب مصر مر گیا۔ صلاح الدین نے قصر اور اسکے تمام ذخائر اور نفائس پر قبضہ کر لیا جو جو چیزیں پسند کیں انکو رکھ لیا اور باقی کو فروخت کر دیا اس فروختگی کا سلسلہ دس سال تک جاری رہا۔ سلطان نور الدین نے یہ خوشخبری دیکر شہاب الدین المظفر بن العلامہ شرف الدین ابن ابی عصرون کو بغداد روانہ کیا اور مجھے (عماد کاتب) حکم دیا کہ ایک بشارت نامہ لکھو تاکہ وہ تمام ممالک اسلامی میں پڑھا جائے میں نے تعمیل حکم کر کے ایک تہنیت نامہ لکھا جسکی ابتداء اس طرح تھی کہ خداوند تعالیٰ حق کے بلند کرنے والے اور اسکے ظاہر کرنیوالے اور باطل کو نابود کرنے والے کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے۔ آگے چلکر میں نے لکھا تھا کہ ان شہروں میں کوئی منبر ایسا نہیں رہا جس پر مولانا امام مستضئ بامر اللہ امیر المومنین کا خطبہ نہ پڑھا گیا ہو تمام مسجدیں عباد اور زہاد کے لئے چھوڑ دی گئیں بدعت کی تمام صوامع ڈھائی گئیں۔ اسکے بعد لکھا تھا جس جگہ قریب ڈھائی سو سال کے جھوٹے دعویداروں اور شیطانوں کے متبعین کا دور دورہ تھا وہاں خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہماری حکومت قائم کر دی ہمارے لئے زمین کو کشادہ کر دیا اور ہم کو ہماری آرزوؤں کے موافق الحاد اور رفض کے مٹا دینے پر قدرت دیدی اور ہم نے انکو مٹا دیا۔ ہمیں اس بات کی توفیق دی کہ ہم نے بنی عباس کی سلطنت حقہ کو قائم کرا دیا وغیرہ وغیرہ۔ اس میں عماد شاعر کا یہ قصیدہ بھی موجود تھا

(ترجمہ قصیدہ) ہم نے مصر میں مستضئ کے نام کا خطبہ قائم کر دیا جو نائب مصطفےٰ اور امام عصر ہے ہم نے اس کی مدد کے ساتھ العاضد کو ذلیل کیا اور اسی کے ساتھ اس کے مددگاروں کو بھی ہم نے اسے چھوڑ دیا

جو ملا کی طرف بلاتا تھا وہ اسوقت ذلت کیساتھ پتھروں کے نیچے اور بورئے کے اندر ہے۔
جب یہ تہنیت نامہ مستنفی کے پاس پہونچا تو اسنے اسکے جواب میں سلطان نورالدین اور صلاح الدین کو خلعت اور تشریفات خطباء مصر کو علم اور پرچم اور عماد کاتب کا خلعت اور ایکسو دینار روانہ کئے۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ جسوقت سلطان صلاح الدین مصر پر پوری طرح قابض و مسلط ہو گیا اور اسکے قابض ہونیکے ساتھ عاضد کمزور ہوتا چلا گیا تو سلطان نورالدین نے سلطان صلاح الدین کو لکھا کہ مصر میں خلفاء بنو عباس کا خطبہ پڑھا جائے مگر سلطان صلاح الدین نے اسوجہ سے کہ کہیں مصری سرکشی نہ کر بیٹھیں اس حکم کی تعمیل میں پہلو تہی کی۔ سلطان نورالدین نے سلطان صلاح الدین کو اسکی پھر زیادہ تاکید لکھی اس عرصہ میں اتفاقیہ عاضد بیمار ہو گیا۔ سلطان صلاح الدین نے اس امر کے متعلق امراء سے مشورہ کیا بعض نے اسکی تائید کی اور بعض نے مخالفت الفاق سے مصر میں ایک شخص عجمی جسکا نام امیر العالم تھا آگیا جب اسنے یہ لیت و لعل دیکھا تو اس نے کہا کہ اچھا سب سے اول میں اس کام کو شروع کرتا ہوں چنانچہ محرم کے سب سے پہلے جمعہ میں وہ امام سے پہلے منبر پر چڑھ گیا اور مستنفی کیواسطے دعا کی کسی شخص نے اس کی مخالفت نہ کی۔ جب دوسرا جمعہ آیا۔ تو صلاح الدین نے خطیبوں کو عاضد کا خطبہ چھوڑ دینے کے متعلق حکم دیا اور انھوں نے تعمیل حکم کی کسی شخص کو مجال انحراف سے تک کی نہ ہوئی عاضد کا مرض روز بروز رو بہ ترقی تھا آخر یوم عاشوراء کو مر گیا۔
۵۰۹ھ میں سلطان نورالدین نے آستانۂ خلافت میں بہت سے تحائف روانہ کئے جنمیں ایک گدھا بھی تھا جس کے بدن پر خطے بنے ہوئے تھے وہ گدھا بہت گودنے والا تھا خطوط کیوجہ سے اسکو عتابی کہتے تھے (عتابی بفتح عین وہ کپڑا ہے ریشمی جس پر خطوط موجوں کیطرح بنے رہتے ہیں۔ مترجم) لوگ جوق در جوق ان تحائف کو دیکھنے کے لئے آئے جنمیں ایک شخص عتابی نامی بھی تھا جو نہایت بلید الذہن ناقص الفضیلۃ ڈینگ مارنے والا تھا۔ لوگوں نے کہا اگر نورالدین نے ہمارے پاس حمار عتابی (حمار یعنی گدھا) روانہ کیا ہے تو ہمارے پاس عتابی حمار موجود تھا۔۔۔ اسی سال نارنگی کے برابر اولے پڑے جنکی وجہ سے گھر ڈھے گئے مواشی مر گئے دجلہ اسقدر چڑھ آیا کہ بغداد ڈوب گیا اور جبکہ خارج شہر لوگوں نے پڑھا فرات بھی چڑھ آیا جسکی وجہ سے گاؤں اور کھیتیاں غرق ہو گئیں لوگوں نے یہ حالت دیکھکر خداوند تعالیٰ کیسامنے عجز و انکساری سے دعائیں مانگیں یہ بات تعجب کی ہے کہ یہ پانی اسقدر تھا مگر جبل کے باغات اور کھیتی بغیر پانی کے سوکھ گئی۔۔۔ اسی سال سلطان نورالدین والی دمشق کا انتقال ہو گیا اسکی جگہ اسکا بیٹا ملک الصالح اسماعیل جو بہت خورد سال تھا تخت پر بیٹھا اہل فرنگ نے سواحل کیطرف حرکت کی مگر بہت سا مال دیکر صلح کر لی گئی اگرچہ وہ قریب ہی آ گئے تھے۔

اسی سال عبیدیین کے خیر خواہوں نے سلطنت عبیدی کو پھر قائم کرنا چاہا۔ صلاح الدین کے امراء بھی اکثر انکے ساتھ مل گئے مگر بروقت صلاح الدین کو اس سازش کی اطلاع ہوگئی اور اس نے ان سب کو پکڑ کر قصرین کے درمیان سولی پر چڑھا دیا — ۵۷۲ھ میں سلطان صلاح الدین نے مصر اور قاہرہ کے گرد ایک فصیل بنوانے کا حکم دیا اور اس کا اہتمام امیر بہاؤ الدین قراقوس کے سپرد کیا گیا۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ اس فصیل کا دور انیس ہزار تین سو گز ہاشمی تھا — اسی سال سلطان صلاح الدین نے جبل مقطم میں قلعہ بنوانے کا حکم دیا اور یہیں دار السلطنت مستقل کرنیکا ارادہ کیا مگر ابھی یہ قلعہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا تھا کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوگیا۔ اسکی تکمیل سلطان ملک الکامل یعنی سلطان صلاح الدین کے بھتیجے کے زمانہ میں ہوئی اور یہی سب سے اول اس میں آباد ہوا — اسی سال سلطان صلاح الدین نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مزار شریف بنوایا — ۵۷۴ھ میں بغداد کے اندر نہایت زور شور کی آدھی رات کے قریب آندھی آئی اور آسمان کے اطراف میں آگ کی مینا ریں سی قائم ہوگئیں لوگوں نے یہ دیکھکر حضور بارگاہ خداوندی میں بتضرع وزاری دعائیں کیں۔ صبح کو یہ بات جاتی رہی — ۵۷۵ھ میں سلخ شوال کو خلیفہ مستضئ نے انتقال فرمایا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا احمد تخت نشین ہوا — اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ ابن خشاب نحوی۔ ملک النحاۃ ابو نزار الحسن بن صافی۔ حافظ ابو العلاء ہمدانی سناصح الدین بن وہان نحوی۔ حافظ الکبیر ابو القاسم بن عساکر اولاد امام شافعیؒ حبیص بیص شاعر۔ حافظ ابو بکر بن خیر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳۴) الناصر لدین اللہ احمد

الناصر لدین اللہ احمد ابو العباس بن المستضئ بامر اللہ ۱۰ رجب ۵۵۳ھ کو ایک ترکی ام ولد زمرد نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور ذیقعدہ ۵۷۵ھ کی چاندرات کو تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اسکو حدیث کی روایت میں محدثین کی ایک جماعت نے اجازت دی تھی جنمیں ابو الحسین عبد الحق الیوسفی اور ابو الحسن علی بن عساکر البطائحی بھی داخل ہیں اس نے بھی خود ایک جماعت کو اجازت حدیث دی تھی۔ لوگ اسکی حیات میں اس سے روایت کیا کرتے تھے مگر بطور اسناد کے نہیں بلکہ بطور فخر کے روایت کیا کرتے تھے — ذہبی کہتے ہیں کہ کسی خلیفہ نے اتنی طویل مدت تک خلافت نہیں کی اس کی مدت خلافت سینتالیس سال ہے یہ شخص مدت العمر عزت و جلالت کے ساتھ رہا تمام دشمنوں کا اس نے قلع و قمع کردیا تمام بادشاہوں نے اس کی اطاعت کا

اظہار کیا کسی شخص نے اسکے ساتھ سرکشی کی جرأت نہیں کی نہ کسی نے اس پر خروج کیا اگر کسی نے خروج کیا تو اس کی فوراً سرکوبی ہو گئی کوئی مخالف اگر اس کا اٹھا تو فوراً دفع ہو گیا اگر کسی شخص نے اسکے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو فوراً اس کو خداوند تعالیٰ اجل مجدہ نے تباہ و برباد کر دیا۔ یہ اپنے دادا کی طرح مصالح ملک میں شدید الاہتمام تھا اسکا اقبال نہایت زبردست تھا۔ رعایا کے ہر ایک امور خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب سے خبردار تھا اسکے اخبار نویس یا پرچہ نگار تمام شہروں میں موجود تھے جو روزانہ تمام بادشاہوں کی خفیہ اور ظاہر باتیں اسکو لکھکر بھیجا کرتے تھے اس کو نہایت لطیف حیلے اور غضب کی چالیں یاد تھیں سیاسی اور پولٹیکل چالیں ایسی بے ڈھب چلتا تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی نہ کوئی شخص سمجھ سکتا تھا۔ دو دشمن بادشاہوں میں دوستی کرا دیتا تھا اور ان کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ دو دوست بادشاہوں میں عداوت ڈلوا دیتا تھا اور انھیں پتہ بھی نہ چلتا تھا۔

جب بادشاہ مازندران کا ایلچی بغداد میں آیا تو اسکا خفیہ نویس اسکی شبینہ افعال و اعمال کا پرچہ ہر صبح کو خلیفہ کے حضور میں پہونچا دیتا تھا یہ دیکھکر ایلچی نے اپنے تمام کاروبار نہایت احتیاط سے پوشیدہ کرنے شروع کر دیے مگر جتنا اس نے زیادہ پوشیدگی میں اہتمام کیا اتنا ہی الناصر نے اور بھی زیادہ اس پر اظہار کیا۔ ایک دن رات کو ایلچی نے چور دروازے سے ایک عورت کو بلوایا رات بھر اس کو اپنے پاس رکھا صبح کو اسکی بھی اطلاع پہونچ گئی اور حسب معمول یہ پرچہ چھپا ہوا گیا اس میں یہانتک درج تھا کہ ان دونوں نے رات کو جو لحاف اوڑھا تھا اس پر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی یہ دیکھکر ایلچی نہایت متحیر ہوا اور بغداد سے چلا گیا اسکو کامل یقین ہو گیا کہ خلیفہ علم غیب جانتا ہے کیونکہ فرقہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ امام معصوم حاملہ کے بطن کا حال کہ اسمیں لڑکا ہے یا لڑکی اور دیوار کے پرلی طرف کی کیفیت تک کا عالم ہوتا ہے خوارزم شاہ کا ایلچی ایک خفیہ خط جو سربمہر تھا لیکر آیا الناصر نے فوراً کہدیا کہ خط کی ضرورت نہیں مجھے معلوم ہے جو خط کا مضمون ہے تم واپس چلے جاؤ وہیں جواب پہنچ جاویگا اسکا یقین ہو گیا کہ یہ عالم الغیب ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ لوگوں میں عام خیال تھا کہ الناصر کے جن تابع ہیں جسوقت خوارزم شاہ خراسان اور ماوراء النہر آیا اور اس نے وہاں لوگوں پر ظلم و تعدی کی اور بڑے بڑے بادشاہوں سے اطاعت کرائی۔ گور میں اوٹ مار کی اپنے مقبوضہ ممالک سے بنی عباس کا خطبہ موقوف کرا دیا بغداد کے ارادے سے . . . . . . اور ہمدان پہونچا تو بیس روز تک برابر اسکے اوپر بغیر موسم کے برف پڑتی رہی جس کی وجہ . . . وہ آگے نہ بڑھ سکا اس کے بعض خواص اور رسا تحقیقوں نے کہا کہ

چونکہ آپ خلیفہ پر حملہ کے قصد سے نکلے تھے اس لئے یہ غضب الٰہی آپ پر نازل ہوا ہے۔ اسی اثنا میں اسے خبر پہنچی کہ ترکی متفق ہو کر اسکے ممالک اور دار السلطنت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور انکو یہ جرأت محض اس وجہ سے ہوئی کہ آپ دار السلطنت سے بہت زیادہ دور ہیں۔ یہ سنکر شاہ خوارزم کو واپس لوٹنا پڑا اور الناصر بغیر قتال و جدال کے اسکے شر سے محفوظ رہا۔ الناصر اس طبیعت کا آدمی تھا کہ اگر کسی کو کچھ دیتا تھا تو پیٹ بھر کر اور مارتا تھا تو نہایت بیدردی کیساتھ۔ اکثر اتنا دے بیٹھتا تھا کہ خزانہ خالی ہو جاتا تھا۔ ایک شخص الناصر لدین اللہ کے واسطے ہندوستان سے ایک طوطا لیکر چلا جو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتا تھا۔ جب وہ بغداد پہنچ چلا تو رات کو طوطا مرا ہوا پایا۔ صبح کو یہ شخص نہایت حیران و پریشان ہوا اتنے میں خلیفہ کا ایک خادم آیا اور اس نے اس سے وہ طوطا طلب کیا یہ رو پڑا اور کہا کہ وہ تو رات کو مر گیا۔ خادم نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ مر چکا لا مرا ہوا ہی دیدے اور یہ بتلا کہ تجھے خلیفہ سے کتنے انعام کی توقع تھی اس نے کہا کہ پانچ سو دینار کی امید کر کے چلا تھا۔ خادم نے پانچسو دینار کھولکر رکھ دئے اور کہا یہ لے خلیفہ نے تجھے عنایت کئے ہیں۔ جسوقت سے تو ہندوستان سے اسے لیکر چلا تھا اسی وقت سے خلیفہ کو تیری خبر تھی ـــ جب صدر جہاں بغداد آئے تو انکے ہمراہ بہت سے فقہاء بھی موجود تھے ان میں سے ایک فقیہ کے پاس نہایت نفیس گھوڑا تھا جب وہ اپنے گھر یعنی سمرقند سے چلنے لگے تو انکی بیوی نے انسے یہ کہا کہ تم اس گھوڑے کو یہیں چھوڑ جاؤ ایسا نہ ہو کوئی بغداد میں اسے خوبصورت دیکھکر چھین لے اس فقیہ نے جواب دیا کہ اور تو اور مجھسے خلیفہ تک بھی یہ گھوڑا لینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ الناصر کو اسکی اسکے آنے سے پہلے ہی خبر پہنچ چکی تھی۔ اس نے اپنے ورچی کو حکم دیا کہ جسوقت وہ فقیہ بغداد میں داخل ہو فوراً اسکو مار کر وہ گھوڑا چھین لیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جسوقت یہ فقیہ بغداد میں آیا گھوڑا چھین لیا گیا۔ بیچارہ نے بہتیری چیخ پکار اور ہر جگہ فریاد کی مگر کون سنتا تھا جب صدر جہاں حج کر کے واپس جانے لگے تو انکو نیز انکے ہمراہیوں کو بارگاہ خلافت سے خلعت و انعام دیا گیا۔ ان حضرت فقیہ صاحب کو بھی خلعت ملا جس میں انکا وہی گھوڑا اور اسکے ساتھ ساز اور طوق طلائی بھی شامل تھا دیتے وقت ان سے کہا گیا کہ خلیفہ کو تو تمہارے گھوڑے کے لینے کی جرأت نہیں تھی مگر اس کے ایک ادنیٰ غلام نے اسکو چھین لیا یہ سنکر فقیہ بہت سٹپٹایا اور غش کھا کر گر پڑا اور خلیفہ کی کرامات کا قائل ہو گیا ـــ الموفق عبداللطیف کہتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں الناصر کی ہیبت اور خوف بیٹھ گیا تھا اس سے اہل ہند اور اہل مصر اتنا ہی ڈرتے تھے جتنے اہل بغداد۔ اس نے ہیبت خلافت کو جو معتصم کے بعد مر چکی تھی دوبارہ زندہ کر دیا تھا اور پھر اس کی موت کے ساتھ وہ ہیبت مر گئی ہے

بڑے جلیل القدر بادشاہ جیسے بادشاہ مصر اور شام جس وقت الناصر کا ذکر کیا کرتے تھے تو اپنی خلوت گاہوں میں اسکی ہیبت اور جلال کیوجہ سے نہایت دھیمی اور پست آواز سے باتیں کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک سوداگر جس کے پاس دمیاط کی چادریں تھیں اور جنپر طلائی کام تھا بغداد میں آیا چنگی والوں نے اس سے محصول طلب کیا مگر اسنے انکار کر دیا کہ میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں جس پر محصول عائد ہوتا ہو چنگی والوں نے اس کے سامان کے اعداد اور انکی رنگتیں اور قسمیں بیان کرنا شروع کیں مگر وہ پھر بھی انکار کرتا رہا آخر اس سے بارگاہ خلافت کی ہدایت کے موافق کہا گیا کہ کیا تو نے اپنے فلاں ترکی غلام کو دمیاط میں فلاں قصور کیوجہ سے خفیہ قتل نہیں کیا تھا اور اس کو فلاں جگہ نہیں دفن کر رکھا اور اسکی آجتک کسی کو خبر نہیں ہوئی یہ سنکر وہ حیران ہو گیا کیونکہ اسکے سوائے اس کے کسی کو خبر نہیں تھی اور محصول ادا کر دیا ــ ابن نجار کہتے ہیں کہ الناصر کے پاس سلاطین آیا کرتے تھے اور اسکی اطاعت قبول کر لیا کرتے تھے جو شخص اسکا مخالف ہوا وہ بحد ذلیل ہوا سرکش اور نافرمان شخصوں کو نہایت ذلت اٹھانا پڑی۔ متکبروں اور سرکشوں کو اسکی تلوار نے سرنگوں کر دیا اسکے دشمنوں کا پیر لڑکھڑا گیا اسکی رفتح اس قدر ہوئی کہ اسکا ملک تمام بنی عباس سے وسیع ہو گیا تھا حتیٰ کہ اسکے نام کا خطبہ چین اور اسپین کے بھی بہت سے شہروں میں پڑھا گیا یہ خلیفہ خلفاء بنی عباس کے تمام خلفاء میں شدید تھا اسکی ہیبت سے پہاڑ بھی کانپتے تھے نہایت خوش خلق خوبصورت ہاتھ پیر کا مضبوط فصیح اللسان بلیغ البیان شخص تھا اسکے فرامین اور کلمات علم ادب کے بہت اچھے ذخیرے ہیں۔ اسکا زمانہ روشن جبیں اور طرہ تاج فخر تھا ــ ابن واصل کہتے ہیں کہ الناصر نہایت ذہین چالاک شجاع۔ صاحب فکر صاحب الرائے عقل رسا پولٹیکل چالیں چلنے والا شخص تھا۔ اسکے جاسوس اور مخبر عراق بلکہ تمام اکناف عالم میں چھوٹے ہوئے تھے جو اسے جزئیات تک کی اطلاع دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے بغداد میں چند آدمیوں کی دعوت کر دی اور اتفاقاً ضیافتیوں سے قبل اپنے ہاتھ دھو لئے اسکی خبر بھی مخبر نے الناصر تک پہونچا دی الناصر نے اسکو تنبیہ کی کہ مہمانوں سے پہلے اپنے ہاتھ دھونا سوءادبی ہے وہ یہ سنکر سخت حیران ہو گیا۔ ابن واصل کہتے ہیں کہ باوجود ان سب باتوں کے الناصر اپنی رعایا کے حق میں اچھا نہ تھا ظلم کیطرف بہت مائل تھا حتیٰ کہ اکثر آدمی اسکے مقبوضہ ممالک سے ترک وطن کر گئے اور اسنے انکا مال اور ملک ضبط کر لیا اسکے افعال کچھ متضادہ تھے کبھی کچھ اور کبھی کچھ اپنے آباء و اجداد کے خلاف عقیدہ رکھتا تھا اور اسکا میلان مذہب امامیہ کیطرف تھا اگر وہ ابن جوزی سے سوال کر بیٹھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شخص افضل ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح کرنے

تو فادر نہ ہو سکے اور گول مول جواب دیدیا کہ وہ کہ انکی بیٹی انکے نکاح میں تھی (یہ الفاظ ذومعنی ہیں یہ بھی معنی ہیں کہ جسکی بیٹی حضرت کے نکاح میں تھی یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور یہی انکا مقصود تھا اور یہ بھی معنی ہیں کہ حضرت کی بیٹی جنکا نکاح میں تھی یعنی حضرت علی رضی ذومعنی الفاظ ابن جوزی کے یہ ہیں۔ من کانت تحتہ ابنتہ۔ اسکا اردو میں ترجمہ ذومعنی مجھے ان الفاظ سے جو میں نے کہا ہے بہتر نہیں ملا یعنی وہ کہ انکی بیٹی انکے نکاح میں تھی اگر اس ترجمہ سے بہتر کوئی ذومعنی ترجمہ ملسکے تو اصلاح کا ہر شخص مجاز ہے۔ مترجم) ۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ الناصر کی سیرت بہت زیادہ خراب تھی اسکے رسوم اور ٹیکسوں کیوجہ سے عراق بالکل تباہ ہوگیا تھا لوگوں کا مال اور انکی املاک خالصہ میں شامل کر لیتا تھا اگر کوئی خود ہی فعل کرتا تھا تو اسکے برعکس بھی فرور ہی کرتا تھا۔ اسکی یہ مثال تھی کہ اول کبوتر کے بندوق مارتا تھا اور پھر ناراض ہوتا تھا کہ یہ کیوں مرگیا ــــ الموفق عبداللطیف کہتے ہیں کہ اسے وسط ایام خلافت میں تحصیل حدیث شریف کا شوق ہوا اور اس نے دور دور سے محدثین کو بلا بلاکر حدیثیں سنی اور انسے اجازت حاصل کی پھر اپنی طرف سے اکثر بادشاہوں اور علماء کو اجازت روایت دی۔ ایک کتاب میں ستر احادیث جمع کرکے حلب بھیجدی جسکو وہاں لوگوں نے خوب سنا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ الناصر نے بہت سے اعیان علماء کو اجازت احادیث دی تھی جنمیں ابن سکینہ ابن اخضر ابن نجار ابن الارمعانی قابل ذکر ہیں ــــ ابوالمظفر کہتے ہیں کہ ابن جوزی وغیرہ نے لکھا ہے کہ آخر عمر میں الناصر کی نظر کم ہوگئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بالکل جاتی رہی تھی مگر رعایا میں سے کسی کو بلکہ خود اسکے وزیر اور گھر والوں کو بھی مطلقاً اسکی خبر نہیں تھی اسنے اپنی ایک کنیزک کو اپنے خط کی مشق کرا رکھی تھی جو بالکل الناصر کے خط کے موافق لکھتی تھی اس سے یہ حکم احکام لکھوایا کرتا تھا کسی کو یہ شناخت نہیں ہوتی تھی کہ یہ خلیفہ کا لکھا ہوا نہیں ہے ــــ شمس الدین جزری کہتے ہیں کہ الناصر اپنے پینے کے پانی میں بہت زیادہ احتیاط کرتا تھا بغداد سے سات فرسخ کے فاصلہ سے اسکا پانی آیا کرتا تھا جسکو سات دن تک ایک ایک جوش دیا جاتا تھا پھر سات جوش کے بعد سات دن تک برتنوں میں بھروا کر رکھدیا جاتا تھا تب کہیں اسکو الناصر پیتا تھا ایکمرتبہ کوئی خواب آور دوا پانی میں ملاکر پی اسکے پینے کے بعد پیشاب کے راستہ سے ایک کنکری نکلی جس کی وجہ سے اسکا ذکر شق ہوگیا اور اسیکے صدمہ سے یکشنبہ سلخ رمضان ۶۲۲ھ کو انتقال کرگیا ــــ جیسا کہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ سلطان صلاح الدین کا خطاب الملک الناصر تھا ۵۷۰ھ میں اسکو الناصر نے سخت تنبیہ کی کہ تم نے باوجود اسکے کہ تم جانتے ہو کہ ہمارا خطاب الناصر الدین اللہ ہے اپنا خطاب الملک الناصر رکھ لیا ــــ ۵۸۰ھ میں الناصر لدین اللہ نے احکام جاری کئے کہ جو شخص مشہد امام موسیٰ کاظم میں پناہ لے وہ ماسوں ہے بازپرس نہ کیجائے اکثر مجرم وہاں پہونچنے لگے جسکی وجہ سے سخت مفاسد پیدا ہوگئے ــــ ۵۸۱ھ میں علت کے اندر ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا جسکی پیشانی

ایک بالشت چار انگل کی تھی اور ایک کان تھا — اسی سال یہ اطلاع پہنچی کہ بلاد مغرب میں الناصر کا خطبہ شروع ہوگیا — ۵۸۲ھ میں ساتوں ستارے برج میزان میں جمع ہوگئے اسپر منجموں نے حکم لگایا کہ جمادی الآخر کی نویں رات کو سخت آندھی آئیگی جس سے تمام شہر کے مسمار ہونیکا اندیشہ ہے لوگوں نے یہ سنکر گڑھے کھود کھود کر انمیں رہنے کا ارادہ کرلیا کھانا اور پانی بھی ان گڑھوں میں لیگئے اور نہایت تشویش کیساتھ اس رات کا انتظار کرنے لگے جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ قوم عاد کی سی آندھی آئیگی لیکن اس رات اتنی بھی ہوا نہ چلی کہ چراغ ہی گل کردے، اسپر شعراء کو موقعہ ملگیا اور انھوں نے نجومیوں کی اپنے اشعار میں خوب ہی مٹی پلید کی چنانچہ ابو الغنائم محمد بن المعلم کہتا ہے (ترجمہ اشعار) کوئی ابو الفضل سے ذرا جا کر کہدے کہ جمادی الآخر گذر کر رجب بھی آگیا نہ کوئی انکے قول کے مطابق آندھی آئی نہ زلزلہ نہ کوئی دمدار ستارہ نکلا، نہ آفتاب ہی چھپا، نہ اسکے کان سے کوئی شعلہ نکلا- یہ مخلوق تمہاری پر ایسا حکم لگاتے ہیں جو اسپر کبھی بھی نہ گذرا ہوگا- بس منجموں کا جھوٹ ظاہر ہوگیا اور انھوں نے سچ ہی کب بولا تھا جواب سچ ہوتا — ۵۸۳ھ میں یہ بات عجائبات سے ہوئی کہ اس سال کی پہلی تاریخ ہفتے کے پہلے دن (یعنی شنبہ) واقع ہوئی اسی طرح سال شمسی کی پہلی تاریخ اور سال فارسی کی بھی پہلی ہی تاریخ تھی اور شمس و قمر دونوں پہلے برج میں تھے — اس سال مسلمانوں کو بیحد فتوحات ہوئیں سلطان صلاح الدین نے شام کے اکثر شہر جو اہل فرنگ کے قبضہ میں تھے فتح کئے اور سب سے بڑی فتح یہ ہوئی کہ بیت المقدس جو فرنگیوں کے قبضہ میں کیا نوے برس سے چلا آرہا تھا صلاح الدین نے فتح کرلیا فرنگیوں نے جو دیگر آثار قبضہ میں رکھے تھے انکو بھی فتح کیا اور بیت المقدس میں کنیسے انھوں نے بنا لئے تھے انکو گرا کر ایک مدرسہ شافعیہ قائم کردیا خداوند تعالیٰ اسکو اسلام کیطرف سے جزاء خیر عنایت کریں- قمامہ کو سلطان صلاح الدین نے بدستور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع کے موافق قائم رکھا کیونکہ آنجناب نے بھی فتح بیت المقدس کے بعد اسکو بدستور رکھا تھا- محمد بن اسعد شاعر نے فتح بیت المقدس کے متعلق ایک قصیدہ لکھا — ابن برجان نے الم غلبت الروم کی تفسیر میں بحساب آیت یہ بیان کیا ہے کہ بیت المقدس ۵۸۳ھ تک روم والوں کے قبضہ میں رہیگا پھر وہ مغلوب ہونگے اور مسلمان انپر غلبہ پاوینگے اور بیت المقدس فتح کر لینگے جو پھر ان شاء اللہ العزیز ابد تک دار الاسلام رہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا — ابو شامہ کہتے ہیں کہ ابن برجان نے یہ جو کچھ تفسیر بیان کی ہے نہایت ہی عجیب ہے- ابن برجان فتح بیت المقدس سے پہلے انتقال کرچکے تھے — ۵۸۹ھ میں سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوگیا ایک ایلچی ان کی زرہ جو ان کے ساتھ رہتی تھی ایک گھوڑا ایک دینار

پینتیس درہم لیکر بغداد آیا انھوں نے ان چیزوں کے علاوہ کوئی چیز ترکہ میں نہیں چھوڑی تھی انکے انتقال کے بعد انکا بیٹا عماد الدین عثمان الملک العزیز مصر کا دوسرا بیٹا الملک الافضل نور الدین علی دمشق کا اور تیسرا بیٹا الملک الظاہر غیاث الدین غازی حلب کا بادشاہ مقرر ہوا۔ ۵۹۰ھ میں سلطان طغرل بیگ شاہ ابن ارسلان بن طغرل بیگ بن محمد بن ملک شاہ جو خاندان سلجوقیہ کا سب سے آخری بادشاہ تھا مر گیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اس خاندان میں کچھ اوپر بیس شاہ گذرے ہیں جنمیں سب سے پہلا بادشاہ طغرل بیگ ہے جو خلیفہ القائم بامر اللہ کا ہمعصر تھا۔ ان سب کی مدت سلطنت ایکسو ساٹھ سال ہیں ۵۹۲ھ میں مکہ معظمہ میں کالی اندھی آئی جسکی وجہ سے دنیا میں اندھیرا ہوگیا لوگوں پر سرخ ریت برسا۔ رکن یمانی سے ایک قطع گر گیا۔ اسی سال جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے خوارزم شاہ نے خلیفہ پر لشکر کشی کی تھی اور پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیحون پر آگیا تھا اور خلیفہ کو لکھا تھا کہ مجھے سلطان کا خطاب دیدیا جائے میں بغداد آیا چاہتا ہوں خلیفہ کو ملوک سلجوقیہ کیطرح میرا ماتحت ہوکر رہنا چاہیئے خلیفہ نے خوارزم شاہ کے ایلچی کو بغیر کسی جواب کے واپس کر دیا اور جیساکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ نے نا صر کو اسکے شر سے محفوظ رکھ لیا تھا ۵۹۳ھ میں ایک بہت بڑا ستارہ ٹوٹا اور اسکے ٹوٹنے کیساتھ اس قدر سخت دھماکہ ہوا کہ جسکی وجہ سے مکان اور دیواریں ہل گئیں۔ لوگوں نے دعائیں مانگنی شروع کر دیں اور خیال کر لیا کہ قیامت آگئی ۵۹۵ھ میں الملک العزیز مصر میں مر گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا مسند تخت پر بیٹھا مگر الملک العادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب نے اس پر حملہ کرکے اسکا تاج و تخت سب چھین لیا اور خود قابض ہوگیا ملک العادل کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا الملک الکامل بادشاہ ہوا ۵۹۶ھ میں دریائے نیل کا پانی اتر گیا اور تیرہ گز تک پانی اندر کیطرف ہوگیا اسی کیوجہ سے اتنا سخت قحط پڑا کہ لوگوں نے مردار اور چمڑے کھانے شروع کر دئے اور کھلم کھلا کھانے لگے اس قحط کے متعلق عجیب عجیب روایات ہیں لوگوں نے بھوک کے مارے یہاں تک کیا کہ مردوں کو قبروں سے اکھاڑ اکھاڑ کر کھا گئے مصر بالکل تباہ ہوگیا۔ بھوک کے مارے اتنے آدمی مر گئے کہ جس طرف قدم یا آنکھ پڑتی تھی تو مردوں ہی پر پڑتی تھی یا کوئی شخص جان کندنی کی حالت میں دکھائی دیتا تھا اور بعض گاؤں والے تو تمام کے تمام ہی مر گئے تھے اگر مسافر کسی گاؤں میں کو گذرتا تھا تو کہیں آگ جلتی نظر نہیں آتی تھی۔ گھروں کے دروازہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے اور انمیں مردے پڑے ہوئے نظر آتے تھے ذہبی نے اس قحط کے متعلق عجیب عجیب واقعات قلم بند کئے ہیں جنکے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مُردوں سے سڑک پٹی پڑی رہتی تھی انکا گوشت پرندیا چوپائے کھاتے ہوئے۔ کھلائی دیتے تھے لوگوں نے اپنی اولاد بہت تھوڑے داموں

میں بیچڑالی تھی۔ یہ حالت ۵۹۶ھ تک بدستور قائم رہی ۵۹۷ھ میں مصر، شام، جزیرہ میں نہایت سخت زلزلہ آیا جسکی وجہ سے مکان اور قلعے منہدم ہو گئے اور بصرہ کے قریب گاؤں دھنس گئے ۵۹۹ھ میں محرم کی چاند رات کو صبح تک اسقدر تارے ٹوٹے کہ ٹیڑھیوں کیطرح اُوڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے لوگ سخت پریشان ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں تفرع وزاری شروع کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے بعد پھر ایسا واقعہ کبھی نہیں گذرا تھا۔ آپکے ظہور کے وقت البتہ ایسا ہوا تھا ۶۰۰ھ میں اہل فرنگ نے دریائے نیل کے راستہ سے رشید پر حملہ کیا شہر پر قبضہ کرکے اس کو خوب لوٹا اور قتل عام کرکے چلتے بنے ۶۰۰ھ میں اہل فرنگ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا رومیوں کو وہاں سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے قبل از اسلام یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں تھا ۶۶۰ھ تک یہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں رہا اسکے بعد اسکو پھر رومیوں نے چھوٹا لیا۔ اسی سال ایک عورت کے قطیعار میں ایک عجیب طرح کا لڑکا پیدا ہوا جسکے دو سر دو ہاتھ اور چار پیر تھے مگر وہ زندہ نہیں رہا ۶۰۶ھ میں اہل تاتار کا زور شروع ہوا جس کی تفصیل ہم آئندہ لکھیں گے ۶۱۵ھ میں اہل فرنگ نے دمیاط کے برج سلسلہ پر قبضہ کرلیا ابوشامہ کہتے ہیں کہ یہ برج دیار مصر کی کنجی تھی وسط نیل میں یہ ایک بہت بڑا برج تھا اسکے شرقی پہلو پر دمیاط اور غربی پہلو پر جزیرہ واقع تھا اسکے سامنے دو سلسلے تھے ایک سلسلہ نیل سے لیکر دمیاط تک اور دوسرا نیل سے جزیرہ تک چلا جاتا تھا ان دونوں سلسلوں کی وجہ سے جہاز بحر شور سے نہیں آسکتے تھے ۶۱۶ھ میں اہل فرنگ نے دمیاط پر بہت سی لڑائیوں اور محاصروں کے بعد قبضہ کرلیا۔ ملک الکامل انکے مقابلہ سے عاجز ہوگیا تھا تاب مقاومت نہ لاسکا اہل فرنگ نے جامع مسجد کو گرجا بنا لیا ملک الکامل نے نیل کے ڈیلٹا پر یعنی جہاں دو دریا جدا ہوتے ہیں ایک شہر آباد کیا جسکا نام اسنے منصورہ رکھا اسکی فصیل بنوائی اور اپنے لشکر سمیت وہیں قیام کرلیا۔ اسی سال قاضی القضاۃ رکن الدین ظاہر کو ملک معظم والی دمشق نے ایک بچہ بھیجا جس میں ایک زہر آلود قبا تھی اور حکم دیا کہ اسکو پہن کر اجلاس کرے قاضی القضاۃ تاب انکار نہ لاسکے اور اسکو پہن لیا وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور پھر مرکر ہی باہر قدم نکالا کہتے ہیں کہ اس قبا کیوجہ سے قاضی صاحب کا جگر کٹ کٹ کر گر گیا تھا لوگوں نے سخت افسوس کیا اسکے بعد ہی ملک معظم نے شرف ابن عنین زاہد کے پاس شراب بھیجی اور حکم دیا کہ اس صبوحی کی تعریف میں کوئی قصیدہ لکھے چنانچہ انھوں نے یہ قصیدہ لکھکر روانہ کیا (ترجمہ) اے ملک معظم یہ تیری سنت ہمیشہ ہمیشہ ابد تک باقی رہیگی۔ تیرے بعد بادشاہ قاضیوں کو خلعت اور زاہدوں کو تحفہ میں شراب بھیجا کرینگے

۶۱۸ھ میں اہل فرنگ سے پھر دمیاط چھین لیا گیا فللہ الحمد ۔ ۶۲۱ھ میں دارالحدیث الکاملہ قاہرہ میں قصر بن کے پاس بنایا گیا۔ جس کے صدر مدرس ابوالخطاب بن دحیہ مقرر ہوئے۔ ماموں کے زمانہ سے لیکر اب تک کعبہ شریف پر سفید ریشمی پردے ڈالے جاتے تھے۔ اب الناصر لدین اللہ نے سبز ریشمی پردے ڈالنے شروع کئے اسکے بعد سیاہ ڈالے جو اب تک مروج ہیں۔ الناصر لدین اللہ کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:۔ حافظ ابو طاہر سلفی۔ ابوالحسن بن القصار اللغوی کمال ابوالبرکات بن الانباری۔ شیخ احمد بن رفاعی زاہد۔ ابن بشکوال۔ یونس۔ دمنی یونس شافعی۔ ابوبکر بن طاہر الاحداب نحوی۔ ابوالفضل والد الرافعی۔ ابن ملکون نحوی۔ عبدالحق اشبیلی صاحب السلام۔ ابوزید السہیلی صاحب روض الانف۔ حافظ ابوموسیٰ المدینی۔ ابن بری اللغوی۔ حافظ ابوبکر حازمی۔ شرف بن ابی عصرون۔ ابوالقاسم البخاری العثمانی صاحب جامع الکبیر از کبار حنفیہ۔ نجم الحبوشانی المشہور بالصلاح۔ ابوالقاسم بن فیرہ الشاطبی صاحب القصیدہ فخر الدین ابوشجاع محمد بن علی بن شعیب بن الدہان الفرضی جس نے سب سے اول جدول فرائض منبر کی شکل پر تیار کئے۔ برہان۔ مرغینانی صاحب الہدایہ حنفی قاضی خان صاحب الفتاوی۔ عبدالرحمن بن حجون زاہد۔ ابوالولید بن رشید صاحب علوم فلسفیہ۔ ابوبکر بن زہر طبیب۔ جمال بن فضلان شافعی۔ قاضی فاضل صاحب الانشاء والترسل۔ شہاب طوسی۔ ابوالفرج بن جوزی۔ عماد کاتب۔ ابن عظیمہ مغربی۔ حافظ عبدالغنی المقدسی صاحب العمدہ بجری الطاوسی صاحب الخلاف شمیم حلی۔ ابوذر خشنی نحوی۔ امام فخر الدین رازی۔ ابوالسعادات ابن اثیر صاحب جامع الاصول ونہایۃ الغریب۔ عماد بن یونس صاحب شرح الوجیز۔ شرف صاحب التنبیہ۔ حافظ ابوالحسن المفضل۔ ابو محمد بن حوط اللہ اور انکے بھائی ابوسلیمان۔ حافظ عبدالقادر رہاوی۔ زاہد ابوالحسن بن صباغ بقتی۔ وجیہ بن دہان نحوی۔ تقی الدین بن مقترح۔ ابوالیمن کندی النحوی معین جاجری صاحب الکفایہ شافعی۔ رکن العمیدی صاحب الطریقہ فی الخلاف۔ ابوالبقاء عکبری صاحب الاعراب ابن ابی اصیبعہ طبیب۔ عبدالرحیم بن سمعانی۔ نجم الدین کبری۔ ابن ابوالسیف یمنی۔ موفق الدین قدامۃ الحنبلی۔ فخر الدین بن عساکر۔ ودیگر حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۳۵) الظاہر بامر اللہ ابونصر

الظاہر بامر اللہ ابونصر محمد بن الناصر لدین اللہ ۵۷۱ھ میں پیدا ہوا اسکے باپ الناصر لدین اللہ نے

اسکو ولیعہد بنایا اور اسکے بعد یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا ـــ الظاہر بامر اللہ جبوقت تخت پر بیٹھا تو اسکی عمر باون سال کی تھی ارکان سلطنت نے عرض کیا کہ آپ فتوحات کی طرف توجہ کیوں نہیں فرماتے جوابدیا کہ کھیت سوکھ چکا اب مجھ میں کیا رکھا ہے عرض کیا گیا خداوند تعالیٰ آپکی عمر میں برکت دینگے ـ کہا جو شخص عصر کے بعد دوکان کھولکر بیٹھے وہ کیا خاک اُمید رکھ سکتا ہے کہ کچھ کمائیگا اسکے بعد اسنے رعایا کیساتھ بہت احسانات کئے تمام ٹیکس معاف کردئے مظالم روکے، عطیات بے انتہا کیں (ابوشامہ) ـــ ابن اثیر کہتے ہیں کہ جب الظاہر بامر اللہ خلیفہ ہوا تو اس قدر عدل وانصاف کیا کہ ان کے سوا سنت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جو عدل وانصاف سے متعلق تھی کسی نے ادا نہیں کی اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بعد ان جیسا کوئی خلیفہ نہیں ہوا تو بالکل صحیح اور درست ہے ـــ اس نے وہ تمام املاک اور اموال جو باپ اور دادا نے ضبط کئے تھے یا اپنے کام میں لگا لئے تھے مستحقین کو واپس کردئے تمام ممالک کے کل ٹیکس معاف کردئے اور یہ حکم دیا کہ جو قدیم میں خراج تھا وہی خراج تمام عراق سے وصول کیا جائے اور بس، اور جو کچھ والد صاحب نے اضافہ کردیا تھا وہ ترک کردیا جائے اور یہ رقم ایک بہت بڑی مقدار میں تھی چنانچہ زمانہ خلفاء قدیم میں عراق سے محض دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے مگر اسکے باپ نے بڑھاکر اسی ہزار کردئے تھے اس سے معافیوں کا خود اندازہ ہوجاتا ہے، خلیفہ الظاہر نے معاف کرکے صرف دس ہزار ہی رہنے دئے باقی تمام معاف کردئے اسکے بعد رعایا کے لوگ پھر آئے اور انھوں نے آکر استغاثہ کیا کہ ہماری ملکوں کے اکثر درخت سوکھ گئے ہیں خراج میں کچھ اور کمی ہونی چاہئے اس پر دربار خلافت سے حکم جاری ہوا کہ صرف ثمر اور سالم درختوں پر محصول لیا جائے باقی معاف کردیا جائے ـــ اسکے عدل کا اندازہ اس حکایت سے ہوسکتا ہے کہ خزانہ کی ترازو میں نصف قیراط کے قریب کان تھی خزانہ کے اہلکار چیز لیتے وقت ہلکے پلڑے کیطرف تول کرلیتے تھے اور دیتے وقت بھاری پلڑے کیطرف تول کردیتے تھے یہ اطلاع الظاہر بامر اللہ کو بھی ملی اُسنے وزیر کو ایک تہدید آمیز خط جس کے اول میں چند آیات قرآنی جو کم تولنے والوں کے متعلق آئی ہیں (وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ) لکھیں اور حکم دیا کہ ہمکو ایسی ایسی اطلاعات ملی ہیں اگر یہ سچ ہیں تو عامل خزانہ کو ہدایت کیجائے کہ لوگوں کو بلا کر اب وزن کرکے پورا کردیا جائے وزیر نے جواب میں لکھا کہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ خرابی بہت مدت سے چلی آتی ہے ـ جس کا حساب ہم نے لگاکر دیکھا تو پینتیس ۳۵ ہزار دینار ہمیں لوگوں کو دینے پڑیں گے (وزیر کا مقصود یہ تھا کہ خلیفہ یہ رقم کثیر سنکر باز آجائیگا

لیکن خلیفہ نے وزیر کو جواب میں لکھا کہ اگر پینتیس ۳۵ کروڑ دینار بھی دینے پڑیں تو کچھ ہرج نہیں دوسری حکایت اسکے عدل کی یہ بیان کرتے ہیں کہ واسط سے ایک دفتر کا افسر آیا جس کے پاس ایک لاکھ دینار موجود تھے جن کو اس نے ظلم سے پیدا کئے تھے دار الخلافت سے حکم ہوا کہ یہ تمام مال مستحقین کو واپس کر دیا جائے ــــ رعایا کے جو لوگ قرضہ کی علت میں گرفتار تھے انکے متعلق قاضی کے پاس دس ہزار دینار بھیجکر یہ حکم دیا کہ اس رقم سے انکا قرضہ اتار کران سب کو رہا کر دیا جائے عید الفطر کی شب کو علماء وصلحاء پر ایک لاکھ دینار تقسیم کر دئے لوگوں نے کہا کہ آپ اتنا خرچ کرتے ہیں کہ کوئی دوسرا بادشاہ اسکا عشر عشیر بھی نہیں خرچ کرسکتا (ذرا سوچ سمجھکر خرچ کیجئے) اسکے جواب میں کہا کہ میں نے شام پڑے دوکان کھولی ہے مجھے اچھی طرح نیکیاں کر لینے دو میری زندگی ہی کتنی باقی ہے ــــ اسکے تخت خلافت پر متمکن ہونیکے بعد دفتر خلافت میں ہزاروں کاغذات جو سر بمہر تھے پائے گئے ــــ (جنکو الناصر نے اپنے جانشین کے لئے بطور ہدایت کے چھوڑے تھے) اسنے انکو کھولکر بھی نہیں دیکھا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ انکو کس لئے نہیں کھولتے جواب دیا کہ کھولکر کیا کرونگا ان میں کسی نہ کسی کی چغلی ہی ہوگی (ابن کثیر) ــــ سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ الظاہر جب خزانہ میں داخل ہوئے تو خادم نے عرض کیا کہ حضور آپکے باپ کے زمانہ میں یہ بھرا رہتا تھا اسنے جواب دیا آخر میں کیا تدابیر اختیار کروں کہ یہ خزانہ پھر بھرا رہے مجھے تو فی سبیل اللہ خرچ کرنا آتا ہے جمع کرنا سوداگروں کا کام ہے۔ ابن واصل کہتے ہیں الظاہر نے عدل کیا اور ٹیکس معاف کر دیا لوگوں میں نکل کر بیٹھا اسکا باپ اکثر پردے میں رہتا تھا ــــ ۱۳ رجب المرجب ۶۲۳ھ کو خداوند تعالیٰ اسپر رحم کریں انتقال کر گیا اسکی مدت خلافت نو ماہ چند یوم ہیں اس نے روایت حدیث کی اجازت اپنے والد سے حاصل کی تھی اور اس سے ابو صالح نصر بن عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے روایت حدیث کی ہے ــــ جب اسکا انتقال ہوا تو اس سال چاند گرہن دو مرتبہ ہوا ــ والی موصل نے اسکے انتقال پر تعزیت کا ایک خط ابن اثیر نصر اللہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا جسمیں اسنے لکھا تھا کہ رات اور دن کیوں نہ آہ وفغاں کریں جبکہ ان پر ایک عظیم حادثہ پیش آیا اور شمس وقمر کو کیوں نہ گہن لگے جبکہ انکا تیسرا ساتھی جاتا رہا اور وہ ہمارے سید ہمارے مولا امام الظاہر امیر المومنین تھے جن کی ولایت آخر سال تک رحمتہ العالمین تھی ـ

....

(۳۶) المستنصر باللہ ابو جعفر

المستنصر باللہ ابو جعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ ۵۸۸ھ میں ترکیہ ام ولد کے شکم سے پیدا ہوا اور اپنے والد کی موت کے بعد رجب ۱۳ رجب ۶۲۳ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ رعایا میں عدل پھیلایا مقدمات میں انصاف کیا اہل علم و دین کو مقرب بنایا مسجدیں تعمیر کرائیں سرائیں بنوائیں مدارس جاری کئے شفا خانے کھولے دین کو مضبوط کیا دشمنوں کو غارت کیا سنت کی اشاعت کی فتنوں کو روکا لوگوں کو سنت پر چلنے کی تاکید کی جہاد کا بہت اچھا انتظام کیا نصرت اسلام کے لئے فوجیں جمع کیں سرحد کی حفاظت کا بند و بست کیا اکثر قلعے فتح کئے۔

موفق عبد اللطیف کہتے ہیں جب ابو جعفر تخت خلافت پر بیٹھا تو اخلاق حمیدہ اختیار کئے بدعتوں کو مٹایا شعائر دین کو قائم کیا منار اسلام کو مضبوط کیا۔ لوگوں کے دلوں میں اسکی محبت پیدا ہو گئی زبانوں پر اسکی تعریف جاری ہو گئی اسکا عیب جو کوئی دکھلائی نہیں دیتا تھا اسکا دادا الناصر لدین اللہ اسکو اپنی زندگی میں بہت اچھا سمجھتا تھا اور اسکی ہدایت اور عقل اور منکرات کے پرہیز کو دیکھکر اسے قاضی کہا کرتا تھا ۔۔ حافظ زکی الدین عبد العظیم مندری کہتے ہیں کہ مستنصر نیک کاموں میں بہت زیادہ راغب اور نیکیوں پر بہت مائل تھا اسکے متعلق اسکے بہت سے آثار جمیلہ موجود ہیں اسنے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس کا نام مدرسۃ المستنصریہ رکھا تھا اسکے لئے بڑی بڑی تنخواہوں پر اہل علم کو رکھا تھا ۔۔ ابن واصل کہتے ہیں کہ مستنصر نے ایک مدرسہ دجلہ کے شرقی کنارہ پر بنوایا تھا اس سے بہتر مدرسہ روئے زمین پر نہیں بنا نہ اس سے زیادہ اہل علم کسی اور مدرسہ کو نصیب ہوئے ہوں گے۔ اس میں چاروں مذہبوں کے چار مدرس مقرر کئے تھے اس میں اسنے ایک شفا خانہ اور فقہاء کے واسطے ایک باورچی خانہ بنوایا تھا۔ ٹھنڈے پانی کا بھی انتظام تھا اور فقہا کے لئے مکان۔ چارپائی۔ بستر۔ تیل۔ روشنائی کاغذ وغیرہ کا پورا پورا انتظام تھا ان سامان کے علاوہ فقیہہ کو ہر مہینہ ایک دینار ملا کرتا تھا نیز فقہاء کے لئے حمام بھی بنوائے گئے تھے اور یہ ایک ایسا کام تھا جسکی مثال زمانہ سابق میں نہیں ملتی۔ اسکی خدمت میں ایک بہت بڑی فوج تھی جو اسکے باپ دادا کو نہیں ملی تھی یہ خود بھی صاحب ہمت عالیہ اور شجیع شخص تھا۔ اقدام عظیم کرتا تھا۔ جس وقت اہل تاتار نے اسکے مقبوضہ ممالک پر فوج کشی کی تو اسکی فوج نے اہل تاتار کے ہوش بگاڑ دیئے جس سے اہل تاتار کو شکست فاش ہوئی اسکے ایک بھائی تھا جس کا نام خفاجی تھا

اس میں اس سے بھی زیادہ دلیری اور شہامت موجود تھی وہ کہا کرتا تھا اگر میں خلیفہ ہو جاؤں تو میں ایک فوج لیکر دریائے جیحون سے عبور کرکے اہل تاتار کی جڑیں اکھاڑ پھینکوں اور انکا تمام مقبوضہ چھین لوں جسوقت مستنصر کا انتقال ہوا تو بدنصیبی کہ دویدار اور شرابی نے اسکی درشتی مزاج کی وجہ سے اس سے بیعت نہ کی بلکہ مستنصر کے بیٹے ابو احمد سے اسکے نرم مزاج ہونے کی وجہ سے بیعت کرلی جو نہایت ضعیف الرائے تھا تاکہ کاروبار سلطنت تمام کا تمام ہمارے ہاتھوں میں آجائے جو کچھ اللہ تعالے کو ہلاکت مسلمین سے کرنا مقصود تھا وہ اسکی خلافت میں ہوا مسلمان تباہ ہوگئے اور تاتاریوں کا غلبہ ہوگیا فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ — ذہبی کہتے ہیں کہ مدرسہ مستنصریہ کا خرچ جس میں اسکی عمارت کی تعمیر ہوئی تھی ستر ہزار مثقال سے زائد تھا۔ اسکی ابتدا ۶۲۵ھ سے شروع ہوکر ۶۳۱ھ تک رہی اس میں ایک کتب خانہ قائم کیا گیا تھا جس میں ایک سو ساٹھ کتابیں نہایت نفیس اور عمدہ جمع کی گئی تھیں دو سو اڑتالیس فقہاء چاروں مذہب کے اس میں طالب علمی کرتے تھے اور چار مدرس تھے۔ حدیث، نحو، طب، فرائض کے علیحدہ علیحدہ اساتذہ مقرر تھے ان سب کے کھانے پینے اور مٹھائی میوونکا پورا پورا انتظام تھا۔ تین سو یتیم بھی اس میں تعلیم پاتے تھے۔ اسکے لئے بے انتہا مال وقف تھا ذہبی نے ان گاؤں اور سراؤں کی تفصیل بھی بیان کی ہے جو اس میں وقف تھے۔ اس مدرسہ کا افتتاح پنجشنبہ ماہ رجب میں ہوا تھا۔ افتتاح کے وقت تمام قضاۃ۔ مدرسین۔ اعیان سلطنت کے روبرو ایک عام جلسہ منعقد ہوا تھا۔ ۶۲۸ھ میں ملک اشرف والی دمشق نے دار الحدیث اشرفیہ کی بنا ڈالی جس کی تکمیل ۶۳۰ھ میں ہوئی — ۶۳۴ھ میں مستنصر نے چاندی کے درہم مسکوک کرانے کا حکم دیا تاکہ وہ سونے کے چھوٹے ٹکڑے جو اس وقت رائج تھے ان کا بدل ہو جائے وزیر نے تجار اور اہل کو بلا کر یہ کہا کہ مولانا امیر المومنین نے تمہارے لئے یہ چاندی کے درہم مسکوک کرائے ہیں تاکہ سونے کے چھوٹے ٹکڑوں کی وجہ سے جو تم لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے وہ رفع ہو جائے اور ان کی وجہ سے جو سود کے ساتھ تم حرام کے مرتکب ہوتے تھے اس سے بچ جاؤ یہ سنکر لوگوں نے مستنصر کو بہت دعائیں دیں۔ ۶۳۵ھ قاضی شمس الدین احمد الجوفی دمشق میں قاضی مقرر ہوئے یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جنہوں نے شہر میں گواہوں کے لئے ایک خاص مقام مقرر کردیا ورنہ اس سے پہلے شہادت کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا تھا۔ اسی سال سلطان اخوان الاشرف والی دمشق کا انتقال ہوگیا اور کامل والی مصر کا بھی اس کے دو ماہ بعد انتقال ہوگیا۔ مصر میں کامل کا بیٹا اس کی جگہ تخت پر بیٹھا جس نے اپنا لقب عادل سلطان مقرر کیا مگر تھوڑے دنوں کے بعد اس

قطع کیا اور اسکی جگہ اس کا بھائی الصالح ایوب نجم الدین تخت پر بیٹھا۔ ۶۳۶ھ میں شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام دمشق کے خطیب مقرر ہوئے انھوں نے ایک خطبہ پڑھا جو اپنی سادگی کی وجہ سے بداعت سے بالکل خالی تھا انھوں نے تمام تکلفات جیسے علم طلائی وغیرہ یکسر موقوف کردیئے اور انکی جگہ محض علم سیاہ مقرر کئے ایک موذن کے سوا تمام موذن موقوف کردیئے ۔۔۔ اسی سال نور الدین عمر بن علی بن رسول الترکمانی والی یمن کا ایلچی بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ ملک مسعود بن ملک الکامل کی موت کے بعد نور الدین عمر کو سلطنت عنایت کیجائے۔ چنانچہ ۶۳۵ھ تک اسی کے خاندان میں سلطنت رہی ۔۔۔ ۶۳۹ھ میں الصالح والی مصر نے قصرین کے درمیان ایک مدرسہ اور روضہ کے پاس ایک قلعہ بنوایا مگر اس کے غلاموں نے اس قلعہ کو ۶۵۱ھ میں خراب اور ویران کردیا۔

۶۴۰ھ بروز جمعہ ۱۰ رجمادی الآخر کو مستنصر نے انتقال کیا۔ شعراء نے اسکے بہت سے مرثیے لکھے جنمیں صفی الدین عبد اللہ بن جمیل کا مرثیہ نہایت اعلیٰ پیمانہ کا تھا ۔۔۔ اسکے مناقب میں یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وجیہ قیروانی شاعر نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس میں یہ شعر بھی تھا (ترجمہ) اگر تو سقیفہ کے دن ہوتا تو تجھے ہی پرہیز گاروں کا پیشرو اور مقدم سمجھتے۔ یہ شعر سنکر ایک شخص نے کہا تم نے سخت غلطی کھائی سقیفہ کے دن امیر المومنین کے جدا علیٰ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اور باوجود ان کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی پیشرو نہیں مانا گیا یہ سنکر مستنصر نے بھی اسکی تائید کی اور کہا یہ شعر تمہاری گستاخی پر مبنی ہے اسے خلعت وغیرہ کچھ نہیں دیا بلکہ اسکے شہر بدر ہونے کا حکم دیدیا وہ بیچارہ مصر چلا گیا ۔۔۔ مستنصر کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ امام ابو القاسم الرافعی۔ جمال المصری ابن مخرور النحوی۔ یاقوت الحموی۔ سکاکی صاحب المفتاح۔ حافظ ابو الحسن بن قطان۔ یحییٰ بن معطی صاحب الفیہ فی النحو۔ موفق عبد اللطیف بغدادی۔ حافظ ابو بکر ابن نقطہ۔ حافظ عزیز الدین علی بن اثیر صاحب التاریخ والانساب واسد الغابہ۔ ابن عنین شاعر۔ سیف الآمدی۔ ابن فضلان عمر بن الفارض صاحب التائیہ۔ شہاب الدین سہروردی صاحب عوارف المعارف۔ بہاء بن شداد ابو العباس عوفی صاحب المولد النبیؐ ۔ علامہ ابو الخطاب بن وجیہ۔ ابو عمران کے بھائی۔ حافظ ابو الربیع بن سالم صاحب الاکتفاء ابن الشواء شاعر۔ حافظ زکی الدین برزلی۔ جمال الحصری شیخ حنفیہ شمس الجوئی۔ حرانی۔ حافظ ابو عبد اللہ الزبیدی۔ ابو البرکات ابن المستوفی۔ ضیاء بن اثیر صاحب المثل السائر ابن عربی صاحب الفصوص۔ کمال بن یوسف شارح التنبیہ۔ اور دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ ۔

(۳۷) المستعصم باللہ ابو احمد

المستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن المستنصر باللہ آخر خلفاء عراق ۶۰۹ھ میں ایک ام ولد باجر نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور اپنے باپ کی موت کے وقت تخت خلافت پر بیٹھا ـــــ اس نے ابن النجار لموئید الطوسی ـ ابو روح الہروی ـ النجم العادرائی ـ شرف الدمیاطی وغیرہ سے سند اجازت روایت حدیث حاصل کی ـ دمیاطی نے اس کو چالیس احادیث لکھ کر دی تھیں جنکو میں نے انہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہیں ـــــ المستعصم کریم ـ حلیم ـ سلیم الباطن اور دیندار شخص تھا ـــــ شیخ قطب الدین کہتے ہیں کہ یہ اپنے باپ اور دادا کیطرح متدین اور پابند سنت تھا لیکن اس میں ان کی طرح نہ بیدار مغزی تھی نہ ہوشیاری نہ علو ہمت مستنصر کے ایک بھائی تھا جس کا نام خفاجی تھا اس میں البتہ یہ تمام صفات موجود تھیں شجاعت اور شہامت اسکی مشہور زمانہ تھی وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ نے مجھے خلافت سپرد کردی تو میں دریائے جیحون سے لشکر کیساتھ عبور کرکے ان پر حملہ کرکے انکی جڑیں اکھاڑ کر انکے ملک پر تسلط حاصل کرونگا جب مستنصر کا انتقال ہوا تو دویدار اور شرابی و دیگر ارکان سلطنت نے اسکے خوف کیوجہ سے اس سے بیعت نہ کی اور مستعصم سے اسکی نرم طبیعت دیکھکر اور یہ سوچکر کہ اسکے زمانہ خلافت میں ہمارا اثر اور اقتدار قائم رہے گا بیعت کرلی مستعصم نے تخت نشینی کے بعد اپنا وزیر موئید الدین علقمی رافضی کو بنایا اس کمبخت نے تمام خلافت تباہ کردی اور خلیفہ کو اپنے ہاتھ کی ایک کٹھ پتلی بنالیا در پردہ اہل تاتار سے ملا رہا اور انکو اپنی سلطنت کی خفیہ خبریں پہونچاتا رہا اس نے ان کو عراق آنیکی رائے دی اور بغداد پر قبضہ جمانے کے لئے برانگیختہ کیا دولت عباسیہ کی جڑیں کاٹ ڈالنا اور اس سے مقصود محض یہ تھا کہ اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں خلافت قائم کردے ـ اگر اہل تاتار کی کوئی خبر یہاں تک پہونچتی تو اس کو چھپا لیتا اور خلافت کی تمام خبریں ان تک پہونچا دیتا آخر اس کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ ہوا ـــــ ۶۴۷ھ میں اہل فرنگ نے دمیاط پر قبضہ کرلیا اور سلطان ملک الصالح بیمار تھا اس کا انتقال نصف شعبان کو ہو گیا ـ سلطان ملک الصالح کی ایک کنیز ام خلیل موسومہ شجر الدر اس حادثہ سے خوفزدہ ہوگئی اور اس نے ملک الصالح کے لڑکے توران شاہ ملک المعظم کو بلا بھیجا چنانچہ یہ آگیا مگر محرم ۶۴۸ھ کو اسے اسکے باپ کے غلاموں نے قتل کر ڈالا اسکے بعد کنیز شجر الدر اور اسکے نائب عز الدین ایبک ترکمانی سے ترکوں نے حلف کرلیا ـ شجر الدر نے امراء کو خلعت اور عطیات عنایت کئے پھر عز الدین ربیع الآخر میں مستقل سلطان ہو گیا اور اپنا لقب ملک المعز

کچھ اثر لوگ اس سے بیزار ہو گئے اور لشکر نے ملک الاشرف ابن صالح الدین یوسف بن مسعود کامل جس کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی سے حلف کر لیا اور عزالدین اس کا اتابک یعنی سردار قائم رہا دونوں کے نام کا خطبہ اور سکہ شروع ہو گیا۔ اسی سال یعنی ۶۴۸ھ میں اہل فرنگ سے پھر دمیاط چھین لیا گیا۔ ۶۵۲ھ میں عدن میں ایک آگ ظاہر ہوئی اسکے شرارے رات کو سمندر کیطرف اڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے اور دن کو پہاڑ سے دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اسی سال معز نے ملک اشرف کا نام اڑا دیا اور خود مستقل بادشاہ بنگیا۔ ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابوشامہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے خطوط آئے کہ شب چہار شنبہ ۳ جمادی الآخر کو یہاں گرج کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد سخت زلزلہ آیا یہ زلزلہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد برابر آتا رہا یہ حالت ۵ جمادی الآخر تک رہی اسکے بعد حرمین کے پاس سخت آگ معلوم ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں ہم گھروں میں اندر بیٹھے ہوئے تھے ہمیں وہاں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا آگ ہمارے پاس ہی لگ رہی ہے اسکی وجہ سے وادیوں میں وادی شظا تک پانی نکل آیا ہم دیکھ رہے تھے کہ اچانک پہاڑ آگ ہو کر بہنے لگے اور ان سے ایک بڑے قصر کے برابر شرارے اور شعلے نکلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے حتی کہ اہل مکہ کی آنکھیں ان شراروں کی وجہ سے چندھیا گئیں لوگ آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف پر حاضر ہوئے اور بہت توبہ استغفار کی یہ حالت مہینہ بھر سے بھی زیادہ دنوں تک رہی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اس آگ کی خبریں تواتر کی حد تک پہونچ چکی ہیں جس میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہی یہ وہی آگ تھی جس کی خبر مخبر صادق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک حجاز سے آگ نہ ظاہر ہو کہ جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں نہ چمک اٹھیں جو لوگ اس زمانہ میں بصرہ کے اندر موجود تھے ان میں سے اکثر نے بیان کیا ہے کہ رات کے وقت اس آگ کی وجہ سے اونٹوں کی گردنیں اچھی طرح نظر آتی تھیں۔ ۶۵۵ھ میں المعز ایبک سلطان مصر کو اس کی زوجہ شجر الدر نے قتل کر ڈالا اس کے بعد اس کا بیٹا الملک المنصور تخت پر بیٹھا۔ انہیں ایام میں تاتاریوں نے ممالک محروسہ خلافت کو اپنا جولانگاہ بنا رکھا تھا ان کا شر بڑھتا جاتا تھا اور فساد کی آگ زیادہ مشتعل ہوتی جاتی تھی خلیفہ اور رعایا ان کے احوال سے بالکل غافل اور بے پرواہ تھے۔ وزیر علقمی ازالہ دولت عباسیہ کا حریص ہو رہا تھا اور اس نے قیام دولت علویہ کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ یہ وزیر خفیہ طور پر اہل تاتار سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا مستعصم اپنی لذات میں کھویا ہوا تھا دنیا میں جو کچھ ہو رہا تھا

مستعصم اس سے بالکل بے خبر تھا اسے اصلاح امور اور مصلحت سے کوئی تعلق نہیں تھا مستعصم کا باپ مستنصر باوجود اپنی کثیر افواج کے اہل تاتار سے صلح رکھتا تھا اور ان کو خوش رکھتا تھا جس وقت مستعصم خلیفہ ہوا تو چونکہ یہ عقل و رائے اور تدبیر سے بالکل بے بہرہ تھا کہ نمک وزیر نے اکثر فوج کو موقوف کر دینے کا مشورہ دیا اور یہ رائے دی کہ اہل تاتار کو رشوت دینے اور انکا اکرام کرنے سے مطلب حاصل ہوگا چنانچہ مستعصم نے ان سب امور کو قبول کر لیا وزیر نے خفیہ اہل تاتار کو لکھا کہ تم ان شہروں پر قبضہ کر لو اور ان کے لئے سہولتیں بہم پہنچا دیں اور یہ بھی وعدہ لے لیا کہ بغداد میں میں بادشاہ ہوں گا وہ اسے نائب السلطنت بنالیں۔

مختصر حالات اہل تاتار

موفق عبداللطیف اہل تاتار کے حالات میں لکھتے ہیں کہ اس قوم کی زبان اہل ہند کی زبان سے بہت زیادہ مشابہ ہے کیونکہ ان کا ملک ہندوستان سے ملا ہوا ہے تاتار اور مکہ معظمہ کے درمیان چار ماہ کا راستہ ہے یہ لوگ ترکوں سے مشابہ ہیں ان کے چوڑے چہرے اور چکلے سینے چھوٹے چیز تر گندمی رنگ ہوتا ہے یہ قوم تیز حرکت اور تیز رائے ہوتے ہیں ان کو غیر ممالک کی خبریں پہنچ جاتی ہیں مگر ان کے ملک کی خبریں کسی کو معلوم نہیں ہوتیں کیونکہ بہت کم کوئی شخص ان کے ملک میں جاسوسی کر سکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ملک میں جا کر اجنبی شخص فوراً پہچانا جاتا ہے جس وقت یہ کسی جگہ کا ارادہ کرتے ہیں تو اپنے مقصود کو چھپائے رکھتے ہیں اور اچانک بحالت بےخبری فوراً حملہ کر دیتے ہیں۔ اہل شہر کو اس وقت خبر ہوتی ہے جب وہ اس میں داخل بھی ہو جاتے ہیں۔ کسی لشکر کو خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ دفعتہً وہ ان کے ہاتھوں میں گرفتار بھی ہو جاتے ہیں اسی سے لوگوں کو وہ کہیں بھاگنے کا موقعہ نہیں دیتے کہ ان کا راستہ بند کر دیتے ہیں۔ بہت جلد جانتے ہیں۔ ان کے مردوں کے دوش بدوش ان کی عورتیں بھی جنگ میں لڑتی ہیں۔ شمشیر زنی اور تیر اندازی میں وہ مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہوتیں جس چیز کا انہیں گوشت مل جاتا ہے فوراً کھا لیتے ہیں۔ کسی چیز کا ان میں پرہیز نہیں۔ مردوں بلکہ عورتوں اور بچوں کو بے دریغ قتل کر دیتے ہیں ان کے قتل میں کوئی استثنا نہیں۔ ان کا مقصود نسل کشی ہوتی ہے اسی لئے وہ عورت اور بچہ تک کو نہیں چھوڑتے ان کا ارادہ دنیا کو تباہ کرنا ہے نہ ملک و مال حاصل کرنا۔ یہاں تک موفق عبداللطیف کا بیان ہے ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ ارض تتار۔ ملک چین

سے ملحق ہے یہ لوگ صحرا نشین ہیں اور شروع غدر میں مشہور زمانہ ان کے ظہور اور خروج کا یہ سبب ہے کہ ملک چین اتنا وسیع ملک ہے کہ چند مہینے میں بھی آدمی اس میں پوری طرح دورہ نہیں کر سکتا اس میں چھ ممالک شامل ہیں اور ان چھ ملکوں کا ایک ہی بادشاہ ہوتا ہے اسکو القان اکبر کہتے ہیں جو طمغاج میں رہتا ہے۔ اسکی یہی حیثیت ہوتی ہے جو اسلام میں خلیفۃ المسلمین کی ان چھوں ممالک میں سے ایک کا نائب السلطنت دوش خاں تھا جس کا نکاح چنگیز خاں کی پھوپی سے ہوا تھا۔ دوش خاں مر چکا تھا کہ ایکمرتبہ چنگیز خاں اپنی پھوپی سے ملنے کیلئے آیا اس کے ساتھ کشلو خاں بھی تھا اسکی پھوپی نے کشلو خاں سے بیان کیا کہ دوش خاں چونکہ لاولد مرگیا ہے اسلئے یہ مناسب ہے کہ چنگیز خاں اس تخت کو سنبھال لے چنانچہ چنگیز خاں تخت پر بیٹھ گیا اور مغلوں کو اپنے ساتھ ملا لیا پھر القان اکبر کے پاس حسب دستور قدیم تحائف بھیجے مگر القان اکبر کو یہ ناگوار معلوم ہوا کہ وہ میری منظوری کے بغیر تخت پر بیٹھ گیا حالانکہ تتار میں سے آجتک کوئی بادشاہ نہیں ہوا تھا یہ محض چین کے ایک بادیہ نشین تھے۔ یہ سوچکر القان اکبر نے جو گھوڑے چنگیز خاں نے تحائف میں روانہ کئے تھے کٹوا دئے اور ایلچیوں کو قتل کر ڈالا جب اسکی خبر چنگیز خان اور کشلو خاں کو پہنچی تو انھوں نے آپس میں حلف اٹھایا اور القان اکبر کے خلاف ہتھیار اٹھا لئے تمام تاتاری انکے ساتھ آملے اور ان کی قوت و جمعیت بہت زیادہ بڑھ گئی القان اکبر جب انکی قوت اور شر سے واقف ہوا تو بہت گھبرایا لوگوں کو بھیجکر ان کی تالیف قلوب کی کچھ ڈرایا دھمکایا مگر ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہوا آخر دونوں کا مقابلہ ہوا اور ایک بہت سخت فوج[illegible] اور مقابلہ آرائی اور کشت و خون کے بعد القان اکبر کو شکست فاش ہوئی اسکے مقبوضات اور ممالک پر چنگیز خاں اور کشلو خاں قابض ہو گئے اور ان کا شر اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ چنگیز خاں اور کشلو خاں ان ممالک پر مشترکہ حکومت کرتے رہے پھر چین کے شہروں میں سے شاقون پر فوج کشی کردی اور اس کو بھی فتح کر لیا اس دوران میں کشلو خاں مرگیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا قائم ہوا مگر چنگیز خاں نے اول تو اپنی تدبیر سے اسکی قوت کو ضعف کر دیا اور پھر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا اور اب چنگیز خاں مستقل بادشاہ ہو گیا تاتاری اول سے ہی اس کے ساتھ تھے اب اور بھی زیادہ مطیع ہو گئے اور چنگیز خاں کو بمنزلہ خدا سمجھنے لگے اور اس کی اطاعت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنے لگے پھر سب سے پہلے ان کا خروج سنہ [illegible]ھ میں اپنے ملک سے ممالک ترک اور فرغانہ کی طرف ہوا اور خوارزم شاہ محمد بن تکش والی خراسان پر خروج کیا۔ یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تکش بہت بادشاہوں سے جنگ کرتا اور ان کے ممالک فتح کرتا ہوا خلیفہ کیطرف چلا تھا۔ مگر بوجہ برفباری اپنے ارادہ میں ناکام رہا تھا جب اس

نے تاتاریوں کا رخ اپنی طرف دیکھا تو فرغانہ شاش۔ کاشان۔ اور اکثر دوسرے شہروں کو ویران کر کے
انکے باشندوں کو لیکر سمرقند کی طرف چلا گیا پھر اپنے میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر کہیں اور
نکل بھاگا۔ تاتاریوں نے ۶۱۵ھ تک مختلف مقامات میں خوب لوٹ مار رکھی آخر چنگیز خاں نے
سلطان شاہ خوارزم کو ایک ایلچی مع چند تحائف کے روانہ کیا۔ اس ایلچی نے خوارزم شاہ سے کہا کہ
القان اعظم (چنگیز خاں) نے تم کو اسلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ تمہیں میری عظمت شان اور جلالت
پوری طرح معلوم ہے اور اپنی حیثیت اور حکومت بھی پوشیدہ نہیں ہیں اپنی اور تمہاری مصالحت میں
بہت مصلحتیں دیکھتا ہوں اور اس صلح کو واجبات سے سمجھتا ہوں تم میرے نزدیک میری اولاد سے زیادہ
عزیز ہو تم بے فکر رہو تمہیں معلوم ہے کہ میں تمام چین پر قابض ہوں جہاں لشکر اور گھوڑوں کی کوئی
کمی نہیں اس میں چاندی اور سونے کی کانیں بھی موجود ہیں اہل چین کو سب چیز میسر ہونیکے باعث
کسی دوسرے ممالک کا دست نگر بھی ہونا نہیں پڑتا اب اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ سے عہد دوستی کر لو اور
تاجروں کو اپنے مقبوضات میں آمد و رفت کی اجازت دیدو۔ خوارزم شاہ نے اس کو تسلیم کر لیا۔
جس سے چنگیز خاں کو بہت خوشی ہوئی عہد نامہ کے بموجب سوداگروں کو آزادی مل گئی بہت دنوں
تک یہ دوستی اور عہد نامہ قائم رہا۔ خوارزم شاہ کا خالو ماوراء النہر کا حاکم تھا جس کے پاس بیس
ہزار سوار رہا کرتے تھے اسکے ملک میں جو یہ چین کے سوداگر گذرے تو اسکی نیت بدل گئی اس نے
خوارزم شاہ کو لکھا کہ جو سوداگر چنگیز خاں کے یہاں آتے ہیں وہ اگرچہ تاجرانہ لباس میں ہوتے
ہیں مگر انکا مقصود جاسوسی کرنا ہوتا ہے۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو ان کی گرانی کی جایا کرے خوارزم
شاہ نے بطور احتیاط کے اس کو لکھدیا مگر اس نے انکو گرفتار کر کے انکا مال چھین لیا۔ جب
چنگیز خاں کو اسکی اطلاع ملی تو فوراً چنگیز خاں کا ایلچی خوارزم شاہ کے پاس یہ خبر لایا کہ تو نے
اول تاجروں کو آزادی دی اور پھر غدر کرایا۔ غدر ہر حال میں برا ہے اور پھر جبکہ مسلمانوں کے بادشاہ
سے صادر ہو تو بہت ہی زیادہ قبیح ہے اگر تجھے اس فعل کی جو تیرے خالو نے کیا ہے کوئی اطلاع
نہیں اور اس نے یہ کام تیری مرضی کے بغیر کیا ہے تو اس کو میرے سپرد کر دے ورنہ میری تلواریں
تجھے وہ کچھ دکھلا دینگی جس کو تو بھی طرح جانتا ہے یہ سنکر خوارزم شاہ کے ہوش اڑ گئے اور الہصار عب
چھا یا کہ عقل جاتی رہی مگر خود کو بتکلف دلیر بنا کر جاہوتی میں ایلچیوں کو قتل کر ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ ان کے ایک قطرۂ خون کے عوض میں مسلمانوں کے خون کے دریا بہ گئے پھر چنگیز خاں اس
کی طرف بڑھا اور یہ سراسیمہ ہو کر بائے جیجون عبور کر کے نیشاپور پہونچا وہاں سے تاتاریوں کے

رعب سے پھر برج ہمدان میں چلا گیا آخر تاتاریوں نے اسے گھیر لیا اور اسکے تمام ساتھی ایک ایک کر کے مارے
گئے خوارزم شاہ تن تنہا کسی طرح جان بچا کر نکل گیا اور دریا عبور کر کے جزیرہ میں پہنچا وہاں اسے ذات
الجنب کا مرض پڑا اور بے چارہ تن تنہا بے یار و مددگار مر گیا جب ستر وغیرہ اسکے ساتھ تھا وہی اس کا کفن
ہوا اور اسی کفن میں ۶۱۷ھ میں دفن کر دیا گیا اس کے تمام ممالک محروسہ تاتاریوں کے قبضہ میں آگئے۔
سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ تاتاریوں کا سب سے اول ظہور ۶۱۵ھ میں ماوراء النہر میں ہوا بخارا
اور سمرقند پر قبضہ کیا اور ان شہروں کے رہنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے بعد خوارزم
شاہ کا محاصرہ کیا پھر نہر سے عبور کیا خراسان کو خوارزم شاہ پہلے ہی تباہ و برباد کر چکا تھا ما سوا
چنگیز خاں نے لوٹ لیا جب اہل خراسان کے پاس کچھ نہ رہا تو انہیں بیدریغ قتل کرنا شروع کر دیا
آخر چنگیز خاں یہ قتل و غارت کرتا ہوا اسی سال ہمدان اور قزوین تک پہونچ گیا۔
ابن اثیر اپنی تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ حادثہ تاتار حادثہ عظمیٰ اور مصائب کبریٰ میں سے ہے
جس کی مثال دنیا میں نہیں کر سکتی حالانکہ ایسا مصیبت کا سامنا کبھی نہیں ہوا خاص کر مسلما
نوں کو تو ایسے حادثہ جانکاہ سے کبھی سر دکار نہیں ہوا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جیسے خدا تعالیٰ نے اس
دنیا کو پیدا کیا اس وقت سے اب تک ایسی بلا میں خلق اللہ گرفتار نہیں ہوئی تو یہ بالکل صحیح ہے
تواریخ اس کی مثال دکھلانے سے بالکل عاری ہے اہل تواریخ بخت نصر کے ظلم کو جو
اس نے بیت المقدس میں بنی اسرائیل کے ساتھ روا رکھا تھا سب سے زیادہ
اہمیت دیتے ہیں مگر اس ملعون نے (چنگیز خاں) جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کیا اس کے مقابلہ میں
بخت نصر کا ظلم عشر عشیر بھی نہیں ہے بیت المقدس کے واقعہ اور بنو اسرائیل کو کچھ ان واقعات سے
نسبت نہیں ہے جو مسلمانوں پر انہیں کے ممالک میں اس ملعون کے ہاتھ سے پیش آئے بنی اسرائیل
اس قدر نہ قتل ہوئے تھے جتنے مسلمان اس کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ حادثہ ایک آگ تھی جسکے
شرارے بھڑک رہے تھے اور جس کا ضرر عام تھا اہل تاتار ایک ایسے بادل تھے جنکو ہوا بہت تیزی کے
ساتھ اڑا کے پھرتی تھی یہ چین سے نکلے ترکستان کے شہروں جیسے کاشغر، شاغون کو تباہ کیا بخارا سمرقند
پہونچے انہیں لوٹا ظلم کیا ان میں سے کچھ خراسان گئے وہاں کی ہلاکت۔ تخریب۔ قتل و بربادی
سے فارغ ہوئے رے اور ہمدان سے بھی یہی سلوک کرتے حدود عراق پر پہونچے یہاں سے
آذربائیجان کا قصد کیا اسے اور اس کے نواحی کو خراب کر ڈالا اور ان تمام ملکوں کو ایک ہی
سال میں تباہ و سیاہ کر ڈالا اور ساری آفات ایک ہی سال میں توڑ دیں جس کی مثال بہت

کم ملتی ہے کہ ایک ہی سال میں کسی قوم نے اتنی فتوحات کی ہوں۔ آذربائیجان سے نکلے تو دربند
شروان جا پہنچے اور اس کو برباد کر دیا۔ پھر وہاں سے لان اور لکز گئے اور ان کو خاک سیاہ کر دیا
بہت سوں کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا یہاں سے قبچاق کیطرف رخ کیا تو وہاں کے باشندوں کو جو اکثر
ترک تھے قتل کر ڈالا یہاں جو رہ گئے تھے وہ قتل ہو گئے اور جو بھاگ نکلے تھے وہ جنگلے اور اہل
تاتار انکے ملک پر قابض ہو گئے اہل تاتار کا ایک حصہ ان کے علاوہ غزنی بجستان کرمان کیطرف گیا اور
وہاں اس سے بھی زیادہ ظلم ڈھایا گیا جس کی نظیر صفحہ تاریخ پر نہیں ملتی۔ اسکندر رومی جو دنیا کے اکثر
حصہ پر قابض و متصرف ہو گیا تھا وہ بھی اس تیزی کیساتھ ترقی نہیں کر سکا تھا کیونکہ انکی فتوحات
میں اسے کم از کم دس سال کا عرصہ لگا تھا اور اس فتوحات کے باوجود اسنے قتل و غارت اپنا مقصود
نہیں بنایا تھا نہ اس نے کسی کو قتل کیا تھا اور جہاں تک ممکن ہوا بغیر کام نکالا ممکن تھا وہاں میان سے تلوار
تک نہیں نکالی تھی۔ برخلاف اس کے ان ملعونوں نے اکثر معمورہ زمین کو ایک سال میں فتح کر لیا
اور ان میں اپنا رعب و داب قائم کر دیا ایسا کوئی شہر نہیں بچا کہ جس میں ہر شخص انکے خوف سے نہ
کانپتا ہو سب سے زیادہ لطف یہ ہے کہ ان کو نہ مدد کی ضرورت تھی نہ رسد کی صرف قوت لایموت
اور بہت کم خوراک کے محتاج تھے اور وہ خود ان کے پاس موجود رہتی کیونکہ بھیڑ بکریاں بیل گھوڑے
انکے ساتھ تھے جو ان کی خوراک کے لئے کافی ذخیرہ تھا انھیں کا گوشت کھا کر پیٹ بھر لیتے تھے ان کے گھوڑے
اپنی ٹاپوں اور سموں سے زمین کھود کر گھاس کی جڑیں نکال کر اپنا پیٹ بھر لیتے تھے دانہ کا تو ان
گھوڑوں نے کبھی نام بھی نہیں سنا تھا باقی رہا ان لوگوں کا مذہب اسکا یہ حال تھا کہ آفتاب کو اسکے
طلوع کیوقت سجدہ کر لیتے تھے اور بس۔ ان کے یہاں کوئی چیز حرام نہیں تھی۔ تمام جانور بلکہ انسان
تک بھی انکے یہاں حلال تھا۔ نکاح کا جھگڑا بھی ان کے یہاں بالکل نہیں تھا ایک عورت کئی کئی مردوں
کیلئے کافی ہوتی تھی سنہ ۶۵۶ میں ایک لاکھ فوج ان قیدیوں کی سرکردگی ہلاکو خان نے ادھر بھیجدی
خلیفہ کی افواج نے انکا مقابلہ کیا مگر افسوس کہ انہیں شکست کھانی اور کمبخت تاتاری ۱۰ محرم کو بغداد
میں داخل ہو گئے لقمی وزیر نے خلیفہ مستعصم کو اسے صلح کرنے کا مشورہ دیا اور یہ کہا کہ آپ سپہ سالار
افواج تتار سے چلکر ملنے میں اس سے صلح کے متعلق گفت و شنید کر رہا ہوں نمک حرام وزیر یہ کہکر اول
خود گیا اور اپنے لئے امان لیکر اور عہد و پیمان کر کے پھر خلیفہ مستعصم کے پاس آیا اور کہا کہ بادشاہ
تاتار اپنی بیٹی کی شادی آپ کے بیٹے امیر ابوبکر کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ آپکو
اسی طرح منصب خلافت پر قائم رکھے جس طرح آنجناب کے بزرگوں کو سلاطین سلجوق نے رکھا تھا۔

اور وہ خود بہ حیثیت نائب السلطنت سلجوقیوں کیطرح بننا چاہتا ہے کہ سیاہ و سفید کا مالک وہ خود ہو اسکے بعد وہ اپنی تمام افواج لیکر واپس چلا جائیگا بہتر ہے اگر آپ کو بخوشی اور بطیب خاطر منظور کرلیں اسکے علاوہ کوئی تدبیر مسلمانوں کے خون بچانیکی نہیں ہے اسکے بعد آپکو اختیار ہے آپ جو کچھ چاہیں گے وہ کرسکیں گے مگر اب یہی مصلحت ہے کہ آپ ہلاکو خاں کے پاس تشریف لے چلیں یہ سنکر خلیفہ مستعصم تمام اعیان کو لیکر ہلاکو خاں کے پاس چلا اور ایک خیمہ میں جاکر سب کے ساتھ بیٹھ گیا سب سے پہلے وزیر ہلاکو خاں کے پاس پہونچا اور اس نے وہاں جاکر سب سے اول علماء و فقہاء کو شرائط صلح طے کرنیکی غرض سے بلوایا جسوقت یہ حضرات وہاں پہونچے فوراً انکی گردنیں ماردی گئیں اس کے بعد اسی طرح ایک ایک طائفہ اور جماعت کو بلوا کر قتل کرایا جب تمام علماء۔ امراء۔ حجاج اور اعیان سلطنت ختم ہوچکے تو راستہ صاف ہوگیا تلواریں میان سے نکلیں اور خون کا دریا بہریں مارنے لگا چالیس روز متواتر تاتاریوں کی تلوار میان سے باہر رہی کئی لاکھ آدمی قتل ہوئے جو لوگ کنوؤں یا نامعلوم جگہوں میں چھپ گئے وہ بچ گئے ورنہ تمام تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے بے چارہ مصیبت زدہ خلیفہ ٹھوکر اور لاتیں کھاتا کھاتا مرگیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مدتِ حیات میں بیچارے مستعصم کو دفن ہونا بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ اسکی بہت سی اولاد اور رشتہ دار جیسے چچا تلنگے وغیرہ قتل ہوئے اور بعض قید کرلے گئے۔ تاتاریوں کی مسلمانوں کے لئے یہ ایسی بلا تھی کہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو دیکھنا نصیب نہیں ہوئی تھی۔ نامراد وزیر بھی اپنی مراد میں کامیاب نہیں ہوا۔ اس نے بھی تاتاریوں کے ہاتھ خوب ذلت اٹھائی۔ اس واقعہ کے بعد زیادہ دنوں تک وہ زندہ بھی نہیں رہا بلکہ موت نے اسکی بھی جلدی ہی خبر لیلی۔ شعراء نے بغداد کے بہت سے مرثیے لکھے ہیں سبط تعاویذی کا یہ شعر لوگوں کی زبان پر بطور تمثیل کے زبان زد عوام ہو گیا (ترجمہ شعر) بغداد اور اہل بغداد تباہ ہو گئے انکے گھروں کو دوبر نے خراب کر دیا ایک دوسرا شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) اے اسلامی قوت توجہ کر اور درد مستعصم پر جو گذرا ہے اس کی غمگینی کرکے۔ وزارت نے تجھے تباہ کر دیا اسی وزارت نے، جو پہلے ابن فرات کے ہاتھوں میں تھی اور اب ابن علقمی کے ہاتھ میں ہے۔

جو خطبہ بغداد میں پڑھا گیا اس کو خطیب نے ان الفاظ میں شروع کیا۔ تمام تعریفیں اس خدا کو ہیں جس نے مضبوط عمارتوں کو منہدم کر دیا اور اس شہر کے رہنے والوں کے واسطے فنا کا حکم جاری کر دیا۔ اور ابتک بھی تلوار میان میں نہیں پہونچی ——— تقی الدین ابن ابی السیر کا بغداد کی تباہی کے متعلق ایک مشہور قصیدہ ہے وہ کہتا ہے (ترجمہ) جو شخص بغداد کی خبروں پر آنسو بہاتا ہے اسے بے حد

کہ تو کیوں کھڑا ہے احباب تو سب چلے گئے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کرنیوالوں سے کہدو کہ یہ
نہ دعوی کریں کہ ہم تم پر فدا ہوں۔ اس اجڑے ہوئے گھر کے مقابلہ میں جنگل کی کیا حقیقت ہے
تاج خلافت اور بڑے گھروں کی نشانیاں رہ گئی ہیں۔ تباہی نے ان کو کہنہ جنگل بنا دیا ہے بلا
بلکہ آنے سے محض گھروں کے نشان باقی رہ گئے ہیں اور آنسوؤں سے گھروں کے آثار پر آثار باقی
ہیں۔ اے میرے دل کی آگ جو لڑائی سے مشتعل ہوئی ہے بھڑک۔ تباہی کی ہوا نے تجھے اور بھی بھڑکا
دیا ہے۔ بغداد کے اونچے اونچے منبروں پر صلیب بلند ہو گئی ہے اور اس پر وہ قابض ہیں جو
زمانہ کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اکثر شہروں پر ترکوں نے قبضہ جما لیا ہے۔ حالانکہ اس سے
پہلے انکے واسطے پردوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ بہت سے برج (محلہ بغداد) کے گھروں میں گھن
لگ گیا۔ ان میں ایک بھی لوٹ کے نہیں آیا۔ بہت سے خزانے لوٹ کیوجہ سے بکھر گئے اور انپر کفار نے
قبضہ کر لیا۔ میں نے آواز دی تو معلوم ہوا کہ قیدیوں کو چلا دیتے کھینچتے ہیں اور ذلیل کر ہوا لوں کیطرف
لئے جا رہے ہیں — جب ہلاکو خلیفہ اور اہل بغداد کے قتل سے فارغ ہوا تو عراق میں اپنے
نائب قائم کئے۔ ابن علقمی نے بہت منت کی تھی جب کی کوئی علوی خلیفہ مقرر کیا جائے مگر ایک نہ چلی
بلکہ تاتاریوں نے اسے کتے کیطرح للکار دیا۔ ایک ادنیٰ غلام کیطرح یہ ان کے ساتھ رہا اور مر گیا
خداوند جل جلالہ نہ اس کمبخت پر رحم کریں نہ اس نمک حرام کے گناہ معاف فرمائیں۔

اسکے بعد ہلاکو نے ناصر صاحب دمشق کو یہ خط لکھا کہ سلطان ملک ناصر طال بقارہ کو معلوم ہونا
چاہئے کہ جب ہم عراق کیطرف متوجہ ہوئے تو ان کو فوجوں نے ہمارا مقابلہ کیا مگر ہم نے ان سب
کو خدائی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر ہمارے پاس شہر کے رئیس آئے اور بہ سبب دوسرے
نفسوں کی ہلاکت کے نہ بول سکے اس لئے وہ بھی سزائے موت کے مستحق ہوئے پھر اہل شہر ہماری
خدمت میں حاضر ہوئے اور ہماری عبودیت کا دم بھرا۔ مگر ہم ملے ان سے کچھ سوالات کئے تو
انھوں نے جھوٹ بولا لہذا وہ عدم آرد کو بھیجا دئے گئے انکا جھوٹ ہم پر ظاہر ہوگیا بعضا
انھوں نے اپنے کئے کی سزا پائی اے بادشاہ تو بھی ہماری اطاعت کر اور اس بات کا دل میں
خیال تک نہ لا کہ ہمارے قبضہ میں بچانے والے قلعے اور شمشیر زن آدمی ہیں۔ ہمیں معتبر ذرائعہ سے
خبر ملی ہے کہ بقیۃ السیف لوگوں نے تیرے یہاں جا کر پناہ لی ہے حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ
وہ ہم سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ ہم بحر و بر کے مالک ہیں۔ بہتر ہے کہ اس خط کے دیکھتے ہی
شام کے تمام قلعے مسمار کر دئے جائیں۔ والسلام۔

اس کے بعد پھر ایک دوسرا خط لکھا کہ بخدمت ملک الناصر طال عمرہ۔ اما بعد واضح ہو کہ ہم نے بغداد کو فتح کر لیا ہے اس کے ملک کی بیخ کنی کر دی ہے وہاں کے رہنے والوں نے مال دینے میں بخل کیا اور یہ سمجھا تھا کہ ہمارا ملک اسی طرح اسی حال میں رہیگا اب ہر جگہ اسی کا ذکر ہے اور اس کا بدر کامل گرہن لگ گیا ہے (ترجمہ شعر) جب کوئی کام کمال کو پہونچ جاتا ہے تو زوال شروع ہو جاتا ہے جب لوگ یہ کہیں کہ یہ پورا ہو گیا تو اب زوال کی توقع رکھنی چاہئے۔ اب ہم ہلاکت اور بربادی کو اپنے ساتھ لیکر آگے بڑھنے والے ہیں لہذا تم کو چاہئیے کہ تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اپنے نفسوں کو بھلا دیا اور خدا نے بھی ان کو بھلا دیا جو کچھ تمہارا ارادہ ہے فوراً ظاہر کرو خواہ وہ نرمی سے ہو یا سختی سے۔ تم تمام دنیا کے بادشاہ کی دعوت قبول کرو تاکہ ہمارے شر سے امن پاؤ اور ہمارے انعام واحسان سے مالا مال ہو جاؤ تم اپنے مال اور آدمیوں سے بخل نہ کرو۔ ہمارے ایلچیوں کو جلدی رخصت کر دو زیادہ نہ ٹھہراؤ۔ والسلام — پھر ایک تیسرا خط لکھا تمہیں معلوم ہو کہ ہم اللہ کے لشکر ہیں وہ ہمارے ہی ذریعہ سے گنہگاروں ظالموں۔ متکبروں سے انتقام لیتا ہے۔ ہم جو کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں اگر ہمیں کبھی غصہ آجاتا ہے تو ہم لوگوں کی حالتیں دگرگوں کر دیتے ہیں اگر ہم سے کوئی سیدھی طرح پیش آتا ہے تو اس کو اسی حالت پر قائم رکھتے ہیں۔ ہم نے شہروں کو ہلاک اور خدا کے بندوں کو قتل و غارت کر ڈالا ہم نے عورتوں اور بچوں پر بھی رحم نہیں کھایا اے باقی ماندہ لوگو! تمہارے ساتھ بھی یہی ہونیوالا ہے اور اے غافلو! تم بھی اس راستہ پر چلنے والے ہو۔ ہمارا لشکر برباد کرنیوالا ہے رحم کرنیوالا نہیں۔ ہمارا مقصود انتقام ہے ملک گیری نہیں۔ ہمارے مہمان پر ظلم نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا عدل و انصاف ہمارے ملکوں میں مشہور ہے۔ ہماری تلوار کے سامنے سے کوئی نہیں بھاگ سکتا (ترجمہ شعر) ہم سے کوئی بھاگ کر کہاں جاویگا۔ کیونکہ بحر و بر میں ہماری ہی سلطنت ہے۔ ہماری ہیبت سے دنیا کانپ اٹھی۔ ہمارے ...... اور خلفاء آگئے — اب ہم تمہاری طرف بڑھے چلے آرہے ہیں تم بھاگو ہم تمہارا تعاقب کریں گے (ترجمہ شعر) میری رات عنقریب جان لیگی کہ کون سے دین کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور کونسا قرضخواہ اپنے قرض کا تقاضا کرتا ہے —
ہم نے شہروں کو برباد بچوں کو یتیم اور بڑوں کو قتل کر دیا ہے اور انھیں عذاب کا مزا چکھا دیا ہے۔ ہم نے ان کے بڑوں کو ذلیل اور امیروں کو قید کر دیا ہے۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم سے بچکر بھاگ نکلو گے یا چھوٹ جاؤ گے اور تھوڑی ہی مدت میں تم یہ سب کچھ جان لوگے اور

جو تم کو ڈر رہا ہے وہ بہت جلد تم پر ظاہر ہو جاویگا۔ ۶۵۷ھ شروع ہوا اور اسوقت دنیا خلیفہ سے خالی تھی اب اہل تاتار شہر آمد کیطرف بڑھے۔ ان ایام میں والی مصر المنصور علی بن معز تھا جو لڑکا ہی تھا اس کا اتابک امیر سیف الدین قطز المعزی تھا جو اس کے باپ کا غلام تھا۔ اس سے الصاحب کمال الدین عدیمی نے اہل تاتار کے مقابلہ میں مدد مانگی امیر سیف الدین نے امراء اور اعیان سلطنت کو جمع کیا۔ شیخ عز الدین بن عبد السلام بھی تشریف لائے آپ سے فتویٰ دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جب کوئی دشمن حملہ آور ہو تو تمام دنیا پر اس کا مقابلہ واجب ہو جاتا ہے ایسے موقع پر رعایا سے جنگ کی تیاری کیلئے بشرطیکہ بیت المال خالی ہو جائے جو کچھ لیلیا جائے جائز ہے اس کام کیلئے اعلیٰ درجہ کی اور بیش بہا چیزوں کو صرف گھوڑے اور ہتھیار کے علاوہ فروخت کر دیا جائے اس میں تم لوگ اور عام رعایا برابر ہیں اور بشرطیکہ فوج کے پاس اموال وآلات فاخرہ نہ موجود ہوں تو عام لوگوں سے مال لینے میں کچھ حرج نہیں۔ چند روز کے بعد امیر سیف الدین قطز نے علماء سے یہ بیان کیا کہ بادشاہ وقت بچہ ہے اور وقت نہایت نازک ہے اس کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ کوئی شجاع اور جری بادشاہ جو جہاد کر سکے تخت نشین ہو چنانچہ امیر سیف الدین قطز بادشاہ ہوا اور اسکا لقب الملک المظفر مقرر ہوا اب ۶۵۸ھ شروع ہوگیا اور اب تک کوئی خلیفہ مقرر نہیں ہوا۔ تاتاری فرات عبور کر آئے اور انھوں نے حلب میں خوب قتل و غارت کیا پھر دمشق پہونچے ادھر ماہ شعبان میں اہل تاتار کے مقابلہ کے لئے مصری لشکر بڑھا اور فوج کے ہمراہ خود الملک المظفر بھی چلا سپہ سالار فوج رکن الدین بیبرس بندقداری تھا۔ تاتاری اسوقت عین جالوت پر تھے۔ جمعہ ۱۵ رمضان ۶۵۸ھ کو یہ لشکر بھی یلغار کرتا ہوا یہاں پہونچ گیا اور ایک گمسان کی لڑائی کے بعد تاتاریوں کو شکست فاش اور مسلمانوں کو فتح ہوئی (وللہ الحمد) بہت سے تاتاری قتل ہوئے اور جو باقی بچے وہ دُم بچاکر بھاگے اور لوٹ لئے گئے المظفر دمشق رہ گیا تھا اس فتح کی خوشخبری اسکے پاس پہونچائی گئی لوگ خوشی کے مارے اُچھل نے لگے اور مظفر کو بیحد دعائیں دیں اور اس سے بہت محبت کرنے لگے۔ رکن الدین بیبرس نے تاتاریوں کا تعاقب کیا اور جب تک وہ حلب وغیرہ سے نہیں نکالے گئے پیچھا نہیں چھوڑا۔

سلطان مظفر نے رکن الدین بیبرس کو اس فتح کے عوض میں حلب دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اب کام نکالنے کے بعد نیت بدل گئی بیبرس کو بھی اس کی خبر ہوگئی جس سے کبیدگی کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ مظفر حلب کیطرف اس نیت سے چلا کہ تاتاریوں کا جو کچھ اثر باقی ہو اسکو دور کردیا جائے مگر راستے میں اسے اطلاع ملی کہ بیبرس مجھ سے کبیدہ خاطر ہے اور میرے خلاف کچھ کاروائی کرنیوالا ہے

یہ سن کر یہ مصر کیطرف لوٹا اور خفیہ خفیہ بیبرس کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ بیبرس بھی مصر ہو چکا اور دونوں (مظفر اور بیبرس) اپنے اپنے دوستوں سے مشورے کرنے لگے آخر بیبرس نے امراء کو اپنے ساتھ متفق کر کے ۱۶ ذیقعدہ ۶۵۸ھ کو مظفر کو قتل کر ڈالا اور خود اپنا لقب الملک القاہر مقرر کر کے تخت پر بیٹھ گیا مظفر نے اپنے دوران حکومت میں جو کچھ مظالم کئے تھے انکا استیصال کیا اپنا وزیر زین الملت والدین ابن زبیر کو مقرر کیا ایک روز موقع دیکھکر وزیر نے القاہر سے کہا کہ جس بادشاہ نے اپنا لقب القاہر مقرر کیا اس نے کبھی فلاح نہیں پائی۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ اپنا لقب بدل دیں۔ دیکھئے القاہر بن المعتضد نے یہ لقب اختیار کیا تھا چند ہی روز کے بعد معزول ہوا آنکھیں نکلوا ڈالی گئیں۔ والی موصل نے اپنا لقب القاہر رکھا تھا اس کو زہر دیدیا گیا۔ یہ سنکر سلطان نے اپنا لقب قاہر سے ظاہر کر دیا ــــ ۶۵۹ھ آیا۔ دنیا میں اب بھی کوئی خلیفہ نہیں تھا رجب تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ آخر ساڑھے تین برس انقطاع خلافت کے بعد مصر میں مستنصر کی خلافت قائم ہوئی جس کا ذکر ہم ابھی بیان کرینگے ــــ مستعصم کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ حافظ تقی الدین مرتضیٰ۔ حافظ ابو القاسم بن الطیلسان۔ شمس الائمہ الکردی ایک جلیل القدر حنفی۔ تقی الدین بن صلاح۔ علم السخاوی۔ حافظ محب الدین بن نجار مؤرخ بغداد۔ منتخب الدین شارح المفصل۔ ابن یعیش النحوی۔ ابو الحجاج الاقصری زاہد۔ ابو علی سلوبینی النحوی۔ ابن بیطار صاحب المفردات۔ امام علامہ جلال الدین بن الحاجب امام مالکیہ۔ ابو الحسن بن الدباج النحوی۔ قفطی صاحب تاریخ النحاة۔ افضل الدین الخونجی صاحب المنطق ازدی۔ حافظ ابو یوسف بن خلیل۔ بہا بنت الحمیری۔ جمال بن عمرون النحوی۔ الرضی الصغانی اللغوی صاحب العباب وغیرہ۔ کمال عبد الواحد الزملکانی صاحب المکانی والبیان واعجاز القرآن۔ شمس خسرو شاہی۔ مجد بن تیمیہ۔ یوسف سبط ابن جوزی صاحب المرآة الزمان۔ ابن باطیش شافعی۔ نجم بادرائی ابن ابی الفضل المرسی صاحب التفسیر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ ــ

فصل

وہ حضرات جن کا انتقال مدت انقطاع خلافت میں ہوا۔ الزکی عبد العظیم المنذری۔ شیخ ابو الحسن شاذلی۔ شیخ الطائفہ شاذلیہ۔ شعیب المغربی فارسی۔ شارح الشاطبیہ۔ سعد الدین بن عبد العزیز مرھری شاعر۔ ابن الابار مؤرخ اندلس (اسپین) و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مصر میں ملاقات المستنصر باللہ احمد (۱)

المستنصر باللہ احمد ابو القاسم الظاہر بامر اللہ ابو نصر محمد بن ناصر لدین اللہ احمد
شیخ قطب الدین فرماتے ہیں کہ المستنصر باللہ بغداد میں قید تھا جب فتنہ تاتار رونما ہوا تو یہ بھی دار وگیر میں قید سے چھوٹ کر غرب عراق کیطرف بھاگ کر چلا گیا جب الملک الظاہر بیبرس سلطان ہوا تو وہ ماہ رجب میں بنی مہارش کے دس آدمیوں کو بطور وفد کے اپنے ہمراہ لیکر سلطان کے پاس آیا سلطان مع قضاۃ اور اعیان سلطنت کے اسکی پیشقدمی کے لئے نکلا اور اس کو قاہرہ میں لے آیا قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز نے اس کا نسب ثابت کیا اور ۱۳ رجب ۶۵۹ھ کو سب سے اول سلطان نے اسکے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ اسکے بعد قاضی القضاۃ تاج الدین اور ان کے بعد شیخ عز الدین بن عبدالسلام نے بیعت کی پھر معززین اور ارکان سلطنت نے اپنے مراتب کے لحاظ سے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ سکوں پر خلیفہ المستنصر کا نام مسکوک کرا دیا گیا اور اسکے نام خطبہ شروع ہو گیا اس کا لقب اسکے بھائی کے لقب پر المستنصر مقرر ہو گیا۔ لوگ اس واقعہ سے بیحد خوش ہوئے۔

المستنصر جمعہ کے روز جلوس کے ہمراہ سوار ہو کر جامع مسجد میں آیا اور وہاں پر سر منبر اس نے ایک برجستہ خطبہ پڑھا جس میں اس نے اولاد عباس کی فضیلت اور ان کا شرف بیان کیا اور اسکے بعد سلطان اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کی اور پھر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد حسب رسم قدیم خلیفہ المستنصر نے سلطان کو خلعت عطا کیا۔ قاہرہ کے باہر ایک خیمہ نصب کیا گیا اور دوشنبہ ۴ شعبان ۶۵۹ھ کو خلیفہ المستنصر باللہ مع سلطان کے سوار ہو کر خیمہ کیطرف گیا۔ قضاۃ۔ امراء۔ وزیر بھی حاضر ہوئے خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے سلطان کو خلعت اور طوق پہنایا۔ منبر بچھا اور اس پر فخر الدین بن لقمان نے کھڑے ہو کر خلیفہ کا فرمان سنایا۔ سلطان خلعت لیکر سوار ہو کر چلا اور اسکے مصاحب اپنے سروں پر سوار کر کے لے چلے امراء پیدل ساتھ ہوئے قاہرہ کی زینت کی گئی تھی تمام باب النصر سے قاہرہ میں داخل ہوئے سلطان نے خلیفہ کے لئے ایک اتابک۔ چوبدار۔ باورچی۔ خزانچی حاجب اور کاتب مقرر کئے۔ خزانہ اور تمام ملک اسکے قبضہ میں دیدیے سو گھوڑے تیس خچر دس قطار اونٹ وغیرہ اسکے اصطبل میں بھجوا دیے ــــــ ذہبی کہتے ہیں کہ کسی کو سوائے اس مستنصر اور مقتفی کے اپنے بھتیجے کے بعد خلافت نہیں پہونچی ــــــ امیر شمس الدین اقوش والی حلب نے الحاکم بامر اللہ کا خطاب مقرر کر کے خلافت کا دعویٰ کیا اور اپنی خلافت حلب میں قائم کر دی سکوں اور

خطبوں میں اپنا نام جاری کر دیا ۔۔۔ کچھ دنوں کے بعد خلیفہ المستنصر نے عراق جانیکا ارادہ کیا سلطان اس کو دمشق تک پہونچانیکے لئے گیا سلطان نے دمشق میں خلیفہ اور والی موصل کی اولاد کو بطور زاد راہ ایک لاکھ دینار اور چھیاسٹھ ہزار درہم دئے۔ خلیفہ المستنصر مع بادشاہان اترل والیان وصل وسنجار و جزیرہ حلب کی طرف چلا والی حلب بھی اپنی خلافت ترک کرکے اس کی اطاعت میں آگیا اور بہت عجز و انکساری کی۔ خلیفہ آگے چلا اور حدیثہ فتح کر لیا مگر تاتاریوں کا لشکر یہاں پہونچگیا اور تاتاریوں سے مقابلہ اور مقاتلہ ہو گیا اس میں اکثر مسلمان شہید ہوئے اور خلیفہ مستنصر گم ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ شہید ہو گیا اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ کسی طرف بھاگ گیا اور پھر پتہ نہ چلا۔ یہہ واقعہ ۳ محرم سنہ ۶۶۰ھ میں واقع ہوا۔ اس حساب سے اس کی مدت خلافت صرف چھ ماہ ہے اس کے بعد الحاکم جس نے حلب میں دعویٰ خلافت کیا تھا اسی لقب الحاکم بامر اللہ سے تخت خلافت پر بیٹھا۔

(۲) الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد ابن ابی علی الحسن القبیؔ ابن علی ابن ابی بکر بن خلیفہ المسترشد باللہ بن المستظہر باللہ ۔۔۔ بغداد کے ہنگامہ اور لوٹ مار کے وقت یہ چھپکر بچ گیا تھا۔ پھر بغداد سے ایک جماعت کے ہمراہ حسین بن فلاح امیر بنی خفاجہ کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس کچھ مدت رہ کر عربوں کے ساتھ دمشق پہونچا یہاں امیر عیسیٰ بن مہنا کے پاس کچھ دنوں رہا یہاں سے اس کو الناصر والی دمشق نے بلا بھیجا مگر ابھی یہ چلا بھی نہیں تھا کہ اس اثنا میں اچانک تاتاریوں نے حملہ کر دیا۔ جب الملک المظفر دمشق میں لڑائی سے فارغ ہو کر آیا تو امیر قلج بغدادی کے ہاتھ پھر اسے دمشق میں بلا لیا گیا لوگ اس پر مجتمع ہو گئے اور اس سے بیعت کر لی۔ امراء عرب کی ایک جماعت بھی اس کی ساتھی ہو گئی۔ ان کی معیت میں حاکم غانہ حدیثہ ۔ ہیت ۔ انبار کو فتح کیا پھر تاتاریوں سے لڑا اور ان پر فتح پائی پھر اس کو علاء الدین طیبرس نائب دمشق کا خط پہونچا کہ الملک الظاہر آپ کو بلاتے ہیں یہ ماہ صفر میں دمشق پہونچا اور دمشق سے اس کو نائب دمشق علاء الدین طرس نے سلطان الملک الظاہر کے پاس بھیجدیا مگر اس کے جانے کے تین روز پہلے قاہرہ میں مستنصر سے بیعت ہو چکی تھی اسلئے یہ ڈرا کہ کہیں قید نہ کر لیا جاؤں یہ سوچکر یہ حلب کی طرف لوٹ گیا حلب میں والی حلب اور رؤساء حلب نے اس سے بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں میں عبد الحلیم بن تیمیہ بھی تھے ایک گروہ

کثیر جمع ہو گیا۔ حاکم نے غانہ کا قصد کیا۔ جب مستنصر غانہ پہونچا تو حاکم نے مستنصر کی اطاعت قبول کر لی اور اس کا فرمانبردار ہو گیا۔ جب مستنصر تاتاریوں کی جنگ میں گم ہو گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو حاکم رحبہ عیسیٰ بن مہنا کے پاس پہونچا یہاں سے اس کو الملک الظاہر بیبرس نے بلا بھیجا حاکم مع اپنے بیٹوں اور ایک جماعت کے قاہرہ آگیا۔ ملک الظاہر نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اس سے خلافت پر بیعت کر لی (اس کو خلافت بھی مبارک اور راس آئی کہ چالیس سال خلافت کی) الملک الظاہر نے اس کو قلعہ کے ایک بہت بڑے برج میں اتارا۔ حاکم نے یہاں چند مرتبہ خطبہ پڑھا۔ شیخ قطب الدین کہتے ہیں کہ ثبوت نسب کے بعد جمعرات ۸ محرم ۶۶۱ھ کو سلطان نے ایک مجلس عام منعقد کی حاکم اسپ سوار ہو کر قلعۃ الجبل کے ایوان کبیر میں پہونچا سلطان کے ساتھ بیٹھا سلطان نے زمین [illegible] دیا اور بیعت کی خلیفہ نے سلطان کو خلعت عطا کیا اس کے بعد لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے مر[illegible] کے موافق بیعت کی اگلے روز چونکہ جمعہ تھا اس لئے حاکم نے منبر پر خطبہ پڑھا حمد و صلوٰۃ کے بعد جہاد اور امامت کا بیان کیا حرمت خلافت کی جو ہتک ہوئی تھی اس کو یاد دلایا پھر کہا کہ یہ سلطان الملک الظاہر باوجود قلت افواج کے امامت کی مدد کے واسطے اٹھا کفار کی فوجوں کو بھگا دیا اور اپنے ملکوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ خطبہ میں خدا کی تعریف ان لفظوں میں کی تھی کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے آل عباس کے لئے ایک مددگار بنا دیا خطبہ کے بعد نیچے آیا اور اس کی بیعت کا اعلان ہو گیا۔ — اسی سال دراس کے بعد بہت سے تاتاری مسلمان ہو ہو کر آنے لگے اور مستامن ہو کر ممالک اسلامیہ میں سکونت اختیار کر لی یہاں ان کے وظیفے اور روزینے مقرر کر دئے گئے اور اس طرح سے ان کا شر کم ہونا شروع ہو گیا۔

۶۶۲ھ میں مدرسہ ظاہریہ قصرین میں بنکر تیار ہو گیا۔ تدریس فقہ شافعیہ کیلئے اس میں تقی بن رزین اور تدریس حدیث کے لئے شرف دمیاطی مقرر ہوئے۔ اسی سال مصر میں ایک سخت زلزلہ آیا — ۶۶۳ھ میں سلطان المسلمین ابو عبداللہ بن الاحمر بادشاہ اندلس کو فرنگیوں پر فتح ہوئی اور تیس شہر جو ان کے قبضہ میں تھے چھین لئے گئے منجملہ ان شہروں کے اشبیلیہ اور مرسیہ بھی تھے — اسی سال قاہرہ کے مختلف مقامات میں آگ لگی۔ اسی سال سلطان نے بحر اشموم کھدوایا اور اس کام میں خود بہ نفس نفیس حصہ لیا اور امراء کو بھی کام میں اپنے ساتھ رکھا۔

اسی سال تاتاریوں کا سردار ہلاکو مر گیا اور اسکے بعد اس کا بیٹا ابغا بادشاہ ہوا۔
اسی سال سلطان نے اپنے بیٹے ملک السعید کو جس کی عمر اس وقت چار سال کی تھی ولیعہد

بنایا اور جلوس کے ساتھ اس کو قلعۃ الجبل سے سوار کر کے نکالا اور خود سلطان باب سر سے باب دلسلہ تک اس کا عاشیہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر چلا پھر وہاں سے .... قاہرہ کی طرف لوٹے ملک السعید سوار تھا اور تمام امراء جلوس کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

اسی سال دیار مصر میں ہر مذہب کے چار قاضی از سر نو مقرر کئے گئے (یعنی ہر مذہب کا ایک ایک) اس کا سبب یہ ہوا کہ قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز نے بہت سے احکام نافذ نہیں کئے تھے اور اکثر باتیں ٹال رکھی تھیں پھر دمشق میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔ اسی سال رمضان شریف میں سلطان نے خلیفہ کو پردہ میں رکھا اور لوگوں کو خلیفہ کے پاس آنے سے روک دیا کیونکہ بہت سے لوگ شہر میں جا کر لایعنی باتیں اڑایا کرتے تھے۔ ۶۶۵ھ میں سلطان نے حسنیہ میں جامع مسجد کی تعمیر کا حکم دیا ۶۶۷ھ میں جس وقت وہ بنکر تیار ہو گئی تو اس میں حنفی خطیب مقرر کیا گیا ۶۷۴ھ میں سلطان نے نوبہ اور دنقلہ پر فوج کشی کی چنانچہ دونوں کو فتح کیا نوبہ کے بادشاہ کو گرفتار کر کے سلطان ملک الظاہر کے سامنے پیش کیا گیا اور اہل دنقلہ پر جزیہ مقرر ہو گیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ سب سے اول ۳۳ھ میں نوبہ پر عبداللہ بن ابی سرح نے پانچ ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کیا تھا مگر آپ فتح نہ کر سکے تھے بلکہ صلح کر کے واپس آ گئے تھے۔ پھر ہشام کے زمانہ میں فوج کشی کی گئی مگر پھر بھی فتح نہیں ہوئی تھی اس کے بعد منصور بھی لڑا تھا مگر اس کا نتیجہ بھی بے سود رہا تھا۔ پھر تکین زنگی۔ کافور اخشیدی۔ ناصر الدولہ بن حمدان نے یکے بعد دیگرے پھر توران شاہ برادر سلطان صلاح الدین نے ۵۶۸ھ میں اس پر حملہ کیا مگر تمام ناکام رہے۔ اب اس سال فتح ہو گیا۔ ابن عبدالظاہر نے اس پر ایک قصیدہ لکھا جس میں ایک شعر یہ بھی ہے (ترجمہ شعر) یہ ایسی فتح ہوئی کہ کبھی نہیں سنی گئی تھی۔ نہ آنکھوں نے دیکھی تھی نہ لوگوں نے بیان کی تھی۔

محرم ۶۷۶ھ میں سلطان ملک الظاہر کا انتقال ہو گیا اسکے قائم مقام اس کا بیٹا ملک السعید محمد جس کی عمر اس وقت ۱۸ سال کی تھی ہوا۔ اسی سال تقی بن رزین مصر اور قاہرہ دونوں کے قاضی مقرر ہوئے اس سے پہلے مصر اور قاہرہ کا علیحدہ علیحدہ قاضی ہوا کرتا تھا اس کے بعد قضاء مصر کبھی بھی قضا کے قاہرہ سے علیحدہ نہیں ہوئی۔ ۶۷۸ھ میں ملک السعید سلطنت سے معزول کر دیا گیا اور کرک جا کر اسی سال انتقال کر گیا اسکی جگہ اسکا بھائی بدر الدین شلامش ہفت سالہ مصر میں سلطان بنایا گیا اس کا لقب ملک العادل مقرر ہوا۔ امیر سیف الدین قلاوون (قلاوز) اس کا اتابک ہوا سکوں پر ایک طرف ملک العادل اور دوسری طرف امیر سیف الدین کا نام

مسکوک ہوا خطبہ میں دونوں کا نام شروع ہوگیا مگر رجب میں بلا کسی نزاع کے شلامش سلطنت سے علیحدہ کردیا گیا اور قلاودن خود مستقل بادشاہ بلقب الملک المنصور ہوگیا ــــ ۶۷۹ھ میں دیار مصر میں عرفہ کے روز بڑے بڑے اولے پڑے اور بجلی گری ــــ ۶۸۰ھ میں تاتاری لشکر شام پہونچا اور وہاں سخت اضطراب پیدا کردیا سلطان ان سے لڑنے کے لئے چلا مقابلہ ہوا اور گھمسان لڑائی ہوئی مگر الحمدللہ کہ فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی ــــ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں طرابلس فتح ہوچکا تھا مگر ۵۰۰ھ میں نصاریٰ کے قبضہ میں چلا گیا تھا اور جب سے اب تک برابر ان کے قبضہ میں چلا آرہا تھا ۶۸۸ھ میں سلطان نے اس کو بزور شمشیر چھین لیا۔ تاج ابن اثیر نے والی یمن کو اس فتح کی بشارت میں ایک خط لکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ رومی زبان میں طرابلس کے معنی تین قلعے کے ہیں ــــ ذوقعدہ ۶۸۹ھ میں سلطان قلاودن کا انتقال ہوگیا اس کے بجائے اس کا بیٹا الملک الاشرف صلاح الدین خلیل سلطان ہوا۔ خلیفہ جو اب تک گمنامی میں تھا حتیٰ کہ سلطان نے اپنے بیٹے کی ولیعہدی کے وقت بھی نہیں بلایا تھا ظاہر ہونے لگا چنانچہ جمعہ میں خلیفہ نے خطبہ پڑھا اور اس میں ملک الاشرف کا سلطان ہونا تسلیم کیا خطبہ کے بعد قاضی القضاۃ بدر الدین ابن جماعۃ نے نماز پڑھائی خلیفہ نے پھر دوسری مرتبہ خطبہ پڑھا اور جہاد کا ذکر کرکے بغداد یاد دلاکر اس پر قبضہ کرنے کی تحریص دلائی ــــ ۶۹۱ھ میں سلطان نے قلعۃ الروم کا جاکر محاصرہ کیا۔ ۶۹۳ھ میں سلطان قتل ہوگیا اور اس کا بھائی محمد بن منصور اس کی جگہ تخت پر بیٹھا جس کا الملک الناصر لقب مقرر ہوا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر نو سال کی تھی مگر محرم ۶۹۴ھ میں اسے خلع ہوگیا اور کتبغا المنصوری بہ لقب ملک العادل تخت پر بیٹھا ــــ اسی سال قازان بن ارغون بن ابغا بن ہلاکو بادشاہ تاتار مسلمان ہوگیا لوگ اس خبر سے بہت خوش ہوئے اس کے لشکر میں بھی اسلام پھیل گیا ــــ ۶۹۶ھ میں چونکہ سلطان ملک العادل دمشق گیا ہوا تھا لاجین نے زبردستی ماہ صفر میں تخت سلطنت دبا لیا تمام امراء سے لاجین نے حلف اطاعت اٹھوایا اور کسی شخص کو مخالفت کی جرات نہ ہوئی۔ لاجین نے اپنا لقب الملک المنصور مقرر کیا خلیفہ نے بھی حسب رسم قدیم خلعت عطا کیا۔ ملک العادل سرحد کی طرف بھاگ گیا۔ جمادی الآخر ۶۹۸ھ میں لاجین قتل کردیا گیا اور ملک الناصر محمد بن منصور قلاودن جو اسوقت معزول ہوکر کرک میں جا پڑا تھا پھر بادشاہ ہوگیا خلیفہ نے اسے بھی خلعت عطا کیا۔ الملک العادل نائب سلطنت ہوکر حمات میں چلا گیا اور مرتے دم یعنی ۷۰۰ھ تک وہیں اور اسی حیثیت میں رہا۔

۱۸ / جمادی الاول شب جمعہ ۷۰۱ھ میں خلیفہ الحاکم کا انتقال ہوگیا (خدا وند تعالیٰ اس پر رحم فرماوے) عصر کے وقت تکلفہ کے نیچے سوق خیل میں اس کے جنازہ کی نماز ادا کی گئی اہل دولت اور اعیان سلطنت اس کے جنازہ کی نماز میں شریک ہونے کے لئے پاپیادہ آئے تھے سیدہ نفیسہ کے قریب اسکو دفن کیا گیا سب سے اول اس جگہ یہی خلیفہ دفن ہوا ہے اسوقت سے ابتک اسکے خاندان کا دفن یہیں چلا آتا ہے ـــــ خلیفہ الحاکم نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے ابوالربیع سلیمان کو ولیعہد بنایا تھا ـــــ حاکم کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام۔ علم اللورقی ابوالقاسم قباری زاہد۔ زین خالد النابلسی۔ حافظ ابوبکر بن سدی۔ امام ابوشامہ۔ تاج بن بنت الاعز۔ ابوالحسن بن عدلان۔ مجدالدین بن دقیق العید۔ ابوالحسن بن عصفور نحوی۔ کمال بن سلار الاربلی۔ عبدالرحیم بن یونس صاحب التعجیز۔ قرطبی صاحب التفسیر و تذکرہ۔ شیخ جمال الدین بن مالک اور ان کے صاحبزادے بدرالدین۔ نصیر طوسی سردار فلسفیان۔ خاتمۃ القراء۔ تاج بن الساعی خازن المستنصریہ۔ برہان بن جماعت۔ نجم الکاتبی المنطقی۔ شیخ محی الدین النوری۔ صدر سلیمان امام حنفیہ۔ تاج بن میسر المورخ۔ کواشی مفسر۔ تقی بن رزین۔ ابن خلکان صاحب وفیات الاعیان۔ ابن ایاز نحوی۔ عبدالحلیم بن تیمیہ۔ ابن جعوان۔ ناصر الدین بن منیر۔ نجم بن بارزی۔ برہان النسفی صاحب التصانیف علم الکلام۔ رضی شاطبی نحوی۔ جمال شریشی۔ نفیسی شیخ الاطباء۔ ابوالحسن بن ربیع النحوی اصبہانی شارح المحصول۔ عفیف تلمسانی شاعر (جو ملحد مشہور تھا) تاج بن الفرکاح۔ زین بن مرحل۔ شمس الجعبری۔ عز الفاروقی۔ محب الطبری۔ تقی بن بنت الاعز۔ رضی قسطنطینی۔ بہار بن نحاس نحوی۔ یاقوت مستعصمی صاحب الخط المنسوب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۴۳) المستکفی باللہ ابوالربیع

المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ نصف محرم ۶۸۴ھ میں پیدا ہوا اپنے باپ کے زمانہ خلافت میں جمادی الاول ۷۰۱ھ میں ولیعہد مقرر ہوا۔ بلاد مصر و شام میں اس کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا۔ یہ بشارت تمام اقطار اور ممالک اسلامیہ میں بھیجدی گئی ـــــ خاندان خلافت کبش میں رہا کرتا تھا سلطان نے اس کو قلعہ میں بلالیا اور ان کو الگ۔ اس میں ایک مکان دیدیا۔

۷۰۲ھ میں تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا سلطان اور خلیفہ دونوں مقابلہ کے لئے نکلے فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی اہل تاتار بکثرت قتل ہوئے اور بقیہ بھاگ گئے۔

اسی سال مصر اور شام میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا مکان کے نیچے اکثر آدمی دب کر مر گئے۔
سنہ ۷۰۲ھ میں امیر بیبرس الجاشنکیر منصوری نے جامع مسجد حاکم میں خطبہ اور درس و تدریس جاری کیا جتنا حصہ اس کا زلزلہ میں منہدم ہو گیا تھا اسکو پھر تعمیر کرایا۔ چار قاضی مقرر کئے دو مدرس فقہ کے اور سعد الدین حارثی علم حدیث کے استاد اور ابو حیان علم نحو کے مقرر کئے ـــــ ماہ رمضان سنہ ۷۰۸ھ میں سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون حج کے لئے مصر سے چلا امراء کی جماعت اسے رخصت کرنے کی غرض سے ساتھ ہوئی اور کچھ دور جا کر لوٹ آئی۔ جب سلطان کرک پہونچا اس کیلئے یہاں ایک پل بنایا گیا جس وقت سلطان پل کے بیچ وسط میں پہونچا تو پل گر گیا جو لوگ پہلے گذر چکے تھے وہ بچ گئے، سلطان کے گھوڑے نے ایک جست بھری اور اُسے بچا لیگیا۔ جو آدمی پچاس کے قریب پیچھے پیچھے تھے وہ گرے جنمیں چار کا انتقال ہو گیا) اکثر کے چوٹ آئی۔ سلطان کرک ہی میں ٹھیر گیا اور دیار مصر میں خود ہی نے یہ اطلاع بھیجدی کہ میں نے سلطنت سے دست کشی اختیار کر لی ہے قضاۃ مصر اور شام نے علی الترتیب المذکور بعد از ثبوت ۲۳ شوال سنہ ۷۰۸ھ کو رکن الدین بیبرس الجاشنکیر سے بیعت کی اس کا لقب الملک المظفر مقرر ہوا خلیفہ نے الملک المظفر رکن الدین کو خلعت سیاہ اور عمامہ مدور عطا کیا۔ فرمان شاہی اطلس کے کیسہ میں بند ہو کر شام روانہ کیا گیا وہاں جس وقت کھول کر پڑھا گیا تو فرمان کی ابتدا ان لفظوں میں تھی اِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ (یہ قرآن شریف کی آیت ہے جو حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں مرقوم ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو انہیں لفظوں سے خط شروع کیا تھا۔ خلیفہ سلیمان بن حاکم نے بھی تبرکاً انہیں لفظوں سے شروع کیا ہے۔ مترجم) سنہ ۷۰۹ھ میں الملک الناصر نے پھر سلطنت کا دعویٰ کیا امراء کی ایک جماعت نے اس کی اعانت کی چنانچہ شعبان میں یہ دمشق میں داخل ہو گیا عید الفطر کے روز مصر پہونچکر قلعہ پر چڑھ آیا مظفر اپنے ساتھیوں کو لے کر پہلے ہی بھاگ چکا تھا بآخر پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ علاء الوداعی نے الناصر کی اعادۂ سلطنت پر قصیدہ لکھا (ترجمہ) الملک الناصر کی دولت اپنے تخت کیطرف پھر لوٹ آئی جیسا کہ سلیمان پھر تخت پر آگیا (یہ شعر بھی اپنی معنوی حیثیت سے عجیب واقع ہوا ہے۔ یعنی جس طرح سلیمان پھر تخت پر لوٹ آیا یہ کنایہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہ گویا خلیفہ سلیمان حضرت سلیمان علیہ السلام کی جگہ آگئے۔ مترجم) ـــ اسی سال وزیر نے ذمیوں کیواسطے سفید عمامہ باندھنے کے متعلق کہا جا لانکہ انھوں نے سات لاکھ دینار جزیہ کی دیدیا تھا۔ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے وزیر کی اس بارے میں سخت مخالفت کی اور اس بات کو نہ چلنے دیا والحمد للہ ـــ اسی سال تاتاریوں کے بادشاہ خربندہ نے اپنی

سلطنت کی حدود میں مذہب روافض کا رواج دیا خطیبوں کو حکم دیا کہ وہ خطبوں میں سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی اہل بیت اور اولاد کے کسی کا ذکر نہ کیا کریں۔ چنانچہ اس کے مرنے تک یعنی سنہ ۷۱۶ھ تک یہی رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوسعید بادشاہ ہوا اس نے نہایت عدل پھیلایا، سنت کو قائم کیا اول شیخین کا پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا نام خطبوں میں جاری کیا بہت سے فتنے دب گئے (وللہ الحمد) یہ بادشاہ ملوک تاتار میں سب سے اچھا ہوا ہے اور اس کا طریقہ تمام بادشاہوں کے طریقوں سے اچھا رہا ہے اس کی موت یعنی سنہ ۷۳۶ھ تک یہی طریقہ رہا یہ پابند سنت تھا اپنے مرنے کے بعد اقبال بھی اپنے ساتھ لیگیا اس کے بعد سلطنت تاتار میں بہت رخنے پڑگئے سنہ ۷۱۷ھ میں دریائے نیل میں اتنی طغیانی آئی کہ کبھی سلنے میں بھی نہیں آئی تھی بہت سی بستیاں اور آدمی ڈوب گئے ــــ سنہ ۷۲۶ھ میں بھی دریائے نیل پھر چڑھا اور ساڑھے تین مہینے برابر پانی کھڑا رہا اس کا نقصان اس کے نفع سے بہت زیادہ تھا ــــ سنہ ۷۲۸ھ میں مکہ معظمہ کی مسجد حرام اور اس کے دروازوں کی تعمیر کی گئی ــــ سنہ ۷۳۰ھ میں سب سے اول مدرسہ صالحیہ کے ایوان شافعیہ میں جمعہ قائم کیا گیا ــــ اسی سال قوصوں نے جس جامع مسجد کی بنا باب زویلہ کے باہر رکھی تھی تیار ہو گئی سلطان اور اعیان سلطنت تمام جمع ہوئے قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی اول اس وقت کے لئے خطیب مقرر ہوئے پھر فخر الدین بن شکر مستقل خطیب ہو گئے۔

سنہ ۷۳۳ھ میں سلطان نے بندوق چلانے اور علماء ترسایان اور منجموں سے رجوع لانیکو منع کر دیا۔ اسی سال سلطان نے کعبہ شریف کا دروازہ آبنوس کا بنوایا اور اس پر سونے کے پترے چڑھوائے جن کا وزن پینتیس ہزار تین سو پچیس مثقال تھا۔ باب عتیق جس پر والی یمن کا نام کندہ تھا اکھاڑ دیا گیا اس کے تختے بنو شیبہ میں سگا لئے گئے ــــ سنہ ۷۳۶ھ میں خلیفہ اور سلطان کی آپس میں چپقلش ہو گئی سلطان نے خلیفہ کو پہلے قلعہ کے بروج میں نظر بند رکھا اور لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے بند کر دیا پھر ماہ ذوالحجہ سنہ ۷۳۷ھ میں اسکو مع اسکی اولاد اور متعلقین کے قوص بھیج دیا اور ان کے لئے کافی تنخواہ مقرر کر دی یہ کنبہ قریب سو آدمیوں کے تھا فانا للہ وانا الیہ۔ آخر خلیفہ مستکفی نے اسی حالت قید میں پچاس سال کی عمر سے تجاوز سے شعبان سنہ ۷۴۰ھ میں انتقال کیا اور اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ ابن حجر اپنی کتاب الدرر میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مستکفی فاضل تھے۔ نہایت خوشخط شجاع شخص تھا چوگان کھیلنے اور بندوق کا نشانہ لگانے میں استاد مانا جاتا تھا۔ علماء اور ادباء کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اسکی مدت خلافت میں حتیٰ کہ زمانہ نظر بندی اور قیام قوص میں بھی

برابر اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا رہا اول اول خلیفہ اور سلطان کی آپسمیں بیحد محبت تھی سیر و تفریح کے لئے دونوں ساتھ ہی نکلا کرتے تھے۔ چوگان بھی دونوں ساتھ ہی کھیلتے تھے آپس میں بھائیوں کی طرح رہا کرتے تھے۔ تنازعہ کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز سلطان کے سامنے خلیفہ کا ایک خط پیش کیا گیا جس میں خلیفہ نے کسی کو یہ تحریر کیا تھا کہ میں سلطان کو مجلس شرع شریف میں کسی معاملہ کی وجہ سے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ دیکھ کر سلطان بگڑ گیا اور قوص بھیجدینے اور تنخواہ مقرر کردینے کی نوبت پہونچ گئی ۔ ابن فضل اللہ کتاب المسالک کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مستکفی بہمہ صفت موصوف اور خصوصاً فن سپہ گری میں زیادہ مشہور تھا۔ مستکفی کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علما نے انتقال کیا:۔ قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید۔ شیخ زین الدین الفارقی شیخ الشافعیہ و شیخ دار الحدیث جو بعد از وفات نووی کے اس عہدہ پر مقرر ہوئے تھے اور ان کے مرنے کے بعد صدر الدین بن وکیل مقرر ہوئے۔ شرف الفزاری صدر بن وزیر بن حاسب۔ حافظ شرف الدین دمیاطی۔ ضیاء الطوسی شارح حاوی شمس السروجی شارح ہدایہ حنفی امام نجم الدین بن الرفعہ امام شافعیہ۔ حافظ سعد الدین حارثی۔ فخر التوزی محدث مکہ معظمہ۔ رشید بن المعلم از کبار علماء حنفیہ۔ اربوی۔ صدر بن وکیل شیخ شافعیہ۔ کمال بن شریشی۔ تاج التبریزی۔ فخر بن بنت ابی سنعد۔ شمس بن ابی العز شیخ حنفیہ۔ رضی طبری امام مکہ معظمہ۔ صفی الدین الہندی۔ محمود ارموی۔ شیخ نور الدین بکری۔ علاء بن عطار شاگرد امام نووی۔ شمس صفہانی صاحب التفسیر و شرح مختصر ابن حاجب و شرح تجرید وغیرہ۔ تقی الصائغ المقری قاریوں کے آخر شیخ۔ شہاب محمود شیخ صناعۃ الانشاء۔ جمال بن مطہر شیخ الشیعہ۔ کمال بن قاضی شہبہ۔ نجم القمولی صاحب الجواہر والبحر کمال بن زملکانی۔ شیخ تقی الدین بن تیمیہ۔ ابن الجبارہ شیخ الشاطبیہ۔ نجم البالسی شارح التنبیہ۔ برہان الفزاری شیخ شافعیہ علاء القونوی شارح الحاوی۔ فخر الترکمانی حنفی شارح جامع کبیر الملک المؤید صاحب حماۃ جن کی بہت سی تصانیف ہیں منجملہ ان کے ایک نظم الحاوی ہے۔ شیخ یاقوت العرشی شاگرد شیخ ابو العباس مرسی۔ برہان جعبری۔ بدر بن جماعہ۔ تاج بن فاکہانی۔ فتح بن سید الناس۔ قطب حلبی۔ زین کنانی۔ قاضی محی الدین ابن فضل اللہ۔ رکن بن قوبع۔ زین بن مرحل۔ شرف بن بارزی جلال قزوینی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۴) الواثق باللہ ابراہیم

الواثق باللہ ابراہیم بن ولیعہد المستمسک باللہ ابو عبد اللہ محمد بن الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد۔

اس کے بعد الحاکم نے اپنے بیٹے محمد کو المستکفی باللہ کا خطاب دے کر ولیعہد بنایا تھا مگر مستکفی کا انتقال اپنے باپ کے سامنے ہی ہو گیا اس لئے حاکم نے اس ابراہیم اپنے پوتے کو ولیعہد کر دیا کہ کو یہ گمان تھا کہ اس میں خلافت کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی مگر بعد میں اسے خود تجربہ ہو گیا کہ وہ اس لڑکے کے غیر صالح ہونے کیونکہ یہ کسی دن میں نہایت منحوس لوگوں سے صحبت رکھنے والا تھا کہ نے جب یہ دیکھا تو اس کی اصلاح ناممکن ہے پس اس نے حاکم کے ساتھ ولیعہدی سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے دوسرے بیٹے مستکفی ابراہیم کے چچا کو ولیعہد بنا دیا اس پر ابراہیم نے یہ حرکت کی کہ خلیفہ اور سلطان جو آپس میں بھائیوں کی طرح رہا کرتے تھے ان میں تفرقہ ڈلوا دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں بڑا فساد ہو گیا ۔۔۔ جب مستکفی کی موت کا وقت آیا تو اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے چھوٹے بیٹے احمد کو ولیعہد بنایا مگر سلطان نے اس کی طرف ذرہ برابر بھی توجہ نہ کی بلکہ اس ابراہیم سے بیعت کر لی اور اس کا لقب الواثق باللہ مقرر کر دیا جب سلطان کی موت کا وقت آیا تو سلطان حق اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوا اور آخر یکم محرم ۷۴۲ھ کو ابراہیم کو معزول کر کے ولیعہد احمد کو الحاکم بامر اللہ کا خطاب دے کر خلیفہ مقرر کر دیا ۔۔۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ ابراہیم کی شکایت لے کر سلطان کے پاس گئے اور اس کی بدخلقی اور بداعمالی کی شکایتیں کیں مگر سلطان نے ایک نہ سنی اور اسی سے بیعت کر لی ۔ عام لوگوں نے اسے المستعطی باللہ کا خطاب دیا ۔

ابن فضل اللہ مسالک میں لکھتے ہیں کہ واثق باللہ ابراہیم کو اس کے دادا نے یہ خیال کر کے کہ شاید اس میں خلافت کی صلاحیت آ جائے یا یہ دائمی خلافت کی آواز کو سن کے ولیعہد مقرر کر دیا تھا مگر وہ بجائے نیک اور صالح ہونے کے حیران ہو کر بدنام کنندہ نکونامے چند ہوا جوانی میں اور زیادہ بدکار بن گیا ۔ ہمیشہ لایعنی اور بیہودہ کام کیا کرتا تھا ذلیلوں میں اس کی چوکڑی تھی برے کاموں پر فخر کرتا تھا بداعمالی کو اپنی زینت اور اس کو نیک کام سمجھتا تھا ۔ کبوتر بازی بیٹرے اور مرغے لڑایا کرتا تھا اور بہت سے افعال اسی طرح کے کیا کرتا تھا کہ جن سے مروت جاتی رہتی ہے اور وقار اٹھ جاتا ہے ۔ بدمعاملہ تھا لوگوں سے چیز خرید کر قیمت نہیں دیتا تھا حرام طریقہ پر کھانا خود بھی کھاتا اور اپنے عیال کو بھی کھلاتا تھا جب مستکفی کی موت کا وقت آیا تو انھیں صاحبزادہ کی عنایت ۔۔۔ جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے ۔ سلطان کے غصہ کی آگ خلیفہ پر بھڑک رہی تھی اور سلطان کے غضب کا سمندر موجیں مار رہا تھا اس نے واثق کو جو عقل سے کورا اور بدمعاش شخص تھا بلایا نیز احمد کے جس کو اس کے دادا نے ولیعہد بنایا تھا حاضر کیا گیا سلطان

نے [illegible] کی وجہ سے عہدہ خلافت احمد کے سر سے اتار کر [illegible] کے سر منڈھ دیا اور اگرچہ اس کی ولیعہدی کا نسخ پہلے ہی ہو چکا تھا مگر سلطان نے اس کا مطلق خیال نہ کیا قاضی القضاۃ ابو عمر بن جماعت نے سلطان کی رائے کی مخالفت کی مگر کچھ نہ ہو سکا آخر اس پر قرار پایا کہ خطبوں میں واثق کا نام نہ لیا جایا کرے بلکہ بجائے دونوں کے نام کے خطبوں میں محض سلطان کا نام پکارا جایا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مستکفی کی موت کے ساتھ خطبوں میں سے خلفاء کا نام بھی مٹ گیا اور دعا میں محض سلطان کا نام باقی رہ گیا گویا یہ آخر خلفاء بنی عباس تھا۔ لوگوں نے اس اشعار کو مٹا دیا اور ایک تیز تلوار کو نیام میں کر دیا یہ حالت سلطان کے بستر مرگ پر پہونچنے تک رہی جب موت نے سلطان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی آنکھ کھلی اور یہ اپنے کئے پر پچھتایا اور جس کے متعلق خلیفہ کی وصیت تھی اس طرف خلافت پھر لانے پر متوجہ ہوا حق اس پر ظاہر ہو گیا اور اپنی وعدہ خلافی پر پشیمان اور نادم ہوا۔ پھر توقف ابراہیم کو معزول کیا اور حق حقدار کو پہونچ گیا۔ ابراہیم بھیڑئے لباس میں بھیڑیا۔ شریفوں کے لباس میں پاجی۔ بجسم شحیم کی شکل میں متورم تھا اللہ اللہ کہاں وہ واثق۔ جس کا رعب دلوں میں سرایت کر گیا تھا اور اس کی ہیبت نے مشرق و مغرب میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ سچ ہے کرگس سوبڑھ کیطرح ڈاڑھی بڑھا کر ہاتھی نہیں بن سکتا اور بلی زیادہ پھول کر شیر نہیں ہو سکتی۔ اب واثق ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور اپنی بے عزتی کے ساتھ خاندان کا نام بھی ڈبو دیا۔ سچ ہے جو شخص کسی کو ذلیل کرتا ہے وہ خود ذلیل ہوتا ہے۔ انتہی کلام ابن فضل اللہ۔

(۵) الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن المستکفی — قوص میں المستکفی یعنی الحاکم بامر اللہ کے باپ کا جب انتقال ہونے لگا تو اس نے الحاکم کو ولیعہد مقرر کیا لیکن سلطان الملک الناصر نے اس پر اس کے بھتیجے ابراہیم کو ترجیح دی اور چونکہ ابراہیم کی سیرت بہت زیادہ قبیح تھی اس لئے قاضی عز الدین بن جماعۃ نے اس کی مخالفت میں بہت زیادہ کوشش کی مگر ان کی کوشش بالکل نہ چلی اور سلطان نے ابراہیم سے ہی بیعت کر لی۔ آخر الملک الناصر اپنی موت کے وقت اس پر بہت پچھتایا اور امراء کو وصیت کی کہ ابراہیم کو معزول کر کے احمد سے بیعت کر لیجا سکے چنانچہ الناصر کے انتقال کے بعد رجب المنصور ابو بکر بن الناصر بادشاہ ہوا تو اس نے پنجشنبہ ۱۱ ذوالحجہ [illegible] میں ایک مجلس منعقد کی۔ ابراہیم اور ولیعہد الحاکم کو بھی بلایا قاضیوں

سے دریافت کیا گیا کہ شرعاً خلافت کا مستحق کون شخص ہے قاضی عزالدین بن جماعت نے کہا کہ خلیفہ المستکفی نے شہر قوص میں اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے احمد کو ولیعہد بنایا تھا اور اس پر خلیفہ نے شہر قوص کے چالیس عادل گواہوں کو شاہد بنایا تھا اول اس کا ثبوت میرے نائب قاضی قوص کے سامنے گزرا تھا اور پھر میرے روبرو بھی اس کا ثبوت ہو چکا ہے سلطان نے یہ سنکر فوراً ابراہیم سے خلع اور احمد سے بیعت کرلی اور اس کے دادا کے اوپر ہی اس کا لقب الحاکم بامراللہ مقرر کر دیا ــــ ابن فضل اللہ مسالک میں لکھتے ہیں کہ الحاکم بامراللہ ہمارے زمانہ کا امام اور ہمارے ملک کا بادشاہ ہے اس نے دشمنوں کو غیظ اور دوستوں کو فیض پہنچایا تمام امور کو بخوبی انجام دیا اس کی طرف سب کی نظریں محبت سے اٹھنے لگیں رسوم خلافت کو از سر نو زندہ کیا اس کی مخالفت کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی اپنے آباء و اجداد کے قدم بقدم چلا جو عظمت دلوں سے محو ہو چکی تھی اس کو پھر زندہ کیا اور اپنی اولاد کے واسطے راستہ صاف کر گیا اپنے خاندان کی پریشانیوں کو مبدل بہ اطمینان کر دیا۔ جو کچھ بے اطمینانیاں پیدا ہوگئی تھیں ان کو مٹا دیا منبروں پر اس کے نام کے خطبوں کا اجراء ہو گیا اور تمام مملکت اسلام میں اس کا اعتبار بڑھ گیا ــــ ابن فضل اللہ فرماتے ہیں کہ الحاکم کے لئے ایک مبایعت نامہ لکھا گیا تھا جس کے اندر تمام حالات مشرح طور سے لکھے گئے تھے اور جس میں ہر طرح کا ذکر کیا گیا تھا اور جس کی ابتداء قرآن شریف کے ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ الخ (ابن فضل اللہ کا وہ مبایعت نامہ پورا مصنف نے نقل کیا ہے جو قریب سات صفحوں کے ہے وہ اپنی بلاغت و فصاحت اور رقت الفاظ سے کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ اردو خواں حضرات تو درکنار عربی عالم بھی کم ہی مستفید ہو سکتے ہیں اس لئے اس کا ترجمہ ترک کر دیا گیا۔ مترجم) ــ ابن حجر درر میں لکھتے ہیں کہ اول اس کا لقب المستنصر مقرر ہوا تھا مگر بعد میں الحاکم مقرر ہو گیا ــــ شیخ زین الدین عراقی کہتے ہیں کہ الحاکم نے بعض متاخرین سے حدیث سماعت کی تھی ــــ الحاکم کا انتقال نصف ۷۵۳ھ میں مرض طاعون کے اندر ہو گیا ــــ اس کے زمانہ خلافت اور ایام ولایت میں حسب ذیل واقعات ظہور پذیر ہوئے ــــ سلطان منصور اپنے فساد اور شراب خوری کی وجہ سے معزول کر دیا گیا کہتے ہیں کہ اس کی بدکاری کی انتہا اس حد تک پہونچ چکی تھی کہ اس نے اپنے باپ کی بیویوں کو بھی نہیں چھوڑا معزولی کے بعد وہ قوص بھیجدیا گیا اور وہیں

قتل ہوگیا در اصل یہ اللہ صاحب جل جلالہ کیطرف سے اس بدکاری کا بدلہ تھا جو اس کے باپ نے خلیفہ المستکفی کے ساتھ کی تھی کیونکہ یہ عادت اللہ ہمیشہ سے جاری رہی ہے کہ جس نے آل عباس کو کوئی ایذا یا تکلیف پہنچائی اس کو بھی فوراً سزا مل گئی — منصور کے خلع کے بعد اس کا بھائی الملک الاشرف کجک بادشاہ ہوا مگر اسی سال تخت سے اتار دیا گیا اس کے بعد اس کا بھائی احمد تخت نشین ہوا جس نے اپنا لقب الناصر مقرر کیا۔ قاضی شام شیخ تقی الدین سبکی نے سلطان اور خلیفہ میں مبایعت کرائی — سنہ ۷۴۳ھ میں الناصر احمد بھی معزول ہوگیا اس کی جگہ اس کا بھائی اسماعیل بلقب صالح سلطان مقرر ہوا — سنہ ۷۴۹ھ میں صالح کا انتقال ہوگیا خلیفہ نے اس کے بھائی شعبان کو الکامل کا خطاب دیکر بادشا ▪ بنادیا۔

سنہ ۷۴۷ھ میں الکامل قتل ہوگیا اور اس کا بھائی امیر حاج بلقب المظفر تخت نشین ہوا۔

سنہ ۷۴۸ھ میں مظفر بھی معزول کر دیا گیا اس کی جگہ اس کا بھائی حسن بلقب الناصر سلطان ہوگیا۔

سنہ ۷۴۹ھ میں ایسا طاعون پھیلا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا تھا۔

سنہ ۷۵۲ھ میں حسن الناصر بھی معزول ہوگیا اور اس کا بھائی صالح بادشاہ ہوا الملک الصالح لقب مقرر ہوا یہ آٹھواں شخص تھا جو اولاد الناصر محمد بن قلادون سے بادشاہ ہوا تھا۔ شیخو اس کا اتابک تھا۔ مسالک میں لکھا ہے کہ سب سے اول مصر میں بھی اتابک الامیر الکبیر کے لقب سے ملقب ہوا ہے — الحاکم کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے وفات پائی۔ حافظ ابو الحجاج المزی۔ تاج عبد الباقی یمنی شمس بن عبد الہادی۔ ابو حیان۔ ابن الوردی۔ ابن اللبان۔ ابن عدلان۔ ذہبی۔ ابن فضل اللہ ابن تیم جوزی۔ فخر المصری شیخ شافعیہ بالشام۔ تاج المراکشی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ —

(۴۱) المعتضد باللہ ابو الفتح

المعتضد باللہ ابو الفتح ابو بکر بن المستکفی — سنہ ۷۵۳ھ میں اس کے بھائی کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس سے بیعت کی یہ نیک اور متواضع اہل علم کو دوست رکھنے والا شخص تھا۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۷۶۳ھ میں اس دنیائے دنی سے انتقال کرگیا۔

اس کے عہد خلافت کے واقعات حسب ذیل ہیں — سنہ ۷۵۴ھ میں بقول ابن کثیر

وغیرہ طرابلس ہیں ایک لڑکی تھی جس کا نام نفیسہ تھا۔ یکے بعد دیگرے تین مردوں سے اس کا نکاح ہوا مگر کوئی اس پر قادر نہ ہوسکا لوگوں کا گمان تھا کہ اسے رتق کی بیماری ہے رتق عورتوں کی ایک بیماری ہوتی ہے کہ فرج کے منہ پر ایک زیادتی پیدا ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے ادخال ذکر ناممکن ہوجاتا ہے۔ مترجم) جب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو اس کے پستان غائب ہوگئے اور فرج سے کچھ تھوڑا تھوڑا گوشت ابھرنا شروع ہوگیا حتیٰ کہ وہ رفتہ رفتہ بقدر ایک انگشت کے ہوگیا اور انثیین بھی نمودار ہوگئے ۔۔۔ ۷۵۵ھ میں الملک الصالح کا خلع ہوا اور الناصر حسن پھر بادشاہ ہوگیا ۔۔۔ ۷۵۶ھ میں پیسے دینار کے برابر مسکوک کرائے گئے اور اسی کے وزن کے برابر بنوائے ایک درہم کے چوبیس پیسے مقرر ہوئے اس سے پہلے ایک درہم کے ڈیڑھ رطل پیسے آتے تھے انھیں نے پیسوں سے نقرئی داموں کا حساب کر کے شیخو اور صرغتمش کے حکم سے ارباب وظائف کی تنخواہیں ملتی تھیں ۔۔۔ ۷۶۲ھ میں الناصر حسن قتل ہوگیا اور اس کا بھتیجا محمد بن المظفر تخت پر بیٹھا ۔۔۔ معتضد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ شیخ تقی الدین سبکی۔ سمین صاحب الاعرب۔ قوام الاتقانی بہاء بن عقیل۔ صلاح العلائی۔ جمال بن ہشام۔ حافظ مغلطائی۔ ابو امامہ بن النقاس و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۷) المتوکل علی اللہ ابو عبداللہ

المتوکل علی اللہ ابو عبداللہ محمد بن المعتضد والد خلفاء العصر ۔۔۔ یہ اول ولیعہد تھا اپنے والد کے انتقال کے بعد جمادی الاولیٰ ۷۶۳ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اس کی مدت خلافت پینتالیس برس ہیں اور اسی میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جس میں معزول اور قید رہا ہے جس کا ذکر ہم عنقریب ہی کریں گے اس نے اپنے پیچھے بہت اولاد چھوڑی کہتے ہیں کہ اس کے سو بچے پیدا ہوئے کچھ پورے ہوئے کچھ اسقاط حمل ہوگیا اکثر بڑے ہوکر مرے بعض بچپن میں انتقال کر گئے۔ ان میں سے پانچ اولاد کو خلافت پہونچی جس کی نظیر دوسرے خلفاء میں نہیں ملتی جنھیں خلافت پہونچی ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ المستعین العباس۔ المعتضد داؤد۔ المستکفی سلیمان القائم حمزہ۔ المستنجد یوسف۔ اسکی اولاد میں سے اب ایک موسیٰ باقی ہے جو بالکل ابراہیم بن المستکفی کے مشابہ ہے بنی عباس میں اسوقت جس قدر لوگ موجود ہیں وہ اسی متوکل کی اولاد میں سے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان میں برکت عنایت فرمائیں اور ان کی نسل بڑھائیں ۔۔۔ اس کے زمانہ کے واقعات حسب ذیل

ہیں : ــــ ۷۶۴ھ میں المنصور محمد کا خلع ہوا اور شعبان بن حسین بن الناصر بن محمد بن قلاوون سلطان ہوا جس کا لقب اشرف رکھا گیا ــــ ۷۷۳ھ میں سلطان کا حکم ہوا کہ تمام شرفاء سبز عمامیں باندھا کریں تاکہ وہ دوسرے لوگوں سے الگ پہچانے جایا کریں یہ ایک نئی بات تھی۔ عبداللہ بن جابر الاعمٰی نحوی شارح الفیہ جو الاعمٰی والبصیر کے لقب سے مشہور ہیں انھوں نے اس علامت کے متعلق کہا ہے کہ (ترجمہ) انبیاء رسول کے واسطے انھوں نے ایک علامت مقرر کی ہے حالانکہ علامت اس چیز کی ہونی چاہیئے جو مشہور نہ ہو ان کے چہروں پر نور نبوت کا چمکنا سبز کپڑوں سے مستغنی کرتا ہے ــــ اسی سال طاغی تیمور لنگ نے خروج کیا جس نے شہروں کو تباہ لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ خدا کی زمین پر بہت ہی فساد پھیلایا حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ نے اس لعنتی کو ۸۰۷ھ میں اٹھا لیا ــــ اس شخص تیمور لنگ کی اصل یہ ہے کہ یہ ایک دہقان کا لڑکا تھا چوری۔ رہزنی شروع کر دی پھر صاحب خیل السلطان کی خدمت میں چلا گیا اور اس کے مرنے کے بعد خود اسکی جگہ دبا بیٹھا اور رفتہ رفتہ اتنی ترقی کی کہ تواریخ میں قیامت تک اس کا نام چلا جائیگا ــــ کسی شخص سے دریافت کیا گیا کہ تیمور لنگ کا خروج اول کس سال میں ہوا تھا اس نے جواب دیا کہ سال عذاب میں کیونکہ ابجد کے حساب سے لفظ عذاب کے عدد ۷۷۳ نکلتے ہیں ــــ رمضان ۷۷۵ھ میں سلطان کے قلعہ کے سامنے درس بخاری شروع ہوا حافظ زین الدین عراقی اول قاری مقرر ہوئے پھر شہاب الدین عریانی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے ــــ ۷۷۶ھ میں دمشق میں سخت قحط پڑا۔

۷۷۸ھ میں اشرف شعبان قتل ہو گیا اور اس کے بجائے اس کا بیٹا علی بہ لقب المنصور بادشاہ ہوا۔ اس کے قتل اور المنصور کی تخت نشینی کا واقعہ اس طرح ہوا کہ اشرف شعبان نے خلیفہ اور قضاۃ اور امراء کے حج کو چلا راستہ میں سے امراء چھپکر قاہرہ واپس بھاگ آئے اور خلیفہ بھی چلا آیا تمام لوگوں کا یہ ارادہ ہوا کہ خلیفہ کو مصر کا بادشاہ بنا دیا جائے مگر خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا انھوں نے ابن اشرف کو تخت پر بیٹھا دیا اشرف یہ سنکر کہیں چھپ گیا مگر ذوالقعدہ میں گرفتار کر کے گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ــــ اسی سال آفتاب و ماہتاب دونوں کو پورا گہن لگا۔ شعبان کی چودہ تاریخ کو جب چاند نکلا تو گہن لگا ہوا اور ۲۸ شعبان کو آفتاب میں گہن لگا ــــ ۲۸ ربیع الاول ۷۷۹ھ میں بیبک البدری اتابک العساکر نے زکریا بن ابراہیم بن المستمسک بن خلیفہ الحاکم کو بلا کر خلعت دیدیا اور خلیفہ بنا دیا حالانکہ نہ کسی نے اس سے

بیعت کی نہ اس پر اجماع ہوا۔ زکریا بن ابراہیم کو المستعصم کا خطاب دیدیا اور متوکل کو قوص جانیکا حکم نافذ کر دیا۔ اس عزل ونصب کا سبب وہ کینہ تھا جو اشرف کے قتل کے وقت اتابک کے دل میں خلیفہ کیطرف سے پیدا ہو گیا تھا خلیفہ قوص چلا گیا اور اگلے ہی روز واپس آ گیا اور آخر ۲۰ ربیع الاول کو پھر خلیفہ ہو گیا المستعصم محض پندرہ روز خلیفہ رہ کر پھر معزول کر دیا گیا۔ جو خلفاء مصر میں رہے ان میں متوکل چھٹا خلیفہ تھا اس کا بھی خلع ہوا۔ یہ عجیب اتفاق ہوتا تھا جس پر ہم شروع کتاب میں بحث کر چکے ہیں۔ ۷۸۲ھ میں حلب سے خبر پہنچی کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے بیہودہ بکنا شروع کیا امام صاحب نے نیت نہ توڑی بلکہ نماز پوری کر کے جب سلام پھیرا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس بیہودہ بکنے والے کی صورت سؤر کی سی ہو گئی ہے اور وہ جنگل کی طرف بھاگا چلا جا رہا ہے لوگوں نے یہ دیکھ کر بڑا تعجب کیا۔

صفر ۷۸۳ھ میں منصور کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اسکا بھائی حاجی بن الاشرف مقرر ہوا اسکا لقب الصالح قرار پایا رمضان شریف ۷۸۴ھ میں الصالح کا خلع ہوا اور برقوق بادشاہ ہوا اسکا لقب الظاہر مقرر ہوا یہ خاندان جراکسہ کا سب سے پہلا بادشاہ ہے۔ رجب ۷۸۵ھ میں برقوق جرکس نے خلیفہ المتوکل کو پکڑ کر خلع کر کے قلعہ الجبل میں قید کر دیا اور محمد بن ابراہیم بن المستمسک بن الحاکم کو الواثق باللہ کا خطاب دیکر بیعت کر لی۔ محمد بن ابراہیم خلیفہ رہا حتیٰ کہ چہارشنبہ ۱۷ شوال ۷۸۸ھ میں اس کا انتقال ہو گیا لوگوں نے برقوق سے خلیفہ المتوکل کی بحالی کے متعلق عرض کیا مگر اس نے نامنظور کر دیا اور اس کے بھائی محمد زکریا کو بلا کر المستعصم باللہ کا خطاب دیکر خلیفہ بنا دیا ۷۹۱ھ تک یہ خلیفہ رہا آخر برقوق اپنے کیے پر نادم ہوا اور متوکل کو قید سے نکال کر پھر سے خلیفہ کر دیا زکریا معزول ہو کر گھر بیٹھ گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا المتوکل مرتے دم تک خلیفہ رہا۔ اسی سال جمادی الآخر میں الصالح حاجی پھر سلطنت پر لوٹ آیا اور اپنا لقب بدل کر المنصور رکھ لیا برقوق کرک میں قید کر دیا گیا۔

اسی سال مؤذنوں نے ایک نئی بدعت ایجاد کی یعنی اذان کے آخر میں الصلوٰۃ والتسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شامل کر دیا یہ بالکل ایک نئی بات تھی مؤذنوں کو یہ حکم المحتسب نجم الدین الطنبدی نے دیا تھا۔ صفر ۷۹۲ھ میں برقوق قید سے رہا ہو کر پھر بادشاہ ہو گیا اور مرتے دم تک یعنی شوال ۸۰۱ھ تک بادشاہ رہا اسکے بعد اس کا بیٹا فرج سلطان ہوا اور اس نے اپنا لقب الناصر رکھا ۶ ربیع الاول ۸۰۸ھ کو معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسکے بھائی عبدالعزیز کو المنصور کا خطاب دیکر تخت پر بٹھلا دیا۔ ۴ جمادی الآخر کو وہ بھی

معزول کر دیا گیا اور پھر دوبارہ الناصر سلطان ہو گیا ـــــ اسی سال یعنی شب سہ شنبہ ۱۸ / رجب المرجب ۷۶۳ھ کو خلیفہ المتوکل کا انتقال ہو گیا ـــــ اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا: شمس بن مفلح عالم حنبلی۔ صلاح الصفدی شہاب بن نقیب۔ محب ناظر الجیش۔ شریف الحسینی الحافظ۔ قطب تحتانی۔ قاضی القضاۃ عزالدین بن جماعۃ۔ تاج بن سبکی۔ ان کے بھائی شیخ بہاء الدین۔ جمال اسنوی۔ ابن صائغ حنفی۔ جمال بن بزاتہ۔ عفیف یافعی۔ جمال شریشی۔ شرف بن قاضی جبل۔ اسراج الہندی۔ ابن ابی حجلہ۔ حافظ تقی الدین بن رافع۔ حافظ عماد الدین بن کثیر۔ عتابی نحوی۔ بہاء ابو البقاء سبکی شمس بن خطیب بیرود۔ عماد حسبانی۔ بدر بن حبیب۔ ضیاء القرمی شہاب الاذرعی۔ شیخ اکمل الدین شیخ سعد الدین تفتازانی۔ بدر الزرکشی۔ سراج ابن ملقن۔ سراج بلقینی۔ حافظ زین الدین عراقی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۸) الواثق باللہ عمر

الواثق باللہ عمر بن ابراہیم بن ولیعہد المستمسک بن الحاکم متوکل کے خلع کے بعد رجب ۷۸۵ھ میں لوگوں نے اس سے بیعت کی اور چہار شنبہ ۱۹ شوال ۷۸۸ھ تک خلیفہ رہ کر انتقال کر گیا۔

(۹) المستعصم باللہ زکریا

المستعصم باللہ زکریا بن ابراہیم بن المستمسک۔ اس سے اسکے بھائی الواثق کے مرنیکے بعد بیعت ہوئی اور ۷۹۱ھ میں معزول کر دیا۔ مرتے وقت تک معزول رہا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ متوکل پھر خلیفہ بنا دیا گیا۔

(۱۰) المستعین باللہ ابوالفضل

المستعین باللہ ابو الفضل العباس بن المتوکل اس کی والدہ ایک ترکی ولد باندی خاتون نامی تھی رجب ۸۰۸ھ میں متوکل کے انتقال کے بعد اس سے بیعت کی گئی ان ایام میں الملک الناصر فرج سلطان تھا ـــــ جب الناصر شیخ سے لڑنے کے لئے نکلا اور ہزیمت کھا کر قتل ہو گیا تو محرم ۸۱۵ھ میں خلافت پھر مستند ہو کر بحیثیت سلطان کی خلیفہ سے بیعت کی گئی۔ خلیفہ نے اس بیعت کو بعد از توثیق اور عہد و پیمان از امراء قبول فرمایا اس کے بعد امراء کے جلوس میں مصر آیا اور ولایت و عزل میں تصرف کیا سکوں پر اس کا نام سکوک ہو گیا لقب اسنے بہ سلطنت

رکھا کوئی تبدیل و تغیر نہ کیا ــــ شیخ الاسلام ابن حجر نے اس کے متعلق ایک بہت بڑا مشہور قصیدہ لکھا جس کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں۔ (ترجمہ) ہم ہیں بہ سبب مستعین عباس عادل کے ملک کی بنیاد استوار ہو گئی۔ اولاد عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از مدت بسیار کے اجلاس فرمایا۔ ۲ ربیع الآخر سہ شنبہ کا دن بہت مبارک ہے کہ اس میں خوشی برستی ہے۔ اسی دن مہدی زمانہ امین مامون عیب سے خالی طاہر الانفاس تخت پر بیٹھا۔ اے آفتاب تیرا غلام امیدوار بنکر آیا ہے اگر تو قبول کرے تو نا امیدی اس کے پاس نہ پھٹکے ــــ جب مستعین مصر میں آیا تو قلعہ میں ٹھیرا۔ شیخ الاصطبل بھی قلعہ میں ہی رہا۔ دیار مصر کی تدبیر مملکت شیخ الاصطبل کے سپرد کر دی اور اس کو نظام الملک کا خطاب عنایت کیا۔ امراء کو جب اپنی خدمات سے فرصت ہوتی تو وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اس نے رفتہ رفتہ تمام کام اپنے ہاتھ میں لینے شروع کر دئے حتیٰ کہ فرامین وغیرہ کی خبر خلیفہ تک کو نہ ہوتی اور محض اسکے حکم سے نافذ ہو جاتے خلیفہ کو اس سے سخت وحشت اور قلق ہوا اور بہت زیادہ طبیعت گھبرائی۔ آخر شیخ الاصطبل نے خلیفہ سے درخواست کی۔ کہ سلطنت اس کے سپرد کر دیجائے جیسا کہ ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے خلیفہ نے اس کو اس شرط پر قبول کر لیا کہ وہ قلعہ چھوڑ کر اپنے گھر سکونت اختیار کرلے۔ شیخ نے اس شرط کو قبول نہ کیا اور بہ جبر سلطان بن گیا اور المؤید خطاب رکھ لیا۔ صاف اور صریح طور پر خلیفہ سے خلع کر کے اس کے بھائی داؤد سے بیعت کر لی۔ مستعین بیچارہ مع اپنے اہل و عیال کے قلعہ سے اپنے گھر چلا آیا۔ شیخ نے حکم نافذ کیا کہ کوئی شخص مستعین سے نہ مل سکے۔ جب یہ اطلاع نوروز نائب شام کو ملی تو اس نے قاضیوں اور علماء کو جمع کر کے اسکے متعلق فتویٰ دریافت کیا انھوں نے مؤید کے خلاف فتویٰ دیا اور اس کی خلافت کو غلط ٹھیرایا اس پر نوروز نے مؤید سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ اور مؤید بھی ۸۱۸ھ میں اس سے جنگ کے لئے نکلا مستعین اسکندریہ چلا گیا اور وہاں پکڑ کر قید کر دیا گیا۔ جب ططر بادشاہ ہوا تو اسکو رہا کر کے قاہرہ میں آجانیکی اجازت دیدی گئی مگر اسنے اسکندریہ ہی کو اپنا وطن بنالیا اور اسے اسکندریہ ہی پسند آگیا وہاں اس نے تجارت سے بہت سامال پیدا کیا آخر وہیں جمادی الآخر ۸۳۳ھ میں بمرض طاعون اسکا انتقال ہوگیا ــــ اسکے زمانہ کے عجیب واقعات ہیں: ۸۱۲ھ میں ایک دن دریائے نیل اسقدر نیچے اتر گیا کہ جس کی کوئی انتہا نہ تھی پھر از خود ہی اتنا چڑھ آیا کہ معمول سے بائیس گز اوپر آگیا ــــ ۸۱۳ھ میں غیاث الدین اعظم شاہ بن اسکندر شاہ بادشاہ بنگالہ نے خلیفہ کو بہت سامال اور تحفے روانہ کئے اور بارگاہ خلافت سے خطاب کی درخواست

کی نیز سلطان کے لئے بھی تحائف روانہ کئے ــــ مستعین کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ الموفق الناشری شاعر یمن ۔ نصر اللہ بغدادی عالم حنبلی ۔ شمس المفید نحوی ۔ شہاب الحسبانی ۔ شہاب الناشری فقیہ یمن ۔ ابن الہمائم صاحب الفرائض والحساب ۔ ابن الضعیف شاعر ۔ محب بن شحنہ عالم حنفیہ والدقاضی العسکر رحمہم اللہ تعالیٰ ۔

(۱۱) المعتضد باللہ ابوالفتح

المعتضد باللہ ابوالفتح داؤد بن المتوکل ایک ترکی ام ولد کزل نامی سے پیدا ہوا اور اپنے بھائی کو معزول کے بعد ۸۱۵ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا اسوقت سلطنت پر سلطان المؤید قابض تھا سلطان نے محرم ۸۲۴ھ میں انتقال کیا اور اس کی جگہ اسکا بیٹا احمد بہ لقب المظفر تخت سلطنت پر قابض ہوا ططر اس کا ناظم مقرر ہوا مگر شعبان میں ططر نے اسے گرفتار کر لیا خلیفہ نے ططر کو سلطنت عنایت کر دی اور اسکا لقب الظاہر مقرر کر دیا ططر اسی سال ذوالحجہ میں انتقال کر گیا اسکی جگہ اسکا بیٹا محمد بہ لقب الصالح سلطان مقرر ہوا اور اسکی نظامت برسبائی کو سپرد ہوئی برسبائی نے حملہ کر کے الصالح کو تخت سے اتار دیا اور خلیفہ سے برسبائی کو ربیع الآخر ۸۲۵ھ میں سلطان بنا دیا یہ حالت سلطنت میں ہی ذوالحجہ ۸۴۱ھ کو انتقال کر گیا اسکی جگہ اسکا بیٹا یوسف بلقب العزیز بادشاہ مقرر ہوا جقمق اسکا ناظم بنا جقمق نے عزیز سے ۸۴۲ھ میں سلطنت چھین لی اور خلیفہ نے اسکو الظاہر کا لقب دیکر سلطان بنا دیا خلیفہ نے اسی سلطان کے زمانہ میں انتقال کیا ــــ معتضد سردار خلفاء ۔ نجیب ۔ زکی ۔ عقیل ۔ ہوشیار شخص تھا ۔ علماء و فضلاء کی صحبت اختیار کیا کرتا تھا انسے فائدہ حاصل کرتا اور حاضرین انکو شریک کھانے انتہائی سخی تھا ۔ یکشنبہ ۴ ربیع الاول ۸۴۵ھ میں انتقال کیا ۔ اسکی عمر قریب ستر سال کی تھی ۔ یہ ابن حجر کی تحقیق ہے مگر مجھ سے خود اس کے بھتیجے نے بیان کیا کہ اسکی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی ہے ــــ اسکے زمانہ میں عجیب واقعات جو ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔

۸۱۶ھ میں صدرالدین بن آدمی کو عہدہ قضا کے ساتھ محتسب کا بھی عہدہ دیا گیا یہ پہلا شخص ہے جسے دونوں عہدوں کے جامع ہونیکا فخر حاصل ہے ــــ ۸۱۹ھ میں عہدہ محتسب منکلی بغا کے سپرد کیا گیا ترکوں میں یہ اول شخص ہے جو اس عہدے پر مامور ہوا ــــ اسی سال مصر میں ایک شخص نے دعوی کیا کہ میں آسمانوں پر گیا وہاں خدا کو دیکھا اور اس سے ہمکلام ہوا ۔ بہت سے عوام اس کے معتقد ہو گئے ایک مجلس منعقد کر کے اسکو اس دعوے سے توبہ کرنے کے لئے کہا گیا مگر اس نے توبہ سے انکار کر دیا اس پر فتوی لکھا گیا مالکی نے حکم دیا اگر یہ شخص اسکے فتور عقل کی گواہی نہ دیں تو اسکو قتل کر دیا جائے اطباء نے مشاہدہ کے بعد یہ کہا کہ یہ شخص مختل العقل ہے ہوش درست نہیں اس لئے اسکو پاگل خانے میں بھیج دیا گیا ۔

۸۲۱ھ میں ایک بھینس نے ایک عجیب قسم کا بچہ دیا جو صنعت خداوندی کا ایک عجیب نمونہ تھا اس کے دو سر دو گردنیں۔ چار اگلے ہاتھ کمر کی دو ڑیڑھ کی ہڈیاں۔ ایک پاخانہ کی جگہ۔ دو پچھلے پیر ایک پیشاب کی جگہ زنانی دُو دمیں تھیں ۸۲۲ھ میں ارزنگان میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکی وجہ سے اکثر آدمی مر گئے اسی سال المدرستہ المؤید بنکر تیار ہو گیا اس کے مدرس شیخ شمس الدین بن مدیری مقرر ہوئے۔ درس سلطان کے سامنے ہی شروع ہوا۔ سلطان کے بیٹے ابراہیم نے شیخ کا مصلیٰ خود اپنے ہاتھ سے بچھایا ۸۲۳ھ میں شہر غزہ میں ایک اونٹ حلال کیا گیا تو اسکا گوشت اس طرح چمکتا تھا جیسے چراغ چمکتا ہے جس میں سے تھوڑا سا کتے کو ڈالا گیا تو اس نے بھی نہ کھایا ۸۲۴ھ میں دریائے نیل اپنے پورے منتہا تک چڑھ آیا جس کی وجہ سے بہت سی زراعت غرق ہو گئی ۸۲۵ھ میں فاطمہ بنت قاضی جلال الدین بلقینی کے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس میں مرد و عورت دونوں کی علامات موجود تھیں ہتھیلیوں اور ایک ایک ہاتھ زائد تھا سر میں دو سینگ بیل جیسے تھے۔ یہ فوراً ہی مر گیا۔ اسی سال قاہرہ میں ایک خفیف زلزلہ آیا اور دریائے نیل زیادہ ہو گیا۔ معتضد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:۔ شہاب بن حجر قفیہ شام۔ برہان بن رفاعہ ادیب۔ زین ابوبکر المراغی فقیہہ و محدث مدینہ شریف۔ حسام الابیوردی۔ جمال بن ظہیر حافظ مکہ مجد شیرازی صاحب قاموس۔ خلف التحریری مالکی شمس بن قبانی از کبار احناف۔ ابوہریرہ بن نقاش۔ دائودی۔ استاد عز الدین بن جماعۃ۔ ابن ہشام عجمی۔ صلاح اقفہسی۔ شہاب الغزی شافعی۔ جلال بلقینی۔ برہان بیجوری۔ ولی عراقی شمس بن مدیری شرف قبانی۔ علاء بن مغلی۔ بدر بن دمامینی۔ تقی الحصینی۔ شارح ابن شجاع۔ ہروی۔ سراج قاری الہدایہ نجم بن حجی۔ بدر بقتکی شمس البرماوی شمس الشطنوفی۔ تقی الفاسی۔ زین القمنی۔ نظام یحیی سیرافی۔ قرار یعقوب الرومی۔ شرف بن مفلح حنبلی شمس بن قنبیری۔ ابن جزری شیخ القراء ابن خطیب الدہشۃ۔ شہاب الابشیطی۔ زین تفہنی۔ بدر المقدسی۔ شرف بن مقری عالم یمن صاحب عنوان الشرف۔ تقی بن حجہ شاعر۔ جلال المرشدی نحوی مکہ۔ ہمام شیرازی شاگرد شریف۔ جمال بن خیاط عالم یمن۔ بوصیری محدث۔ شہاب بن محمرہ۔ علاء البخاری۔ شمس البساطی۔ جمال گازرونی عالم طیبہ۔ محب البغدادی حنبلی شمس بن عمار و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) المستکفی باللہ ابوالربیع

المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن المتوکل اپنے بھائی المعتضد باللہ کے زمانہ میں ولیعہد ہوا۔

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تولیت نامہ لکھا جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں ــــ یہ تحریر نامہ
حبیبی ابو الربیع کے نفس شریف کے واسطے لکھتا ہوں خداوند تعالیٰ جل شانہ اس کی حفاظت کرے
اور برائیوں سے بچائے اور اس کی رعایت کرے ہمارے سردار مولا وہو الشریف طاہر الاصل
الاعظم عباسیہ ہو سید سریر معتضد بامیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد اور وارث
خلفاء راشدین المعتضد باللہ ولی الفتح داؤد خدا تعالیٰ جس کے وجود سے دین کو اور مسلمانوں
اور اسلام کو نفع پہنچایا ہے یہ دستاویز اپنے برادر خورد کے حق میں لکھی ہے جو ان کی سلطنت
موروثی اصلی حسبی نسبی کی سیدی ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بے شک فوت شدہ [illegible] خداوند تعالیٰ
اس کی شان بلند کرے اور اس کو خلیفہ کے ساتھ مسلمانوں کا امام بنائیں۔ یہ عہد شرعی معتبر بر رضا و رغبت خود
مسلمانوں کی نصیحت کیلئے لکھا ہے تاکہ لوگ اس پر مطلع ہو کر جو چیز ان پر قبلہ [illegible] آنحضرت ﷺ اور
مصالح مومنین واجب ہے اسکو پورا کریں اور سنت خلفاء راشدین اور ائمہ مہدیین کی اقتداء
کریں۔ یہ تربیت نامہ اسوقت لکھا گیا اور معرض وجود میں لایا گیا جب المستکفی باللہ ابو الربیع کے
دین اور نیکی، عدالت، کفایت، اہلیت اور استحقاق کو پوری طرح سمجھ لیا گیا ہے اور ان کی حالت اور
پوشیدہ باتوں کو اچھی طرح جانچ لیا گیا ہے اور یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ اللہ کے دین میں ثابت قدم
اور معتبر شخص ہے اسکے اندر کوئی ایسی بات نہیں پائی گئی جو اسکے استحقاق کے منافی ہو [illegible]
کے معاملات پر اسکو پوری واقفیت حاصل کرنیکا ملکہ ہے اسی لئے ان لوگوں پر شفقت کرنے کی غرض سے
اور خود بری الذمہ ہونیکے واسطے اور حقدار کو حق پہنچانے کے لئے اس دستاویز کے لکھنے میں
سبقت کی گئی تاکہ عند الحاجت جو لوگ اسکو دیکھیں یا سنیں وہ اسکی تعمیل کریں اور اسکی اطاعت کو اپنا
فرض منصبی شمار کریں لوگوں کو اس کی اطاعت کے لئے بلایا۔ یہ دستاویز امیر المومنین المعتضد باللہ کی
موجودگی اور اذن سے لکھی گئی اور سیدی المستکفی ابو الربیع سلیمان نے اسپر قبول شرعی کیا۔

المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان خلفاء میں نہایت صالح ہوا ہے۔ یہ صالح، دیندار، عابد بہت زیادہ
کرنے والا قرآن شریف کی تلاوت کرنیوالا اور خاموش گوشہ نشین لوگوں سے جرائم سے چشم پوشی کرنیوالا با اخلاق
شخص تھا اس کے متعلق معتضد اکثر کہا کرتا تھا کہ میں نے اپنے بھائی سلیمان سے کوئی گناہ کبیرہ ہوتے
نہیں دیکھا۔ الملک الظاہر اس کا بڑا معتقد تھا اور اس کا حق پہچانتا تھا میرے والد صاحب اسکے
خادم تھے مستکفی انکا بہت ادب اور لحاظ کرتا تھا۔ انکو ہمیشہ اپنا ندیم سمجھتا رہا اور میں نے
ان کے گھر میں پرورش پائی اور اسی کی تربیت میں اتنا بڑا ہوا ہوں۔ [illegible] اس کی اولاد کی نہایت [illegible]

عابدی کیطرف مائل ہے۔ میرا گمان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ کی اولاد کے بعد کسی خلیفہ کی اولاد اتنی عابد زاہد نہ ہوئی ہوگی۔ جیسے خلیفہ مستکفی کی اولاد ہے۔

مستکفی بروز جمعہ سلخ ذی الحجہ ۸۴۵ھ میں بعمر تریسٹھ سال انتقال کر گئے میرے والد ماجد بھی خلیفہ المستکفی کے بعد زیادہ دنوں زندہ نہ رہے اور انھوں نے مستکفی کے چالیس روز بعد انتقال فرمایا سلطان ان کے جنازہ کے ساتھ قبر تک گیا اور جنازہ کو خود کندھا دیا۔ مستکفی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ تقی المقریزی۔ شیخ عبادہ ابن کمیل شاعر۔ وفائی۔ قایاتی۔ شیخ الاسلام ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ۔

القائم بامر اللہ ابو البقاء (۱۳)

القائم بامر اللہ ابو البقاء حمزہ بن المتوکل۔ اس سے اسکے بھائی مستکفی کے بعد بیعت کی گئی۔ مستکفی نے اسے یا کسی اور کو ولیعہد نہیں بنایا تھا۔ القائم تیز طبیعت اور دوسرے بدن کا آدمی تھا بخلاف اپنے دوسرے بھائیوں کے یا جبروت شخص تھا۔ ۸۵۷ھ کے شروع میں الملک الظاہر جقمق کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا عثمان بہ لقب المنصور جانشین ہوا مگر ڈیڑھ ہی مہینہ سلطنت کرنے پایا تھا کہ انیال نے اسپر حملہ کرکے قید کر دیا خلیفہ نے انیال کو ربیع الاول میں اشرف کا خطاب دیکر سلطان بنا دیا چند روز کے بعد ایک لشکر کشی کے متعلق سلطان اور خلیفہ میں ان بن ہو گئی جس کی وجہ سے جمادی الاول ۸۵۹ھ میں اس نے خلیفہ کو معزول کرکے اسکندریہ میں بھیجدیا اور اسکی موت آنے تک یعنی ۸۶۳ھ تک اس کو قید رکھا جب یہ قید کے ساتھ قید ہستی سے بھی چھوٹ گیا تو اس کو اسکے بھائی مستعین کے پاس دفن کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان دونوں بھائیوں کا خلع ہوا اور دونوں اسکندریہ میں ہی قید ہوئے اور پاس ہی دفن کئے گئے۔

القائم بامر اللہ کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔ میرے والد ماجد مرحوم اور علامہ قلقشندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

المستنجد باللہ خلیفۃ العصر ابو المحاسن (۱۴)

المستنجد باللہ خلیفۃ العصر ابو المحاسن یوسف بن المتوکل اپنے بھائی کے خلع کے بعد تخت خلافت پر آیا ان دنوں اشرف انیال تخت سلطنت پر تھا جو ۸۶۵ھ میں انتقال کر گیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا احمد سلطان ہوا جس نے اپنا لقب المؤید اختیار کیا مگر خشقدم نے اس پر حملہ کیا اور ماہ رمضان

شریف میں اسی سال اسے قید کرلیا اور خود اپنا لقب الظاہر مقرر کر کے سلطان ہو گیا۔ ربیع الاول سنہ ۸۷۲ھ میں اسکا انتقال ہو گیا ــــ اسکی جگہ بلبائی الظاہر کا لقب اختیار کر کے مقرر ہوا مگر دو ماہ کے بعد اس پر فوج نے حملہ کر کے اسے تخت سے اتار دیا اور تمربغا کو الظاہر خطاب دے کر سلطان بنا دیا۔ دو ماہ کے بعد اسپر بھی حملہ ہوا اور اسکی جگہ سلطان العصر قائیتبائی بہ لقب اشرف سلطان ہوا۔ اس نے اچھی طرح سلطنت پر قبضہ کیا اور نہایت شان و شوکت تیزی اور چالاکی کے ساتھ سلطنت کرنی شروع کی۔ الناصر محمد بن قلاوون کے عہد سلطنت سے اب تک کوئی ایسا سلطان نہیں ہوا تھا چنانچہ مصر سے فرات تک اسنے بہت تھوڑے لشکر کے ساتھ بے خوف و خطر سفر کیا اس کی خوش اخلاقی اور سیرت جمیلہ اس بات سے اچھی طرح واضح ہے کہ اس نے مصر میں کسی صاحب وظیفہ دینیہ کو مثل قاضی مشائخ مدرسین کو مقرر نہیں کیا مگر یہ کہ موجودہ لوگوں کی اصلاح کی اور انھیں کا وظیفہ مقرر رکھا کسی قاضی اور شیخ کو مال کی عوض میں مقرر نہیں کیا۔

الظاہر خشقدم جب سلطان مقرر ہوا تھا تو اس سے حاتم نائب شام ملنے کے واسطے آیا تھا جب الظاہر کو اسکے آنیکی خبر ہوئی تو اس نے خلیفہ اور چاروں قاضیوں اور لشکر کو قلعہ میں آنے کے متعلق کہا اور نائب شام کو کچھ شرائط طے کرنے کے بعد لوٹا دیا قاضیوں اور لشکر کو بھی ان کے مقامات کو واپس کر دیا۔ خلیفہ قلعہ میں ہی ٹھہر گیا اور الظاہر اسے اسکے مکان پر واپس نہ کر سکا اور آخر عمر تک وہیں رہا۔ ۴ محرم الحرام سنہ ۸۸۴ھ میں دو سال مرض فالج میں مبتلا رہ کر انتقال کر گیا۔ قلعہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مدفن خلفاء میں مشہد نفیسی کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر نوے برس یا اس سے کچھ زائد کی تھی۔

(۱۵) المتوکل علی اللہ ابو العز

المتوکل علی اللہ ابو العز عبد العزیز بن یعقوب بن المتوکل علی اللہ جندی کی بیٹی حاج نامی کے بطن سے سنہ ۸۱۹ھ میں پیدا ہوا۔ اسکے والد کو خلافت نہیں پہونچی تھی یہ خود جب جوان ہوا تو اپنے خصائل جمیلہ اور مناقب حمیدہ۔ تواضع حسن سیرت۔ خندہ پیشانی اور کثرت ادب کے باعث مقبول اور خاص و عام کا محبوب و مشار الیہ ہو گیا ــــ یہ علم دوست اور علم میں مشغول اور منہمک تھا میرے والد ماجد وغیرہ سے علم حاصل کیا تھا۔ اسکے چچا المستکفی نے اپنی لڑکی کے ساتھ اسکی شادی کی تھی اس سے ایک لڑکا نہایت صالح پیدا ہوا جو خود ہاشمی اور ہاشمیہ کی اولاد ہے۔

جب اس کے چچا المستنجد کے مرض نے طول کھینچا تو اس کو ولیعہد بنا دیا گیا اور جس وقت اس نے
وفات پائی تو لوگوں نے ۲ محرم ۸۸۴ھ میں پنجشنبہ کے روز سلطان قضاۃ اور اعیان سلطنت کی موجودگی
میں اس سے بیعت کی اول اس نے المستعین باللہ لقب اختیار کرنا چاہا پھر مستعین اور متوکل میں
تردد اور غور و فکر کیا مگر آخر رائے یہی قرار پائی کہ المتوکل ہی مقرر کیا جائے چنانچہ یہی خطاب مقرر
ہوا۔ بیعت کے بعد قلعہ سے یہ اپنے مکان پر سوار ہو گیا۔ قضاۃ، مصاحب اور اعیان سلطنت
جلو میں تھے پھر شام کو مکان سے قلعہ میں لوٹ آیا اور جس طرح مستنجد قلعہ میں رہتا تھا یہ بھی رہنے
لگا۔ اسی سال سلطان ملک الاشرف حج کے لئے حجاز کی طرف چلا اس سے پہلے کسی سلطان نے سو
برس سے حج نہیں کیا تھا۔ حج سے پہلے مدینہ شریف میں زیارت کے لئے گیا اور وہاں چھ ہزار دینار
خرچ کئے پھر مکہ معظمہ میں آیا اور پانچ ہزار دینار خرچ کئے یہاں مدرسہ میں قیام کیا اور مناسک حج
کر کے واپس لوٹا۔ جب شہر میں داخل ہوا تو اس کے آنے کی خوشی میں کئی روز تک زینت اور چراغاں
کیا گیا۔ ۸۸۵ھ میں مصر سے لشکر نے بہ سرگردگی دوادار عراق پر خروج کیا ادھر سے یعقوب
بن حسن ... رہا کے قریب مقابلہ ہوا۔ مصریوں کو ہزیمت ہوئی بہت سے مصری مارے گئے باقی
قید ہو گئے دوادار بھی قیدیوں میں شامل تھا جو قتل کر دیا گیا۔ یہ لڑائی نصف آخر رمضان میں
واقع ہوئی۔ یہ عجیب بات ہے کہ قاضی حنفیہ شمس الدین امشاطی اور اس دوادار کی آپس میں
سخت رنجش تھی ایک دوسرے کے زوال کا خواستگار رہتا تھا۔ جس روز دوادار فرات کے
کنارہ پر قتل ہوا اسی روز قاضی شمس الدین کا بھی مصر میں انتقال ہو گیا۔ ۸۸۶ھ کے ۱۲
محرم کو سخت زلزلہ آیا جس کی وجہ سے پہاڑ زمین بیابان سب پانی کی طرح حرکت کرنے لگے مگر
الحمد للہ بہت تھوڑی دیر یہ حالت رہ کر سکون ہو گیا اس زلزلہ کی وجہ سے مدرسہ صالحیہ
کی چھت قاضی القضاۃ شرف الدین بن عبد پر آ گری جس کی وجہ سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں ایک شخص خاکی نامی ہندوستان
سے مصر میں آیا اس کا دعویٰ تھا کہ میری عمر ڈھائی سو سال کی ہے میں اس سے خود جا کر ملا
وہ ایک تنومند آدمی تھا۔ تمام داڑھی سفید تھی عقل کسی طرح باور نہیں کرتی تھی کہ اس کی عمر ستر سال
کی بھی ہوگی چہ جائیکہ زیادہ کی ہو اس نے کہا کہ میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں حج کیا تھا پھر اپنے
وطن ہندوستان چلا گیا۔ بغداد پر تاتاریوں کا حملہ سلطان حسن کے زمانہ میں قبل از بنائے
مدرسہ پھر میں مصر میں آیا۔ میری رائے ہے کہ جو کچھ اس نے بیان کیا اس میں وہ جھوٹا تھا کیونکہ

کوئی بات جو اس کے دعوے کی صحت اور وضاحت کرتی اس نے بیان نہیں کی۔

اسی سال سلطان محمد بن عثمان ملک الروم کے انتقال کی خبر پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے دونوں لڑکوں میں بادشاہت کے اوپر خوب جنگ و جدل ہوا۔ ایک ان میں غالب ہو کر بادشاہ بنگیا اور دوسرا مغلوب ہو کر مصر چلا آیا۔ سلطان مصر نے اس کا بیحد اکرام کیا اور اسکو اپنا مہمان رکھا۔ پھر وہ شام کو ہوتا ہوا فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے حجاز کی طرف چلا گیا — سنہ میں مدینہ منورہ سے خطوط پہونچے کہ ۱۳ رمضان کو مسجد کے مادنہ پر بجلی گری جس کی وجہ سے مادنہ، مسجد شریف کی چھت، خزانہ اور کتابیں جل گئیں سوائے دیواروں کے کچھ باقی نہیں رہا۔ ایک ہولناک واقعہ ہے — چہارشنبہ سلخ محرم الحرام سنہ ۹۰۳ھ کو خلیفہ متوکل علی اللہ کا انتقال ہو گیا اور اپنے بیٹے یعقوب کو المستمسک باللہ کا خطاب دیکر ولیعہد بنایا گیا — یہ آخری حال ہے جو میں اس تاریخ میں لکھتا ہوں — میں نے اس کتاب کی تصنیف میں حوادثات تاریخ ذہبی سے اخذ کیا ہے جس میں سنہ ۰۰ھ تک کے حالات مندرج ہیں۔ پھر تاریخ ابن کثیر سے جس میں سنہ ۰۰ھ تک کے واقعات قلمبند ہیں۔ پھر مسالک سے جس میں سنہ ۰۰ھ تک کے حالات موجود ہیں۔ پھر انباء الغمر مصنفہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے لئے ہیں جس میں سنہ ۰۰ھ تک کے واقعات اکھٹے ہیں۔

حوادث کے علاوہ حسب ذیل تواریخوں سے اقتباس کیا گیا ہے۔ تاریخ بغداد مصنفہ خطیب (دس جلدیں) تاریخ دمشق مصنفہ ابن عساکر (ستاون جلدیں) اوراق مصنفہ صولی (سات جلدیں) طیوریات (تین جلدیں) حلیۃ الاولیاء نعیم (سات جلدیں) مجالسہ مصنفہ دینوری، کامل مصنفہ مبرد (دو جلدیں) امالی ثعلب (ایک جلد) و دیگر کتب تواریخ وغیرہ۔

فصل

دولت امویہ جو اندلس میں قائم ہوئی

سب سے پہلے یہاں کا بادشاہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ہے سنہ ۱۳۸ھ میں اندلس بھاگ کر گیا تو یہاں اس نے خلافت پر بیعت کی گئی — [illegible] عادل شخص تھا۔ ربیع الآخر سنہ ۱۷۲ھ میں انتقال کیا اس کے بعد اس کا بیٹا [illegible] تخت نشین ہوا جس نے صفر سنہ ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔ ہشام کے بعد اس کا بیٹا [illegible]

بہ لقب المرتضیٰ تخت پر بیٹھا اور ذی الحجہ ۲۰۶ھ میں مرگیا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا عبدالرحمٰن ہوا۔ یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے بنی امیہ کی سلطنت کو اسپین میں مضبوط کیا۔ اور اسکی جڑیں قائم کر دیں۔ خلافت کی بزرگی اسپین میں جاری کی۔ اس کے زمانہ میں اسپین کے اندر لباس میں زینت کی گئی۔ درہم مسکوک کرائے گئے ہیں سے پہلے یہاں دار الضرب (ٹکسال) نہیں تھا بلکہ اہل مشرق اپنے یہاں سے جو درہم لاتے تھے وہی یہاں چلا کرتے تھے۔ اس نے دار الضرب قائم کیا یہ اپنی جبروت اور سطوت میں ولید بن عبدالملک کے مشابہ تھا اور کتب فلسفیہ رائج کرنے میں مامون عباسی کے مثل تھا۔ اسی نے اسپین میں سب سے اول فلسفہ داخل کیا۔ ۲۳۹ھ میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا محمد تخت نشین ہوا جو صفر ۲۷۳ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اسپین میں اس کا بیٹا المنذر بادشاہ ہوا۔ اور اس نے صفر ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔ بعد ازاں اس کا بھائی عبد اللہ تخت نشین ہوا یہ خلفاء اندلس میں از روئے علم اور دین کے سب سے بہتر تھا۔ ربیع الاول ۳۰۰ھ میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن محمد بہ لقب الناصر تخت نشین ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس کو خلافت کا لقب دیا اور امیر المومنین کے نام سے پکارا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب مقتدر کے زمانہ میں دولت عباسیہ کمزور ہوگئی تو اس نے خلافت کا دعویٰ کر کے امیر المومنین کا لقب اختیار کر لیا۔ اس سے پہلے تمام بادشاہان اسپین محض امیر کے لفظ سے یاد کیے جاتے تھے۔ رمضان ۳۵۰ھ میں اسکا انتقال ہوگیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا الحکم المستنصر بادشاہ ہوا جو صفر ۳۶۶ھ میں مرگیا اسکے بعد اس کا بیٹا ہشام المؤید تخت پر بیٹھا ۳۹۹ھ میں اس کو خلع ہوا اور قید کر دیا گیا۔ اسکی جگہ محمد ہشام بن عبدالجبار بن الناصر عبدالرحمٰن بہ لقب المہدی تخت پر بیٹھا ابھی چھ مہینہ ہی سلطنت کی تھی کہ اس پر اس کے بھتیجے ہشام بن سلیمان بن الناصر عبدالرحمٰن نے خروج کر دیا اور وہ بادشاہ ہو گیا۔ اس نے اپنا لقب الرشید مقرر کیا۔ اس پر اس کا چچا محمد آیا اور اس کو قتل کر کے خود بادشاہ ہو گیا۔ رعایا نے متفق ہو کر اس کا خلع کر دیا یہ کہیں چھپ گیا مگر آخر تلاش کے بعد قتل کر دیا گیا لوگوں نے ہشام مقتول کے بھتیجے سلیمان بن الحکم المستنصر سے بیعت کر لی اور المستعین اس کا لقب کر دیا پھر مہدی نے اس کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے ۴۰۰ھ میں قید کر دیا اور عبدالرحمٰن بن عبد الملک

الناصر کو المرتضیٰ کا خطاب دیکر اس سے بیعت کرلی اور یہ بھی آخر سال میں قتل ہوگیا-
ں کے بعد دولت امویہ مردہ ہو گئی اور حکومت علویہ حسینیہ قائم ہو گئی۔ حکومت علویہ
اد شاہ الناصر علی بن حمود محرم سنہ ۴۰۷ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور ذوالقعدہ سنہ ۴۰۸ھ میں
ں ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی المامون القاسم بادشاہ ہوا اور سنہ ۴۱۲ھ میں اس کا خلع
گیا اس کے خلع کے بعد اس کا بھتیجا یحییٰ بن الناصر علی بن حمود بہ لقب المستعلی بادشاہ ہوا
ر ایک سال سات ماہ کے بعد قتل ہو گیا دولت امویہ اب پھر لوٹ آئی اور المستظہر
دالرحمٰن بن ہشام بن عبدالجبار اموی بادشاہ ہوا مگر پچاس روز کے بعد قتل کر دیا گیا اور
بن محمد الرحمٰن بن عبید اللہ بن الناصر عبدالرحمٰن بہ لقب المستکفی تخت نشین ہوا ایک سال
ر ماہ کے بعد اس کا خلع ہوا۔ اور اس کی جگہ ہشام بن محمد بن عبد الملک بن الناصر عبدالرحمٰن
لقب المعتمد بادشاہ ہوا کچھ دنوں کے بعد اس کا بھی خلع ہوا اور قید کر دیا گیا سنہ ۴۲۸ھ کچھ
اہل ہجری میں یہ قید میں مرگیا اور اسی کی موت کے ساتھ حکومت امویہ بھی اسپین میں مر گئی -

فصل

دولت خبیثہ عبیدیہ میں

جس شخص نے اس حکومت کو سب سے اول مغرب میں قائم کیا وہ المہدی عبید اللہ ہے اس
نے اس حکومت کی بنیاد سنہ ۲۹۶ھ میں ڈالی اور خود سنہ ۳۲۲ھ میں مرگیا اس کے بعد اس کا بیٹا القائم بامر
اللہ محمد جانشین ہوا۔ سنہ ۳۳۴ھ میں یہ بھی مرگیا اس کے قائمقام اس کا بیٹا المنصور اسماعیل تخت
نشین ہوا جو سنہ ۳۴۱ھ میں مرگیا۔ پھر اس کا بیٹا المعز لدین اللہ سعد بادشاہ ہوا جو سنہ ۳۶۲ھ میں
قاہرہ میں داخل ہوا اور سنہ ۳۶۵ھ میں مرگیا اس کی جگہ اس کا جانشین اس کا لڑکا العزیز نزار قائم
ہوا سنہ ۳۸۶ھ میں مرگیا اس کے بعد اس کا بیٹا الحاکم بامر اللہ منصور تخت نشین ہوا جو سنہ ۴۱۱ھ
میں قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کا لڑکا الظاہر لاعزاز دین اللہ علی سلطنت پر قائم ہوا۔ سنہ ۴۲۷ھ
میں یہ بھی مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر محمد تخت سلطنت پر قابض ہوا۔ جو سنہ ۴۸۷ھ میں
فوت ہو گیا۔ اس حساب سے اس نے چار ماہ ساٹھ سال حکومت کی۔
ذہبی کہتے ہیں کہ میری رائے میں کسی خلیفہ یا بادشاہ اسلام نے اتنی مدت تک حکومت نہیں

اس کے بعد اس کا بیٹا المستعلی باللہ احمد قائم ہوا جو ۴۹۵ھ میں مرگیا۔ بعدہٗ اس کا بیٹا الآمر باحکام اللہ منصور بعمر پانچ سال بادشاہ ہوا ۵۲۴ھ میں بغیر کوئی اولاد چھوڑ کے قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس کے چچا کا لڑکا الحافظ لدین اللہ عبدالمجید ابن محمد بن المستنصر قائم ہوا ۵۴۴ھ میں یہ بھی مرگیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا الظافر باللہ اسماعیل قائم ہوا جو ۵۴۹ھ میں قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس کا بیٹا الفائز بنصر اللہ عیسیٰ تخت نشین ہوا اور یہ بھی ۵۵۵ھ میں مرگیا۔ سلطنت پر اب العاضد لدین اللہ عبد اللہ بن یوسف ابن الحافظ لدین اللہ قائم ہوا۔ ۵۶۷ھ میں اس کا خلع ہوا اور اسی سال مرگیا۔ اب مصر میں دعوت عباسیہ قائم ہوگئی اور دولت عبیدیہ کا خاتمہ ہوگیا ذہبی کہتے ہیں کہ یہ عبیدیہ کے چودہ بادشاہ ہوئے جو بہ تکلف خلیفہ بنے کسی نے از خود ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔

فصل

حکومت بنی طباطبا العلویہ الحسنیہ

اس حکومت کی بنیاد ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم طباطبا نے جمادی الاولیٰ ۱۹۹ھ میں قائم کی اور اسی زمانہ میں الہادی یحییٰ بن الحسین بن قاسم بن طباطبا نے یمن میں حکومت قائم کی اور امیر المومنین کا لقب اختیار کیا ذوالحجہ ۲۹۸ھ میں اس کا انتقال ہوگیا اس کی جگہ اس کا بیٹا المرتضیٰ محمد تخت پر بیٹھا جو ۳۲۰ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی الناصر احمد تخت پر قائم ہوا۔ اس کا انتقال ۳۲۲ھ میں ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المنتخب الحسین تخت پر آیا اور ۳۲۹ھ میں مرگیا اس کے بعد اس کا بھائی مختار القاسم تخت نشین ہوا۔ ماہ شوال ۳۴۴ھ میں یہ قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کا بھائی الہادی محمد اس کے بعد الرشید العباس بیٹھا۔ اور اس کے بعد ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

فصل

دولت طبرستانیہ کے بیان میں

اس حکومت پر چھ آدمی برسر اقتدار ہوئے۔ اول تین بنی الحسن سے اور ان کے بعد تین بنی الحسین سے۔ ہشام الداعی الی الحق حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسین بن زید بن جواد بن حسن بن حسین بن حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے ۲۵۰ھ میں رے اور دیلم میں حکومت قائم کی۔ اس کے بعد اس کا بھائی القائم بالحق محمد جانشین ہوا اور ۲۸۸ھ میں قتل ہوا اس کے بعد اس کا دوست المہدی الحسن بن زید القائم بالحق برسر حکومت آیا اور اس کے بعد (مصنف نے اس سے آگے سفیدی چھوڑ دی ہے اور کچھ بیان نہیں کیا۔ مترجم) — **فائدہ**۔ ابن حاتم نے اپنی تفسیر میں بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عاص روایت کی ہے کہ جس وقت سے دنیا کتم عدم سے ظہور میں آئی ہے اس وقت سے دنیا میں کوئی نہ کوئی حادثہ ہر صدی کے شروع میں ضرور واقع ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب سے **پہلی صدی** ہجری میں فتنہ حجاج ظہور میں آیا **دوسری صدی** میں خلیفہ مامون کا فتنہ اٹھا یعنی وہ اپنے بھائی امین سے لڑا جس میں بغداد کے محاسن پر پانی پھر گیا۔ اہل بغداد تباہ ہو گئے امین قتل ہوا پھر اس نے لوگوں کو خلق قرآن میں آزمایا۔ یہ اس امت میں سب سے بڑا فتنہ اور بدعت کے اعتبار سے سب سے پہلی بدعت ہے۔ اس سے پہلے کسی خلیفہ نے کسی کو کسی بدعت کی طرف نہیں بلایا تھا۔ **تیسری صدی** ہجری میں قرمطی کا خروج ہوا۔ اس کے بعد مقتدر کا فتنہ اٹھا جبکہ اس کا خلع کیا گیا اور ابن معتز سے بیعت کی گئی۔ اس کے بعد مقتدر ثانی پھر خلیفہ ہوا۔ قاضی ذبح ہوا۔ اکثر علماء قتل ہو گئے اس سے پہلے اسلام میں کوئی قاضی قتل نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد نفریقیہ علم کا فتنہ

متطلبین کا قلبہ جو شہروں پر اب تک چلا آتا ہے ہوا منجملہ ان کے دولت عبیدیہ کا قائم ہونا جیسے اشارہ کافی ہے کہ لوگوں نے فساد کفر علماء کا قتل صلحاء کو ذبح کرایا چوتھی صدی ہجری میں الحاکم کا فتنہ جو شیطان لئیم کے اشارے سے تھا نے نہ خداوند کریم کے حکم سے۔ اس پر خود اس کے افعال شاہد ہیں پانچویں صدی ہجری میں شام اور بیت المقدس کا فرنگیوں کے پاس چلا جانا چھٹی صدی ہجری میں سخت قحط کا پڑنا جس کی نظیر یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے بعد کہیں نہیں ملتی نیز تاتاریوں کی آمد کی ابتداء ساتویں صد ہجری میں تاتاریوں کا فتنہ عظمیٰ کہ جس کی مثال کہیں نہیں ملتی جس میں مسلمانوں کے دریا بہہ گئے آٹھویں صدی ہجری میں فتنہ تمرلنگ کہ جس کے فتنہ عظیم کے ر فتنہ تتار بھی ہیچ ہوگیا۔ میں خداوند تعالےٰ جل مجدہ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ ہمیں نویں صدی ہجری کے فتنہ کو نہ دکھلائیے اور اس سے پہلے ہی بطفیل اپنے حبیب ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے جوار رحمت میں لے لیجئے

آمین آمین یارب العالمین

معجون جالینوس

جالینوس نے اس معجون کے سات فائدے لکھے ہیں (۱) قوت مردی اور خواہش کو قائم رکھتی ہے اور قضیب کو سخت اور فربہ کرتی ہے (۲) گردہ اور دیگر اعضائے تناسل کے درمیانی عروق نیز مثانہ و انثیین کے حول و احلیل کو جو غلط کاری اور کثرت جماع سے پہونچ جاتے ہیں اور دوران خون میں مزاحم ہوتے ہیں۔ انہیں اعتدال کیساتھ قوی کرتی ہے اور اپنے ذاتی فعل وغیرہ کو بیدار کرتی اور حالت طبعی تک پہنچاتی ہے (۳) پٹھوں میں اور اعصاب میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے اور جوش و قوت کو برقرار رکھتی ہے (۴) مردی عظمت کو قائم رکھتی ہے (۵) چہرہ کا رنگ نکھارتی ہے (۶) اچھی مقدار میں خون صالح پیدا کرتی ہے۔ (۷) اصل کی زائل شدہ قوت کا رفتہ رفتہ بدل پیدا کرتی ہے نیز ہر عضو کی کمزوری کے لئے نافع ہے۔ غلط کاری یا خلاف فطری افعال کے ارتکاب سے اعضائے تناسل کی ساخت میں جو تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اسکی اصلاح کرتی ہے اگر قطرہ کا مرض ہو گیا ہو تو یہ معجون منی کو گاڑھا کر کے قطرہ کا مرض کھو دیتی ہے۔ ترکیب استعمال ۵ ماشہ سے ۷ ماشہ تک یہ معجون دودھ یا پانی سے کھائیں۔ قیمت:۔ ۵ تولہ ڈھائی روپے (عہ) دس تولہ پانچ روپے (عہ) بیس تولہ دس روپے چالیس تولہ بیس روپے۔ اسی تولہ یعنی ایک سیر چالیس روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

محمد عبدالمنان غفرلہٗ کتب خانہ اشرفیہ لوہر اپیر رنچھوڑ روڈ کراچی نمبر ۱